سیرتِ نبی رحمتِ دو عالم ﷺ پر
معروف ترین و قدیم ترین مستند کتاب کا اُردو ترجمہ

سیرت النبی ﷺ

ابن ہشام

تالیف

محمد اسحاق بن یسار المطلبی المدنی

المتوفی سنہ ۱۵۱ھ

ابو محمد عبد الملک بن ہشام المعافری

المتوفی سنہ ۲۱۸ھ

مترجم

مولانا قطب الدین احمد صاحب محمودی

اسلامی کتب خانہ

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ

سیرتِ نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا بیش بہا خزانہ

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ابنِ ہشام

حصہ اوّل

مُصنّف

محمد عبدالملک ابنِ ہشام

مُترجم

مولوی قطب الدین احمد صاحب محمودی (کاملِ تفسیر)

سابق لکچرار چاؤ گھاٹ کالج بلدہ

ناشر

اسلامی کتب خانہ

فضل الٰہی مارکیٹ
چوک اردو بازار لاہور
فون : 042 - 7223506

کتاب کی کتابت کے حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب .... سیرت ابن ہشام (حصہ اوّل)
مصنف .... محمد عبدالملک ابن ہشام
مترجم .... مولوی قطب الدین احمد صاحب محمودی (کامل تفسیر)
سابق لکچرار چاڈگھاٹ کالج بلدہ
ناشر .... حاجی ممتاز احمد (اسلامی کتب خانہ، اردو بازار لاہور)
مطبوعہ .... لعل سٹار پرنٹرز

فہرست مضامین

سیرت ابن ہشام حصہ اوّل

صفحہ	مضمون
۹	بیان سلسلہ نسب پاک محمد ﷺ سے آدم علیہ السلام تک
۱۰	نسب اولاد اسمٰعیل علیہ السلام
۱۴	عمرو بن عامر کے یمن سے نکلنے کا واقعہ اور مارب کے بند کا قصہ
۱۷	ربیعہ بن نصر حاکم یمن کا حال اور شق و سطیح کاہنوں کا بیان
۲۰	ابوکرب تبان اسعد کا ملک یمن پر غلبہ اور یثرب والوں کے ساتھ اس کی جنگ
۳۱	اس کے بیٹے حسان بن تبان کی حکومت اور عمرو کا اپنے بھائی کو مار ڈالنا
۳۳	حکومت یمن پر لخنیعہ ذو شناتر کا تسلط
۳۵	حکومت ذی نواس
۳۶	نجران میں دین عیسوی کی ابتداء
۳۹	عبداللہ بن الثامر کا حال اور اصحاب الاخدود کا قصہ
۴۱	خندقوں کا بیان
۴۲	دوس ذو ثعلبان کی حالت اور حبشہ والوں کی حکومت اور اریاط کا ذکر جس نے یمن پر قبضہ حاصل کر لیا تھا
۴۸	حکومت یمن پر ابرہتہ الاشرم کا غلبہ اور اریاط کا قتل
۵۰	اصحاب فیل اور حرمت والے مہینوں کو ملتوی کرنے والے
۶۷	ہاتھی کے متعلق جو اشعار کہے گئے

صفحہ	مضمون
۷۴	سیف بن ذی یزن کا ظہور اور وہرز کی یمن پر حکومت
۸۱	یمن میں فارس والوں کی حکومت کا خاتمہ
۸۴	بادشاہ حضر کا قصہ
۸۷	نزار بن معد کی اولاد کا ذکر
۸۹	عمرو بن لحی کا قصہ اور عرب کے بتوں کا ذکر
۱۰۱	رسم بحیرۃ وسائبۃ ووصیلۃ وحامی
۱۰۹	حالات سامہ
۱۱۰	عوف بن لوی کے حالات اور اس کے نسب کا تغیر
۱۱۵	حالات بسل
۱۱۸	اولاد عبدالمطلب بن ہاشم
۱۲۰	ذکر ولادت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زمزم کی کھدائی کے بیان کی جانب اشارہ
۱۲۰	جرہم کے حالات اور زمزم کا پاٹ دیا جانا
۱۲۲	بنی کنانہ اور بنی خزیمۃ کا بیت اللہ پر تسلط اور جرہم کا اخراج
۱۲۶	تولیت بیت اللہ پر بنی خزاعہ میں کے بعض لوگوں کا مستقل قبضہ
۱۲۶	قصی بن کلاب کا حبّی بنت حلیل سے ازدواج
۱۲۷	غوث بن مر کا لوگوں کو حج کی اجازت دینے پر مامور ہونا
۱۲۹	عدوان کی مقام مزدلفہ سے روانگی کی حالت
۱۳۱	عامر بن ظرب بن عمرو بن عیاذ بن یشکر بن عدوان کا بیان
۱۳۲	قصی بن کلاب کا حکومت مکہ پر غلبہ پانا اور اس کا قریش کو متحد کرنا اور بنی قضاعہ کا اس کی امداد کرنا
۱۳۹	قصی کے بعد قریش کا اختلاف اور حلف المطیبین
۱۴۱	حلف الفضول
۱۵۰	زمزم کی کھدائی
۱۵۴	قبائل قریش کی مکہ کی بادلیوں کا بیان

صفحہ	مضمون
۱۵۷	○ عبدالمطلب کا اپنے لڑکے کو ذبح کرنے کی نذر ماننا
۱۶۰	○ اس عورت کا بیان جو عبداللہ بن عبدالمطلب سے نکاح کرنے کے لئے آئی
۱۶۲	○ آمنہ سے رسول اللہ ﷺ کے حمل میں آنے کے وقت جو باتیں کہی گئیں
۱۶۲	○ رسول اللہ ﷺ کی ولادت (باسعادت) اور رضاعت
۱۶۹	○ حضرت آمنہ کی وفات اور رسول اللہ ﷺ کا اپنے دادا عبدالمطلب کے ساتھ رہنا
۱۷۰	○ عبدالمطلب کی وفات اور آپ کے مرثیے کے اشعار
۱۸۳	○ رسول اللہ ﷺ کا ابوطالب کی سرپرستی میں رہنا
۱۸۴	○ قصہ بحیرا
۱۸۸	○ جنگ فجار
۱۹۰	○ رسول اللہ ﷺ کا خدیجہ رضی اللہ عنہا سے عقد
۱۹۴	○ کعبۃ اللہ کی تعمیر اور رسول اللہ ﷺ کا حجر اسود کے معاملے میں حکم بننا
۲۰۰	○ بیان خمس
۲۰۵	○ رجم شیاطین کا حادثہ اور کاہنوں کا رسول اللہ ﷺ کے ظہور سے خوف دلانا
۲۱۲	○ رسول اللہ ﷺ کے متعلق یہودیوں کا ڈرانا
۲۱۵	○ سلمان رضی اللہ عنہ کا اسلام
۲۲۳	○ ان چار شخصوں کا بیان جو بتوں کی پوجا چھوڑ کر تلاش ادیان میں ادھر ادھر چلے گئے
۲۳۴	○ انجیل میں رسول اللہ ﷺ کی صفتیں
۲۳۵	○ ان سچے خوابوں کا بیان جن سے نبی ﷺ کی نبوت کی ابتداء ہوئی
۲۳۵	○ پتھروں اور درختوں کا نبی ﷺ کو سلام کرنا
۲۳۶	○ جبرئیل علیہ السلام کے آنے کی ابتداء
۲۴۰	○ قرآن کے اترنے کی ابتداء
۲۴۲	○ خدیجہ بنت خویلد رحمہا اللہ کا اسلام اختیار کرنا
۲۴۲	○ وحی کا چند دن کے لیے رک جانا اور سورۃ ضحیٰ کا نزول
۲۴۵	○ فرض نماز کی ابتدا

مضمون	صفحہ
○ مردوں میں سب سے پہلے علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا اسلام اختیار کرنا	۲۴۶
○ دوسرا زید بن حارثہ کا اسلام اختیار کرنا	۲۴۹
○ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اسلام اور آپ کی شان	۲۵۰
○ صحابہ میں سے ان لوگوں کا بیان جنھوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تبلیغ سے اسلام اختیار کیا	۲۵۱
○ ان کے بعد سابقین الاولین رضی اللہ عنہم کا اسلام	۲۵۲
○ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے تبلیغ اسلام کی ابتداء اور مشرکوں کی جانب سے اس کا جواب ...	۲۵۵
○ قریش کا ابوطالب کے پاس تیسری بار عمارہ ابن الولید المخزومی کے ساتھ جانا	۲۵۹
○ قریش کا ایمانداروں کو تکلیفیں دینا اور ایمان سے برگشتہ کرنے کی کوشش کرنا	۲۶۱
○ قرآن کی توصیف میں ولید بن مغیرہ کی حیرانی	۲۶۳
○ ابوطالب کے شعر جو انھوں نے قریش کی دلجوئی کے لیے کہے اور ابوالقیس ابن الاسلت کے شعر اور قریش کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیفیں دینا	۲۶۵
○ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کی قوم کا سلوک	۲۸۸
○ حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کا اسلام اختیار کرنا	۲۹۰
○ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق عتبہ بن ربیعہ کا قول	۲۹۲
○ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قریش کے رئیسوں کے درمیان بات چیت اور سورۂ کہف کی تفسیر	۲۹۴
○ ابوجہل کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ برتاؤ اور اللہ تعالیٰ کا اس کی چال بازیوں کو اس کے گلے کا ہار بنانا اور اس کو رسوا کرنا	۲۹۹
○ قرآن پر افترا پردازی میں نضر بن الحارث کی حالت	۳۰۰
○ قریش کا نضر و عقبہ کو یہود کے عالموں کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات دریافت کرنے کے لیے روانہ کرنا	۳۰۱
○ قریش کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قراءت سننے کا حال	۳۲۲
○ کمزور مسلمانوں پر مشرکوں کا ظلم اور ستم	۳۲۵
○ حبشہ کی سرزمین کی جانب مسلمانوں کی پہلی ہجرت	۳۲۹
○ حبشہ کی جانب ہجرت کے متعلق جو شعر کہے گئے	۳۳۵

مضمون	صفحہ
○ حبشہ والوں کی نجاشی سے بغاوت	۳۴۶
○ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا اسلام اختیار کرنا	۳۴۷
○ شعب ابی طالب کا واقعہ اور نوشتہ معاہدہ	۳۵۳
○ امیہ بن خلف الجمحی کا حال	۳۵۹
○ عاص بن وائل السہمی کا بیان	۳۶۰
○ ابوجہل بن ہشام المخزومی کا حال	۳۶۱
○ نضر بن الحرث العبدری کا بیان	۳۶۱
○ الاخنس بن شریق الثقفی کا ذکر	۳۶۵
○ ولید بن المغیرہ کا ذکر	۳۶۶
○ ابی بن خلف اور عقبہ بن ابی المعیط کا بیان	۳۶۶
○ رسول اللہ ﷺ اور مشرکین قریش میں گفتگو اور سورۂ قُلْ یَا اَیُّھَا الْکَافِرُوْنَ کا نزول	۳۶۸
○ ابوجہل بن ہشام کا بیان	۳۶۸
○ ابوبکر کا ابن دغنہ کی پناہ لینا اور پھر اس کی پناہ کا واپس کر دینا	۳۷۵
○ نوشتہ معاہدہ کا توڑنا اور ان لوگوں کے نام جنھوں نے اسے توڑا	۳۷۷
○ طفیل بن عمرو الاوسی کے اسلام کا واقعہ	۳۸۶
○ رکانہ المطلبی کا حال رسول اللہ ﷺ سے اس کی کشتی	۳۹۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوۡلِ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحۡبِہٖ

بیان سلسلۂ نسب پاک محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے آدم علیہ السلام تک

ابو محمد عبدالملک بن ہشام نحوی نے کہا کہ یہ کتاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ہے' کہا کہ محمدؐ بن عبداللہ بن عبدالمطلب اور عبدالمطلب کا نام شیبہ تھا' ابن ہاشم اور ہاشم کا نام عمرو تھا' ابن عبد مناف' اور عبد مناف کا نام المغیرہ تھا' ابن قصی اور قصی کا نام زید تھا' ابن کلاب ابن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانۃ بن خزیمۃ بن مدرکۃ اور مدرکۃ کا نام عامر تھا ابن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان بن اُدّ اور بعضوں نے ادد کہا ہے۔ ابن مقوم بن ناحور بن تیرح ابن یعرب بن یشجب بن نابت بن اسمٰعیل بن ابراہیم خلیل الرحمٰن بن تارح' تارح کا نام آزر تھا ابن ناحور بن ساروح بن راعو بن فالخ بن عیبر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح بن لامک بن متوشلخ بن خنوخ اور عرب کے ادعا کے مطابق یہی ادریس ہیں واللہ اعلم اور یہی ادریس آدم کی اولاد میں پہلے شخص ہیں جن کو نبوت عطا ہوئی اور جنھوں نے لکھنے کی ایجاد کی ابن یرد ابن مہلیل بن قینن بن یانش بن شیث بن آدم صلی اللہ علیہ وسلم۔

ابو محمد عبدالملک بن ہشام نے کہا کہ محمد بن اسحٰق المطلبی کی روایت سے زیاد بن عبداللہ بکائی نے یہ باتیں ہم سے بیان کی ہیں۔ جن کو میں نے محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے آدم تک کے سب کے متعلق اور ادریس وغیرہ کے متعلق بیان کیا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ خلاد بن قرۃ بن خالد السدوسی نے شیبان بن زہیر بن شقیق بن ثور سے اور انہوں نے قتادۃ بن دعامہ کی روایت سے بیان کیا انہوں نے کہا کہ سلسلۂ نسب اس طرح ہے اسمٰعیل بن ابراہیم خلیل الرحمٰن بن تارح اور تارح کا نام آزر تھا ابن ناحور بن استرغ بن ارعو بن فالخ بن عابر بن شالخ بن الفخشذ بن سام ابن نوح بن لامک بن متوشلخ بن اخنوخ بن یرد بن مہلاییل بن قاین بن انوش بن شیث ابن آدمؑ۔

ابن ہشام نے کہا اگر خدا نے چاہا تو میں اس کتاب کو اسمٰعیل بن ابراہیم علیہما السلام کے ذکر سے شروع کروں گا اور آپ کی اولاد میں سے ان لوگوں کا ذکر بھی کروں گا جن کی اولاد میں رسول اللہ ﷺ ہیں اور اسمٰعیل علیہ السلام سے رسول اللہ ﷺ تک جتنی پشتیں گزری ان کی صلبی اولاد اور ان کو جو کچھ واقعات پیش آئے ان کا ترتیب وار ذکر کروں گا اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے اختصاراً ان لوگوں کا ذکر ترک کردوں گا جو اس اعتبار سے غیر ہیں یعنی اجداد نبوی ﷺ میں شامل نہیں اور بعض ان حالات کو بھی چھوڑ دوں گا جنھیں ابن اسحٰق نے تو اس کتاب میں لکھا ہے لیکن ان میں نہ رسول اللہ ﷺ کا ذکر ہے نہ اس بارے میں قرآن کی کوئی آیت نازل ہوئی نہ وہ اس کتاب کے کسی واقعہ کا سبب ہیں نہ اس کی تفسیر اور نہ وہ اس کا شاہد بن سکتے ہیں کیونکہ میں نے پہلے ہی ذکر کر دیا ہے کہ اختصار مدنظر ہے اور ان اشعار کا ذکر بھی چھوڑ دوں گا جن کے متعلق میرا خیال ہے کہ علمائے شعر میں سے کوئی شخص انھیں نہیں جانتا البتہ بعض ایسے امور بھی ترک کردوں گا جن کا زبان پر لانا بھی برا معلوم ہوتا ہے اور بعض ایسی روایتیں بھی بیان نہ ہوں گی جن کا اقرار بکائی نے ہم سے اپنی روایت میں نہیں کیا ہے ان امور کے علاوہ تا بحد روایت وعلم اللہ تعالیٰ نے چاہا تو پورے پورے واقعات بیان کروں گا۔

نسب اولادِ اسمٰعیل علیہ السلام

ابن ہشام نے کہا کہ ہم سے زیاد بن عبداللہ بکائی نے محمد بن اسحٰق المطلبی کی روایت سے بیان کیا کہ اسمٰعیل بن ابراہیم علیہما السلام کے بارہ لڑکے تھے نابت جوان سب میں بڑا تھا اور قیذر واذبل ومبشی[1] ومسمع وماشی ودما وازر وطیما ویطور ونبش وقیذما ان کی ماں رعلہ مضاض بن عمرو جرہمی کی بیٹی تھی۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض مضاض کہتے ہیں[2] اور جرہم قحطان کا بیٹا تھا اور قحطان تمام یمن والوں کا جداعلیٰ ہے یمن والوں کا نسب اسی کے پاس جاملتا ہے اور وہ عامر ابن شالخ بن ارفخشذ بن سام بن نوح کا بیٹا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جرہم یقطن بن عیبر بن شالخ کا بیٹا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اسمٰعیل علیہ السلام کی عمر حسب روایت عام ایک سو تیس سال تھی اس کے بعد آپ نے انتقال فرمایا خدا آپ پر رحمت وبرکات نازل فرمائے اور آپ مقام حجر میں اپنی والدہ ہاجر کے پاس دفن کیے گئے۔

ابن ہشام نے کہا کہ عرب ہاجر اور آجر دونوں طرح کہتے ہیں کیونکہ وہ (ہ) کو (الف) سے بدل دینے کے عادی ہیں جس طرح ''ہراق الماء'' ''أراق الماء'' وغیرہ کہتے ہیں اور ہاجر مصریوں کے خاندان میں سے تھیں۔

---

[1] بکسر المیم۔ [2] بضم المیم (احمد محمودی)

ابن ہشام نے کہا کہ ہم سے عبداللہ بن وہب نے عبداللہ بن لہیعہ سے اور انھوں نے غفرہ کے مولیٰ عمر کی روایت سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَللّٰهُ اَللّٰهُ فِيْ اَهْلِ الذِّمَّةِ اَهْلِ الْمَدَرَةِ السَّوْدَاءِ السُّحْمِ الْجِعَادِ فَإِنَّ لَهُمْ نَسَبًا وَّ صِهْرًا.

''مدرہ کے کالے کلوٹے گھونگریالے بال والے ذمیوں (یعنی حبشیوں) کے بارے میں اللہ سے ڈرو کیونکہ ان سے (میرا) نسب کا رشتہ بھی ہے اور سمدھیانا بھی''۔

غُفْرَہ کے مولیٰ عمر نے کہا کہ ان سے نسب اس طرح ہے کہ پیغمبر اسمٰعیل علیہ السلام کی والدہ انھیں (حبشیوں) کے خاندان سے تھیں۔ اور سمدھیانا اس طرح کہ ان میں کی ایک عورت کو رسول اللہ ﷺ نے اپنے تصرف میں لیا تھا۔ ابن لہیعہ نے کہا کہ اسمٰعیل علیہ السلام کی والدہ ہاجرام العرب نامی ایک بستی کی رہنے والی تھیں جو مصر میں الفرماء کے سامنے واقع تھی اور ابراہیم کی والدہ ماریہ نبی ﷺ کی لونڈی تھیں جن کو مقوقس نے آپ کے لئے ضلع انصناء کے مقام حفن سے بہ طور ہدیہ بھیجا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ محمد بن مسلم بن عبیداللہ بن شہاب زہری نے عبدالرحمٰن ابن عبداللہ بن کعب بن مالک انصاری سلمی کی روایت سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

إِذَا افْتَتَحْتُمْ مِصْرَ فَاسْتَوْصُوْا بِأَهْلِهَا خَيْرًا فَإِنَّ لَهُمْ ذِمَّةً وَّرَحِمًا.

''جب تم مصر فتح کرو تو اس کے رہنے والوں کے ساتھ نیکی کا برتاؤ کرنے کی وصیت یاد رکھنا کیونکہ ان کے متعلق ایک قسم کی ذمہ داری ہے اور ان سے قرابت ہے''۔

میں نے (ابن اسحاق نے) محمد بن مسلم سے دریافت کیا کہ وہ کیا رشتہ داری ہے جس کا ذکر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے تو انہوں نے کہا کہ اسماعیلؑ کی والدہ ہاجرہ انہیں کے خاندان سے تھیں۔

ابن ہشام نے کہا عرب تمام کے تمام اسمٰعیل علیہ السلام اور قحطان کی اولاد میں سے ہیں یمن کے بعض لوگ کہتے ہیں کہ قحطان اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد سے ہیں اور اسی لئے اسمٰعیل علیہ السلام کو ابوالعرب کہتے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ سلسلۂ نسب یوں ہے عاد بن عوص بن ارم بن سام بن نوح (علیہ السلام) ثمود وجدیس دونوں عاثر بن[1] ارم بن سام بن نوح (علیہ السلام) کے بیٹے طسم وعملاق وامیم لاوذ بن سام بن نوح (علیہ السلام) کے بیٹے اور یہ سب کے سب عرب ہیں پس نابت بن اسمٰعیل علیہ السلام کا بیٹا یشجب بن نابت ہے اور یشجب کا یعرب ابن یشجب یعرب کا تیرح بن یعرب تیرح کا ناحور بن تیرح ناحور کا مقوم بن ناحور مقوم کا ادد بن مقوم اور ادد کا عدنان بن ادد۔ ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے عدنان بن اُدّ بھی کہا ہے۔

---

1 (ب) میں عابر ہے۔ (احمد محمودی)

ابن اسحٰق نے کہا کہ اسمٰعیل بن ابراہیم علیہما السلام کی اولاد میں عدنان ہی سے قبیلے متفرق ہوئے ہیں۔ عدنان سے دو شخص معد بن عدنان اور عک بن عدنان پیدا ہوئے۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس کے بعد قبیلہ عک یمن کے خاندان میں اس طرح مل گیا کہ عک نے اشعریین میں شادی کر لی اور انھیں میں رہنے لگا۔ اس طرح دونوں کا خاندان اور زبان ایک ہو گئی اور سارے اشعری اشعر بن نبت بن ادد بن زید بن ہمیسع ابن عمرو بن عریب بن یشجب بن زید بن کہلان بن سبا بن یشجب بن یعرب بن قحطان کی اولاد ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ نبت بن ادد ہی کا نام اشعر ہے بعض اشعر کو مالک کا بیٹا کہتے ہیں اور مالک ہی کا دوسرا نام مذحج بن ادد بن زید بن ہمیسع ہے اور بعض اشعر کو سبا بن یشجب کا بیٹا کہتے ہیں مجھ کو ابو محرز خلف الاحمر اور ابو عبیدہ نے بنی سلیم بن منصور بن عکرمۃ ابن خصفۃ بن قیس بن غیلان بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان میں کے ایک شخص عباس بن مرداس کا ایک شعر سنایا جو عک پر فخر کرتا ہے۔

وَعَكُّ بْنُ عَدْنَانَ الَّذِيْنَ تَلَعَّبُوْا [1]

بِغَسَّانَ حَتّٰى طُرِدُوْا كُلَّ مَطْرَدِ

عک بن عدنان ایسے لوگ ہیں جنھوں نے (قبیلہ) غسان کو کھلونا بنا لیا یہاں تک کہ ہر راستے سے ان کو مار بھگایا گیا۔

یہ شعر اس کے ایک قصیدے کا ہے۔ غسان ایک پنگھٹ کا نام ہے جو یمن میں مارب کے بند پر واقع ہے۔ یہ مازن بن اسد بن الغوث کی اولاد کا پنگھٹ تھا اس لئے بنی مازن اسی نام سے موسوم ہو گئے۔ بعض کہتے ہیں کہ غسان مشلل میں ایک پنگھٹ ہے جو جحفہ سے قریب ہے۔ جو لوگ اس پنگھٹ سے پانی پیتے رہے وہ مازن بن الاسد بن الغوث بن نبت بن مالک بن زید بن کہلان بن سبا بن یشجب بن یعرب بن قحطان کی اولاد کے چند قبیلے تھے جو اس نام سے موسوم ہو گئے۔ حسان بن ثابت انصاری نے یہ شعر کہا ہے (اوس و خزرج کی اس اولاد کو انصار کہا جاتا ہے جنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امداد کی) جو حارثۃ بن ثعلبۃ بن عمرو بن عامر بن حارثۃ بن امرء القیس بن ثعلبۃ بن مازن بن [2] الازد بن الغوث کی اولاد سے تھے۔

---

[1] (ب) میں تَنَقَّبُوا ہے۔ اس صورت میں معنی یوں ہوں گے۔ بنی عک بن عدنان ہی وہ لوگ ہیں جنھوں نے بنی غسان کا لقب حاصل کر لیا تھا حتیٰ کہ وہ چوطرف پھیلا دیئے گئے (اور غسان نامی پنگھٹ پر ان کی سکونت نہ رہی)۔ (احمد محمودی)

[2] (الف) میں الازد ہے اور دوسرے نسخوں میں الاسد ہے۔ (احمد محمودی)

اِمَّا سَاَلْتِ فَاِنَّا مَعْشَرٌ نُجُبٌ[۱]
اَلْاَسْدُ نِسْبَتُنَا وَالْمَاءُ غَسَّانُ

کیا تو نے کسی سے پوچھا نہیں یعنی کیا تجھے معلوم نہیں کہ ہم اشراف لوگ ہیں اور بنی اسد ہمارا قبیلہ اور غسان ہمارا پنگھٹ ہے۔

اور یہ شعر ان کے اشعار کا ہے۔

اہل یمن اور قبیلہ عک میں کے بعض ایسے لوگوں نے بھی جو خراسان کے رہنے والے تھے کہا ہے کہ عک بن عدنان بن عبداللہ بن الغوث انھیں کے خاندان میں سے ہے اور بعض کہتے ہیں کہ عدثان بن الذیب بن عبداللہ بن الاسد بن الغوث ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ معد بن عدنان کے چار بیٹے تھے۔ (۱) نزار بن معد (۲) قضاعۃ بن معد (۳) قنص بن معد اور (۴) ایاد بن معد اور (ان لوگوں) کے خیال کے موافق قضاعۃ معد کا پہلوٹھا لڑکا تھا۔ جس کے نام سے اس کی کنیت مشہور تھی قضاعہ حمیر بن سبا کے پاس یمن میں جابسا اور سبا کا نام عبدشمس تھا اس کا نام سبا اس لئے پڑ گیا کہ وہ عرب میں پہلا شخص تھا جس نے گرفتاریاں کیں (اور لوگوں کو قید کیا) یہ یعرب[۲] بن یشجب بن قحطان کا بیٹا تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ یمن والوں اور بنی قضاعۃ نے کہا کہ قضاعۃ مالک بن حمیر کا بیٹا ہے چنانچہ عمرو بن مرۃ جہنی نے یہ شعر کہے ہیں اور جہینہ زید بن لیث بن سود بن اسلم بن الحاف بن قضاعۃ کا بیٹا ہے۔

نَحْنُ بَنُو الشَّيْخِ الْهِجَانِ الْاَزْهَرِ
قُضَاعَةَ بْنِ مَالِكِ بْنِ حِمْيَرْ
النَّسَبِ الْمَعْرُوْفِ غَيْرِ الْمُنْكَرِ[۳]

ہم عالی خاندان روشن چہرے والے یا مشہور بزرگ قضاعۃ بن مالک بن حمیر کی اولاد ہیں یہ وہ نسب ہے جو مشہور ہے گمنام نہیں۔

۱؎ اس شعر سے پہلے کا شعر ہے۔ یا احت آل فراس انی رحل من معشر لهم فی المحد بیان۔ اے قبیلہ فراس کی عورت میں ایسے خاندان کا شخص ہوں جس کا شرافت میں بڑا رتبہ ہے۔ (احمد محمودی از طبع دی ویکلی)

۲؎ شیخ ابوذر نے کہا صحیح یہ ہے کہ یشجب کو یعرب پر مقدم کیا جائے اور ابن ہشام نے بھی اس کے بعد اسی طرح ذکر کیا ہے۔ انتهی ار حشی۔ اور برلن کے نسخے میں لکھا ہے کہ یعرب کو یشجب پر مقدم کرنے میں ابن اسحٰق منفرد ہیں۔

۳؎ نسخہ (الف) کے سوا دوسرے نسخوں میں ایک مصرعہ اور وہ یہ ہے۔ فی المحر المفوش تحت المسر۔ (احمد محمودی)

ابن اسحٰق نے کہا کہ بنی معد کے علماء نسب کے ادعا کے لحاظ سے قنص ابن معد میں سے جو لوگ باقی تھے وہ سب کے سب برباد ہو گئے انھیں میں نعمان ابن منذر بھی تھا جو حیرہ کا حکمران تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے محمد بن مسلم بن عبداللہ بن شہاب زہری نے کہا کہ نعمان بن منذر قنص بن معد کی اولاد میں سے تھا اور بعضوں نے قنص کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے یعقوب بن عتبہ بن مغیرہ بن الاخنس نے انصار کے قبیلۂ بنی زریق کے ایک بوڑھے سے روایت کی کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس جب نعمان بن المنذر کی تلوار لائی گئی تو آپ نے جبیر بن مطعم ابن عدی بن نوفل بن عبد مناف بن قصی کو بلوایا اور جبیر علمائے قریش میں سب سے زیادہ نسب جاننے والے تھے جو قبیلۂ قریش اور تمام عرب کا نسب جانتے تھے وہ کہا کرتے تھے کہ میں نے صرف ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی سے علم نسب حاصل کیا اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام عرب میں بہترین نسب جاننے والے تھے پھر آپ یعنی حضرت عمر نے انھیں وہ تلوار دے کر دریافت فرمایا کہ اے جبیر نعمان بن منذر کس قبیلے میں سے تھا۔ انھوں نے کہا قنص بن معد کے پسماندوں میں سے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ عام طور پر سارے عرب تو یہی خیال کرتے ہیں کہ وہ بنی لخم میں سے تھا جو ربیعہ بن نصر کی اولاد میں ہے اور اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ ان میں سے کون سی بات صحیح ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ نعمان کا سلسلۂ نسب یوں ہے لخم بن عدی ابن الحارث بن مرۃ بن ادد بن زید بن ہمیسع بن عمرو بن یشجب بن زید بن کہلان بن سبا بعض نے لخم بن عدی بن عمرو بن سبا کہا ہے۔ اور بعض ربیعہ بن نصر ابن ابی حارثہ بن عمرو بن عامر کہتے ہیں وہ عمرو بن عامر کے یمن سے نکل جانے کے بعد یمن ہی میں رہ گیا تھا۔

عمرو بن عامر کے یمن سے نکلنے کا واقعہ اور مارب[۱] کے بند کا قصہ

ابوزید انصاری نے مجھ سے جس طرح بیان کیا ہے اس کے لحاظ سے عمرو بن عامر کے یمن سے نکلنے کا سبب یہ تھا کہ اس نے ایک چوہے کو دیکھا کہ مأرب کے اس بند میں سوراخ کر رہا ہے جس میں ان کے لئے پانی جمع رہا کرتا تھا اور اسی سے وہ پانی لے کر اپنے صرفے میں لایا کرتے اور جس زمین کو چاہتے اس سے سیراب کرتے تو اس نے سمجھ لیا کہ اب اس حالت میں بند کی سلامتی نہیں۔ اس لئے عزم کر لیا کہ یمن کو چھوڑ

---

۱ یمن میں ایک محل تھا جس کا نام مأرب تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ شاہان سبا میں سے ہر ایک بادشاہ کو مأرب کہا جاتا تھا۔ (احمد محمودی از طبطاوی)

کر کہیں دوسری طرف نکل جائے۔اس کی قوم اس کے اس ارادے میں[۱] مانع ہوئی تو اس نے اپنے چھوٹے لڑکے کو حکم دیا کہ جب وہ اس پر سختی کرے اور اس کو طمانچہ مارے تو وہ بھی اس پر حملہ کرے اور اسے طمانچہ مارے اس کے بیٹے نے ویسا ہی کیا جیسا کہ اس نے اس کو حکم دیا تھا تو عمرو نے کہا کہ میں ایسے شہر میں ہرگز نہ رہوں گا جس میں میرے سب سے چھوٹے لڑکے نے میرے چہرے پر طمانچہ مارا ہے اور اپنا تمام سامان[۲] بیچنے کے لئے بازار میں لا ڈالا پھر (کیا تھا) یمن کے سربرآوردہ لوگوں نے کہا کہ عمرو کے غصے کو غنیمت سمجھو[۳]۔ لوگوں نے اس لئے اس کا سامان خرید لیا اور وہ اپنے بچوں اور بچوں کے بچوں کو لے کر وہاں سے چل نکلا اس وقت بنی اسد[۴] نے کہا کہ ہم عمرو بن عامر کے چلے جانے کے بعد یہاں نہ رہیں گے چنانچہ انھوں نے بھی اپنا سامان بیچ ڈالا اور اس کے ساتھ نکل گئے۔ یہاں تک کہ یہ لوگ اِدھر اُدھر پھرتے پھراتے سکونتی مکانات ڈھونڈتے عک کی بستیوں میں جا اترے۔عک نے ان لوگوں سے جنگ کی۔ جنگ میں کبھی ان کو فتح ہوتی تو کبھی ان کو اسی بارے میں عباس بن مرداس نے وہ شعر کہا ہے جس کو ہم نے اس سے پہلے لکھ دیا ہے۔ (دیکھو صفحہ ۱۲)

پھر یہ لوگ وہاں سے بھی نکل کر مختلف بستیوں میں منتشر ہو گئے آل جفنۃ ابن عمرو بن عامر شام میں جا بسے اور اوس وخزرج یثرب میں خزاعہ مُرّ میں اور ازد والسراۃ سراۃ میں اور ازد عمان عمان میں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس بند پر سیلاب یعنی طغیانی بھیجی اور اس طغیانی سے یہ بند ٹوٹ گیا اسی واقعہ کے متعلق اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے رسول محمد ﷺ پر وحی نازل فرمائی۔

﴿ لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ فِي مَسْكَنِهِمْ آيَةٌ جَنَّتَانِ عَنْ يَمِينٍ وَشِمَالٍ كُلُوا مِنْ رِزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوا لَهُ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَرَبٌّ غَفُورٌ فَأَعْرَضُوا فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ ﴾

''بے شبہ قوم سبا کے لئے خود ان کی بستیوں[۵] میں ایک نشانی تھی کہ دائیں اور بائیں دونوں جانب

---

۱ اصل میں ''فکادقومہ'' ہے جس کے معنی اس کی قوم مانع ہوئی بھی ہو سکتے ہیں کاذ بہ معنی منع یا کاد کو افعال مقاربہ میں سے لے کر اس کی خبر کو محذوف بھی سمجھا جا سکتا ہے یعنی ''کادقومہ ان یردہ عن ارادتہ'' اور کادکید سے فریب کرنے کے معنی میں بھی لیا جا سکتا ہے۔اس صورت میں قوم مفعول ہو جائے گی یعنی وہ اپنی قوم سے چال چلا۔ (احمد محمودی)

۲ اصل میں ''عرض اموالہ'' ہے اس کے بعد کے فاشتر وامنہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے اپنا سامان بیچنے کے لئے گاہکوں پر پیش کیا۔(احمد محمودی)

۳ یعنی اس کو چلے جانے دو اس کے بجائے ہم کو حکومت وریاست حاصل ہو جائے گی۔ (احمد محمودی)

۴ (الف) میں اسد ہے اور دوسرے نسخوں میں ازد۔ (احمد محمودی)

۵ نعمات الٰہیہ کی۔

دو باغ ہیں[1] اپنے پروردگار کی دی ہوئی نعمتوں میں سے کھاؤ[2] اور اس کا شکر بجالاؤ کہ بہترین شہر ہے[3] اور وہ پروردگار خوب[4] ڈھانک لینے والا ہے[5] انھوں نے[6] اعراض کیا تو ہم نے اُن پر زور کا سیلاب بھیجا''۔[7]

ابوعبیدہ نے مجھ سے جو باتیں بیان کیں ان میں سے یہ بھی ہے کہ عرم کے معنی سد یعنی بند کے ہیں اور اس کا واحد عرمۃ ہے اعشیٰ نے اشعار ذیل کہے ہیں اور اعشیٰ قیس بن ثعلبہ بن عکابۃ بن صعب بن علی بن بکر بن وائل بن قاسط بن ہنب ابن افصی بن جدیلۃ بن اسد بن ربیعۃ بن نزار بن معد کی اولاد میں سے تھا۔

ابن ہشام نے کہا بعض کہتے ہیں کہ افصی دعمی بن جدیلہ کا بیٹا تھا اور اعشیٰ کا نام میمون بن قیس بن جندل بن شراحیل بن عوف بن سعد بن ضبیعۃ بن قیس ابن ثعلبہ تھا۔

وَفِیْ ذَاکَ لِلْمُوتَسِی اُسْوَۃٌ
وَمَارِبُ عَفّٰی عَلَیْھَا الْعَرِمْ

یہ واقعہ بربادی بند مأرب نمونے کے طالب کے لئے ایک (عبرتناک) نمونہ ہے کہ سیلاب نے مأرب جیسے محل کی صورت بدل دی۔[8]

رُخَامٌ بَنَتْہُ لَھُمْ حِمْیَرٌ
اِذَاجَاءَ مَوَّارُہٗ لَمْ یَـرِمْ

وہ (سرتاپاسنگ) رخام (کا بند) جسے حمیر نے ان کے لئے بنایا تھا۔ جب کبھی اس میں موجیں آتیں یعنی طغیانی ہوتی تو اس کو ذرا بھی جنبش نہ ہوتی تھی۔

فَاَرْوَی الزُّرُوْعَ وَ اَعْنَابَھَا
عَلٰی سَعَۃٍ مَاؤُھُمْ اِذْقُسِمْ

---

[1] یعنی تمام راستوں کے دونوں جانب صف بستہ درخت و رباغ موجود ہیں جو اعلیٰ تمدن کا نشان ہیں اور ہم نے ان سے کہہ دیا تھا کہ تم۔

[2] یعنی اللہ تعالیٰ اعلیٰ تمدن کے حاصل کرنے سے منع نہیں فرماتا بلکہ اجازت دیتا ہے کہ اس کی نعمتوں سے استفادہ کرو۔ (احمد محمودی)

[3] جو اس نے تمھیں عنایت فرمایا ہے۔ [4] تمھاری تمام کمزوریوں کو۔

[5] اپنی کمزوریوں کے ڈھانک لینے کی اس سے استدعا کرو لیکن۔ [6] ایسا نہیں کیا بلکہ۔

[7] اور تالاب کا بند توڑ کر اس کی طغیانی سے انھیں تباہ و برباد کر دیا۔

[8] ایسا برباد کر دیا کہ صورت تک نہ پہچانی جائے۔ (احمد محمودی)۔

اس بند کے پانی نے کھیتوں کو سیراب کیا اور اس بستی کے انگور کی بیلوں کو سینچا اور جب وہ (پانی) تقسیم ہوتا تو ان میں اس کی ریل پیل ہوتی تھی۔

فَصَارُوْا اَيَادِيَ مَا يَقْدِرُوْ

نَ مِنْهُ عَلٰى شُرْبِ طِفْلٍ فُطِمْ

وہ[1] متفرق ہو گئے یا خالی ہاتھ ہو گئے کہ ایک دودھ چھڑائے ہوئے (معصوم) بچے تک کو اس سے ایک چلو پلانے کی قدرت نہ رکھتے تھے[2]

یہ اشعار اس کے ایک قصیدے کے ہیں۔ اور امیۃ بن ابی الصلت الثقفی نے ثقیف کا نام قسی بن منبہ بن بکر بن منصور بن عکرمہ ابن خصفہ بن قیس بن عیلان بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان تھا۔ یہ شعر بھی کہا ہے جو اس کے ایک قصیدے کا ہے۔

مِنْ سَبَاِ الْحَاضِرِيْنَ مَأْرِبَ اِذْ

يَبْنُوْنَ مِنْ دُوْنِ سَيْلِهِ الْعَرِمَا

ہم قبیلہ سبا میں سے ہیں جو مأرب کے پاس اس وقت موجود تھے۔ جب کہ اس کے پانی کے بہاؤ کے اس پار لوگ بند باندھ رہے تھے۔

اور نابغہ جعدی سے بھی اس کے متعلق کچھ اشعار کی روایات کی جاتی ہیں۔ وہ نابغہ جس کا نام قیس بن عبداللہ تھا جو بنی جعدۃ بن کعب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ بن معاویہ بن بکر بن ہوازن میں کا ایک شخص تھا اور یہ ایک طول طویل قصہ ہے اس کے پورے طور پر بیان کرنے سے مجھے اختصار مانع ہے جس کا ذکر میں نے پہلے ہی کر دیا ہے۔

ربیعہ بن نصر حاکم یمن کا حال اور شق و سطیح کاہنوں کا بیان

ابن اسحٰق نے کہا کہ شاہان تبع میں سے یمن کا ایک حکمران ربیعہ بن نصر بھی تھا ایک ہولناک خواب دیکھ کر خوف زدہ ہو گیا اور اپنی مملکت کے کسی کاہن (پیشین گو) جادوگر فال گو اور نجومی کو نہیں چھوڑا جس کو اپنے پاس نہ بلایا ہو اور ان سے نہ کہا ہو کہ میں نے ایک خواب دیکھا ہے جس نے مجھے خوف زدہ کر دیا ہے اور میں اس سے بہت ڈر گیا ہوں تم لوگ مجھے وہ خواب اور اس کی تعبیر بتا دو انھوں نے کہا وہ خواب ہم سے بیان

---

[1] اس شان و شوکت کا انجام یہ ہوا کہ۔

[2] یعنی چلو بھر پانی بھی اس میں باقی نہ رہا۔ (احمد محمودی)

کیجئے تو ہم اس کی تعبیر بتائیں گے اس نے کہا اگر میں نے اس کا حال تمہیں بتا دیا تو اس کے متعلق تمہاری تعبیر پر مجھے اطمینان نہ ہوگا کیونکہ اس کی تعبیر اس شخص کے سوا کوئی نہیں جان سکتا جو اس کے بتانے سے پہلے اسے جان نہ لے ان لوگوں میں سے ایک شخص نے کہا اگر بادشاہ کی یہی خواہش ہے تو کسی کو سطیح اور شق کے پاس روانہ کرے کیونکہ اس تعبیر خواب کے معاملے میں ان دونوں سے زیادہ جاننے والا کوئی شخص نہیں بادشاہ جس چیز کے متعلق ان سے سوال کرے گا وہ بتا دیں گے سطیح کا نام ربیع بن ربیعہ بن مسعود بن مازن بن ذئب ابن عدی بن مازن تھا اور شق' صعب بن یشکر بن رہم بن افرک بن قسر[1] بن عبقر بن انمار بن اراش[2] کا بیٹا تھا۔ اور انمار ابو بجیلہ اور خثعم کے خاندان والے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ یمن اور قبیلۂ بجیلہ والوں نے کہا ہے کہ انمار اراش بن لحیان ابن عمرو بن الغوث بن نبت بن مالک بن زید بن کہلان بن سبا کا بیٹا ہے۔ بعض نے اراش کو عمرو بن لحیان بن الغوث کا بیٹا کہا ہے اور بجیلہ اور خثعم کا خاندان یمنی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ربیعہ بن نصر شاہ یمن نے انہیں بلا بھیجا تو شق سے پہلے سطیح اس کے پاس آیا بادشاہ نے اس سے وہی کہا کہ میں نے ایک خواب دیکھا ہے جس نے مجھے خوف زدہ کر دیا ہے اور میں اس سے ڈر گیا ہوں تو مجھے وہ خواب بتا دے۔ اگر تو نے اسے صحیح بتایا تو سمجھوں گا کہ تو اس کی تعبیر بھی صحیح بتا دے گا اس نے کہا ہاں میں بتا دوں گا۔ تو نے ایک شرارہ دیکھا ہے جو اندھیرے سے نکلا پھر تہمہ یعنی نشیبی زمین میں گرا اور پھر اس میں کی ہر دماغ والی چیز (یعنی جان دار) کو کھا گیا۔ بادشاہ نے کہا اے سطیح تو نے اس میں ذرا بھی غلطی نہیں کی۔ اب بتا کہ تیرے پاس اس کی تعبیر کیا ہے اس نے کہا دونوں سیاہ پتھریلی زمینوں کے درمیان جتنے حشرات الارض ہیں ان کی قسم کھاتا ہوں کہ تمہاری سرزمین پر حبشی آ نازل ہوں گے اور مقامات ابین و جرش کے درمیان کے سارے علاقے کے مالک ہو جائیں گے۔ بادشاہ نے کہا اے سطیح تیرے باپ کی قسم یہ تو ہمارے لئے موجب غیظ و غضب و باعث درد و الم ہے آخر یہ کب ہونے والا ہے کیا میرے اسی زمانے میں یا اس کے بعد اس نے کہا نہیں (تیرے زمانے میں نہیں) بلکہ اس کے بعد ساٹھ یا ستر سال گزرنے پر پوچھا تو کیا ان کی حکومت ہمیشہ رہے گی یا منقطع ہو جائے گی کہا نہیں ہمیشہ نہیں رہے گی ساٹھ ستر سال کے بعد منقطع ہو جائے گی وہ مارے جائیں گے اور اس سرزمین سے نکل بھاگیں گے پوچھا آخر ان کے قتل و اخراج کس کے ہاتھوں سرانجام پائے گا کہا ارم ذی یزن عدن سے ان پر خروج کرے گا۔ اور ان میں سے کسی کو یمن میں نہ

---

[1] (ب د) میں قیس ہے۔ [2] (ب) میں نزار ہے۔ (احمد محمودی)

چھوڑے گا۔ پوچھا کیا اس کی یہ سلطنت رہے گی یا منقطع ہو جائے گی کہا (نہیں ہمیشہ نہیں رہے گی) بلکہ منقطع ہو جائے گی۔ پوچھا یہ نبی کس کی اولاد میں ہوگا کہا غالب بن فہر بن مالک بن نضر کی اولاد میں ایک شخص ایسا ہوگا کہ اس کی قوم میں زمانے کے ختم تک حکومت رہے گی۔ پوچھا کیا زمانے کے لئے اختتام بھی ہے کہا ہاں جس روز پہلے اور پچھلے (سب) جمع ہوں گے نیک لوگ اس روز خوش قسمت ہوں گے اور برے اس روز بد نصیب پوچھا کیا یہ صحیح بات ہے جس کی تم مجھے خبر دے رہے ہو کہا ہاں قسم ہے شفق (کے اجالے) کی اور (رات کے) اندھیری کی اور صبح صادق کی جو اہم خبر میں تجھے سنا رہا ہوں وہ بالکل سچ ہے۔[۱]

اس کے بعد اس کے پاس شق آیا۔ اس سے بھی اس نے ویسا ہی کہا جیسا سطیح سے کہا تھا لیکن سطیح نے جو کچھ کہا تھا اس نے اس پر ظاہر نہیں کیا تا کہ یہ معلوم ہو کہ دونوں اس معاملے میں متفق اللفظ رہتے ہیں یا مختلف۔ شق نے کہا ہاں آپ نے شرارہ دیکھا ہے جو اندھیرے میں سے نکلا پھر نشیبی زمین اور ٹیلے کے درمیان آ گرا اور اس میں کے ہر ذی روح کو کھا گیا۔ راوی نے کہا جب شق نے بادشاہ سے یہ کہا تو اس نے جان لیا کہ دونوں متفق ہیں اور دونوں کی بات گویا ایک ہی ہے مگر فرق صرف اس قدر ہے کہ سطیح نے کہا تھا کہ نشیبی حصے میں آ گرا پھر اس میں کے ہر دماغ والے کو کھا گیا اور شق نے کہا کہ نشیبی زمین اور ٹیلے کے درمیان آ کر گرا اور اس میں کے ہر ذی روح کو کھا گیا پھر بادشاہ نے اس سے کہا اے شق تو نے خواب کے بیان میں تو ذرا بھی غلطی نہیں کی اب بتا کہ تیرے پاس اس کی تعبیر کیا ہے اس نے کہا دونوں سیاہ پتھریلی زمینوں کے درمیان کے لوگوں کی قسم کھاتا ہوں کہ تمہاری سر زمین میں سودان آ نازل ہوں گے اور تمام نرم و نازک

---

[۱] اس روایت اور اس کے جیسی اور بہت سی روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ عرب نے رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے پہلے ہی آپ کے متعلق پیشین گوئیاں کی ہیں اور جب آپ کا زمانہ ظہور قریب ہوا تو کاہن لوگ عربوں کو آپ کے متعلق بعض امور بتانے لگے لیکن باوجود اس کے عرب ان امور سے غفلت ہی برتتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث فرما دیا اور جو امور وہ بتایا کرتے تھے وہ واقع ہو کر رہے ربیعہ بن نصر کا اپنے خواب کی تعبیر کے لئے کاہنوں کو بلانا جس کا ذکر صاحب کتاب نے کیا ہے اس امر پر پورے طور پر دلالت کرتا ہے اس کے علاوہ ان روایات میں سے جن کا طبری نے ذکر کیا ہے ایک یہ بھی ہے کہ پرویز بن ہرمز کے خواب میں ایک شخص آیا اور اس سے کہا کہ جو کچھ تیرے ہاتھ میں ہے وہ موٹی لاٹھی والے کو دے دے وہ اس خواب سے بہت دنوں تک خوف زدہ رہا یہاں تک کہ نعمان نے اسے نبی ﷺ کے تہامہ میں ظاہر ہونے کے متعلق خط لکھا تو اس نے جان لیا کہ عنقریب حکومت آپ کی طرف منتقل ہو جائے گی۔ اس کے علاوہ کتب سیر میں اس طرح کے بہت سے واقعات موجود ہیں۔ (احمد محمودی)

سبزہ زاروں پر غلبہ پالیں گے اور ابین سے نجران تک تمام مقامات پر حکمران ہو جائیں گے بادشاہ نے اس سے کہا اے شق تیرے باپ کی قسم یہ تو ہمارے لئے موجب غیظ وغضب اور وجہ درد والم ہے۔ آخر یہ کب ہونے والا ہے کیا میرے ہی زمانے میں یا اس کے بعد کہا تیرے زمانے میں نہیں بلکہ اس کے کچھ بعد پھر تمہیں ان سے ایک بڑی عظمت وشان والا نجات دلائے گا اور انہیں سخت ذلت کا مزہ چکھائے گا پوچھا آخر یہ عظمت وشان والا کون ہوگا کہا ایک نوجوان جو نہ کمزور ہوگا اور نہ کسی معاملے میں کوتاہی کرنے والا ذی یزن کے خاندان میں سے ایک شخص ان کے مقابلے کے لئے اٹھے گا اور وہ ان میں سے کسی کو یمن میں نہ چھوڑے گا۔ پوچھا کیا اس کی سلطنت ہمیشہ رہے گی یا وہ بھی چند روز میں ختم ہو جائے گی کہا نہیں وہ بھی ہمیشہ نہ رہے گی بلکہ ایک خدا کے بھیجے ہوئے کی وجہ سے ختم ہو جائے گی جو صداقت وانصاف دین داروں اور فضیلت والوں میں پیش کرے گا اس کی قوم میں حکومت فیصلے کے دن تک رہے گی پوچھا فیصلے کا دن کیا ہے؟ کہا وہ دن جس میں حکام کو بدلہ دیا جائے گا اس روز آسمان سے پکار ہوگی جس کو زندہ اور مردہ سب سنیں گے اس روز لوگ ایک وقت معین پر جمع کیے جائیں گے پرہیز گاروں کو اس روز کامیابی اور (اقسام کی) بھلائیاں نصیب ہوں گی۔ پوچھا جو کچھ تو کہہ رہا ہے یہ صحیح ہے کہا ہاں آسمان وزمین اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان رفعت وپستی ہے ان کی قسم جو اہم خبر میں نے تجھے دی ہے وہ بے شبہ سچی ہے اس میں کسی قسم کے شک یا غلطی کا امکان نہیں۔ ابن ہشام نے کہا امض کے معنی اشک کے ہیں اور یہ حمیری زبان کا لفظ ہے اور ابو عمرو نے کہا امض کے معنی باطل اور غلط کے ہیں۔

(غرض) ان دونوں نے جو کچھ کہا وہ ربیعہ بن نصر کے دل میں جم گیا اور اس نے اپنے گھر والوں اور بچوں کے لئے سامان ضروری تیار کر کے انھیں عراق کی جانب روانہ کر دیا اور شاہان فارس میں سے ایک بادشاہ کے نام جس کا نام شاپور بن خرزاذ تھا ان کے لئے ایک خط لکھ دیا اس نے انھیں حیرہ میں بسا لیا اور اسی ربیعہ بن نصر کی پسماندہ اولاد میں سے نعمان بن منذر ہے اور وہ یمنی نسب اور یمن والوں کے علم کے لحاظ سے منذر بن نعمان بن منذر بن عمرو ابن عدی بن ربیعہ بن نصر کا بیٹا ہے جو یمن کا بادشاہ تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ خلف احمر نے جو خبریں مجھے دیں اس میں سلسلۂ نسب نعمان بن منذر بن منذر ہے۔

ابوکرب تبان اسعد کا ملک یمن پر غلبہ اور یثرب والوں کے ساتھ اسکی جنگ

ابن اسحٰق نے کہا پھر جب ربیعہ بن نصر مرکھپ گیا تو تمام یمن کو حکومت حسان بن تبان اسعد ابو کرب کو مل گئی اور یہ تبان اسعد تبع ثانی کہلاتا ہے جو کلیکرب بن زید کا بیٹا ہے اور زید تبع اول کہلاتا ہے جو عمرو ذوالاذعار بن ابرہہ ذی المنار بن الریش کا بیٹا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض نے الرائش کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ وہ بیٹا ہے عدی بن صیفی بن سبا الاصغر بن کعب کہف الظلم بن زید بن سہل بن عمرو بن قیس بن معاویہ بن جشم بن عبدشمس بن وائل بن الغوث بن قطن بن عریب بن زہیر بن ایمن بن الہمیسع بن العرنجج حمیر ابن سبا الاکبر بن یعرب بن یشجب بن قحطان کا۔

ابن ہشام نے کہا کہ سلسلۂ نسب یشجب بن یعرب بن قحطان ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا یہ تبان اسعد ابوکرب وہی ہے جو مدینۂ (منورہ) آیا اور مدینے کے یہود کے دو عالموں کو وہاں سے یمن لے گیا اور بیت الحرام کی تعمیر کی اور اس پر غلاف چڑھایا اور اس کی حکومت ربیعہ بن نصر کی حکومت سے پہلے تھی۔

ابن ہشام نے کہا یہ وہی ابوکرب ہے جس کے متعلق یہ شعر زبان زدعام ہے۔

لَیْتَ حَظِّی مِنْ اَبِیْ کَرِبٍ
اَنْ یَسُدَّ خَیْرُہٗ خَبَلَہٗ

کاش مجھے ابوکرب کی جانب سے (صرف اسی قدر) نفع ہوتا کہ اس کی نیکی اس کے فساد کو روک دیتی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب وہ مشرق سے آیا تو مدینۂ (منورہ) کو اپنا راستہ بنایا تھا اور ابتداء میں جب وہ وہاں سے گزرا تھا تو وہاں کے رہنے والوں کو اس نے برافروختہ نہیں کیا تھا اور وہ اپنے بیٹے کو ان میں چھوڑ گیا تھا ایک اچانک حملے میں قتل کر دیا گیا اس لئے وہ وہاں اس عزم سے آیا کہ مدینۂ منورہ کو برباد کر دے اور وہاں کے رہنے والوں کو نیست و نابود کر ڈالے وہاں کی کھجور کے پیڑوں کو کاٹ ڈالے تو اس کے مقابلے کے لئے انصار کا یہ قبیلہ متحد ہو گیا جن کا سردار بنی نجار کا ایک فرد عمرو بن طلۃ تھا جو بنی عمرو بن مبذول کا ایک شخص ہے اور مبذول کا نام عامر بن مالک بن نجار ہے اور نجار کا نام تیم اللہ بن ثعلبہ بن عمرو بن خزرج بن حارثہ بن ثعلبۃ بن عمر بن عامر ہے۔

ابن ہشام نے کہا عمرو بن طلۃ بن معاویہ بن عمرو بن عامر بن مالک بن النجار ہے اور طلۃ اس کی ماں کا نام ہے اور وہ عامر بن زریق بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم بن الخزرج کی بیٹی تھی۔

ابن اسحٰق نے کہا بنی عدی بن النجار میں کے ایک شخص نے جس کا نام احمر تھا تبع والوں میں کے ایک شخص پر اس وقت حملہ کر دیا جب وہ ان کے پاس آئے ہوئے تھے اور اس کو قتل کر ڈالا اس کی تفصیل یہ ہے کہ:۔

احمر نے اس شخص کو اپنے باردار درختوں کے پاس کھجوروں کے خوشے کاٹتا ہوا پایا۔ تو اس نے درانتی

سے اس کو مارا اور قتل کر ڈالا۔ اور کہا کہ کھجوریں تو اسی کی ہیں جس نے اس کی تابیر کی[1] ہو اس واقعہ نے ان سے تبع کے کینے کو اور بڑھا دیا اور جنگ شروع ہو گئی انصار کا دعویٰ ہے کہ وہ ان سے دن میں جنگ کرتے تھے اور رات میں ان کی ضیافت کرتے تو تبع کو ان کا یہ برتاؤ بہت ہی عجیب معلوم ہوتا اور کہتا خدا کی قسم ہماری قوم بڑی شریف ہے تبع ان کے ساتھ جنگ ہی میں تھا کہ اس کے پاس بنی قریظہ کے علماء یہود میں سے دو عالم آئے۔ اور قریظہ۔ نضیر نجام[2] اور عمرو جس کا نام ہدل بھی تھا یہ سب کے سب بنو الخزرج بن الصریح بن التوءمان بن السبط بن الیسع بن سعد بن لاوی بن خیر ابن النجام[3] بن تنحوم بن عازر بن عزرا ابن ہارون بن عمران بن یصہر بن قاہث[4] ابن لاوی بن یعقوب اسرائیل[5] اللہ بن اسحٰق بن ابراہیم خلیل الرحمٰن (ﷺ) کی اولاد ہیں۔ یہ دونوں عالم علم میں بڑا پایہ رکھتے تھے جب انہوں نے سانا کہ تبع مدینہ اور اہل مدینہ کے برباد کرنے کا قصد رکھتا ہے تو دونوں نے اس سے کہا اے بادشاہ تو ایسا نہ کر اور اگر تو اپنے ارادے سے باز نہ آیا تو تیرے اور اس کے درمیان کسی نہ کسی قسم کی روک پیدا ہو جائے گی[6] اور ہم تجھے کسی نہ کسی فوری سزا پانے سے بھی محفوظ خیال نہیں کرتے اس نے ان دونوں سے کہا یہ کس لئے انھوں نے کہا اس لئے کہ وہ مقام ہجرت نبی ہے جو اسی حرم سے قریش کے قبیلے میں سے آخر زمانے میں نکلے گا اور مدینہ منورہ اس نبی کا گھر اور مستقر ہوگا آخر وہ اس خیال سے باز آ گیا اس نے سمجھ لیا کہ ان دونوں کو علم ہے[7] اور جو جو باتیں ان سے سنیں ان کو پسند کیا اور مدینے سے لوٹ گیا اور انہیں کے مذہب کی پیروی شروع کر دی۔

خلد بن عبدالعزیٰ بن عزیۃ بن عمرو بن عبد عوف بن غنم بن مالک ابن النجار عمرو بن طلۃ پر فخر کرتے ہوئے کہتا ہے۔

---

[1] پھل آنے کے لئے نر درخت کا پھول مادہ درخت کے پھول میں ڈالنے کو تابیر کہتے ہیں۔ (احمد محمودی)

[2] (الف ب ج) نجام با جیم (د) نحام با حائے حطی۔

[3] حسب نشان (۲)۔ [4] (الف) قاہت (ب ج د) قاہث۔

[5] اسرائیل کے معنی منتہی الارب میں عبداللہ کے لکھے ہیں اسر بہ معین قیدی۔ بندہ اور ایل بہ معنی اللہ اس لحاظ سے اسرائیل اللہ میں اضافت الی نفسہ لازم آ کر تکرار بے معنی ہو جائے گی منجد میں ایل کے معنی قوی وقدیر کے لکھے ہیں اس طرح اسرائیل اللہ کے معنی عبداللہ القوی ہو سکتے ہیں۔ (احمد محمودی)

[6] یعنی اللہ تعالیٰ اسباب باطنی کے ذریعے تجھے بربادی مدینہ منورہ سے روک دے گا۔

[7] کتب سابقہ کے ذریعے آنے والے واقعات کا۔

اَصَحَا اَمْ قَدْ بَهَى ذُكْرَهْ
اَمْ قَضَى مِنْ لَذَّةٍ وَطَرَهْ

کیا تبع (مدینۃ النبی ﷺ کی عظمت اور عمرو بن طلۃ کے جیسے بہادر کے مقابلے کی مشکلوں کو) بھولا ہوا تھا اور اب ہوش میں آیا ہے یا اس نے عمداً اس بات کو یاد آنے سے روک دیا تھا یا وہ زندگی کی لذت (اور آرزوؤں اور ارمانوں) سے (سیر اور) فارغ ہو چکا ہے[1]

اَمْ تَذَكَّرْتَ الشَّبَابَ وَمَا
ذِكْرُكَ الشَّبَابَ اَوْ عُصُرَهْ

یا اے تبع تجھے اپنی جوانی یاد آ گئی اور اپنی جوانی کے گھمنڈ میں نتائج سے بے پروائی کر رہا ہے لیکن تیری جوانی کے زمانے یا اس جوانی کی یاد سے تجھے کیا فائدہ حاصل ہو سکتا ہے۔

اِنَّهَا حَرْبٌ رِبَاعِيَةٌ
مِثْلُهَا اَتَى الْفَتَى عِبَرَهْ[2]

یہ کوئی معمولی جنگ نہیں یہ تو وہ چار کو نچلیوں والی شیرانہ جنگ ہے کہ اس کے جیسی جنگیں ایک نوعمر نوجوان کے لئے موجب عبرت اور تجربہ آموز ہیں۔

فَاسْاَ لَا عِمْرَانَ اَوْ اَسَدًا
اِذْ اَتَتْ عَدْوًا[3] مَعَ الزُّهَرَهْ

اے میرے ساتھیو ذرا تم دونوں بنی عمران یا بنی اسد سے اس وقت کی حالت کو تو دریافت کر لو جب کہ زہرہ کے طلوع کے ساتھ ساتھ صبح سویرے ایک بڑا لشکر تیزی سے آ دھمکا۔

فَيْلَقٌ فِيهَا اَبُوْ كَرِبٍ
سُبَّغٌ اَبْدَانُهَا ذَفِرَهْ

بڑا لشکر جس میں ابو کرب قائد تھا ان لشکر والوں کی زرہیں بڑی بڑی اور فولاد کی بو سے رچی تھیں۔

---

[1] اور اسے اپنی زندگی دوبھر ہو چکی ہے کہ اسے اپنی بربادی کا کوئی خوف باقی نہیں رہا۔ (احمد محمودی)۔

[2] نسخہ (الف) غیرہ (ب ج د) عبرۃ غیرہ کی صورت میں اس کے معنی یہ ہوں گے کہ اس کے جیسی جنگیں نوجوان پر حوادث زمانہ لاتی ہیں لیکن مجھے وہ نسخہ جس کو میں نے متن میں رکھا ہے مرجح معلوم ہوتا ہے۔

[3] نسخہ (الف) غدوا (ب ج د) عدوا نسخہ اول کے معنی صبح سویرے دوم کے معنی دوڑتے ہوئے تیزی سے۔ (احمد محمودی)

ثُمَّ قَالُوْا مَنْ يُؤُمُّ بِهَا؟
اَبَنِىْ عَوْفٍ اَمِ النَّجَرَهْ[1]

پھر انہوں نے کہا اس لشکر کو لے کر کس کا قصد کیا جائے یا کس سے مقابلہ کریں کیا بنی عوف سے یا بنی نجار سے۔

بَلْ بَنِى النَّجَّارِ اِنَّ لَنَا
فِيْهِمُ قَتْلَى وَ اِنَّ تِرَهْ

(نہیں کسی دوسرے سے ہم مقابلہ نہ کریں گے) بلکہ بنی النجار ہی سے مقابلہ کریں گے کیونکہ ہمارے آدمیوں کو انہوں نے ہی قتل کیا اور بے شک ہمیں انہیں سے بدلہ لینا ہے۔

فَتَلَقَّتْهُمْ مُسَايَفَةٌ
مَدُّهَا كَالْغَبْيَةِ النَّثِرَهْ[2]

پس انہوں نے ان سے شمشیر زنی شروع کی ان کا سیلاب بارش کے اس سیلاب کی طرح تھا جو نشیب کی جانب زور سے رواں ہو۔

فِيْهِمُ عَمْرُو بْنُ طَلَّةَ
مَلِّي الْاِلٰهُ قَوْمَهٗ عُمُرَهْ

انہیں میں عمرو بن طلۃ بھی تھا اللہ ان کی قوم کو اس کی عمر سے متمتع کرے یعنی اللہ اس کو بہت دنوں زندہ رکھے۔

سَيِّدٌ سَامَ الْمُلُوْكَ وَمَنْ
رَامَ عَمْرًا لَا يَكُنْ قَدَرَهْ

وہ ایسا سردار ہے جس نے بہت سے بادشاہوں پر برتری حاصل کرلی ہے جو شخص بھی عمرو کے مقابلے یا اس کو ضرر پہنچانے کا ارادہ کرے خدا کرے کہ وہ اس پر قدرت نہ پائے۔

---

1. نسخہ (الف) یؤم۔ نسخہ (ب ج د) تؤم۔ پہلی صورت میں فعل مجہول ہوگا دوسری میں معروف۔ (احمد محمودی)

2. نسخہ (الف) کالغبیۃ النترہ (ب) کالغبیۃ النثرہ (ج) کالغبیۃ النثرہ (د) کالغبۃ النثرہ۔ غبیہ کے معنی پانی کا بہت بڑی مقدار میں انڈیلا جانا نثر کے معنی بکھیرنے اور کثرت کے ہیں یعنی ان کا سیلاب ایسا تھا گویا بہت سی مقدار میں پانی انڈیلا جارہا ہے اور طبہ کے معنی بہت دنوں کے بعد آنے والا۔ نتر کے معنی بہت زور سے نچوڑنا۔ (احمد محمودی)

اور یہ انصار کے قبیلے والے دعویٰ کرتے ہیں کہ تبع ان یہود قبائل سے جو ان سے پہلے تھے کینہ ہی رکھتا تھا وہ تو انہیں برباد ہی کر دینا چاہتا تھا لیکن انھوں نے اس کو ان سے روکا یہاں تک کہ وہ ان کے پاس سے لوٹ گیا اور اسی لئے کسی شاعر نے اپنے شعر میں کہا:۔

مَابَالُ نَوْمِكَ مِثْلُ نَوْمِ الْاَرْمَدِ
اَرِقًا كَاَنَّكَ لَا تَزَالُ تَسَهَّدُ[1]

تیری نیند کو کیا ہو گیا ہے کہ بیداری کے سبب سے آشوب چشم والے کی سی نیند ہو گئی ہے۔ گویا کہ تو ہمیشہ بیدار رہتا ہے۔

حَنَقًا عَلَى سِبْطَيْنِ حَلَّا يَثْرِبًا
اَوْلَى لَهُمْ بِعِقَابِ يَوْمٍ مُفْسِدِ

کہ ان دو قبیلوں سے کینہ وری کے سبب جو یثرب میں وطن پذیر ہو گئے ہیں گویا رات بھر جاگتا ہی رہتا ہے اور یثرب پر حملہ کرنے کی فکر میں لگا ہے اور جنگ و جدل کی سزا کے لئے ایسے ہی لوگ زیادہ سزاوار ہیں۔

ابن ہشام نے کہا جس قصیدے میں یہ شعر ہے وہ مصنوعی ہے اور اسی وجہ سے ہم اس کے لکھنے سے باز رہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ تُبّع اور اس کی قوم بت پرست تھی بتوں کو پوجا کرتی تھی جب اس نے مکے کا رخ کیا جو یمن کو جاتے وقت اس کے راستے ہی میں واقع تھا اور عُسفان اور اَمج کے درمیان کسی مقام پر پہنچا تو اس کے پاس ہذیل بن مدرکۃ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد میں کی ایک جماعت آئی اور انہوں نے کہا اے بادشاہ کیا ہم آپ کو ایک چھپا ہوا خزانہ نہ بتا دیں جس میں موتی زمرد یاقوت اور سونا چاندی بہ کثرت موجود ہے جس سے آپ سے پہلے کے بادشاہ غافل رہے۔ اس نے کہا کیوں نہیں ضرور بتا دو۔ انہوں نے کہا مکے میں ایک گھر ہے اس بستی کے رہنے والے اس گھر کی پرستش کرتے ہیں اور اس کے پاس نمازیں پڑھتے ہیں یا دعائیں مانگتے ہیں۔ قبیلۂ بنی ہذیل نے تو صرف یہ چاہا تھا کہ تبع کو اس ذریعے سے برباد کر دیں

---

[1] نسخہ (الف) کے سوا یہ شعر کسی نسخے میں متن کتاب میں نہیں نسخہ (ب) کے حاشیے پر یہ شعر الفاظ کے تفاوت کے ساتھ موجود ہے اس میں ہے۔ مابال عینك لاتنام كانما کحلت مآقیها بسم الاسود
ترجمہ:۔ تیری آنکھوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ سوتی ہی نہیں گویا کوئے میں کالے سانپ کا زہر بطور سرمہ لگایا ہے۔ (احمد محمودی)

کیونکہ وہ جانتے تھے کہ بادشاہوں میں سے جس نے اس کے ساتھ بدی کا ارادہ کیا یا وہاں سرکشی کرنا چاہا وہ برباد ہو گیا۔ لیکن جب اس نے ان کے کہنے کے موافق کرنے کا عزم کر لیا تو ان دونوں عالموں کو بلایا اور ان سے اس کے متعلق دریافت کیا ان دونوں نے کہا اس قوم نے تجھے اور تیری قوم کو برباد کر دینا چاہا ہے ہم اس گھر کے سوا کوئی اور گھر ایسا نہیں جانتے جس کو اللہ نے زمین میں اپنے لئے بنایا ہو اگر تو نے ویسا ہی کیا جس پر تجھے ان لوگوں نے ابھارا ہے تو تو اور تیرے ساتھ جو جو ہوں گے سب تباہ ہو جائیں گے اس نے کہا تو پھر تم دونوں کا کیا مشورہ ہے جب وہاں جاؤں تو کیا کروں انہوں نے کہا وہاں کے لوگ اس گھر کے پاس جو کچھ کرتے ہیں تو بھی وہی کر اس کا طواف کر اس کی تعظیم و تکریم کر اور اس کے پاس اپنا سر منڈوا اور خشوع و خضوع (اور عجز و انکسار اختیار کر)۔ حتیٰ کہ تو وہاں سے نکل جائے۔ اس نے کہا تم اس طرح کیوں نہیں کرتے انہوں نے کہا سن واللہ بے شہ وہ ہمارے باپ ابراہیم کا گھر ہے اور اس میں کسی قسم کا شک نہیں کہ واقعہ ٹھیک ویسا ہی ہے جیسا ہم نے تجھ سے کہا ہے لیکن وہاں کے رہنے والوں نے اس گھر کے اطراف بت نصب کر کے اور ان کے آگے قربانیاں کر کے ہمارے اور اس گھر کے درمیان دیوار حائل کر دی ہے اور وہ نجس اور مشرک بھی ہیں۔ یہی یا اسی طرح کے الفاظ انہوں نے کہے[1] (غرض) وہ ان کی بات کی سچائی اور ان کے خلوص و خیر خواہی کا معترف ہو گیا اور ہذیل کے مذکورہ لوگوں کو بلوایا اور ان کے ہاتھ کاٹ دیے اور خود آگے چلا یہاں تک کہ مکے میں آیا اور بیت اللہ کا طواف کیا اور اس کے پاس اونٹ ذبح کیے اور اپنا سر منڈوایا اور اس عام روایت کے مطابق جو لوگوں میں مشہور ہے وہ مکے میں چھ روز رہا ان دنوں میں لوگوں کے لئے جانور ذبح کیا کرتا اور وہاں کے رہنے والوں کو کھانا کھلاتا اور شہد پلاتا رہا اور اسے خواب میں بتایا گیا یعنی حکم دیا گیا کہ وہ بیت اللہ پر غلاف چڑھائے چنانچہ اس نے بیت اللہ پر ٹاٹ کا غلاف[2] چڑھایا پھر اسے بتایا گیا کہ اس سے بہتر غلاف چڑھائے تو اس نے اس پر معافر کا غلاف[3] چڑھایا پھر اسے بتایا گیا کہ اس پر اس سے بہتر غلاف چڑھائے تو اس نے اس پر ملاء[4] اور وصائل[5] کا غلاف چڑھایا اور عرب کے خیال کے موافق

---

[1] ان الفاظ سے راوی یہ ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ اسے ان دونوں کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ یقینی طور پر یاد نہیں ہیں اس لئے روایت بالمعنے کی گئی ہے اور یہ الفاظ روایت بالمعنی کی جانب بطور اشارہ ذکر کیے گئے ہیں۔ (احمد محمودی)

[2] اصل میں لفظ خصف ہے جو خصفہ کی جمع ہے جس کے معنی موٹے کپڑے یا کھجور کے پتوں اور ریشوں سے بنی ہوئی چیز کے ہیں جس کو ہم ٹاٹ کہہ سکتے ہیں۔ (احمد محمودی)۔

[3] معافر ایک شہر کا نام ہے جو یمن میں تھا جس کی طرف ایک خاص قسم کا کپڑا منسوب تھا۔

[4] ملاء اس چادر کو کہتے ہیں جس میں دو پاٹ ملا کر سیے گئے ہوں۔ (احمد محمودی)

[5] وصائل بھی ایک قسم کا کپڑا تھا جو یمن سے آتا تھا۔ (احمد محمودی)

تبع پہلا شخص ہے جس نے بیت اللہ پر غلاف چڑھایا اور اس کے منتظمین کو جو بنی جرہم سے تھے (ہمیشہ غلاف چڑھاتے رہنے کی) وصیت کی۔ اور اسے پاک[1] صاف رکھنے کا حکم دیا۔ اور یہ بھی حکم دیا کہ خون مردار اور نجس[2] چیتھڑے اس کے نزدیک نہ آنے دیں اور اس کے لئے دروازہ اور قفل کنجی بنوائی تو سبیعہ بنت الاحب[3] بن جذیمۃ بن عوف بن نصر بن معاویۃ بن ہوازن بن منصور بن عکرمۃ بن خصفۃ بن قیس بن عیلان نے جو عبد مناف بن کعب بن سعد بن تیم بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانۃ کے پاس یعنی اس کی زوجیت میں تھی اشعار ذیل کہے ہیں جس میں اپنے بیٹے کو جس کا نام خالد تھا اور جو عبد مناف ہی کے نطفے سے تھا مخاطب کر کے حرمت مکہ کی عظمت جتائی ہے اور اس کو حرم میں بغاوت کرنے سے منع کیا ہے تبع اور اس کا عجز وانکسار اور کعبۃ اللہ کے لئے جو جو کام اس نے کیے تھے ان سب کا ذکر کیا ہے۔

اَبُنَيَّ لَا تَظْلِمْ بِمَكَّةَ
لَا الصَّغِيْرَ وَلَا الْكَبِيْرَ

اے میرے پیارے بیٹے مکے میں ظلم وستم نہ کر نہ چھوٹوں پر اور نہ بڑوں پر۔

وَاحْفَظْ مَحَارِمَهَا بُنَيَّ
وَلَا يَغُرَّنْكَ الْغَرُوْرُ[4]

بیٹے اس کی قابل عظمت چیزوں کی حفاظت کر دیکھ کہیں تجھے غلط باتیں دھوکے میں نہ ڈال دیں۔

---

۱ دوسرے نسخوں میں "امرھم بتطھیرہ" ہے اور نسخہ الف میں "بتظھیرہ" ہے جو بالکل غلط معلوم ہوتا ہے۔ (احمد محمودی)

۲ نسخہ (الف) میں "مبلا ثاو ھی الحائض" لکھا ہے اور نسخہ (ب) میں "مثلاۃ وھی المحائض" ہے اور نسخہ (ج) میں مثلا ثا دھی الحائض ہے سب میں زیادہ صحیح اس مقام پر نسخہ (ب) ہے اور نسخہ (الف) سب سے زیادہ غلط ہے مثلاۃ کے معنی خرقۃ الحیض ہے یعنی حیض کے چیتھڑے جس کی جمع مآلی ہے۔ نسخۂ (الف) کا مبلاث ہمیں کسی لغت میں نہیں ملا اور پھر اس کی تفسیر الحائض سے کی گئی ہے جو کسی دوسرے نسخے سے مطابق نہیں۔

۳ (الف ب) الاحب با حائے حطی (ج۔ د) الاجب با جیم۔ سہیلی نے لکھا ہے کہ اہل منسب حاء مہملہ سے کہتے ہیں لیکن ابو عبیدہ نے جیم سے لکھا ہے۔ (احمد محمودی)

۴ نسخہ (الف) کے سوا تمام نسخوں میں یغرنک یائے تحتانیہ سے ہے۔ جس کے معنی کہیں شیطان تجھے دھوکے میں نہ ڈال دے۔ کلام مجید میں ولا یغرنکم باللہ الغرور ہے جس کی تفسیر شیطان ہی سے کی گئی ہے (الف) میں تائے فوقانیہ سے ہے اگر تائے فوقانیہ سے پڑھا جائے تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ دھوکے میں ڈالنے والی چیزیں تجھے دھوکے میں نہ ڈال دیں۔ (احمد محمودی)

اَبُنَيَّ مَنْ يَظْلِمْ بِمَكَّةَ
يَلْقَ اَطْرَافَ الشُّرُوْرُ

بیٹے جو شخص مکے میں ظلم کرتا ہے اسے انتہائی برے نتائج بھگتنے پڑتے ہیں۔

اَبُنَيَّ يُضْرَبْ وَجْهُهُ
وَيَلُحْ[1] بِخَدَّيْهِ السَّعِيْرُ

بیٹے ایسے شخص کے منہ پر مار پڑے گی اور بھڑکتی آگ اس کے نرم و نازک رخساروں کی شکل بگاڑ دے گی۔

اَبُنَيَّ قَدْ جَرَّبْتُهَا
فَوَجَدْتُ ظَالِمَهَا يَبُوْرُ

بیٹے میں نے اسے بہت آزمایا ہے اس میں ظلم کرنے والے کو ہلاک ہوتی ہی پایا ہے۔

اَللّٰهُ آمَنَهَا وَمَا
بُنِيَتْ بِعَرْصَتِهَا قُصُوْرُ

اسے اور اس کے صحن میں جتنے محل بنائے گئے ہیں اللہ نے ان (سب) کو امن چین عنایت فرمایا ہے۔

وَاللّٰهُ آمَنَ طَيْرَهَا
وَالْعُصْمُ تَأْمَنُ فِيْ ثَبِيْر

اللہ نے اس کے پرندوں کو بھی امن چین عطا فرمایا ہے اور کوہ ثبیر میں ہرنیاں (یا جنگلی بکریاں) بھی امن چین سے رہتی ہیں۔

وَلَقَدْ غَزَاهَا تُبَّعٌ
فَكَسَا بَنِيَّتَهَا الْحَبِيْر

اور بے شک تبع نے اس عظمت والے گھر کا قصد کیا ہے یعنی اس کی زیارت کے لئے آیا ہے اور اس کی عمارت پر نیا نرم اور منقش غلاف چڑھایا ہے۔

وَاَذَلَّ رَبِّيْ مُلْكَهُ
فِيْهَا فَاَوْ فَى بِالنُّذُوْرُ

---

[1] (الف) اور (ب) میں یلح با حائے حسی اور (ج د) میں با جیم ہے جس کے معنی اپنے نرم و نازک رخسار لئے آگ میں داخل ہوگا۔ (احمد محمودی)

اور میرے پروردگار نے اس کے ملک کو اس کا مطیع و فرمانبردار بنا دیا تو اس نے اس میں نذریں (گذرانیں اور جو جو نذریں کی تھیں) پوری کیں۔

يَمْشِي اِلَيْهَا حَافِيًا
بِفِنَائِهَا[1] اَلْفَا بَعِير

(دیکھنے والے دیکھ رہے تھے کہ) وہ اس گھر کی جانب ننگے پاؤں جا رہا ہے اور اس گھر کے صحن میں دو ہزار اونٹ (قربانی اور مہمانوں کی ضیافت کے لئے) موجود ہیں۔

وَيَظَلُّ يُطْعِمُ اَهْلَهَا
لَحْمَ الْمَهَارِی وَالْجَزُوْرُ

اور وہ وہاں رہنے والوں کو اعلیٰ درجے کے اونٹوں اور دوسرے ذبح کرنے کے قابل جانوروں کا گوشت کھلائے جا رہا ہے۔

يَسْقِيْهِمُ الْعَسَلَ الْمُصَفّٰى
وَالرَّحِيْضَ مِنَ الشَّعِيْرُ

وہ انہیں چھنا ہوا شہد پلائے جا رہا ہے اور دھوئی ہوئی پاک صاف آش جو پلائے جا رہا ہے۔

وَالْفِيْلُ اَهْلَكَ جَيْشَهُ
يُرْمَوْنَ فِيْهَا بِا الصُّخُوْرُ

اور ہاتھی والا لشکر برباد کر دیا گیا اور دیکھنے والے دیکھ رہے تھے کہ ان پر اس بستی میں چٹانیں برس رہی ہیں۔

وَالْمُلْكُ فِي اَقْصَى الْبِلَا
دِوَفِي الْاَعَاجِمِ وَالْجَزِيْرُ

اور اس کے بادشاہ کو مکے سے دور دراز شہروں اور بیرون عرب ملکوں اور جزیروں میں ہلاک کر دیا گیا۔

فَاَسْمَعْ اِذَا حُدِّثْتَ وَافْهَمْ
كَيْفَ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرُ

جو کچھ تجھ سے بیان کیا گیا اسے سن اور انجام کار کیا ہوگا اسے سمجھ لے۔

---

[1] نسخۂ (الف) کے سوا تمام نسخوں میں "بفنائها" فے سے ہے صرف نسخۂ (الف) میں "بغنائها" غین سے ہے جس کے کوئی مناسب معنی سمجھ میں نہیں آئے۔ (احمد محمودی)

ابن ہشام نے کہا کہ یہ اشعار مقید ہیں اور مقید اشعار ان اشعار کو کہتے ہیں جن کو رفع نصب جر کوئی اعراب نہیں دیا جاتا یعنی ان پر وقف کیا جاتا ہے پھر (تبع) نے اس کے ساتھ جو لشکر تھا اس کو اور ان دونوں عالموں کو لے کر یمن کا رخ کیا اور مکے سے نکل کر چلا گیا۔ اور جب یمن میں داخل ہوا تو اپنی قوم کو اس مذہب کی طرف دعوت دی جس میں وہ خود داخل ہو چکا تھا انہوں نے اس کی دعوت قبول کرنے سے انکار کیا۔ اور اس سے فیصلۂ ثالثی کا مطالبہ کیا کہ اس آگ کی طرف دونوں رجوع کریں جو یمن میں تھی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے ابو مالک بن ثعلبۃ بن الو مالک القرظی نے ابراہیم بن محمدؒ بن طلحۃ بن عبید اللہ کی روایت سے بیان کیا کہ تبع جب یمن میں داخل ہونے کے قریب ہوا تو بنی حمیر نے اس کو یمن میں آنے سے روکا اور انہوں نے کہا کہ جب تک ہم ہیں تو اس بستی میں داخل[1] نہ ہو سکے گا یعنی ہم تجھے اس بستی میں داخل نہ ہونے دیں گے۔ کیونکہ تو نے ہمارے دین سے علیحدگی اختیار کر لی ہے اس نے انہیں اپنے دین کی دعوت دی اور کہا یہ دین تمہارے دین سے بہتر ہے انہوں نے کہا اچھا تو پھر آگ کے فیصلۂ ثالثی کو تسلیم کر اس نے کہا بہت اچھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ یمن والوں کے خیال کے موافق یمن میں ایک آگ تھی جو ان کے مختلف امور میں ان کے مابین ثالثی فیصلہ صادر کیا کرتی تھی ظالم کو کھا جاتی اور مظلوم کو کچھ ضرر نہ پہنچاتی۔ آخر اس کی قوم اپنے بتوں اور ان چیزوں کے ساتھ نکلی جن کے ذریعے وہ لوگ اپنے دین میں تقرب خداوندی حاصل کرنے کا دعویٰ رکھتے تھے۔ اور وہ دونوں عالم بھی اپنی گردنوں میں اپنی کتابیں حمائل کیے ہوئے نکلے۔ حتیٰ کہ سب کے سب اس مقام پر جا بیٹھے جہاں سے وہ آگ نکلا کرتی تھی پس وہ آگ نکلی اور ان کی طرف بڑھی اور جب وہ ان کی سمت بڑھی تو وہ اس سے کترانے لگے اور اس سے خوف زدہ ہو گئے۔ جو لوگ وہاں موجود تھے انہوں نے ان کو ابھارا اور صبر کی ترغیب دی۔ وہ جم رہے یہاں تک کہ آگ ان پر چھا گئی بتوں اور تمام اس سامان تقرب کو جو ان کے ساتھ تھا اور ان حمیری لوگوں کو جو اس سامان کے حامل تھے سب کو کھا گئی اور وہ دونوں عالم اپنی گردنوں میں اپنی کتابیں حمائل کیے پیشانی سے پسینہ ٹپکتا ہوا باہر نکل آئے اور آگ نے انہیں کچھ ضرر نہ پہنچایا پھر کیا تھا سب کے سب حمیری اس کے مذہب پر متفق ہو گئے اسی وقت سے اور اسی واقعے کے سبب سے یمن میں یہودیت کی بنا پڑ گئی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے ایک بیان کرنے والے نے بیان کیا کہ وہ دونوں عالم اور حمیریوں میں

---

[1] تمام نسخوں میں لا تدخل علینا ہے اور نسخہ (الف) میں عصینا ہے جو کسی طرح صحیح نہیں خیال کیا جا سکتا۔ (احمد محمودی)

سے جو لوگ نکلے تھے انہوں نے اس آگ کا اس لئے پیچھا کیا تھا کہ اس کو لوٹا دیں۔ انہوں نے کہا تھا کہ جس نے اس کو لوٹا دیا وہی حق سے زیادہ قریب ہے۔ پس چند حمیری اپنے بتوں کو ساتھ لے کر اس کو لوٹانے کے لئے اس کے پاس گئے وہ آگ بھی ان سے قریب ہوئی کہ انہیں کھا جائے لیکن وہ اس سے کترا کر نکل گئے اور اس لوٹا نہ سکے اور وہ دونوں عالم اس کے بعد اس کے پاس گئے اور توریت پڑھنے لگے۔ اور وہ آگ ان کے پاس سے پیچھے ہٹنے لگی یہاں تک کہ ان دونوں نے اس کو اس مقام تک ہٹا دیا جہاں سے وہ نکلی تھی آخر حمیریوں نے بالاتفاق ان دونوں کے مذہب پر بیعت کر لی اللہ بہتر جانتا ہے کہ ان دونوں میں کونسی بات واقعی تھی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اہل یمن کا ایک گھر رئام نامی تھا جس کی وہ عظمت کیا کرتے اور اس کے پاس قربانی کیا کرتے تھے اور اس سے باتیں کیا کرتے کیونکہ وہ مشرک تھے۔ ان دونوں عالموں نے تبع سے کہا کہ وہ تو شیطان ہے وہ انہیں اس ذریعے سے فتنے میں ڈال رہا ہے تو ہمارے اور اس کے درمیان نہ آ[1] اس نے کہا اس کے ساتھ تم جو چاہو کرو۔ یمن والوں کے دعوے کے مطابق ان دونوں نے اس میں سے ایک کالا کتا نکالا اور اس کو ذبح کر ڈالا اور اس گھر کو ڈھا دیا۔ جو خون اس پر بہایا جاتا تھا یعنی وہاں جو قربانیاں کی جاتی تھیں اس کے آثار و نشانات، جس طرح مجھ سے بیان کیا گیا ہے آج تک بھی موجود ہیں۔

اس کے بیٹے حسان بن تبان کی حکومت اور عمرو کا اپنے بھائی کو مار ڈالنا

پھر جب اس کا بیٹا حسان بن تبان اسعد ابو کرب برسر حکومت ہوا تو سرزمین عرب و عجم کی پامالی کے ارادے سے یمن والوں کو لے کر نکلا یہاں تک کہ جب وہ عراق میں ایک مقام پر۔ ابن ہشام نے کہا کہ بعض اہل علم کی روایت کے مطابق بحرین میں۔ تھے تو حمیریوں اور یمن[2] کے چند قبیلوں نے اس کے ساتھ جانے کو ناپسند کیا اور اپنے شہروں اور گھر والوں کی طرف لوٹ جانا چاہا اور اس کے بھائی عمرو سے جو اس کے لشکر ہی میں تھا سازش کی گفتگو کی انہوں نے اس سے کہا تو اپنے بھائی حسان کو مار ڈال تو ہم تجھے اپنا حاکم بنا لیں گے اور تو ہمارے ساتھ ہمارے شہروں کی جانب لوٹ چل اس نے ان کی اس بات کو قبول کر لیا اور ذورعین حمیری کے سوا سب کے سب اس پر متفق ہو گئے۔ ذورعین نے تبع کے بھائی کو اس بات سے منع کیا مگر اس نے ذورعین کی ایک نہ مانی اسی موقع پر ذورعین نے کہا۔

---

[1] ہم اس کو دفع کرنا چاہتے ہیں تو اس امر میں حائل نہ ہو ہمیں اس سے نہ روک۔ (احمد محمودی)

[2] تمام نسخوں میں قبائل الیمن ہے اور نسخۂ (الف) میں قبائل العرب ہے لیکن زیادہ مناسب نسخۂ اول الذکر ہی معلوم ہوتا ہے۔ (احمد محمودی)

اَلَا مَنْ يَشْتَرِي سَهْرًا بِنَوْمٍ
سَعِيْدٌ مَنْ يَبِيْتُ قَرِيْرَ عَيْنٍ

کیا تم نے غور نہیں کیا کہ کیا وہ شخص جو چین کی نیند کے بجائے بے چینی اور بیداری خرید رہا ہے وہ نیک بخت ہے یا جو سکھ چین کے ساتھ رات بسر کر رہا ہے لینے دیکھو اپنے بھائی کو قتل کر کے تم چین سے نہ رہو گے۔

فَاِمَّا[1] حِمْيَرٌ غَدَرَتْ وَخَانَتْ
فَمَعْذِرَةُ الْاِلٰهِ لِذِيْ رُعَيْنٍ

اگر حمیریوں نے خیانت اور بے وفائی کی تو ذورعین کے لئے تو اللہ تعالیٰ کے پاس عذر معقول ہے۔

پھر اس نے یہ دونوں بیتیں ایک چھٹی میں لکھیں اور اسے سربمہر کر کے عمرو کے پاس لایا اس سے کہا میری یہ تحریر آپ اپنے پاس رکھ لیجئے اس نے اسے رکھ لیا۔ اور کے بعد عمرو نے اپنے بھائی حسان کو قتل کر ڈالا اور جو لوگ اس کے ساتھ تھے انہیں لے کر یمن کی طرف چلا گیا حمیریوں میں سے ایک شخص نے (اسی موقع پر) کہا ہے۔

لَاهِ[2] عَيْنَا الَّذِيْ رَاٰى مِثْلَ حَسَّا
نَ قَتِيْلًا فِيْ سَالِفِ الْاَحْقَابِ

ایسے شخص کی آنکھیں کیا خوش نصیب ہیں جس نے گزشتہ ہزاروں صدیوں میں مقتول حسان کے جیسے کسی شخص کو دیکھا ہو۔

قَتَلَتْهُ مَقَاوِلٌ خَشْيَةَ الْحَبْسِ
غَدَاةَ قَالُوْا لَبَابِ لَبَابِ

رؤسائے سلطنت نے (اس کے پنجے میں پھنسے رہنے کے خوف سے) اس کو مار ڈالا جس روز وہ جوش میں آ کر کچھ خوف نہیں کچھ خوف نہیں!! کہہ رہے تھے۔

---

[1] نسخۂ (الف) فلما اور نسخۂ (ب) میں فاما حو ان شرطیۃ اور ما زائدہ کا مرکب ہے جس کے معنی ''اگر خیانت کی'' ہوں گے نسخۂ (ج) میں فاما ہمزہ مکسورہ ہے یا مفتوحہ سے اس کی کوئی علامت نہیں اور نسخۂ (د) میں فاما ہے لیکن کے معنی میں نسخۂ (د) صحت سے بہت دور اور نسخۂ (ب) صحت سے بہت قریب معلوم ہوتا ہے۔ (احمد محمودی)

[2] اصل میں للّٰہ عینا الذی ہے۔ (احمد محمودی)

مَيْتُكُمْ خَيْرُ نَا وَحَيُّكُم رَبٌّ
عَلَيْنَا وَكُلُّكُمْ اَرْبَابِيْ

تم میں کا مرا ہوا (یعنی حسان تو) ہم میں کا بہترین تھا اور تم میں کا زندہ یعنی عمرو بھی ہماری پرورش اور ہماری سرپرستی کرنے والا ہے اور تم سب کے سب میرے ان داتا ہو۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ لباب[1] لباب کے معنی حمیری زبان میں ''کچھ خوف نہیں کچھ خوف نہیں'' ہیں[2]

ابن ہشام نے کہا کہ لباب لباب بھی روایت آئی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب عمرو بن تبان یمن میں آیا تو اس کی نیند اڑ گئی اور وہ بے خوابی میں مبتلا ہو گیا اور جب وہ اس سے تنگ آ گیا تو طبیبوں اور ماہر کاہنوں اور نجومیوں سے دریافت کیا کہ اسے کیا ہو گیا ہے تو ان میں سے ایک شخص نے اس سے کہا خدا کی قسم! جس کسی نے بھی اپنے بھائی یا اپنے کسی رشتے دار کو تیری طرح ناحق قتل کیا ہے اس کی نیند بھی اس طرح اڑ گئی ہے اور بے خوابی میں مبتلا ہو گیا ہے۔ جب اس سے یہ بات کہی گئی تو اس نے یمن کے رؤسا میں سے ہر اس شخص کو قتل کرنا شروع کیا جس نے اس کے بھائی حسان کو قتل کرنے کا مشورہ دیا تھا یہاں تک کہ ذورعین کے پاس (بھی) پہنچا۔ ذورعین نے اس سے کہا تیرے پاس ایک ایسی چیز ہے جو میرے لئے سبب برأت ہے اس نے کہا وہ کیا ہے اس نے کہا وہ تحریر جو میں نے تجھے (سربمہر) دی ہے۔ اس نے وہ تحریر نکالی تو کیا دیکھتا ہے کہ اس میں وہ دو بیتیں لکھی ہیں (صفحہ ۱۱۸ اصل) آخر اس نے اس کو چھوڑ دیا کیونکہ اس کو معلوم ہو گیا کہ اس نے اسے پہلے ہی نصیحت کر دی تھی۔ (اس کے بعد جب) عمرو مر گیا اور حمیری حکومت زیروزبر ہو گئی اور (آپس میں) پھوٹ پڑ گئی۔

حکومت یمن پر لخنیعہ ذوشناتر کا تسلط

تو حمیریوں (ہی) میں کا ایک شخص جو خاندان شاہی سے نہ تھا جس کو ''لخنیعہ ینوف ذوشناتر'' کہا جاتا تھا ان پر مسلط ہو گیا اور اس نے ان میں کے بہترین لوگوں کو قتل کیا اور شاہی خاندان کے گھروں کو کھلونا بنا ڈالا تو حمیریوں میں کے ایک کہنے والے نے لخنیعہ[3] سے کہا۔

---

[1] قال ابن اسحٰق نسخہ (الف) میں نہیں ہے۔
[2] لا باس لا باس کی تکرار بھی نسخہ (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)
[3] لخنیعہ نسخہ (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

تَقْتُلُ اَبْنَاهَا وَتَنْفِي سَرَاتَهَا
وَتَبْنِي بِاَيْدِيهَا لَهَا الذُّلَّ حِمْيَرُ

بنی حمیر کا یہ حال ہے کہ وہ خود اپنے قبیلے کے بچوں کو قتل اور اپنے اعلیٰ افراد کو جلاوطن کر رہے ہیں اور اپنے لئے (خود) اپنے ہاتھوں ذلت کی بنا ڈال رہے ہیں۔

تُدَمِّرُ دُنْيَاهَا بِطَيْشٍ حُلُوْمِهَا
وَمَا ضَيَّعَتْ مِنْ دِيْنِهَا فَهُوَ اَكْثَرُ[1]

وہ اپنی کم عقلی سے اپنی دنیا بھی تباہ کر رہے ہیں اور دین بھی اور انہوں نے اپنے دین کی جو بربادی کی ہے وہ تو بہت ہی زیادہ ہے۔

كَذَالِكَ الْقُرُوْنَ قَبْلَ ذَاكَ بِظُلْمِهَا
وَاِسْرَافِهَا تَأْتِي الشُّرُوْرَ فَتَخْسَرُ

اس سے پہلے گزشتہ زمانے والوں کی بھی یہی حالت رہی ہے کہ وہ اپنے ظلم و زیادتی سے بدکاریاں کرتے اور نقصان اٹھاتے رہے۔

لخنیعہ ایک بدکار شخص تھا عمل قوم لوط میں مبتلا تھا۔ شاہی خاندان کے لڑکوں میں سے کسی نہ کسی کو بلواتا اور اپنے ایک سرد خانے[2] یا بالا خانے میں جو اس نے اسی لئے بنوایا تھا اس سے لواطت کرتا تاکہ اس کے بعد پھر وہ حکومت نہ کر سکے پھر اس سرد خانے یا بالا خانے سے اپنے نگہبانوں اور اس لشکر کو جو وہاں موجود ہوتا مسواک اپنے منہ میں رکھ لے کر جھانکتا تاکہ انہیں اس امر سے مطلع کر دے کہ وہ اس سے فارغ ہو چکا ہے یہاں تک نوبت پہنچ گئی کہ حسان کے بھائی تبان اسعد کے بیٹے زرعہ ذونواس کو بلوایا جو حسان کے قتل کے وقت کم سن تھا پھر جب وہ جوان ہوا تو بہت ہی حسین و جمیل و شکیل و عقیل نکلا جب اس کا پیامبر اس کے پاس آیا وہ اس کے اس ارادے کو جان گیا جو اس کے متعلق لخنیعہ کے پیش نظر تھا۔ اس نے ایک نئی پتلی چھری لی اور اسے اپنے جوتے اور پاؤں کے درمیان چھپالیا اور اس کے پاس آیا پھر جب اس نے اس کے ساتھ خلوت کی تو وہ اس کی جانب تیزی سے بڑھا ذونواس نے اس پر سبقت کی اور چھری اس کے بھونک دی اور مار ڈالا۔ پھر اس کا سر کاٹا اور اس روشن دان میں رکھ دیا جس میں سے وہ جھانکا کرتا تھا اور اس کی مسواک بھی اس کے منہ

---

[1] نسخہ (الف) میں اکبر ہے اور باقی نسخوں میں اکثر ہے۔ (احمد محمودی)

[2] اصل میں لفظ مشربہ ہے جو سرد خانے یا بالا خانے کو کہا جاتا ہے یا اس کو بہتر ہو سکتا ہیں۔ (احمد محمودی)

میں رکھ دی اور باہر سب کے سامنے نکل آیا۔ انہوں نے اس سے کہا اے ذونواس[1] تر ہے یا خشک اس نے کہا سل نخماس[2] اسرطبان ذونواس استرطبان لا باءس[3]

ابن ہشام نے کہا کہ یہ حمیری زبان کے الفاظ ہیں اور نخماس کے معنی سر کے ہیں[4] پھر ان لوگوں نے روشن دان کی جانب دیکھا تو معلوم ہوا کہ لخنیعہ کا سر کٹا ہوا (رکھا) ہے پھر انہوں نے ذونواس کا تعاقب کیا یہاں تک کہ وہ اس سے جا ملے اور انہوں نے اس سے کہا چونکہ تو نے ہم کو اس پلید سے نجات دلائی ہے اس لئے ہم پر تیرے سوا کسی اور کی حکومت مناسب نہیں۔

حکومت ذی نواس

پھر انہوں نے اسے اپنا بادشاہ بنا لیا اور سارے حمیری اور یمن کے تمام قبائل اس کی حکومت پر متفق

---

[1] نسخہ (الف) میں ذونواس ہے اور دوسرے نسخوں میں ذانواس ہے۔ اول الذکر غلط ہے اس لئے کہ یہ مقام ندا ہے اور منادی مضاف منصوب ہوتا ہے۔

[2] مصنف نے نخماس کے معنی سر کے بتائے ہیں اور ابو بحر کے نسخہ میں جس میں ابوالولید الوقشی نے (حروف) کا تعین کیا ہے نخماس نون وخاء منقوطہ سے ہے اور سہیلی کی رائے ہے کہ غالباً یہی صحیح ہوگا کیونکہ اس امر کا احتمال ہے کہ نخماس ہی ان کی زبان میں سر کے معنی میں ہو اور تحریر میں یہ لفظ بگڑ گیا ہو۔ سہیلی کے نسخے میں نخماس باخائے معجمہ کے بعد یہی صحیح ہوگا لکھ کر لکھا ہے کیونکہ اس امر کا احتمال ہے کہ نخماس الخ اور اس کو بلا نقطہ حائے مہملہ سے لکھا ہے' غالباً یہ بھی کاتب کی غلطی ہے اور کراع روایت لکھی ہے کہ تائے منقوطہ فوقانیہ اور حائے مہملہ سے ہے خشنی نے اس لفظ کو نون اور خائے معجمہ سے لکھا ہے کہ تمام روایات میں اس کی تفسیر سر ہی سے کی گئی ہے اور خشنی نے خود ابن ہشام سے ایک روایت لکھی ہے کہ نخماس ایک شخص کا نام تھا جو لخنیعہ کی طرح لوطی تھا اور پھر اس نے توبہ کر لی۔

[3] ان الفاظ کے متعلق سہیلی نے لکھا ہے کہ ان کی توضیح مشکل ہے خشنی نے استرطبان کے متعلق لکھا ہے کہ لوگوں نے اس کے معنی بزبان فارسی ''آگ نے اسے پکڑ لیا'' کے بتائے ہیں لیکن سیاق کے لحاظ سے یہ معنی اس مقام پر بالکل مناسب نہیں معلوم ہوتے ہاں سہیلی نے جو اغانی سے ابوالفرج کی تحریر نقل کی ہے وہ البتہ اس مقام سے مناسب معلوم ہوتی ہے اس نے ذونواس کے حسب ذیل الفاظ نقل کیے ہیں۔ ستعلم الاحراس است ذی نواس است رطبان ام یباس۔ جس کے معنی ہیں۔ قریب میں محافظ جان لیں گے کہ ذی نواس کی مقعد تر ہے یا خشک۔

[4] خط کشیدہ عبارت نسخہ (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

ہو گئے۔ یہی شاہان حمیر کا آخری بادشاہ اور یہی خندقوں والا ہے [1] یعنی جس کا ذکر قرآن مجید میں اصحاب الاخدود کے الفاظ سے فرمایا گیا ہے اور یوسف کے نام سے مشہور تھا۔

اسی یوسف کے زمانہ حکومت میں عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے دین کے بچے کھچے لوگوں کو ان کے دین کے بعض نیک اور پختہ عقیدہ لوگوں نے جن کا سردار عبداللہ بن ثامر نامی ایک شخص تھا انجیل پر قائم رکھا اور نجران میں بھی یہی حال رہا اور سچ تو یہ ہے کہ اس دین کی اصل و بنیاد نجران ہی میں پڑی تھی جو اس زمانے میں سرزمین عرب کا بہترین خطہ تھا۔ یہاں کے تمام رہنے والے بلکہ سارے کا سارا عرب بت پرست ہی تھا اور بتوں کی پرستش ہی ان کا کام تھا اور یہ تغیر مذہب ان میں اس طرح ہوا کہ دین عیسوی کے پرانے دین دار لوگوں میں سے ایک شخص جس کا نام فیمیون تھا ان میں آیا اور انہیں دین عیسوی کی طرف رغبت دلائی تو انہوں نے اس دین کو اختیار کر لیا۔

نجران میں دین عیسوی کی ابتدا

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے اراخنس کے مولی المغیرۃ بن ابی لبید نے بروایت وہب بن منبہ یمانی بیان کیا کہ نجران میں اس دین کی ابتدا اس طرح ہوئی کہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے پرانے دین داروں میں سے ایک شخص تھا جس کو فیمیون کہا جاتا تھا یہ شخص نیک محنتی دنیا سے کنارہ کش مقبول الدعا اور سیاح تھا یہ مختلف دیہات میں رہا کرتا لیکن جب کسی بستی میں مشہور ہو جاتا تو وہاں سے کسی ایسی بستی کی جانب چلا جاتا جہاں وہ پہچانا نہ جائے وہ اپنی قوت بازو کی کمائی کے سوا کچھ نہ کھاتا۔ وہ معمار تھا کیچڑ کا کام کیا کرتا اور یکشنبہ کی بہت عظمت کرتا۔ یکشنبہ کے روز وہ کسی کام میں مشغول نہ ہوتا بلکہ کسی بے آب و گیا جنگل کی طرف نکل جاتا اور شام تک نماز پڑھتا رہتا راوی نے کہا کہ وہ ایک وقت شام کی بستیوں میں سے ایک بستی میں اپنا وہی کام چھپے ہوئے کر رہا تھا کہ اس کی یہ حالت وہاں رہنے والوں میں سے ایک شخص صالح نے دیکھ لی اس سے صالح نے ایسی محبت کی کہ اس سے پہلے کسی نے اس سے ایسی محبت نہ کی تھی۔ وہ جہاں جاتا یہ اس کے پیچھے پیچھے جاتا مگر فیمیون اس کی محبت کو سمجھتا نہ تھا۔ یہاں تک کہ ایک بار یکشنبہ کے دن ایک بے آب و گیا سرزمین کی طرف حسب عادت نکل چلا صالح بھی اس کے پیچھے ہو گیا۔ حلانکہ فیمیون اس امر سے واقف بھی نہ تھا۔ صالح اس سے چھپ کر ایسے مقام پر بیٹھ گیا کہ وہ اس کو نظر آتا رہے کیونکہ یہ چاہتا تھا کہ وہ اس کی موجودگی سے واقف نہ

---

[1] خط کشیدہ عبارت نسخۂ (الف ب) میں زیادہ ہے۔ (احمد محمودی)

ہو۔ جب فیمیون نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہو گیا تو یکا یک اس نے دیکھا کہ ایک بڑا سات سر والا سانپ اس کی طرف بڑھا۔ جب فیمیون نے اسے دیکھا تو اس کے لئے بددعا کی اور وہ فوراً ہی مر گیا۔ صالح نے بھی اس سانپ کو دیکھا لیکن جو آفت اس سانپ پر آئی تھی اس کو نہ سمجھ سکا اور اس پر اس کے حملہ کرنے سے ڈر کر ایک چیخ ماری اور چلا کر کہا فیمیون سانپ!! سانپ!!! اس نے اس طرف کوئی التفات نہیں کی اور اپنی نماز ہی میں مشغول رہا۔ یہاں تک کہ جب اس سے فارغ ہوا اور شام ہو گئی وہاں سے لوٹا تو سمجھ گیا کہ اب یہاں شہرت ہو گئی ہے اور صالح کو بھی معلوم ہو گیا کہ اس کی وہاں کی موجودگی سے واقف ہو گیا ہے اس نے کہا اے فیمیون خدا کی قسم تجھے معلوم ہے کہ میں تجھ سے جتنی محبت کرتا ہوں اس قدر کبھی کسی سے نہیں کی ہے۔ میری آرزو ہے کہ تو جہاں رہے میں بھی تیری صحبت میں تیرے ساتھ رہوں۔ اس نے کہا جیسی تمہاری مرضی مگر میری حالت سے تو تم واقف ہو۔ پھر اگر تمہارے خیال میں تم اس کی برداشت کر سکتے ہو تو (بسم اللہ) بہت اچھا ہے پس صالح اس کے ساتھ ہو لیا اور اب بستی والے بھی اس کی حالت کو جاننے لگے تھے۔

اس کی حالت یہ تھی کہ جب کوئی خدا کا بندہ اچانک[1] اس کے پاس آ جاتا اور اس پر کوئی آفت ہوتی تو وہ اس کے لئے دعا کرتا اور اس کو فوراً شفا ہو جاتی۔ اور جب کوئی آفت رسیدہ اس کو اپنے گھر بلواتا تو وہ اس کے پاس کبھی نہ جاتا۔ اس بستی والوں میں سے ایک شخص کے ایک معذور لڑکا تھا اس نے فیمیون کا حال دریافت کیا تو لوگوں نے اس سے کہا کہ وہ کبھی کسی بلانے والے کے پاس نہیں جاتا وہ اجرت پر لوگوں کے پاس معماری کیا کرتا ہے آخر وہ شخص اپنے اس اندھے لڑکے کے پاس گیا اور اس کو اپنے حجرے میں لٹا کر ایک کپڑا اڑھا دیا پھر فیمیون کے پاس آیا اور اس سے کہا اے فیمیون میں اپنے گھر میں کچھ بنوانا چاہتا ہوں میرے ساتھ وہاں چل تا کہ تو اس گھر کو دیکھ لے اس کے بعد اس کی تعمیر کے شرائط کا تصفیہ کروں گا۔ وہ اس کے ساتھ روانہ ہوا یہاں تک کہ اس کے حجرے میں داخل ہوا اور پوچھا اس گھر کی کونسی چیز بنوانا چاہتے ہو کہا فلاں فلاں چیزیں۔ پھر اس شخص نے اثنائے گفتگو میں اس بچے پر سے کپڑا کھینچ لیا اور اس سے کہا فیمیون! یہ اللہ کے بندوں میں سے ایک بندہ ہے اس پر جو آفت ہے وہ تو آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں اس کے لئے اللہ سے دعا کیجئے۔ فیمیون نے اس کے لئے دعا کی تو وہ لڑکا تندرست ہو گیا کہ اب وہ مشہور ہو چکا ہے آخر وہ اس بستی سے بھی چلا گیا۔ صالح بھی اس کے ساتھ ہو لیا۔ وہ اپنے اس سفر میں شام کے ایک مقام پر ایک بڑے

---

[1] دوسرے تمام نسخوں میں فاجاہ ہے اور نسخہ الف میں فاء جاء ہے جو بالکل غلط ہے۔ (احمد محمودی)

درخت کے پاس سے گزر رہا تھا کہ اس درخت میں سے ایک شخص نے آواز دی اور کہا فیمیون! اس نے کہا ہاں! اس نے کہا میں تیرا انتظار ہی کر رہا تھا اور ابھی دل میں کہہ رہا تھا کہ وہ کب آئے گا کہ میں نے تیری آواز سن لی اور میں نے جان لیا کہ تو وہی ہے۔ اب تو مجھ سے جدا نہ ہو جب تک کہ میرا انتظام نہ کر دے کیونکہ میں اب مرنے والا ہوں۔ راوی نے کہا کہ وہ آخر مر گیا اور اسی نے اس کا سب کچھ انتظام کر دیا۔ یہاں تک کہ اس کو دفن بھی کر دیا۔ پھر وہاں سے چلا اور صالح نے بھی اس کی پیروی کی حتیٰ کہ دونوں سرزمین عرب میں پہنچے وہاں ان پر لوگوں نے ظلم و زیادتی کی اور عربوں کے ایک قافلے نے انہیں پکڑ لیا اور غلام بنا کر نجران میں بیچ ڈالا۔

نجران والے ان دنوں عرب کے ہم مذہب تھے اور ہر اس درخت کی پوجا کرنے لگتے جو ان کے پاس بہت لانبا ہوتا۔ سالانہ میلا کیا کرتے اور اس جاترا میں اقسام کے خوشنما کپڑے جو ان کو میسر ہوتے اور عورتوں کا گہنا اس کھجور کے پیڑ کو پہناتے اور سب کے سب اس کے پاس جمع ہوتے اور سارا دن اسی میں لگے رہتے فیمیون کو ان کے ایک معزز شخص نے خریدا اور صالح کو ایک دوسرے نے، فیمیون جب اس گھر میں جس میں اس کے مالک نے اسے رکھا تھا رات میں تہجد پڑھنے کے لئے کھڑا ہوتا تو بغیر کسی چراغ کے اس کی خاطر وہ گھر روشن ہو جاتا یہاں تک کہ صبح ہو جاتی۔ جب یہ حال اس کے مالک نے دیکھا تو اس کی یہ حالت اسے بھلی معلوم ہوئی اس نے اس کے مذہب کے متعلق دریافت کیا۔ اور اس نے اپنے مذہب کے حالات اسے بتائے اور فیمیون نے کہا تم لوگ سخت غلطی میں پڑے ہو۔ یہ کھجور کا پیڑ نہ کوئی ضرر دیتا ہے نہ نفع اور اگر میں اپنے اس معبود کی بارگاہ میں جس کی پرستش کرتا ہوں اس کھجور کے پیڑ کے لئے بددعا کروں تو ابھی وہ اسے برباد کر ڈالے اور جس کی میں پرستش کرتا ہوں وہ اللہ ہے۔ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔

روای نے کہا کہ اس کے مالک نے اس سے کہا اچھا تو بددعا کر۔ اگر تو نے اس کو برباد کر دیا تو ہم تیرے مذہب میں داخل ہو جائیں گے اور جس مذہب پر ہم چل رہے ہیں اسے چھوڑ دیں گے راوی نے کہا پھر تو فیمیون اٹھا وضو کیا دو رکعت نماز پڑھی پھر اللہ سے اس پر آفت آنے کی التجا کی اللہ عزوجل نے ایک آندھی بھیجی اور اس آندھی نے اس کو جڑ پیڑ سے اکھاڑ دیا اور زمین پر گرا ڈالا۔ پھر تو نجران والوں نے اسی کے مذہب کی اتباع شروع کر دی۔ اس کے بعد نجران والوں میں بھی وہی بدعتیں پیدا ہو گئیں جو ان کے ہم مذہبوں میں ہر سرزمین میں پیدا ہوتی رہی ہیں۔ غرض یہ کہ سرزمین عرب کے ضلع نجران میں نصرانیت اسی زمانے سے شروع ہوئی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ یہ روایت وہب بن منبہ نے نجران والوں سے سن کر بیان کی۔

عبداللہ بن الثامر کا حال

اور

اصحاب الاخدود کا قصہ

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے یزید بن زیاد نے محمد بن کعب القرظی کی روایت سے بیان کیا اور مجھ سے بعض نجران والوں نے بھی نجران ہی کے دوسرے رہنے والوں سے روایت کی ہے کہ نجران والے مشرک تھے اور بت پرستی کیا کرتے تھے اس کے اطراف کی بستیوں میں سے ایک بستی میں' جو نجران سے قریب ہی تھی' ایک جادوگر رہا کرتا تھا جو نجران والوں کے لڑکوں کو سحر کی تعلیم دیا کرتا تھا۔ نجران اس بڑی بستی کو کہتے ہیں جس میں متعدد بستیوں کے رہنے والوں کا اجتماع ہوتا ہے۔ جب فیمیون وہاں آنازل ہوا۔ نجران والوں نے مجھ سے اس کا نام بیان نہیں کیا بلکہ انہوں نے صرف اسی قدر کہا کہ وہاں ایک شخص آنازل ہوا البتہ وہب بن منبہ نے اس کا نام بتایا ہے کہ وہ فیمیون تھا۔ اس نے نجران اور ان بستیوں کے درمیان جن میں جادوگر (رہا کرتا) تھا ایک خیمہ ڈالا۔ نجران والے اپنے لڑکوں کو اس جادوگر کے پاس بھیجا کرتے اور وہ انہیں جادو سکھایا کرتا۔ ثامر نے بھی اپنے بیٹے عبداللہ بن ثامر کو نجران والوں کے لڑکوں کے ساتھ اس کے پاس بھیجا جب وہ خیمہ کے پاس سے گزرتا تو خیمے والے کی عبادت اور نماز جسے وہ آتے جاتے دیکھا کرتا تھا بہت پسند کیا۔ بعض وقت اس کے پاس بیٹھ جاتا اور جو کچھ اس کے منہ سے نکلتا اسے سنتا رہتا یہاں تک کہ اس نے اسلام اختیار کر لیا اور اللہ کو ایک ماننے اور اس کی عبادت کرنے اور اس سے قوانین اسلام کی دریافت کرنے لگا آخر جب اس میں خوب مہارت حاصل کر لی اسم اعظم کے متعلق اس سے دریافت کیا کیونکہ وہ اسم اعظم جانتا تھا۔ لیکن اس سے اس کو پوشیدہ رکھا تھا اس نے کہا بابا تو اس کو برداشت نہ کر سکے گا۔ تیری کمزوری کے سبب اس کی برداشت میں تیرے لئے خطرہ محسوس کرتا ہوں اور عبداللہ کا باپ ثامر صرف اتنا جانتا تھا کہ اس کا بیٹا جادوگر کے پاس اسی طرح جاتا آتا ہے جس طرح دوسرے لڑکے جاتے آتے ہیں۔ جب عبداللہ نے دیکھا کہ اس کے دوست نے اسم اعظم کے متعلق اس سے کنجوسی کی اس کی کمزوری کی وجہ سے اس نے اس کے بتانے سے اندیشہ کیا ہے تو اس نے چند تیر لیے اور انہیں جمع کر کے اللہ تعالیٰ کے جو جو نام وہ جانتا تھا ایک ایک تیر پر لکھا ان میں سے کوئی نام اس نے نہ چھوڑا۔ ہر ایک نام کے لئے ایک ایک تیر مخصوص کیا یہاں تک کہ جب اس

نے تمام نام مکمل کر لیے آگ سلگائی اور انہیں ایک ایک کر کے اس آگ میں ڈالنے لگا۔ یہاں تک کہ جب اسم اعظم کی نوبت آئی اس کو بھی تیر کے ساتھ آگ میں ڈالا تو تیر اچھل گیا اور آگ سے نکل پڑا اور آگ اس تیر کو نقصان نہ پہنچا سکی تو اس نے وہ تیر لے لیا۔ پھر اپنے دوست کے پاس آ کر اس کو خبر دی کہ اس نے وہ اسم اعظم جان لیا ہے جسے اس نے اس سے چھپایا تھا اس نے اس سے پوچھا وہ کیا ہے اس نے کہا فلاں اسم ہے اس نے پوچھا تو نے اسے کیسے معلوم کیا اس نے جو کچھ کیا تھا اس کی تمام تفصیل اسے سنائی۔ اس نے کہا بابا[1]! تو نے ٹھیک نشانے پر تیر لگایا یہ بات اپنے دل ہی میں رکھ لیکن مجھے امید نہیں کہ تو اپنے دل میں رکھے گا۔ اب عبداللہ بن ثامر کی یہ حالت ہوگئی کہ جب نجران میں جاتا تو جس کسی ضرر رسیدہ شخص سے ملتا کہتا اے اللہ کے بندے کیا تو اللہ کو ایک مانے گا اور میرے دین میں داخل ہو جائے گا میں اللہ سے دعا کروں اور وہ تجھے اس بلا سے جس میں تو مبتلا ہے چنگا کر دے وہ کہتا بہت اچھا پھر وہ اللہ کو ایک ماننے لگتا اور اسلام اختیار کر لیتا اور یہ اس کے لئے دعا کرتا اور اسے شفا ہو جاتی۔ یہاں تک حالت پہنچی کہ نجران میں کوئی ضرر رسیدہ نہ رہا جس کے پاس وہ نہ آیا ہو اور اسے اپنے مذہب کا متبع نہ بنالیا ہو۔ اس نے جس کسی کے لئے دعا کی اسے شفا حاصل ہوگئی حتیٰ کہ اس کی اس کیفیت کی اطلاع شاہ نجران کو بھی ہوگئی اس نے اس کو بلایا اور کہا تو نے میری بستی والوں کو میرے خلاف کر دیا اور بگاڑ دیا۔ اور میرے مذہب اور میرے باپ دادوں کے مذہب کی مخالفت کی میں تجھے عبرتناک سزا دوں گا اس نے کہا تو جس بات کا دعویٰ کر رہا ہے وہ نہیں کر سکتا راوی نے کہا کہ اس نے اس کو مختلف سزائیں دینا شروع کیں کبھی تو اسے اونچے پہاڑ پر بھیج دیتا اور وہاں سے سر کے بل گرا دیا جاتا وہ زمین پر جا پڑتا اور اسے کچھ ضرر نہ ہوتا کبھی نجران کے سمندروں کی طرف روانہ کرتا جو ایسے سمندر ہیں کہ اس میں جو چیز جا پڑے وہ تباہ و برباد ہو جائے اسے اس میں ڈال دیا جاتا پھر بھی وہ اس سے نکل آتا اور اور اس کو کوئی نقصان نہ ہوتا۔ پھر جب وہ اسے بہت ستانے[2] لگا تو عبداللہ بن ثامر نے اس سے کہا اللہ کی قسم! تو میرے قتل پر ہرگز قابو نہ پا سکے گا جب تک کہ اللہ تعالیٰ کی یکتائی کو مان نہ لے اور میں جس پر ایمان لایا ہوں تو بھی اس پر ایمان نہ لائے۔ ہاں اگر تو نے توحید و ایمان اختیار کر لیا تو تجھے مجھ پر غلبہ حاصل ہوگا اور تو مجھے قتل بھی کر سکے گا۔ راوی نے کہا پھر تو اس بادشاہ نے اللہ تعالیٰ کی توحید اختیار کر لی اور عبداللہ بن ثامر کی طرح ایمان لے آیا اور ایک لاٹھی سے جو اس کے ہاتھ میں تھی اسے مارا۔ اور اس کا سر زخمی کر دیا وہ زخم اگرچہ

---

[1] اصل میں یا ابن اخی کے الفاظ ہیں جو ہر ایک کم عمر کے لئے استعمال کیے جاتے ہیں اس لئے میں نے اپنے محاورے میں جو لفظ کم عمروں کے لئے استعمال کیا جاتا ہے لکھا ہے۔ (احمد محمودی)

[2] اصل میں فلما غلبہ قال لہ عبداللہ ہے۔ (احمد محمودی)

کچھ بڑا نہ تھا لیکن اس زخم نے اسے ہلاک کر ڈالا۔ اس کے بعد وہ بادشاہ بھی اسی وقت اسی جگہ مر گیا اور نجران والے عبداللہ بن ثامر کے مذہب پر متفق ہو گئے۔ اور عبداللہ اس مذہب پر تھا جس کو عیسیٰ (علیہ السلام) نے احکام انجیل کے ذریعے پیش فرمایا تھا پھر ان میں بھی وہی بدعتیں آ گئیں جو ان کے ہم مذہبوں میں آئی تھیں۔ نصرانیت کی ابتدا نجران میں اسی وقت سے ہوئی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ یہ محمد بن کعب القرظی اور بعض نجران والوں کی روایت ہے جو عبداللہ بن ثامر کے متعلق ہے واللہ اعلم کہ ان میں کا کون سا بیان واقعی ہے۔

خندقوں کا بیان

پھر ذونواس اپنے لشکر کے ساتھ نجران والوں کی طرف گیا اور انہیں یہودیت کی دعوت دی اور ان سے کہا یا تو یہودیت اختیار کر دیا مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ انہوں نے موت کو پسند کیا۔ اس نے ان کے لئے خندقیں کھودیں اور بہتوں کو آگ میں جلا ڈالا اور بہتوں کو تلوار سے قتل کر ڈالا اور ان مقتولوں کی ناک کان کاٹے گئے جہاں تک کہ ان میں سے تقریباً بیس ہزار شخص مار ڈالے گئے۔ اسی ذونواس اور اس کے لشکر کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ہمارے[1] سردار محمد ﷺ پر وحی نازل فرمائی:

﴿ قُتِلَ اَصْحَابُ الْاُخْدُوْدِ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ اِذْهُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ وَّهُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّا اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ﴾

خندق والے۔ (بہت سے) ایندھن والی آگ والے۔ ہلاک ہو گئے۔ جب وہ ان (خندقوں) پر بیٹھے ہوئے (تھے) اور اس (بدسلوکی) کو دیکھ رہے تھے جو ایمان داروں کے ساتھ وہ کر رہے تھے انہوں نے ان سے (صرف اس بات کا) بدلہ لیا کہ وہ عزت و غلبہ والے قابل مدح و ستائش اللہ پر ایمان رکھتے تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ ''اخدود'' زمین میں کے لمبے لمبے گڑھوں کو کہتے ہیں جیسے خندق اور نہر وغیرہ اور اس کی جمع اخادید ہے۔ ذوالرمہ نے جس کا نام غیلان بن عقبہ تھا اور جو بنی عدی بن عبد مناف بن اد بن طابخہ بن الیاس ابن مضر میں کا ایک (شخص) تھا کہا ہے۔

مِنَ الْعِرَاقِيَّةِ اللَّاتِيْ يُحِيْلُ لَهَا
بَيْنَ الْفَلَاةِ وَبَيْنَ النَّخْلِ اُخْدُوْدُ

[1] خط کشیدہ الفاظ نسخہ (الف) میں نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)

(ممدوحہ) ان عراق والی عورتوں میں سے ہے جن کی خاطر جنگل اور نخلستان کے درمیان نہریں بہادی جاتی ہیں۔

اس شعر میں اخدود سے اس نے نہر مراد لی ہے اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔ تلوار چھری اور کوڑے وغیرہ کا جو اثر جلد میں رہ جاتا ہے اس کو بھی اخدود کہا جاتا ہے اور اس کی جمع بھی اخادید ہی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ذونواس نے جن لوگوں کو قتل کیا ان میں ان کا سرداران کا امام عبداللہ بن ثامر بھی تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے بیان کیا کہ اہل نجران میں سے ایک شخص عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) کے زمانے میں ایک حادثہ پیش آیا کہ اس نے نجران کے کسی کھنڈر کو اپنی کسی ضرورت کے لئے کھودا (تو تمام لوگوں نے) عبداللہ بن ثامر کو اس میں کے ایک پنہاں مقام کے نیچے بیٹھا ہوا اور اپنا ہاتھ اپنے سر کے ایک زخم پر رکھے اس کو اپنے ہاتھ سے اس طرح پکڑے پایا کہ اگر اس کا ہاتھ اس زخم پر سے ہٹایا جاتا تو خون پھوٹ نکلتا اور جب اس کے ہاتھ کو چھوڑ دیا جاتا تو وہ اپنا ہاتھ پھر اسی مار پر رکھ لیتا اور اس ہاتھ کی وجہ سے خون رک جاتا نیز اس کے ہاتھ میں ایک انگوٹھی ہے جس میں لکھا ہے ربی اللّٰہ میرا پروردگار اللہ ہے اس نے عمر بن الخطاب کو اس کی اطلاع تحریر اً دی تو عمر (رضی اللہ عنہ) نے ان کو لکھا کہ وہ جس حال میں ہے اس کو اسی حال پر رہنے دو اور وہ جس طرح دفن تھا اس کو اسی طرح پھر دفن کر دو۔ انہوں نے ویسا ہی کیا۔

دوس ذو ثعلبان کی حالت اور حبشہ والوں کی حکومت

اور

ارياط کا ذکر جس نے یمن پر غلبہ حاصل کر لیا تھا

ابن اسحٰق نے کہا کہ ایک شخص جو خاندان سبأ سے تھا اور دوس ذو ثعلبان کہلاتا تھا اپنی ایک گھوڑی پر ذونواس کے لوگوں سے چھوٹ کر نکل بھاگا اور ریگستان کا راستہ لیا اور انہیں اپنی گرفتاری سے عاجز کر دیا اور سامنے جو راستہ ملا اسی پر چلتا چلا گیا۔ یہاں تک کہ شاہ روم قیصر کے پاس پہنچ گیا۔ پھر اس نے ذونواس اور اس کے لشکر کے مقابلے کے لئے اس سے امداد طلب کی اور ان لوگوں سے جو جو آفتیں پہنچی تھیں ان سب کی اسے خبر دی تو اس نے کہا تیرے ملک ہم سے بہت دور ہیں[1] لیکن میں شاہ حبشہ کو تیرے لئے خط لکھ دیتا ہوں کیونکہ وہ

---

[1] یعنی میری جانب سے تجھے امداد پہنچنا مشکل ہے۔ (احمد محمودی)

بھی اسی عیسائی مذہب کا ہے اور وہ تیرے ملک سے قریب بھی ہے آخر اس نے شاہ حبشہ کے نام ایک فرمان لکھا جس میں اسے حکم تھا کہ وہ دوس کی مدد کرے اور اس کا انتقام لے۔ پھر دوس قیصر کا خط لے کر نجاشی کے پاس آیا تو اس نے اس کے ساتھ ستر ہزار حبشی بھیجے۔ اور انہیں میں سے ایک شخص کو ان پر افسر بنا دیا جس کو ار یاط کہا جاتا تھا اور ابرہۃ الاشرم بھی اسی لشکر میں اس کے ساتھ تھا۔ آخر اریاط سمندر کے ذریعے ساحل یمن پر آنازل ہوا۔ اور دوس اس کے ساتھ (ہی) تھا۔ ذونواس بھی حمیریوں اور یمن کے ان قبائل کے ساتھ جنہوں نے اس کی اطاعت کر لی تھی اس سے مقابلے کے لئے اریاط کی طرف چلا۔ جب دونوں کی مڈبھیڑ ہوئی تو ذونواس اور اس کے ساتھیوں نے شکست کھائی۔ ذونواس نے جب یہ آفت دیکھی جو اس پر اور اس کی قوم پر آنازل ہوئی تو اس نے اپنے گھوڑے کا رخ سمندر کی طرف کر کے اسے خوب پیٹتا چلا گیا یہاں تک کہ وہ اس کو لے کر سمندر میں داخل ہو گیا اور اس کو لئے پایاب پانی میں چلتا رہا یہاں تک کہ اسی طرح اس کو لئے گہرے پانی میں پہنچ گیا۔ اور اسے اس کے اندر تہ تک پہنچا دیا۔ اور یہی اس کی آخری[1] ملاقات تھی۔ اور ادھر اریاط یمن میں داخل ہوا اور اس کا مالک بن گیا۔ اسی موقع پر یمن والوں میں سے ایک شخص نے اس آفت کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے جو دوس نے یمن والوں پر اہل حبشہ کی آفت لا ڈالی تھی اور یہ (مصرع) آج تک یمن والوں میں بطور ضرب المثل زبان زد ہے۔

لَا کَدَوْسٍ وَلَا کَاَعْلَاقِ[2] رَحْلِه

(یہ معاملہ) دوس اور اس کے سفر کی مشکلوں کی طرح کا نہیں ہے (کہ جس کا حل نہ ہو)۔

اور ذوجدن حمیری نے کہا ہے۔

هَوْنَكِ[3] لَيْسَ يَرُدُّ الدَّمْعُ مَا فَاتَا
لَا تَهْلِكِیْ اَسَفًا فِیْ اِثْرِ مَنْ مَاتَا

---

[1] یا آخری دیدار تھا یا اس کے متعلق آخری علم تھا اس کے بعد معلوم نہ ہوا کہ اس کو سمندر نے نگل لیا یا اگل دیا۔ (احمد محمودی)

[2] (الف ج ر) میں کاغلاق با غین معجمہ ہے۔ (ب) میں با عین مہملہ ہے جس کے کوئی مناسب معنی میری سمجھ میں نہ آئے۔ (احمد محمودی)

[3] ھونکمالن۔ واحد مونث مخاطب کی ضمیر کے بجائے نسخۂ (الف) میں تثنیہ مخاطب کی ضمیر ہے۔ اور لیس کی بجائے لن۔ اگرچہ تثنیہ کی ضمیر سے دو آنکھیں وغیرہ مراد لی جا سکتی ہیں۔ لیکن اس کے بعد لا تھلکی دوسرے مصرع میں فعل واحد مونث ہی آ رہا ہے۔ جس سے اس ضمیر کی مطابقت نہیں ہوتی۔ غور کیا جائے۔ (احمد محمودی)

(اے رونے والی) مطمئن اور چین سے رہ جو چلا گیا آنسو اس کو واپس نہیں لائیں گے۔ مرے ہوئے پر افسوس کرتے ہوئے اپنے آپ کو ہلاک نہ کر۔

أَبَعْدَ بَيْنُوْنَ لَا عَيْنٌ وَلَا أَثَرٌ
وَبَعْدَ سِلْحِيْنَ يَبْنِي النَّاسُ أَبْيَاتَا

کیا قلعہ بینون و سلحین (کے جیسی خوب صورت اور مستحکم عمارتوں کی تباہی) اور ان کی بنیادوں اور نشانوں کی بربادی کے بعد بھی لوگ گھر بناتے رہیں گے؟

بینون سلحین اور غمدان یمن کے ان قلعوں میں سے ہیں جن کو اریاط نے ڈھایا تھا جن کا مثل کہیں نہ تھا۔ اور ذوجدن نے یہ بھی کہا ہے۔

دَعِيْنِي لَا أَبَالَكِ لَنْ تُطِيْقِي
لَحَاكِ اللّٰهُ قَدْ أَنْزَفْتِ رِيْقِي

(اے ملامت کرنے والی عورت خدا کرے کہ) تیرا باپ مر جائے ہرگز تجھ سے یہ نہ ہو سکے گا (کہ اپنی ملامتوں اور نصیحتوں سے میری حالت کو بدل دے)۔ اللہ تجھ پر لعنت کرے تو نے تو (ڈرا ڈرا کر) میرا لعاب دہن خشک کر دیا۔

لَدَى عَزْفِ الْقِيَانِ إِذِ انْتَشَيْنَا
وَإِذْ نُسْقَى مِنَ الْخَمْرِ الرَّحِيقِ

(خاص کر ایسی حالت میں تیری نصیحتیں اور ملامتیں مجھ پر کیا خاک اثر انداز ہوں گی) جب کہ ہم گانے بجانے والیوں کے گانے بجانے میں اور نشے میں (مست) ہوں اور بہترین یا خالص شراب پی رہے ہوں۔

فَإِنَّ الْمَوْتَ لَا يَنْهَاهُ نَاهٍ
وَلَاشَرِبَ الشِّفَاءَ مَعَ السَّوِيْقِ[1]

کیونکہ موت کو تو کوئی روکنے والا روک نہیں سکتا اگر چہ شراب بھی پی لی جائے اور اس کے ساتھ شفا (بھی گھول کر) پی لی جائے۔

---

[1] النشوق (الف ب) میں نشوق اور (ج ر) میں السویق ہے۔ دوسرا نسخہ زیادہ بہتر ہے کیونکہ شرب کے ساتھ نشوق کو کوئی مناسبت نہیں۔ نشوق سونگھنے اور ناک میں ڈالنے کی دوا کو کہتے ہیں۔ اگر چہ اس کے معنی بھی بنائے جا سکتے ہیں کہ اگر چہ ناک میں ڈالنے کی دوائیں بھی استعمال کی جائیں اور شفا بھی پی لی جائے وغیرہ۔ (احمد محمودی)

وَلَا مُتَرَهِّبٌ فِيْ اُسْطُوَانٍ
يُنَاطِحُ جُدْرَهُ بَيْضُ الْاَنُوْقِ

نہ وہ راہب (موت کو روک سکتا ہے) جو (سرحد روم کے پاس مقام) اسطوان میں (رہتا) ہے جس کی دیواریں عقاب کے انڈوں سے ٹکراتی ہیں۔ (یعنی بہت بلند ہیں)

وَ غُمْدَانَ الَّذِىْ حُدِّثْتِ عَنْهُ
بَنَوْهُ مُسَمَّكًا فِىْ رَاْسِ نِيْقٍ

اور (نہ قلعہ) غمدان (موت کو روک سکتا ہے) جس کا تذکرہ تجھ سے کیا گیا ہے کہ لوگوں نے اس کو (نہایت ہی) بلند (ایک سربفلک) پہاڑ کی چوٹی پر بنایا ہے۔

بِمَنْهَمَةٍ وَاَسْفَلُهُ جُرُوْنٌ[1]
وَحُرُّ الْمَوْحَلِ اللَّثِقِ الزَّلِيْقِ[2]

(وہ قلعہ جو) مقام منہمہ میں ہے اور اس کے نیچے پتھریلی زمین اور بالکل رقیق (پاؤں) پھسلا دینے والا دلدل ہے۔

[3]بمر مَرَة واغلاه رخام
تحام لَا يغيب فى الشقوق

وہ قلعہ سنگ مرمر پر بنا ہوا ہے اور اس کا اوپر کا حصہ سنگ رخام کا ہے (اس کی متعدد خندقوں کی وجہ سے وہ) دھاری دار (معلوم ہوتا ہے) (جن کا پانی) شگافوں میں (جذب ہو کر سوکھ نہیں جاتا) غائب نہیں ہوتا۔

مَصَابِيحُ السَّلِيطِ تَلُوحُ فِيهِ
اِذَا يُمْسِى كَتَوْمَاضِ الْبُرُوْقِ

جب شام ہوتی ہے تو اس میں تیل کے چراغ جگمگانے لگتے ہیں (اور ایسا معلوم ہوتا ہے) گویا بجلیاں کوندر ہی ہیں۔

وَنَخْلَتَهُ الَّتِى غُرِسَتْ اِلَيْهِ
يَكَادُ الْبُسْرُ يَهْصِرُ[4] بِالْعُذُوْقِ

اور جو کھجور کے پیڑ وہاں بوئے گئے ہیں (ان کی حالت یہ ہے کہ) گدرائی ہوئی کھجوروں کے

---

[1] نسخۂ (الف) جروب ہے اور (ب ج د) جرون ہے جروب کے معنی سیاہ پتھر کے ہیں۔ (احمد محمودی)

[2] (الف ب) میں زلیق زائے معجمہ سے ہے اور (ج د) میں ذلیق ذال معجمہ سے ذلیق بدال معجمہ کے معنی تیز دھار والی چیز کے ہیں۔ پہلا نسخہ ہی صحیح معلوم ہوتا ہے۔ (احمد محمودی)۔ [3] یہ شعر نسخۂ (الف) کے سوا دوسرے نسخوں میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

[4] نسخۂ (الف) میں یھصر بضاد المعجمہ ہے جو کاتب کی غلطی معلوم ہوتی ہے۔ (احمد محمودی)

وزن سے خوشے جھکے جارہے ہیں۔

فَأَصْبَحَ بَعْدَ جِدَّتِهٖ رَمَادًا
وَغَيَّرَ حُسْنَهٗ لَهَبُ الْحَرِيْقِ

پھر وہ (قلعہ) اس شان وشوکت واہتمام کے بعد راکھ (کا ڈھیر) ہوگیا اور اس کے حسن (و خوبی) کو آگ کے شعلوں نے (کھنڈر کی شکل میں) بدل ڈالا۔

وَاَسْلَمَ ذُوْنُوَاسٍ مُسْتَكِيْنًا
وَحَذَّرَ قَوْمَهٗ ضَنْكَ الْمَضِيْقِ

اور ذونواس اس نے عجز وانکسار کے ساتھ اپنے آپ کو (موت کے) حوالے کر دیا اور اپنی قوم کو تنگ مقام کی سختی سے (بہت کچھ) ڈرایا۔

اور ابن الذئبہ الثقفی نے اس بارے میں کہا ہے اور الذئبہ اس کی ماں کا نام ہے اور اس کا نام ربیعہ بن عبدیالیل بن سالم بن مالک بن حطیط بن جشم بن قسی ہے۔

لَعَمْرُكَ مَالِلْفَتٰى مِنْ مَفَرْ
مَعَ الْمَوْتِ يَلْحَقُهٗ وَالْكِبَرْ

تیری عمر کی قسم ایک جوان مرد کے لئے کہیں اطمینان وقرار نہیں جس کے پیچھے بڑھاپا بھی لگا ہوا ہے اور موت بھی۔

لَعَمْرُكَ مَا لِلْفَتٰى صُحْرَةٌ
لَعَمْرُكَ مَا اِنْ لَهٗ مِنْ وَزَرْ

تیری عمر کی قسم ایک جوان مرد کو (ہاتھ پاؤں ہلانے کی) گنجائش بھی نہیں۔ تیری عمر کی قسم اس کے لئے کوئی پناہ گاہ نہیں۔

اَبَعْدَ قَبَائِلَ مِنْ حِمْيَرٍ
اُبِيْدُوْا صَبَاحًا بِذَاتِ الْعِبَرْ

کیا عبرتوں والے مقام میں صبح کے وقت حمیر کے قبیلے والوں کے ہلاک و برباد ہونے کے بعد (بھی کوئی شخص امن وچین وآرام کا امیدوار رہ سکتا ہے)۔

بِاَلْفِ اُلُوْفٍ وَ حُرَّابَةٍ
كَمِثْلِ السَّمَاءِ قُبَيْلَ الْمَطَرْ

(جن کی تباہی ان) لاکھوں (افراد) اور جنگ جو (بہادروں) کے ذریعے (ہوئی) جو بارش سے کچھ پہلے (چھا جانے) والے ابر کی طرح (چھا گئے) تھے۔

بُصِمُّ صِيَاحُهُمُ الْمُقْرَبَات
وَيَنْفُوْنَ مَنْ قَاتَلُوا بِالذَّفَرْ[1]

جن کی چیخ پکار تھان پر بندھے ہوئے گھوڑوں کو بہرا بنا رہی تھی اور جن سے وہ مقابلہ کر رہے تھے انہیں وہ (مسلح لشکر کے لوہے کی) مکروہ بو سے جلاوطن کر رہے تھے یا زرہ بکتر کی زیادتی اور کثرت اسلحہ سے مرعوب ہو کر بھاگے جا رہے تھے۔

سَعَالِيَ مِثْلُ عَدِيْدِ التُّرَابِ
تَيَبَّسُ مِنْهُمْ رِطَابُ الشَّجَرْ

(یہ) غول بیابانی شمار میں گرد (کے ذرات) کی طرح تھا جس (کی کثرت کے سبب) سے درختوں کی چھال خشک ہو گئی۔

عمرو بن معدیکرب الزبیدی اور قیس بن مکشوح المرادی کے درمیان کچھ (جھگڑا) تھا اور اس کو معلوم ہوا تھا کہ قیس نے اس کو دھمکی دی ہے تو اس نے حمیریوں کے حالات' ان کی عزت' اور ان کی حکومت' کے زوال کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے۔

اَتُوْ عِدُنِی کَاَنَّكَ ذُوْرُ عَيْنٍ
بِاَفْضَلِ عِيْشَةٍ اَوْ ذُوْنُوَاسِ

کیا تو مجھے اس طرح ڈراتا ہے کہ گویا تو (اپنی) اعلیٰ زندگی کے لحاظ سے ذورعین یا ذونواس ہے۔

وَكَائِنْ كَانَ قَبْلَكَ مِنْ نَعِيْمٍ
وَمُلْكٍ ثَابِتٍ فِي النَّاسِ رَاسِي

اور گویا تجھ سے پہلے بھی (یعنی تیرے باپ دادوں کو بھی) فارغ البالی اور لوگوں پر مضبوط اور پائدار حکومت حاصل تھی۔

قَدِيْمٍ عَهْدُهُ مِنْ عَهْدِ عَادٍ
عَظِيْمٍ قَاهِرِ الْجَبَرُوْتِ قَاسِي

(گویا ایسی حکومت تھی) جس کا زمانہ زمانۂ عاد سے بھی قدیم ہو (اور ایسی حکومت) جو عظیم الشان زبردست شوکت والی (اور کسی کی) اطاعت نہ کرنے والی ہو۔

---

[1] الذفرا من الكتائب السهكته من الحديد وصدائه (قطر المحيط)

فَاَمْسَى اَهْلُهٗ بَادُوْا وَاَمْسَى

يُحَوَّلُ مِنْ اُنَاسٍ فِيْ اُنَاسٍ

پھر وہ حکومت کرنے والے تباہ (و برباد) ہو گئے ہوں اور وہ (حکومت) ایک سے دوسرے کو منتقل ہوتی رہی (اور آخر میں وراثۃً تجھے ملی ہو)۔

ابن ہشام نے کہا کہ زبید سلمۃ بن مازن بن منبہ بن صعب ابن سعد العشیرۃ بن مذحج کا بیٹا ہے۔ اور بعضوں نے زبید کو منبہ بن صعب ابن سعد العشیرہ کا بیٹا کہا ہے۔ اور بعضوں نے زبید کو صعب بن سعد[1] و مراد یحابر ابن مذحج کا بیٹا بتایا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ مجھ سے ابو عبیدہ نے کہا کہ عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) نے سلمان بن ربیعۃ الباہلی کو جب وہ ارمینیہ میں تھے (خط) لکھا۔ اور باہلہ یعصر بن سعد بن قیس بن عیلان کا بیٹا تھا۔ اور (خط میں) انہیں حکم دیا کہ خالص عربی گھوڑے والوں کو دوغلے گھوڑے والوں پر عطیوں میں ترجیح دی جائے۔ جب سلمان کے سامنے گھوڑے پیش ہوئے تو ان کے سامنے سے عمرو بن معدیکرب کا گھوڑا بھی گزرا تو سلمان نے اس سے کہا تمہارا یہ گھوڑا تو دوغلا ہے عمرو کو غصہ آ گیا۔ اس نے کہا دوغلے نے اپنے جیسے دوغلے کو پہچان لیا تو قیس اس کی طرف بڑھا اور اسے دھمکی دی۔ تو عمرو نے مذکورۂ بالا ابیات کہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہی وہ (واقعہ) ہے جس کو سطیح کاہن نے اپنے ان الفاظ میں ادا کیا تھا کہ تمہاری سرزمین میں حبشی آ نازل ہوں گے اور مقامات اَبْیَن سے جرش تک تمام شہروں کے مالک ہو جائیں گے۔ اور جس کو شق نے اپنے ان الفاظ میں ادا کیا تھا کہ تمہاری سرزمین میں سودان اتر آئیں گے اور تمام تر و تازہ سبزہ زاروں پر غلبہ پالیں گے اور اَبْیَن سے نجران تک حکمراں ہو جائیں گے۔

حکومت یمن پر ابرہۃ الاشرم کا غلبہ

اور

ارياط کا قتل

ابن[2] اسحٰق نے کہا کہ ارياط اپنی اس حکومت پر یمن میں برسوں رہا۔ پھر ابرہہ حبشی نے یمن میں حبشیوں

---

[1] خط کشیدہ الفاظ نسخۂ (الف) میں نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)۔

[2] اس مقام پر (ب ج د) تمام نسخوں میں قال ابن اسحق ہے لیکن نسخۂ (الف) میں قال ابن ھشام لکھا ہے۔ (احمد محمودی)

کے بعض معاملات کی نسبت اس سے جھگڑا نکلا تو وہ متفرق ہو گئے اور ان دونوں میں سے ہر ایک کے ساتھ ایک ایک گروہ ہو گیا اور ان میں کا ایک گروہ دوسرے کی طرف حملے کے خیال سے چلا پھر جب یہ لوگ ایک دوسرے سے قریب ہوئے تو ابرہہ نے ارباط کے پاس کہلا بھیجا کہ اہل حبشہ کو باہم لڑا کر ان کو فنا نہ کر دے تو میرے مقابل میدان میں آ میں تیرے مقابل میدان میں آتا ہوں۔ پھر ہم میں سے جو شخص اپنے مقابل کو مارے گا لشکر خود بخود اس کی طرف ہو جائے گا تو ارباط نے جواباً کہلا بھیجا کہ تو نے انصاف کی بات کہی پھر ابرہہ اس کے مقابلے کے لئے نکلا۔ اور وہ ایک پست قامت موٹا اور دین دار نصرانی تھا۔ ارباط بھی اس کے مقابل نکلا۔ اور وہ خوبصورت زبردست[1] بلند قامت تھا اس کے ہاتھ میں اس کا ایک خاص حربہ تھا ابرہہ کے پیچھے اس کا ایک غلام تھا جس کا نام عتودہ تھا جو اس کے پشت کی جانب سے حفاظت کر رہا تھا۔ ارباط نے حربہ اٹھا کر ابرہہ پر وار کیا۔ چاہتا تھا کہ اس کی چندیا پر مارے حربہ ابرہہ کی پیشانی پر پڑا جس سے اس کی بھوں' آنکھ ناک کی پھنگی اور ہونٹ پھٹ گئے اسی وجہ سے اس کا نام ابرہۃ الاشرم مشہور ہو گیا (شرم کے معنی شق کرنے یا پھاڑنے کے ہیں) عتودہ نے ابرہہ کے پیچھے سے ارباط پر حملہ کیا اور اس کو مار ڈالا آخر ارباط کا لشکر ابرہہ کی طرف ہو گیا اور یمن کے تمام حبشی ابرہہ کی امارت پر متفق ہو گئے۔ اور ابرہہ نے ارباط کے اقربا کو اس کی دیت دی۔ جب یہ خبر نجاشی کو پہنچی تو سخت غضبناک ہوا۔ اور کہا میرے مقرر کئے ہوئے افسر پر اس نے دست درازی کی اور اس کو میرے حکم کے بغیر قتل کر ڈالا۔ پھر اس نے قسم کھائی کہ ابرہہ کو نہ چھوڑے گا جب تک کہ اس کے ممالک کو پامال نہ کر ڈالے اور اس کے سر کے بال پکڑ کر نہ گھسیٹے۔ ابرہہ نے اپنا سر مونڈ ڈالا اور یمن کی مٹی ایک برتن میں بھر کر نجاشی کے پاس روانہ کی اور لکھا بادشاہ جہاں پناہ! ارباط تو صرف آپ کا ایک غلام تھا اور میں بھی آپ کا ایک غلام ہوں۔ آپ ہی کے احکام کی تعمیل کے بارے میں ہم میں اختلاف ہوا۔ قابل اطاعت تو آپ ہی کا حکم ہے مگر بات صرف یہ تھی کہ میں حبشیوں کے معاملات میں اس کی بہ نسبت زیادہ قوی زیادہ منتظم اور معاملات سیاست میں زیادہ ماہر تھا[2] مجھے بادشاہ (جہاں پناہ) کی قسم کی خبر پہنچی تو میں نے اپنا سارا سر مونڈ ڈالا اور میری سرزمین کی مٹی سے بھرا ہوا برتن حضور کے پاس میں نے روانہ کیا ہے کہ حضور اس کو اپنے قدم کے نیچے رکھیں اور پامال کریں اور میرے متعلق حضور نے جو قسم کھائی ہے پوری کر لیں۔ جب یہ خط نجاشی رضی اللہ عنہ کو پہنچا اس نے ابرہہ کو لکھا کہ تو سرزمین یمن ہی میں رہ جب تک کہ میرا دوسرا حکم تیرے پاس نہ آئے۔ ابرہہ یمن ہی میں رہا۔

---

[1] عظیم کا لفظ نسخہ (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

[2] یعنی اس لئے یہاں کی حکومت کی قابلیت مجھ میں زیادہ تھی۔ (احمد محمودی)

اصحاب فیل اور حرمت والے مہینوں کو ملتوی کرنے والے

پھر ابرہہ نے (مقام) صنعاء میں قلیس[1] یعنی کلیسا بنایا اور ایسا کلیسا بنایا کہ اس زمانے میں اس کے جیسا کوئی کلیسا روئے زمین پر نہ نظر آتا تھا۔ پھر اس نے نجاشی کو لکھا کہ بادشاہ (جہاں پناہ) میں نے آپ کے لئے ایک کلیسا بنایا ہے کہ اس کے جیسا کسی سابقہ بادشاہ کے لئے کبھی نہیں بنا۔ اور میں صرف اس کے بنانے ہی پر اکتفانہ کروں گا بلکہ عربوں کے عزائم حج کو بھی اسی کی طرف پھیر دوں گا۔ جب ابرہہ کے اس خط کی شہرت جو نجاشی کو لکھا گیا تھا عربوں میں ہوئی تو بنی فقیم بن عدی بن عامر بن ثعلبۃ بن الحارث بن مالک بن کنانۃ بن خزیمۃ بن مدرکۃ بن الیاس بن مضر کے ایک شخص کو جو نسأۃ میں سے تھا غصہ آ گیا۔ اور نسأۃ ان لوگوں کو کہا جاتا تھا جو زمانہ جاہلیت میں عرب کے لئے حرمت کے مہینوں میں تاخیر کا حکم نافذ کرتے تھے اور حرمت کے مہینوں[2] کو حلال کر دیتے۔ اور اس کے بجائے حلال مہینوں میں سے کسی ماہ کو حرام کر دیتے کہ اللہ

---

[1] مادہ قلس کے معنی میں بلندی ہے۔ قلسوۃ جو ٹوپی کے معنی میں ہے اس کا مادہ بھی یہی ہے تقلس الرجل و تقلنس دونوں ایک معنی میں ہیں۔ یعنی ٹوپی پہنی اور قلس الطعام کے معنی معدے میں کھانا اوپر ہو گیا۔ اس طرح قلیس کے معنی تاج کے ہوئے۔

[2] ذوالقعدہ ذوالحجہ محرم اور رجب ان چاروں مہینوں کی عظمت و حرمت عرب قدیم بھی کرتے تھے اور یہ عظمت و حرمت ان کے ہاں اباًعن جدٍ ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام کے وقت سے چلی آ رہی تھی اور ان مہینوں میں جنگ و قتل کرنے کو وہ بھی حرام خیال کرتے تھے یہاں تک کہ اگر ان مہینوں میں کسی کو اپنے باپ کے قاتل پر بھی دسترس ہوتی تو وہ اس ارادے سے باز آ جاتا اور سمجھتا کہ حرمت والے مہینوں میں تو انتقام لینا جائز نہیں لیکن تمام لوگ ایمان و دیانت میں ایک درجے کے نہیں ہوتے۔ ان میں ایسے بھی تھے کہ انھوں نے اپنے مذہب کو اپنے اغراض کے پورا کرنے کا ذریعہ بنا رکھا تھا ایسے لوگ جب کسی دوسرے قبیلے سے جنگ کرتے رہتے اور انہیں اس میں فتوحات بھی حاصل ہوتی رہتیں اور اسی اثناء میں کوئی حرمت والا مہینہ آ جاتا تو جنگ کا ختم کر دینا ان پر نہایت بار ہوتا۔ جنگ کو جاری رکھنے کے لئے جیسے بہانے کرتے اپنے ہی لوگوں میں سے کسی ایک کو حکم بناتے اور اس سے کہتے کہ ہمارے لئے اس مہینے کی بجائے کسی اور مہینے کو حرمت والا قرار دے اور ہمیں اس ماہ میں لڑنے کی اجازت دے دے۔ چنانچہ اگر اس وقت مثلاً رجب کا مہینہ ہوتا تو اس ماہ کو شعبان کہہ کر حلال قرار دے کر اس کے بعد کے مہینے یعنی شعبان کو ماہ رجب اور حرمت والا مہینہ قرار دیتا اور اس ماہ میں ان کو جنگ کی اجازت دے دیتا۔ اور اگر اس کے بعد کے مہینے میں بھی جنگ جاری رکھنے کی ضرورت ہوتی تو پھر اس ماہ رجب کو رمضان میں ڈال دیا جاتا۔ غرض سال بھر میں کوئی چار ماہ اپنی مرضی کے مطابق حرمت والے قرار دے دیے جاتے۔ بعض وقت جنگ میں اس قدر طوالت ہوتی کہ بارہ ماہ مسلسل جنگ میں گزارنے کی ضرورت ہوتی تو سال میں سولہ ماہ قرار دے کر آخر کے چار ماہ کو حرمت والے ماہ سمجھ لیتے۔ اور اس طرح مذہب عقلمندوں کے لئے کار براری کا آلہ بن گیا تھا۔ ایسی حالت میں دوسرا قبیلہ جس کے مقابل یہ لوگ صف آرا ہوتے۔ بعض وقت غلطی میں مبتلا ہو جاتا کہ اب تو حرمت والا مہینہ آ رہا ہے اس میں جنگ نہ ہوگی۔ اور یہ اچانک ان پر حملہ کر دیتے۔ اور اگر دوسرا بھی انہیں کے جیسا عقلمند ہوتا تو پھر وہ بھی ان سے انہیں کی طرح چالیں چلتا۔ اور بے ایمانیوں کا ایک تانتا بندھ جاتا۔ (از روح المعانی و نہج الارب ملخصاً)۔ (احمد محمودی)

کے حرام کیے ہوئے مہینوں کی تعداد میں موافقت کر لیں اور اس طرح اس خاص حرمت والے مہینے کو موخر کر دیتے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس بارے میں یہ آیت نازل فرمائی ہے۔

﴿ اِنَّمَا النَّسِيْٓءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ يُضَلُّ بِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُحِلُّوْنَهٗ عَامًا وَّيُحَرِّمُوْنَهٗ عَامًا لِّيُوَاطِـُٔوْا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ فَيُحِلُّوْا مَا حَرَّمَ اللّٰهُ ﴾

"نسی (یعنی قمری مہینوں کی تاخیر) تو (بس) ناشکری میں زیادتی ہی ہے[1] کہ اس سے وہ لوگ گمراہی میں ڈالے جاتے ہیں جنھوں نے (نعمات خداوندی کی) قدر نہیں کی کہ ایک سال اس (ماہ) کو حلال بنا لیتے ہیں اور ایک (دوسرے) سال اس (ہی ماہ) کو حرام بنا دیتے ہیں کہ اللہ کے حرام کیے ہوئے (مہینوں) کی (صرف) تعداد میں موافقت کر لیں۔ (اور نتیجہ اور مقصد یہ ہوتا ہے) کہ جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے اس کو حلال کر لیں"۔

پھر ابن ہشام نے کہا کہ لیواطئوا (کے معنی) لیوافقوا ہیں۔ مواطاۃ (کے معنی موافقۃ کے ہیں۔ عرب کہتے ہیں۔

واطاء تك على هذا الامر اى وافقتك عليه

میں نے اس معاملے میں تیری موافقت کی۔

اور شعر میں جو ایطاء ہوتا ہے اس کے معنی بھی موافقت ہی کے ہیں اور وہ دو قافیوں کا ایک لفظ اور ایک جنس میں متفق ہوتا ہے جس طرح عجاج کا قول ہے اور عجاج کا نام عبداللہ بن روبۃ ہے جو بنی سعد بن زید مناۃ بن تمیم بن مر بن اد بن طابخۃ بن الیاس بن مضر بن نزار یمن کا ایک شخص ہے۔ اس نے کہا۔

فِيْ اَثْعُبَانِ الْمَنْجَنُوْنِ الْمُرْسَلِ

(پھر دوسرا مصرع کہا)

مَدَّ الْخَلِيْجِ فِي الْخَلِيْجِ الْمُرْسَلِ

رہٹ کے بہتے ہوئے پانی کے بہاؤ میں بھی وہی جوش وسعت ہے جو ایک نہر میں دوسری نہر کے

---

[1] کہ حج کے لئے کعبۃ اللہ کے زائرین کے آنے جانے کے واسطے جو امن وامان عرب میں چند مہینوں کے لئے ہوتا تھا جس کے سبب وادیٔ غیر ذی زرع کے رہنے والوں کو اقسام کی تجارتی معاشی اور مذہبی سہولتیں اور برکات حاصل ہوتی تھیں اور زائرین کو روحانی ترقیات نصیب ہوتی تھیں ان سب کی شکر گزاری اور قدردانی کو بالائے طاق رکھ کر صرف جذبۂ انتقام کے تحت ناجائز موقع نکال کر ممنوعہ اوقات میں جنگ کی جاتی اور ملک کے عارضی امن اور چین کو بھی برباد کر دیا جاتا۔ صرف اس لئے کہ دشمن پر غالب ہو جانے کا ایک موقع ہاتھ آ گیا ہے۔ یہی وہ اسباب ہیں۔

چھوٹنے (اور دونوں کے ملنے سے) جوش و وسعت ہوتی ہے۔

(دونوں مصرعوں میں مرسل کا لفظ استعمال کیا ہے جو لفظاً و معناً ایک ہی ہے) اور یہ دونوں بیتیں یعنی مصرعے اس کے ایک قصیدۂ بحر رجز کے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ پہلا شخص جس نے عربوں میں مہینوں کی تاخیر کا رواج ڈالا وہ قلمس تھا۔ اس نے ان مہینوں میں سے جنھیں حلال ٹھہرا دیا انہوں نے ان کو حلال ٹھہرا لیا اور اس نے ان میں سے جنہیں حرام ٹھہرا دیا انہوں نے ان کو حرام ٹھہرا لیا۔ قلمس کا نام حذیفۃ بن عبد بن فقیم بن عدی ابن عامر بن ثعلبۃ بن حارث بن مالک بن کنانۃ بن خزیمۃ تھا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا عباد بن حذیفہ اس کام پر اس کا قائم مقام ہوا۔ پھر اس کے بیٹے عباد کے بعد قلع بن عباد قائم ہوا۔ قلع کے بعد امیۃ بن قلع امیۃ کے بعد عوف بن امیۃ عوف کے بعد ابو ثمامۃ جنادۃ بن عوف اور یہ ان سب میں کا آخر تھا اور اسلام نے اس کے اعمال کی مخالفت کی۔ عرب کی حالت یہ تھی کہ جب وہ حج سے فارغ ہوتے تو جنادۃ بن عوف کے پاس جمع ہوتے اور وہ چاروں حرمت والے مہینوں رجب ذو القعدہ ذو الحجہ اور محرم کو حرمت والے قرار دیتا اور جب چاہتا کہ ان میں سے کسی ماہ کو حلال قرار تو کسی ماہ مثلاً محرم کو حلال قرار دیتا اور اس کا اعلان کرتا تو وہ سب کے سب اسی کو حلال قرار دیتے اور اس کے بجائے کسی اور ماہ مثلاً صفر کو حرام قرار دیتا تو وہ سب اسی کو حرام ٹھہرا لیتے کہ حرمت والے مہینوں کے شمار میں مطابقت ہو جائے۔ پھر جب وہ (کسی مصلحت کے تحت) اس رائے سے پلٹ جانا چاہتے تو وہ ان میں خطبہ دینے کھڑا ہو جاتا اور کہتا یا اللہ میں نے دو صفروں میں سے ایک صفر کو یعنی پہلے صفر کو یعنی محرم کو ان کے لئے حلال کر دیا اور دوسرے مہینے کو آنے والے سال کے لئے پیچھے کر دیا۔

اسی بارے میں عمیر بن قیس جذل الطعان جو بنی فراس بن غنم بن ثعلبۃ بن مالک بن کنانہ میں کا ایک شخص ہے۔ مہینوں کو تمام عرب کے لئے پیچھے ہٹا دینے پر فخر کرتے ہوئے کہتا ہے۔

لَقَدْ عَلِمَتْ مَعَدٌّ اَنَّ قَوْمِیْ
كِرَامُ النَّاسِ اَنَّ لَهُمْ كِرَامًا

اس بات کو قبیلۂ معد یقینی طور پر جانتا ہے کہ میری قوم لوگوں میں بڑی عزت والی ہے اور اس کے (اخلاف بھی) عزت والے ہی ہیں۔

فَاَیُّ النَّاسِ فَاتُوْنَا بِوِتْرٍ
وَاَیُّ النَّاسِ لَمْ نُعْلِكْ لِجَامًا

جس سے ہمیں انتقام لینا ہے وہ کون لوگ ہیں (ذرا) ہمارے سامنے تو آئیں۔ اور کون لوگ

ہیں جن کو ہم نے لگام (دے کر روک) نہ دیا ہو۔

اَلَسْنَا النَّاسِئِيْنَ عَلٰى مَعَدِّ
شُهُوْرَ الْحِلِّ نَجْعَلُهَا حَرَامًا

کیا ہم وہی (لوگ) نہیں جو (قبیلۂ) معد کے لئے (مہینوں کو مقدم) موخر کرتے رہتے ہیں (اور) حلال مہینوں کو حرام قرار دے دیتے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ حرمت والے مہینوں میں کا پہلا مہینہ محرم ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا جب ابرہہ کے خط کا ذکر عربوں میں مشہور ہوا تو بنی فقیم میں کا ایک) کنانی شخص اپنی جگہ سے نکل کر اس کلیسا میں پہنچا اور (قضائے حاجت کے لئے) اس میں بیٹھا۔

ابن ہشام نے کہا یعنی اس نے اس میں حدث کی۔

ابن اسحٰق نے کہا اور پھر چل نکلا اور اپنی سرزمین میں پہنچ گیا۔ ابرہہ کو اس کی خبر ہوئی تو اس نے دریافت کیا کہا یہ کام کس نے کیا ہے اس کو خبر دی گئی کہ یہ کام عربوں میں کے ایک ایسے شخص کا ہے جو اس گھر کے پاس رہنے والے ہیں۔ جس کے حج کے لئے عرب مکے جاتے ہیں۔ کیونکہ جب اس نے تیری یہ بات سنی کہ میں عربوں کے عزائم حج کو اس کی جانب پھیر دوں گا'' تو وہ غصے میں آ گیا اور اس غصے کی حالت میں آ کر اس میں قضائے حاجت کے لئے بیٹھ گیا۔ یعنی اس کا مطلب یہ بتانا تھا کہ وہ کلیسا اس حج کا سزاوار نہیں (بلکہ اس قابل ہے کہ اس میں قضائے حاجت کی جائے)۔ پھر تو ابرہہ کو غصہ آ گیا اور اس نے قسم کھائی کہ وہ ضرور اس گھر یعنی بیت اللہ کی جانب جائے گا اور اس کو گرا دے گا۔

اس کے بعد اس نے حبشیوں کو تیاری کا حکم دیا۔ وہ بہت کچھ ساز و سامان فراہم کر کے تیار ہو گئے اور اس نے اپنے ساتھ وہ مشہور ہاتھی بھی لے لیا جس کا ذکر آگے آئے گا اور مکے کی طرف چلا۔ جب عربوں نے یہ خبر سنی اس کو بہت اہم معاملہ خیال کیا اور یہ خبر سن کر بے چین ہو گئے۔ اور جب انہوں نے سنا کہ وہ خدا کے گھر کعبے کو گرا دینا چاہتا ہے تو اس سے جہاد کرنا اپنا فرض خیال کیا۔ آخر اس کے مقابلے کے لئے ذونفر نامی ایک شخص تیار ہوا جو یمن کے سر برآوردہ لوگوں اور بادشاہوں میں سے تھا۔ اس نے اپنی قوم کو اور عرب کے ان تمام لوگوں کو جنہوں نے اس کی بات مانی بلوایا تا کہ ابرہہ سے جنگ کریں اور بیت اللہ الحرام اور اس کے گرانے اور اس کے برباد کرنے کے اس ارادے کے خلاف جہاد کریں۔ اس دعوت کے قبول کرنے کو جو تیار تھے انہوں نے قبول کیا (اور اس کے ساتھ ہو گئے)۔ پھر یہ اس کے مقابل صف آرا ہوا۔ اور جنگ کی۔ ذونفر اور اس کے ساتھیوں نے شکست کھائی۔ ذونفر گرفتار کر لیا گیا۔ اور قیدی بنا کر ابرہہ کے پاس لایا گیا۔ جب

اس نے اس کو قتل کرنا چاہا تو ذونفر نے اس سے کہا اے بادشاہ! مجھے قتل نہ کیجئے۔ ممکن ہے کہ میرا آپ کے ساتھ رہنا میرے قتل کرنے سے بہتر ہو اس لئے اس نے اس کو قتل نہیں کیا بلکہ اپنے پاس سخت قید میں رکھا کیونکہ ابرہہ ایک حلیم شخص تھا۔ پھر ابرہہ جس ارادے سے نکلا تھا اس کی تکمیل کے لئے بڑھتا چلا۔ جب وہ سرزمین خثعم میں آیا نفیل بن حبیب خثعمی خثعم کے دونوں قبیلوں شہران اور ناہس اور عرب کے قبیلوں میں سے جو لوگ اس کے ساتھ ہوئے ان سب کو لے کر اس کی راہ روک لی اور اس سے جنگ کی۔ ابرہہ نے اسے بھی شکست دی اور نفیل کو بھی قید کر لیا گیا۔ جب وہ اس کے پاس لایا گیا اور اس نے اس کے قتل کا ارادہ کیا تو نفیل نے اس سے کہا اے بادشاہ! مجھے قتل نہ کیجئے کہ میں سرزمین عرب میں آپ کا رہنما بن سکتا ہوں۔ اور یہ میرے دونوں ہاتھ خثعم کے دونوں قبیلوں شہران اور ناہس کے مقابلے میں آپ کی اطاعت اور فرمانبرداری کے کام آئیں گے آخر اس نے اسے چھوڑ دیا اور یہ اس کی رہنمائی کرتا ہوا چلا۔ یہاں تک کہ جب وہ طائف سے گزرا تو مسعود بن معتب بن مالک بن کعب بن عمرو بن سعد بن عوف بن ثقیف' بنی ثقیف کے چند لوگوں کے ساتھ اس کے پاس آیا۔ اور ثقیف کا نام قسی بن النبیت بن منبہ بن منصور بن یقدم بن افصی بن دعمی بن ایاد ابن نزار بن معد بن عدنان ہے۔ امیۃ بن ابی الصلت ثقفی نے کہا ہے۔

قَوْمِیْ اِیَادٌ لَوْ [1] اَنَّھُمْ اُمَمٌ
اَوْلَوْ اَقَامُوْا فَتُھْزَلَ النَّعَمُ

قبیلہ بنی ایاد سب کا سب میری ہی قوم ہے کاش وہ ایک دوسرے کے پاس پاس سکونت پذیر رہتے (اور ترک وطن کر کے حجاز سے عراق کی جانب اس لئے نہ چلے گئے ہوتے کہ ان کے جانوروں کے لئے حجاز کے میدان تنگ ہو گئے تھے) یا کاش وہ اپنے وطن ہی میں رہتے خواہ ان کے جانور (مقام کی تنگی اور چارے کی قلت کے سبب) لاغر اور کمزور ہی ہو جاتے۔

قَوْمٌ لَھُمْ سَاحَۃُ الْعِرَاقِ اِذَا
سَارُوْا جَمِیْعًا وَالْقِطُّ وَالْقَلَمُ

وہ ایسی قوم تھی کہ اگر وہ سب کے سب مل کر جاتے تو عراق کا میدان اور کاغذ و قلم (سب) انہیں کا ہوتا (یعنی وہاں حاکمانہ حیثیت سے رہتے۔)

قط کے معنی چک' رقعہ' پرزہ چھٹی کے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے عجل لنا قطنا ہمیں ہمارا نوشتۂ تقدیر

---

[1] (ب ج د) تینوں نسخوں میں "لو" ہے لیکن نسخۂ (الف) میں "لہ" ہے۔ جس کا کوئی مناسب مفہوم سمجھ میں نہیں آتا۔ (احمد محمودی)

یا نامۂ اعمال جلد دے دے۔ ابن اسحٰق نے کہا اور امیۃ بن ابی الصلت نے یہ بھی کہا ہے۔

فَاِمَّا تَسْاَلِیْ عَنِّی لُبَیْنیٰ [1]
وَعَنْ نسبی اُخَبِّرْكِ الْیَقِیْنَا

اے لبینی اگر تو مجھ سے میرے نسب کے متعلق دریافت کرے تو میں تجھے (ایک ایسی) یقینی خبر سناؤں گا (جس میں کچھ شک وشبہہ نہ ہو۔)

فَاِنَّا لِلنَّبِیْتِ اَبِیْ قَسِیٍّ
لَمِنْصُوْرِ بْنِ یَقْدُمَ الْاَقْدَمِیْنَا

ہم ابو قسی نبیت (اور) منصور بن یقدم (جیسے) قدیم (مشہور) لوگوں کی اولاد ہیں۔

ابن ہشام نے کہا ثقیف کا نام قسی بن منبہ بن بکر بن ہوازن بن منصور ابن عکرمۃ بن خصفۃ بن قیس بن عیلان بن مضر بن نزار بن [2] معد بن عدنان ہے۔ اور پہلی دو بیتیں اور آخری دو بیتیں امیہ ہی کے دو قصیدوں میں کی ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا بنی ثقیف کے لوگوں نے ابرہہ سے کہا اے بادشاہ! ہم آپ کے غلام فرماں روا اور مطیع ہیں۔ ہمیں آپ سے کوئی اختلاف نہیں اور یہ ہمارا گھر اللات وہ گھر نہیں ہے جس کا آپ ارادہ رکھتے ہیں آپ کا قصد تو اس گھر کا ہے جو مکے میں ہے۔ ہم آپ کے ساتھ کسی ایسے شخص کو بھیجیں گے جو اس کی جانب آپ کی رہنمائی کرے گا۔ اللات طائف میں ان لوگوں کا ایک گھر تھا جس کی وہ لوگ ویسی ہی عظمت کیا کرتے تھے جس طرح کعبے کی تعظیم کی جاتی ہے۔

ابن ہشام نے کہا مجھے ابو عبیدہ نحوی نے ضرار بن الخطاب الفہری کا ایک شعر سنایا۔

وَفَرَّتْ ثَقِیْفٌ اِلٰی لَاتِهَا
بِمُنْقَلَبِ الْخَائِبِ الْخَاسِرِ

اور بنی ثقیف اپنے لات (نامی بت خانے) کی جانب محروم نقصان رسیدہ حالت میں بھاگے۔

یہ شعر اس کے اشعار میں کا ہے۔ آخر وہ انہیں بھی چھوڑ کر آگے بڑھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ انہوں نے اس کے ساتھ ابو رغال کو بھیجا کہ مکے کی جانب اس کی رہنمائی کرے۔ ابرہہ ابو رغال کو ساتھ لئے ہوئے نکلا یہاں تک کہ ابو رغال نے اسے مغمس تک پہنچا دیا اور اسے

---

1. نسخۂ (الف) میں لبینا الف سے لکھا ہے (ب ج د) میں لبینیٰ کا رسم الخط یا سے لکھا ہے۔ (احمد محمودی)
2. خط کشیدہ الفاظ نسخۂ (الف) میں نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)

وہاں پہنچ کر مر گیا۔اس کے مرنے کے بعد عربوں نے اس کی قبر پر پتھر برسائے اور لوگ مقام مغمس میں جس قبر کو پتھر مارا کرتے ہیں وہ اسی کی قبر ہے۔

جب ابرہہ مغمس[1] میں اترا تو اس نے حبشیوں میں سے ایک شخص کو جس کا نام اسود بن مفصود تھا اپنے سواروں کے ایک دستے پر سردار بنا کر روانہ کر دیا وہ مکہ تک جا پہنچا اور تہامہ والے قریش وغیرہ کے اونٹ ہانک لے گیا۔انہیں میں عبدالمطلب بن ہاشم کے دو سو اونٹ بھی اس کے ہاتھ لگے۔عبدالمطلب ابن ہاشم اس وقت قریش میں ان کے بڑے سردار مانے جاتے تھے۔اس لئے قریش کنانہ ہذیل اور جو جو اس حرم محترم میں رہتے تھے سبھوں نے اس سے جنگ کا ارادہ کیا لیکن بعد مشورہ انہیں یقین ہو گیا کہ ان میں اس سے مقابلے کی طاقت نہیں ہے۔آخر انہوں نے اس خیال کو چھوڑ دیا۔ابرہہ نے حناطہ الحمیری کو مکہ کی جانب روانہ کیا اور اس سے کہا کہ اس شہر کے سردار اور بلند رتبہ شخص سے دریافت کر لینا اور اس سے کہنا کہ بادشاہ کہتا ہے کہ میں تم سے جنگ کرنے کے لئے نہیں آیا ہوں میں صرف اس گھر کو گرانے آیا ہوں اور اگر تم لوگوں نے اس کی مدافعت میں ہم سے کسی قسم کا تعارض[2] نہیں کیا تو تمہارا خون بہانے کی مجھے کوئی ضرورت نہیں۔اگر وہ مجھ سے جنگ کرنا نہ چاہے تو اس کو میرے پاس لانا۔

پھر جب حناطہ مکہ میں داخل ہوا تو دریافت کیا کہ قریش کا سردار اور ان میں کا بلند رتبہ شخص کون ہے۔ اس سے کہا گیا وہ عبدالمطلب بن ہاشم ہیں۔وہ آپ کے پاس آیا اور ابرہہ نے جو کچھ اسے حکم دیا تھا آپ سے بیان کیا۔عبدالمطلب نے اس سے کہا خدا کی قسم ہم اس سے جنگ کا ارادہ نہیں رکھتے اور نہ ہم میں اس سے مقابلے اور جنگ کی طاقت ہے۔یہ اللہ کا اور اس کے خلیل ابراہیم علیہ السلام کا عظمت والا گھر ہے۔یا اسی طرح کے الفاظ[3] فرمائے۔اگر اللہ تعالیٰ اس گھر کی ابرہہ سے حفاظت کرے تو وہ اس کا گھر ہے اور اس میں اس کی عظمت ہے۔اور اگر اس نے اس گھر اور ابرہہ کے درمیان راستہ صاف کر دیا (بیچ میں کوئی مزاحمت نہ ڈالی) تو خدا کی قسم ہمارے پاس بیت اللہ کو اس سے بچانے کی کوئی تدبیر نہیں۔پس حناطہ نے کہا تو آؤ میرے ساتھ اس کے پاس چلے چلو کہ اس نے مجھے حکم دیا ہے کہ تمہیں اس کے پاس لے جاؤں۔تو عبدالمطلب اس کے

---

[1] مکہ معظمہ سے تین فرسخ کے فاصلے پر ایک مقام کا نام ہے۔(از سہیلی احمد محمودی)

[2] (ب ج د) تینوں نسخوں میں فان لم تعرضوا ہے اور نسخہ (الف) میں کاتب نے تحریف کر دی ہے۔اور ''تعرضوا'' لون میں زائے ہوز اور ضاد معجمہ لکھ دیا ہے۔(احمد محمودی)

[3] راوی اپنے ان الفاظ سے یہ ظاہر کرتا ہے کہ عبدالمطلب نے جو الفاظ اس وقت کہے راوی کو وہ پورے پورے یاد نہیں اس لئے روایت بالمعنی کی جا رہی ہے۔(احمد محمودی)

ساتھ (ہو) گئے اور آپ کے ساتھ آپ کے بعض بھی تھے۔ حتیٰ کہ اس لشکر میں پہنچے۔ پھر وہاں (جانے کے بعد) ذونفر کو دریافت فرمایا جو آپ کا دوست تھا۔ اور اس کے پاس پہنچے جو وہاں قید تھا۔ آپ نے اس سے کہا اے ذونفر ہم پر جو آفت نازل ہوئی ہے اس سے چھوٹنے کی تیرے خیال میں کوئی تدبیر ہے۔ ذونفر نے آپ سے کہا ایک ایسے شخص کے پاس کیا تدبیر ہوسکتی ہے جو کسی بادشاہ کے ہاتھوں میں گرفتار (اور اس امر کا) منتظر ہو کہ اسے صبح قتل کیا جاتا ہے یا شام۔ میرے پاس اس آفت کے متعلق جو آپ پر آ پڑی ہے کوئی تدبیر نہیں مگر ہاں اتنا ضرور ہے کہ انیس نامی فیل بان میرا دوست ہے۔ میں اس کے پاس کہلا بھیجوں گا اور آپ کے متعلق اس سے سفارش کروں گا۔ اور آپ کی عظمت اسے بتاؤں گا اور استدعا کروں گا کہ آپ کے لئے بادشاہ کے پاس باریابی کی اجازت حاصل کرے۔ پھر آپ[1] خود جو مناسب سمجھیں اس سے گفتگو کرلیں اور اگر اس کو اس بات کا موقع مل گیا تو وہ اس کے پاس آپ کے لئے مناسب سفارش بھی کرے گا۔ آپ نے فرمایا بس میرے لئے اسی قدر کافی ہے۔ پھر ذونفر نے انیس کے پاس کہلا بھیجا کہ عبدالمطلب قریش کے سردار ہیں اور مکہ والوں کو آنکھ کی پتلی ہیں[2] وہ شہر میں شہریوں کو کھانا کھلاتے ہیں تو بیرون شہر پہاڑوں کی چوٹیوں پر وحشیوں کی ضیافت کرتے ہیں۔ ان کے دو سو اونٹ گرفتار ہو کر بادشاہ کے پاس پہنچ گئے ہیں۔ ان کے لئے بادشاہ کے پاس باریابی کی اجازت حاصل کرو۔ اور اس کے پاس آپ کو جو نفع پہنچایا جاسکتا ہو پہنچاؤ۔ اس نے کہا میں ایسا ہی کروں گا۔ پھر انیس نے ابرہہ سے گفتگو کی تو اس نے اس سے کہا بادشاہ (جہاں پناہ) یہ قریش کے سردار اور مکہ والوں کی آنکھ کی پتلی ہیں۔ شہر میں شہریوں کی ضیافت کرتے ہیں تو بیرون شہر پہاڑیوں کی چوٹیوں پر وحشیوں کو کھانا کھلاتے ہیں۔ انہیں آپ اپنے پاس باریابی کی اجازت دیں کہ وہ اپنی کسی حاجت میں آپ سے گفتگو کریں۔ راوی نے کہا کہ ابرہہ نے آپ کو باریابی کی اجازت دی۔ اور عبدالمطلب ان تمام لوگوں میں بہت وجیہ <u>اور خوبرو اور عظمت والے تھے</u>[3] جب آپ کو ابرہہ نے دیکھا'

---

[1] (ب ج د) تینوں نسخوں میں فتکلمه مابدالك ہے جس کے معنی میں نے ترجمے کے متن میں لکھے ہیں لیکن نسخۂ (الف) میں فیکلمه مابدالك ہے اس کے لحاظ سے معنی یوں ہوں گے کہ آپ کی مرضی کے موافق وہ اس سے گفتگو کرے لیکن اول الذکر نسخہ مرجح ہے اس لئے کہ اس کے بعد "فیشفع لك عنده بخیران قدر علے ذلك" ہے اور نسخۂ دوم کے لحاظ سے بعد کی عبارت تاکید ہو جائے گی اور نسخۂ اول کے لحاظ سے تاسیس اور تاسیس تاکید پر مرجح ہوتی ہے۔ (احمد محمودی)

[2] (الف ج د) میں صاحب عین مکه ہے اور (ب) میں صاحب عیر مکه ہے یعنی مکے سے جو اونٹ گرفتار کرکے لائے گئے ہیں اس کے مالک ہیں۔ یہاں بھی نسخۂ اول الذکر مرجح ہے کیونکہ اس کے بعد آ رہا ہے وقد اصابه له الملك مائتی بعیر جو بصورت اول تاسیس اور بصورت ثانی تاکید ہوگی۔ (احمد محمودی)

[3] خط کشیدہ الفاظ نسخۂ (الف) میں نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)

آپ کے جلال وعظمت سے متاثر ہوا اور خود تخت پر بیٹھارہ کر آپ کو اپنے سے نیچے بٹھانا آپ کی عظمت کے خلاف سمجھا اور یہ بات بھی پسند نہ کی کہ حبشی آپ کو اس کے ساتھ تخت پر بیٹھا ہوا دیکھیں۔ اس لئے ابرہہ تخت سے اتر پڑا اور فرش پر آ بیٹھا اور آپ کو اپنے ساتھ اسی فرش پر اپنے بازو بٹھالیا۔ پھر اس نے اپنے ترجمان سے کہا ان سے کہہ کہ آپ اپنی حاجت بیان کریں۔ ترجمان نے آپ سے وہی کہا تو عبدالمطلب نے کہا میری حاجت صرف یہ ہے کہ بادشاہ میرے دوسو اونٹ مجھے واپس کردے جو اس کے پاس پہنچ چکے ہیں۔ جب آپ نے اس سے یہ کہا تو ابرہہ نے اپنے ترجمان سے کہا کہ وہ آپ سے کہے کہ جب میں نے تمہیں دیکھا تو تم سے مرعوب ہو گیا۔ لیکن جب تم نے مجھ سے گفتگو کی تو افسوس تم میری نظروں سے گر پڑے۔ کیا تم مجھ سے اپنے دوسو اونٹوں کے لئے کہتے ہو جو میرے پاس پکڑے آئے ہیں؟ اور تم نے اس گھر کا خیال بالکل چھوڑ دیا ہے جو تمہارا اور تمہارے باپ دادے کا دین (وقبلہ) ہے؟ جس کے گرانے کے لئے میں آیا ہوں تم اس کے لئے کچھ نہیں کہتے؟ عبدالمطلب نے کہا میں اونٹوں کا مالک ہوں (مجھے ان کی فکر ہے) اور اس گھر کا بھی ایک مالک ہے۔ وہی اس کی حفاظت کرے گا۔ اس نے کہا کہ وہ مجھ سے کیا بچائے گا۔ انہوں نے کہا تم جانو اور وہ جانے لیکن بعض اہل علم کا یہ خیال بھی رہا ہے کہ جب ابرہہ نے حناطہ کو بھیجا تو یعمر بن نفاثہ بن عدی بن الدیل بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ جو اس وقت بنی بکر کا سردار تھا اور خویلد بن واثلۃ ہذلی جو بنی ہذیل کا سردار تھا دونوں کے ساتھ عبدالمطلب بھی گئے تھے اور ابرہہ سے کہا کہ اگر وہ بیت اللہ کو نہ گرائے تو تہامہ کی تہائی آمدنی دی جائے گی لیکن اس نے ان کی شرط کے ماننے سے انکار کر دیا۔ خدا بہتر جانتا ہے کہ ایسا ہوا تھا یا نہیں۔

ابرہہ نے عبدالمطلب کے وہ اونٹ واپس کر دیے جس پر وہ قابض ہو گیا تھا۔ پھر جب وہ اونٹ اس کے پاس سے واپس وصول ہو گئے تو عبدالمطلب بھی قریش کی طرف لوٹ آئے۔ اور انہیں اس واقعے کی خبر دی۔ اور لشکر کی غارت گری کے خوف سے انہیں مکہ سے نکل جانے اور پہاڑوں کی بلندیوں اور گھاٹیوں میں پناہ گزین ہونے کا حکم دیا۔ پھر عبدالمطلب اٹھے اور کعبہ کے دروازے کا حلقہ پکڑ کر اللہ (تعالیٰ) سے دعا کی اور ابرہہ اور اس کے لشکر کے مقابل اس کی امداد کے طلبگار ہوئے اور اس وقت آپ کے ساتھ قریش کی ایک جماعت بھی موجود تھی' عبدالمطلب نے اس حال میں کہ وہ حلقۂ در کعبہ پکڑے ہوئے تھے کہا۔

لَاهُمَّ إِنَّ الْعَبْدَيمْ
نَعَ رُحْلَهُ فَامْنَعْ حِلَالَكَ[1]

---

[1] الحلال مرکب من مراکب النساء (سہیلی) حلال بالکسر مرکبے است زنانہ ومتاع پالان شتر (منتہی الارب) حلال بکر الحاء القوم المجتمعون یرید بھم سکان الحرام (خشنی)۔

یا اللہ بندہ اپنی سواری کی حفاظت کرتا ہے تو بھی اپنے حرم کے رہنے والوں کی (یا اپنی سواری کی یا اپنی سواری کے سامان کی) حفاظت فرما۔

لَا یَغْلِبَنَّ صَلِیْبُھُمْ
وَمِحَالُھُمْ غَدْوًا مِحَالَكْ[1]

ان کی صلیب اوران کی قوتیں کل صبح تیری قوتوں پر غالب نہ ہو جائیں۔

اِنْ کُنْتَ تَارِکُھُمْ وَقِبْ
لَتَنَا فَاَمْرٌ مَا بَدَالَكْ

اگر تو ہمارے قبلے کو اس کی حالت پر اور ان کو ان کی حالت پر چھوڑ دے (اور بچاؤ نہ کرے تو تجھے اختیار ہے) جو تجھے مناسب معلوم ہو (کر)۔

ابن ہشام نے کہا یہ وہ اشعار ہیں جو ابن اسحٰق کے پاس صحیح ثابت ہوئے ہیں۔ ابن اسحٰق نے کہا کہ عکرمہ بن عامر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار بن قصی نے یہ شعر کہے۔

لَا ھُمَّ اَخْزِ الْاَسْوَدَ بْنَ مَقْصُوْدْ
اَلْاٰخِذَ الْھَجْمَةَ فِیْھَا التَّقْلِیْدْ

یا اللہ اسود بن مقصود کو ذلیل وخوار کر جس نے ایسے سو اونٹ پکڑ لیے ہیں جن میں تیری قربانی کے قلادہ بند اونٹ بھی تھے۔

بَیْنَ حِرَاءَ وَثَبِیْرٍ فَالْبِیْدْ
یَحْبِسُھَا وَھِیَ اُوْلَاتُ التَّطْرِیْدْ

جو کوہ حرا اور کوہ ثبیر کی درمیانی وادیوں اور جنگلوں میں آزادی کے ساتھ پھرنے والے اونٹوں کو باندھ رکھتا ہے۔

فَضَمَّھَا اِلٰی طَمَاطِمٍ سُوْدْ
اَخْفِرْہُ یَا رَبِّ وَاَنْتَ مَحْمُوْدْ

پھر اس نے ان اونٹوں کو (اپنے) بے دین کالے چہرے والے عجمی (لشکر) میں پکڑ رکھا۔ پروردگار! تو (ہر طرح) قابل حمد وستائش ہے۔ تو اسے بے پناہ (تباہ وبرباد) کردے۔

---

[1] نسخہ (الف) میں ''عدوا'' با عین مہملہ لکھا ہے جس کے معنی صبح کے بجائے دشمن کے ہوں گے۔ (احمد محمودی)

ابن ہشام نے کہا یہ وہ (اشعار) ہیں جو ابن اسحٰق کے پاس صحیح ثابت ہوئے ہیں۔ وطماطم[1] کے معنی اعلاج کے ہیں یعنی عجمی بے دین کافر یا اونچا پورا دیو صفت انسان۔

ابن اسحٰق نے کہا پھر عبدالمطلب نے حلقہ در کعبہ چھوڑ دیا اور وہ اور ان کے ساتھی قریش پہاڑوں کی بلندی کی جانب چلے گئے۔ اور وہاں پناہ گزیں ہو کر انتظار کرنے لگے کہ دیکھیں ابرہہ۔ مکہ میں داخل ہو کر اس کے ساتھ کیا برتاؤ کرتا ہے۔ پھر جب صبح ہوئی تو ابرہہ مکہ میں داخل ہونے کے لئے خود بھی تیار ہوا اپنے ہاتھی اور اپنے لشکر کو بھی تیار کیا۔ اور اس کے ہاتھی کا نام محمود تھا۔

ابرہہ بیت (اللہ) کے گرانے اور پھر یمن واپس ہو جانے کا پکا ارادہ رکھتا تھا۔ مگر جب ان لوگوں نے اس ہاتھی کا رخ مکہ کی جانب کیا تو نفیل بن حبیب (خثعمی[2]) آیا اور اس ہاتھی کے بازو کھڑا ہو گیا۔ اور اس کا کان پکڑ کر کہا محمود بیٹھ[3] جا یا جدھر سے تو آیا ہے ادھر سیدھے واپس ہو جا۔ کیونکہ تو اللہ تعالیٰ کے عظمت و حرمت والے شہر میں ہے۔ پھر اس نے اس کا کان چھوڑ دیا۔ ہاتھی بیٹھ گیا اور نفیل بن حبیب تیزی سے وہاں سے نکل کر پہاڑ پر چلا گیا۔ اس کے بعد لوگوں نے ہاتھ کو بہت مارا کہ اٹھے مگر وہ نہ اٹھا۔ انہوں نے اس کے سر پر تبر مارے کہ اٹھے پر نہ اٹھا۔ انہوں نے اس کے پیٹ کے چمڑے میں آنکس گھسا دیے اور اسے خون آلود کر دیا کہ اٹھے پر نہ اٹھا۔ پھر اس کا رخ یمن کی جانب پھیرا تو اٹھ کر بھاگنے لگا۔ پھر اس کا رخ شام کی سمت کر دیا۔ پھر بھی وہ دوڑتا رہا پھر اس کا منہ مشرق کی طرف کیا گیا اس طرف بھی وہ تیز چلتا رہا لیکن جب اس کا رخ مکہ کی جانب کیا تو وہ پھر بیٹھ گیا۔

آخر اللہ تعالیٰ نے ان پر ابابیل اور بلسان[4] کے مشابہ پرندے بھیجے ان میں کے ہر پرندہ کے ساتھ

---

[1] یہ الفاظ نسخہ (الف) میں نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)　　[2] نسخہ (ب)

[3] نسخۂ (الف ج) میں وارجع ہے اور نسخۂ (ب د) میں اوارجع ہے۔ نسخۂ دوم مرجح ہے جس کے معنی صاف ہیں کہ بیٹھ جا یا واپس ہو جا اور نسخۂ اوّل کے لحاظ سے معنی یہ ہوں گے کہ بیٹھ جا اور واپس ہو جا جس کو صحیح بنانے کے لئے تاویلات درکار ہیں کیونکہ واپسی کے لئے بیٹھنا کوئی معنی نہیں رکھتا۔ (احمد محمودی)

[4] بلسان کے معنی لغات میں تو ایک درخت کے لکھے ہیں جس کا تیل بہت منافع رکھتا ہے کسی جانور کے معنی تو لکھے نہیں البتہ بلشون ایک لفظ ہمیں لغت میں ملا ہے جس کے معنی منتہی الارب میں بوتیمار لکھے ہیں اور قطر المحیط میں لکھا ہے۔ کہ وہ لمبی گردن' لمبے بازوؤں' لمبی ٹانگوں والا ایک آبی جانور ہے جو مچھلیوں کو بہت صفائی سے نگل جاتا ہے۔ ممکن ہے کہ یہی بلشون کتابت کی غلطی میں بلسان ہو گیا ہو۔ ورنہ بلسان ہمارے علم میں تو کسی جانور کا نام نہیں۔ حالانکہ (الف ب ج د) چاروں نسخوں میں بلسان لکھا ہے اور نسخۂ (ب) کے حاشیے پر ابن عباس کی ایک روایت بھی لکھی ہے جس میں بعثہ اللہ الطیر علی اصحاب الفیل کا لبلسان ہی ہے۔ صرف ایک ابوذر کی روایت نقل کی ہے جس میں بلشون کا لفظ آیا ہے۔ واللہ اعلم و علمہ اتم۔ (احمد محمودی)

تین تین کنکر تھے جن کو وہ اٹھائے ہوئے تھا ایک کنکر اس کی چونچ میں اور دو اس کے دونوں پیروں کے پنجوں میں۔ یہ کنکر چنے اور مسور کے جیسے تھے یہ ان میں سے جس کسی پر گرتا وہ ہلاک ہو جاتا۔ لیکن ان میں سبھی پر یہ آفت نہیں آئی۔ بلکہ ان میں سے بعض جو بھاگ نکلے[1] وہ اس راستے پر تیزی سے چلے جا رہے تھے جدھر سے وہ آئے تھے اور نفیل بن حبیب کو دریافت کرتے جا رہے تھے تا کہ وہ انہیں یمن کی جانب رہنمائی کرے۔

جب نفیل نے خدائے تعالیٰ کے اتارے ہوئے اس عذاب کو دیکھا تو کہا۔

أَيْنَ الْمَفَرُّ وَالْإِلٰهُ الطَّالِبْ
وَالْأَشْرَمُ الْمَغْلُوْبُ لَيْسَ الْغَالِبْ

(بحر مواب) بھاگ نکلنے کی جگہ کہاں کہ (قہر) خدا تمہاری تلاش میں (تمہارے پیچھے لگا) ہے اور وہ اشرم یعنی ابرہہ جو مغلوب ہو چکا (اب پھر کبھی) غلبہ نہ پا سکے گا۔

ابن ہشام نے کہا کہ ''لیس الغالب'' یعنی جو شعر اوپر ذکر کیا گیا جس کے آخر میں لیس الغالب کے الفاظ ہیں ابن اسحٰق کے سوا دوسروں سے مروی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ نفیل نے یہ شعر بھی کہے ہیں۔

أَلَا حُيِّيْتِ عَنَّا يَا رُوَيْنَا
نَعِمْنَاكُمْ مَعَ الْأَصْبَاحِ عَيْنَا

ہاں اے ردینا ہماری جانب سے تجھے سلام (یا دعائے زندگی) پہنچے اور تم لوگوں کی سلامتی سے ہماری آنکھیں صبح سویرے ٹھنڈی ہوں یعنی خوشی نصیب ہو۔

رُدَيْنَا[2] لَوْ رَأَيْتِ فَلَا تَرَيْهِ
لَدٰى جَنْبِ الْمُحَصَّبِ مَا رَأَيْنَا

ردینا کاش تو وہ منظر دیکھتی خدا کرے کہ تو وہ منظر کبھی نہ دیکھے جو ہم نے وادیٔ محصب کے بازو اس کے پاس ہی دیکھا۔

---

[1] نسخۂ (الف) میں وجهوا هاربين ہے اور (ب ج د) میں خرجوا هاربين جس کے معنی بھاگ نکلے ہیں۔ دوسرا نسخہ مرجح ہے۔ (احمد محمودی)

[2] نسخۂ (ب ج د) میں ردينا الف سے لکھا ہے۔ لیکن نسخۂ (الف) میں ردينہ ہائے ہوز سے لکھا ہے اور اس پر پیش بھی دیا ہے جو غلط معلوم ہوتا ہے۔ (احمد محمودی)۔

اِذًا لَعَذَرْتِنِیْ وَحَمِدْتِ اَمْرِیْ
وَلَمْ تَاْسَیْ عَلَی مَافَاتَ بَیْنَا

اگر وہ منظر دیکھتی تو تو مجھے (اپنے سے جدا ہونے پر) معذور سمجھتی اور میرے کام کی تعریف کرتی اور ہماری آپس کی جدائی پر غم نہ کھاتی۔

حَمِدْتُ اللّٰهَ اِذْ اَبْصَرْتُ طَیْرًا
وَخِفْتُ حِجَارَةً تُلْقٰی عَلَیْنَا

جب میں نے پرندوں کو دیکھا تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا (کہ امداد الٰہی پہنچ گئی اگر چہ) جو پتھر ہم پر (یعنی ہمارے ساتھیوں پر) پڑ رہے تھے ان سے میں ڈر رہا بھی تھا۔ (یا جب تو ان پرندوں کو دیکھتی تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتی اگر چہ جو پتھر ہم پر پڑ رہے تھے اس سے ڈر بھی جاتی)

وَكُلُّ الْقَوْمِ يَسْاَلُ عَنْ نُفَيْلٍ
كَاَنَّ عَلَیَّ لِلْحُبْشَانِ دَیْنَا

قوم کا ہر فرد نفیل ہی کو دریافت کر رہا تھا (کہ اس سے واپسی کا راستہ پوچھے) گویا حبشیوں کا مجھ پر کوئی قرض تھا۔

پھر ان کی حالت یہ ہوئی کہ وہ وہاں سے نکلے تو سہی مگر راستے میں ہر ایک مقام پر گرتے پڑتے اور پھر پنگھٹ (ندی نالے) پر ہلاکت کے مقامات میں مرتے کھپتے۔ ابرہہ کے جسم پر بھی آفت آئی سب کے سب اس کو اپنے ساتھ لے کر اس حالت سے نکلے کہ اس کی ایک ایک انگلی سڑ سڑ کر گرتی جاتی تھی اور جب اس کی کوئی انگلی گرتی اس کے بعد اس میں مواد آ جاتا اور پیپ اور خون جاری رہتا۔

حتیٰ کہ جب اس کو صنعاء میں لائے تو اس کی حالت پرند کے چوزے[1] کی سی تھی اور بعض روایت کے موافق مرنے سے پہلے اس کا سینہ پھٹ کر اس کا دل باہر نکل آیا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے یعقوب بن عتبہ نے بیان کیا کہ ان سے کسی نے کہا کہ سرزمین عرب میں چیچک اور کنکر پتھر اسی سال پہلی بار نظر آئے اور اسی سال پہلے پہل عرب میں بدمزہ و ناگوار پودے اسپند[2] اندراین اور آکھ[3] کی قسم کے دیکھے گئے۔ ابن اسحٰق نے کہا جب اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا تو یہ

---

[1] اعضاء کے یکے بعد دیگرے جھڑتے جانے کی وجہ سے گوشت کا ایک لوتھڑا سا رہ گیا تھا۔ (احمد محمودی)۔

[2] یہ ایک بدمزہ دودھیلا پودا ہے جس کو ہندی میں چڑ ہل اور عربی میں حزل کہتے ہیں۔

[3] یہ بھی ایک دودھیلا پودا ہے جس کا ہندی نام مدار ہے اور اس کو اکو بھی کہتے ہیں اور فارسی میں خرک اور عربی میں عشر کہتے ہیں۔ (احمد محمودی از محیط اعظم)۔

واقعہ اصحاب فیل بھی ان متعدد واقعات میں سے ایک تھا جن کو اللہ تعالیٰ نے قریش پر اپنی ان نعمتوں میں سے شمار فرمایا ہے جن سے اس نے انہیں برتری دی کہ اس نے حبشیوں کی حکومت کو ان پر سے دفع فرما دیا تاکہ قریش کے زمانۂ اقبال اور ان کی حکومت کو بقائے دراز حاصل ہو۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ ﴾

''اے میرے محبوب بندے کیا تو نے (کبھی اس نعمت کا) خیال نہیں کیا کہ تیری پرورش کرنے والے نے (تیری ترقیوں کی خاطر) ہاتھی والوں کے ساتھ کیسا (سخت) برتاؤ کیا؟

﴿ اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ وَّاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ ﴾

''کیا اُن کی مخالفانہ کاروائیوں کو رائگان (یا مغلوب یا بے اثر[1]) نہیں کر دیا اور (کیا) ان پر جھنڈ کے جھنڈ پرند نہیں بھیجے؟

﴿ تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ ﴾

''(کیا تو نے نہیں دیکھا) وہ انہیں پتھر اور گارے کے (بنے ہوئے یا سخت) روڑوں سے (اس قدر) مارے جا رہے تھے کہ انہیں بے ڈنٹھل پتوں (کے چورے) کی طرح کر دیا کہ (ان میں کے بھنے دانے اور ڈنٹھل) کھا لیے گئے (ہوں اور انہیں پامالی کے لئے چھوڑ دیا گیا ہو کہ چورا ہو کر برباد ہو جائیں)''۔

اور فرمایا:[2]

﴿ لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ اِيْلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيْفِ فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ الَّذِيْۤ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ﴾

''قریش کی الفت[3] ان کی اس الفت کے سبب سے جو سرما اور گرما کے سفروں سے ہے[4] انہیں

---

[1] يقال ضل الماء في اللبن اى غلب بحيث لا يظهر اثره في الماء۔ (از منتہی الارب) (احمد محمودی)۔

[2] نسخۂ (ب ج د) تینوں میں وقال ہے صرف نسخۂ (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)۔

[3] یا قریش کے اس اتحاد (و معاہدے) کے سبب جو سرما و گرما کے سفروں کے متعلق (انہیں دوسرے قبائل سے حاصل) ہے۔

[4] کہ سرما میں یمن کی جانب سفر کرتے ہیں اور وہاں کی گرمی کے سبب سرما کی تکلیفوں سے بچ جاتے ہیں اور یمن کی تجارت سے مالا مال ہو کر آتے ہیں اور گرما میں شام کی جانب سفر کرتے ہیں اور وہاں کی تجارت سے خاطر خواہ نفع حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ موسم گرما ایسے مقام پر گزار آتے ہیں جہاں خبر بھی نہیں ہوتی کہ گرما آیا بھی یا نہیں پھر تمام عرب میں لوٹ مار قتل اور غارت گری کے باوجود قریش کی جانب کوئی شخص ارادۂ بد سے آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھ سکتا بلکہ ہر شخص ان کی =

چاہئے کہ (تین سو ساٹھ بتوں کو چھوڑ کر) اس گھر کو (باقی رکھنے والے اور اسے عظمت و برتری عطا کرنے والے اور) پروان چڑھانے والے کی پرستش کریں جس نے انہیں بھوک (اور فاقوں) سے (بچا کر) کھانا دیا اور خوف (قتل و غارت) سے (بچا کر[1]) انہیں امن عنایت فرمایا۔[2] یعنی تا کہ (اللہ تعالیٰ) ان کی اس حالت کو جس پر وہ (اب) ہیں اور اگر وہ اس (خدائے قدوس اور اس کے پیام) کو قبول کر لیں تو جس بھلائی کا اللہ (تعالیٰ) ان کے ساتھ ارادہ رکھتا ہے اس کو (کہیں) بدل نہ دے''۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابابیل کے معنی جماعتوں کے ہیں اور عرب نے اس کا واحد جس کو ہم جانتے ہوں کبھی استعمال نہیں کیا۔ اور سجیل کے متعلق یونس نحوی اور ابو عبیدہ نے مجھے خبر دی کہ اس کے معنی سخت کے ہیں روبۃ بن العجاج نے کہا۔

وَمَسَّهُمْ مَا مَسَّ اَصْحَابَ الْفِيْلْ تَرْمِيْهِمْ حِجَارَةٌ مِنْ سِجِّيْلْ

وَلَعِبَتْ طَيْرٌ بِهِمْ اَبَابِيْلْ

ان لوگوں پر وہ آفتیں آئیں جو ہاتھی والوں پر آئی تھیں (کہ پرند) انہیں پتھر اور گارے کے (بنے ہوئے یا سخت) روڑوں سے مارے جا رہے تھے اور پرندوں کی ٹکڑیوں نے انہیں کھیل بنا لیا تھا۔

یہ اشعار اس کے بحر رجز کے ایک قصیدے کے ہیں۔ اور بعض مفسروں نے ذکر کیا ہے کہ وہ فارسی کے

= تعظیم و تکریم کرتا ہے کہ وہ بیت اللہ کے مجاورین ہیں اور ان کی خدمت کو ہر شخص اپنے لئے فخر سمجھتا ہے اور اس سبب سے تجارت میں ان کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا اور جزیرۃ العرب کی تجارت اور جن تجارتوں کے لئے جزیرۃ العرب راستہ بنتا ہے ان تمام تجارتوں کا ٹھیکہ بلا شرکت غیرے قریش۔ کا حصہ ہوتا ہے اگر ان حقیقی فائدوں کا انہیں صحیح احساس ہو اور اگر وہ یہ سمجھیں کہ یہ تمام منافع جو انہیں حاصل ہو رہے ہیں بیت اللہ کا صدقہ ہے تو (آگے ترجمہ پڑھئے)۔

[1] وہ فاقے جن میں وادی غیر ذی زرع مبتلا تھی کہ نہ ان کے لئے کہیں کوئی مستقل کھیتی تھی نہ پانی جنگلوں میں خانہ بدوش مارے مارے پڑے پھرتے تھے اور جہاں کہیں پانی نظر آتا وہیں ڈیرے ڈال دیتے ان تمام آفات سے خاص طور پر دعائے ابراہیمی کے طفیل انہیں محفوظ رکھ کر انہیں کھانے کے لئے (آگے ترجمہ پڑھئے)۔

[2] کہ حرم محترم میں جو شخص آ جاتا وہ محفوظ و مامون ہو جاتا اور اہل حرم اپنے تجارتی کاروبار کے لئے ہر طرف بے خوف و خطر جہاں چاہتے سفر کرتے۔ (احمد محمودی)۔

دو کلمے ہیں عربوں نے ان دونوں کو ایک کلمہ بنا لیا ہے۔ وہ دونوں لفظ سنج (سنگ) اور جل (گل) ہیں۔ سنج (سنگ) کے معنی پتھر ہیں اور جل (گل) کے معنی کیچڑ گارے کے یعنی وہ روڑے انہیں دو جنسوں پتھر اور گارے سے بنے ہوئے تھے۔ اور عصف کے معنی زراعت کے ان پتوں کے ہیں جس میں ڈنٹھل نہیں اور اس کا واحد عصفۃ ہے۔

(ابن ہشام نے[1] ہم سے بیان کیا) کہا کہ مجھ کو ابوعبیدہ نحوی[1] نے خبر دی کہ اس کو عصافۃ اور عصیفۃ بھی کہتے ہیں۔ اور علقمۃ بن عبدہ کا ایک شعر سنایا وہ علقمۃ جو بنی ربیعۃ بن مالک بن زید مناۃ بن تمیم میں کا ایک شخص ہے۔

تَسْقِیْ مَذَانِبَ قَدْ مَالَتْ عَصِیْفَتُهَا جُدُوْرُ[2]هَا مِنْ اَتِیِّ الْمَاءِ مَطْعُوْمُ

نہریں (ایسے کھیت کو) سینچتی ہیں جس کے ڈنٹھل یا پتے جھکے گئے ہیں اور اس کی منڈیریں پانی کی تیز رفتار کے سبب کٹ گئی ہیں۔

یہ شعر ایک قصیدے کا ہے۔ اور راجز نے کہا۔

فَصُیِّرُوْا مِثْلَ کَعَصْفٍ مَّاْکُوْلْ

انہیں ان بے ڈنٹھل پتوں کی طرح کر دیا گیا کہ (ان میں کے بھٹے اور دانے) کھا لئے گئے ہوں۔

ابن ہشام[3] نے کہا کہ اس بیت کی نحو (کے بارے) میں ایک (خاص) تفسیر[4] ہے۔ اور ایلاف قریش کے معنی ان کی اس الفت کے ہیں جو انہیں شام کی جانب تجارت کے لئے نکلنے سے تھی ان کے دو سفر ہوا کرتے تھے۔ ایک سفر سرما میں اور ایک گرما میں۔

ابن ہشام[5] نے ہمیں خبر دی کہ ابوزید انصاری نے کہا کہ عرب الفت الشیء الفا اور آلفتہ ایلافا ایک ہی معنی میں استعمال کرتے ہیں ذوالرمہ کا شعر کسی نے مجھے سنایا ہے۔

---

[1] خط کشیدہ الفاظ نسخۂ (الف) میں نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)

[2] (الف) حدود (ب) جذور (ج د) جدور تینوں نسخوں کے الفاظ سے مناسب معانی حاصل ہوتے ہیں لیکن مجھے آخری نسخہ مرجح معلوم ہوا۔ جدور کے معنی نشیبی زمین کے ہیں۔ جذور کے معنی جڑوں کے ہیں۔ و رحدور کے معنی منڈیروں کے ہیں۔ (احمد محمودی)

[3] خط کشیدہ الفاظ نسخۂ (الف) میں نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)

[4] اس تفسیر سے مصنف کی مراد کاف تشبیہ سے متعلق بحث معلوم ہوتی ہے جو علم نحو میں ہے کہ کاف تشبیہ ایک مستقل اسم ہے یا حرف ہے جو تشبیہ کی تاکید کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔ (احمد محمودی)۔

[5] خط کشیدہ الفاظ نسخۂ (الف) میں نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)

مِنَ الْمُؤْلِفَاتِ الرَّمْلَ اَدْمَاءَ حُرَّةٌ   شُعَاعُ الضَّحٰى فِيْ لَوْنِهَا يَتَوَضَّحُ

(وہ عورت ان) شریف گندمی رنگ بے شوہر عورتوں میں سے ہے جن سے عشق (ومحبت) کی جاتی ہے (کیونکہ وہ ایسی خوبصورت ہے کہ) اس کے رنگ میں چاشت کے وقت کی روشنی چمکتی ہے۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے میں کی ہے۔ اور مطرود بن کعب الخزاعی نے کہا ہے:

اَلْمُنْعِمِيْنَ اِذَا النُّجُوْمُ تَغَيَّرَتْ   وَالظَّاعِنِيْنَ لِرِحْلَةِ الْاِيْلَافِ

وہ ناز ونعمت میں بسر کرنے والے جو ستاروں کے متغیر ہونے تک خواب راحت میں رہتے ہیں اور وہ سفر کرنے والے (جو صرف) شوقیہ سفر کیا کرتے ہیں۔

یہ بیت اس کے ان ابیات میں سے ہے جن کو ہم ان شاء اللہ تعالیٰ اس کے موقع پر ذکر کریں گے۔ اور ''ایلاف'' اس الفت کو بھی کہتے ہیں جو انسان کو (پالتو جانوروں) اونٹ بلی اور بکری وغیرہ سے ہوتی ہے۔ (ایسے موقع پر بھی) ''آلف ایلاف'' کہا جاتا ہے۔ کمیت بن زید نے جو بنی اسد بن خزیمۃ بن مدرکۃ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد میں کا ایک شخص ہے کہا ہے۔

بِعَامٍ يَقُوْلُ لَهٗ الْمُؤْلِفُوْ   نَ هٰذَا لَمُعِيْمٌ لَنَا الْمُرْجِلُ

ایسی قحط سالی میں جس کے متعلق اونٹوں سے محبت رکھنے والے بھی کہتے تھے کہ یہ نادیدہ بنادینے والا سال ہمیں پیادہ پا بھی کر چھوڑے گا۔[1]

یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے اور ایلاف کے معنی افراد قوم کے آپس میں متحد ہو جانے کے بھی ہیں ''الفا القوم ایلافا'' بھی کہا جاتا ہے کمیت بن زید نے یہ بھی کہا ہے۔

وَ آلِ مُزَيْقِيَاءَ غَدَاةَ لَاقَوْا   بَنِيْ سَعْدِ بْنِ ضَبَّةَ مُؤْلِفِيْنَا

اور (کیا تم نے) مزیقیا والوں کو (نہیں دیکھا کہ ان کی کیا حالت ہوگئی تھی) جس روز وہ متحد ہو کر بنی سعد بن ضبۃ کے مقابلے میں آئے تھے۔

یہ بیت بھی اس کے ایک قصیدے کی ہے۔ اور ایلاف کے معنی ایک چیز کا دوسری چیز سے ایسا ملا[2] دیا جانا

---

[1] یعنی بڑے شوق واہتمام سے اونٹوں کے پالنے والوں کو بھی قحط سالی اور اونٹنیوں کو چارہ نہ ہونے کے سبب دودھ میسر نہ آتا تھا۔ اور خطرہ تھا کہ جو دبے پتلے اونٹ اس وقت سواری کا کام دے رہے ہیں مر جائیں گے اور ان سے یہ کام بھی نہ لیا جا سکے گا اور پیادہ پا پھرنے کی نوبت آئے گی۔ (احمد محمودی)

[2] نسخہ ہائے (ب ج د) میں ان یوالف الشی الی الشی ہے اور ایسا ہونا بھی چاہئے لیکن نسخہ (الف) میں ان تولف الشی فی الشی لکھا ہے تولف کا فعل جو مونث لایا گیا ہے یہ بھی غلط معلوم ہوتا ہے اور اس فعل کا صدفی سے استعمال کرنا بھی کچھ ٹھیک نہیں معلوم ہوتا۔ (احمد محمودی)

بھی ہیں کہ وہ اس سے چسپاں ہو جائے اور چھوٹ نہ سکے ایسے موقع پر ''آلفة ایاہ ایلافا'' کہا جاتا ہے نیز ایلاف کے معنی ایسی محبت کے بھی ہیں جو (اصلی وحقیقی) محبت کے درجے سے گھٹی ہوئی ہو ایسے موقع پر بھی ''آلفة ایلافا'' کہا جاتا ہے یعنی مجھے اس سے یوں ہی سی دل بستگی ہوگئی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر نے عبدالرحمٰن بن[1] سعد بن زرارہ کی بیٹی عمرہ سے اور انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت[2] کی کہ آپ نے فرمایا میں نے اس ہاتھی کے متعلقہ افسر اور اس کے مہاوت دونوں کو اندھا اپاہج (معذور حالت میں) مکے میں لوگوں[3] سے کھانا مانگتے دیکھا ہے۔

ہاتھی کے متعلق جو اشعار کہے گئے

ابن اسحاق نے کہا پھر جب اللہ تعالیٰ نے حبشیوں کو (بے نیل مرام) مکے سے لوٹا دیا اور ان کو اس کے سبب بطور سزا بڑی بڑی مصیبتیں پہنچیں تو عرب قریش کی عظمت کرنے لگے اور انہوں نے کہا کہ یہ لوگ اللہ والے ہیں اللہ نے ان کی جانب سے جنگ کی اور ان کے دشمن کے سروسامان کے مقابلے میں انہیں کافی ہوگیا تو انہوں نے اس کے متعلق بہت سے اشعار کہے جن میں وہ اس برتاؤ کا ذکر کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے حبشیوں کے ساتھ کیا اور قریش سے ان کی مخالفانہ کاروائیاں دور کیں۔ عبداللہ بن الزبعری بن عدی بن قیس بن[4] عدی بن سعید بن سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر نے کہا ہے۔

تَنَكَّلُوْا عَنْ بَطْنِ مَكَّةَ اِنَّهَا   كَانَتْ قَدِيْمًا لَا يُرَامُ حرِيمُهَا

(دشمنان بیت اللہ) وادی مکہ سے عبرتناک سزا کے ساتھ بھگا دیے گئے بے شبہ قدیم (ہی) سے اس کا یہ حال رہا ہے کہ (بری نیت سے) اس کے حرم کا کوئی ارادہ نہیں کرسکتا۔

لَمْ تَخْلِقِ الشِّعْرٰى لَيَالِيَ حُرِّمَتْ   اِذْلَا عَزِيْزَ مِنَ الْاَنَامِ يَرُوْمُهَا

---

[1] نسخہ ہائے (ب ج د) میں سعد بن زرارہ ہے اور نسخہ (الف) میں اسعد بن زرارہ ہے جو غلط معلوم ہوتا ہے۔

[2] نسخہ (الف) میں نہیں ہے۔

[3] الناس کا لفظ نسخہ (الف) میں نہیں ہے۔

[4] نسخہ (الف) میں عدی بن سعد بن سعید بن سہم لکھا ہے اور (ب) میں عدی بن سعد بن سہم ہے اور (ج د) میں عدی بن سعید بن سہم ہے۔ (احمد محمودی)

جن دنوں اس کو حرم محترم بنایا گیا اس وقت شعریٰ[1] (بھی معبودانہ حیثیت میں پیدا نہ ہوا تھا جب کہ مخلوق میں سے کوئی قوی سے قوی بھی اس کی طرف مخالفت سے آنکھ اٹھا کر نہ دیکھ سکتا تھا۔

سَائِلْ اَمِیْرَ الْجَیْشِ عَنْهَا مَارَاٰی　　وَلَسَوْفَ یُنْبِی الجَاهِلِیْنَ عَلِیْمُهَا

فوج کے سردار (ابرہہ) سے اس کے متعلق دریافت کر کہ اس نے دیکھا ناواقفوں کو واقف کار بتلا دے گا۔

سِتُّوْنَ اَلْفًالَمْ یؤُبُوا اَرْضَهُمْ　　بَلْ لَمْ[2] یَعِشْ بَعْدَ الْاِیَابِ سَقِیْمُهَا

کہ ساٹھ ہزار (افراد جو بیت اللہ کے گرانے کے ارادے سے نکلے تھے) اپنے وطن کی سرزمین یعنی یمن کو واپس نہ ہو سکے بلکہ ان میں کا بیمار (ابرہہ لوٹا بھی) تو لوٹنے کے بعد زندہ نہ رہا (بلکہ سخت تکلیفیں اٹھا کر مر گیا۔

وَاَنْتَ بِهَا عَادٌ وَجُرْهُمْ قَبْلَهُمْ　　وَاللّٰهُ مِنْ فَوْقِ الْعِبَادِ یُقِیْمُهَا

وہاں ان سے پہلے عاد و جرہم بھی تو رہا کرتے تھے (یعنی انہیں بھی تو جرأت نہ ہوئی کہ کعبۃ اللہ کو نظر بد سے دیکھتے۔ کیوں اس لئے کہ) اللہ تعالیٰ تمام بندوں کے اوپر (عرش اعظم پر) سے اس کی دیکھ بھال کرتا رہتا ہے۔

ابن[3] اسحٰق نے کہا کہ ابن الزبعریٰ نے جس بیمار کا ذکر کیا ہے کہ لوٹنے کے بعد زندہ نہ رہا اس سے اس کی مراد ابرہہ ہے کہ (لوگ) جب اسے اس آفت کے بعد جو اس پر آئی تھی اٹھا لے گئے تو وہ صنعاء میں مر گیا۔ اور ابوقیس بن الاسلت الانصاری الخطمی نے جس کا نام صیفی تھا یہ اشعار کہے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابوقیس صیفی بن الاسلت بن جشم بن وائل بن زید بن قیس بن عامر بن مرۃ بن مالک بن الاوس۔

وَمِنْ صُنْعِهِ یَوْمَ فِیْلِ الْحُبُو　　ش اِذْ کُلَّمَا بَعَثُوْهُ رَزَمْ

اس (خدائے قادر) کی کارسازیوں میں سے ایک کارسازی کا نمونہ حبشیوں کے ہاتھی سے حملہ

---

[1] شعریٰ ایک تارے کا نام ہے جو برج جوزا کے ساتھ طلوع ہوتا ہے اور تمام تاروں میں سب سے بڑا نظر آتا ہے عرب میں ایک گروہ اس کی پرستش کرتا تھا۔ (احمد محمودی)۔

[2] نسخہ ہائے (ب ج د) میں بل لم ہے اور نسخہ (الف) میں ولم ہے پہلا وزن و معنی دونوں کے لحاظ سے بہتر ہے۔ (احمد محمودی)

[3] نسخہ (الف) میں خط کشیدہ الفاظ نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)

آوری کے روز نمایاں ہوا کہ جتنا ہاتھی کو اقسام کی تدابیر سے اٹھاتے وہ جم جم کر بیٹھتا جاتا تھا۔

مَحَاجِنُهُمْ تَحْتَ اَقْرَابِهِ وَقَدْ شَرَمُوا اَنْفَهُ فَانْخَرَمَ

ان حبشیوں کی ٹیڑھی لکڑیاں (یا چوگان) اس ہاتھی کے پیٹ کے نیچے لگا دی گئی تھیں (کہ وہ اٹھے) اورانہوں نے اس کی ناک یعنی سونڈ کو چیر ڈالا حتیٰ کے وہ ناک کٹا ہو گیا۔

وَقَدْ جَعَلُوْا سَوْطَهُ مِغْوَلاً اِذَا يَمَّمُوْهُ قَفَاهُ كُلِمْ

اوراس کے آنکس کو نوکدار بنایا گیا اور جب انہوں نے اس کی گدی کا قصد کیا (اور گدی میں آنکس مارا) تو زخمی کر ڈالا۔

فَوَلّٰی وَاَدْبَرَ اَدْرَاجَهُ وَقَدْ بَاءَ بِالظُّلْمِ[1] مَنْ كَانَ ثَمْ

آخر اس ہاتھی نے پیٹھ پھیر دی اور جس راستے آیا تھا پلٹ کر اسی طرف چلا اور جو شخص وہاں رہ گیا وہ قبل از وقت تباہی کا سزاوار ہو گیا۔

فَاَرْسَلَ مِنْ فَوْقِهِمْ حَاصِبًا فَلَفَّهُمْ مِثْلَ لَفِّ الْقُزُمْ

پھراس خدائے قادر نے اس پر پتھر کی بارش برسائی تو اس بارش نے ان کو اس طرح لپیٹ لیا جس طرح ذلیل حقیر بے قدر چیزوں کو سمیٹ کر لپیٹ لیا جاتا ہے۔

تَحُضُّ عَلَى الصَّبْرِ اَحْبَارُهُمْ وَقَدْ ثَاجُوا كَثُوَاجِ الْغَنَمْ

علماء نصاریٰ (یا پادری) انہیں صبر کے لئے ابھار رہے ہیں اور وہ ہیں کہ بکریوں کی طرح ممیا رہے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ ابیات اس کے ایک قصیدے کے ہیں لیکن اسی قصیدے کی نسبت (بعض روایات میں) امیہ بن ابی الصلت کی طرف بھی گئی ہے ابوقیس ابن الاسلت نے یہ بھی کہا ہے۔

فَقُوْمُوْا فَصَلُّوْا رَبَّكُمْ وَتَمَسَّحُوْا بِاَرْكَانِ هٰذَا الْبَيْتِ بَيْنَ الْاَخَاشِبِ

پس اٹھو اور اپنے پروردگار کی عبادت کرو اور اس سخت پہاڑوں کے درمیان والے گھر کے کونوں پر (برکات حاصل کرنے کے لئے) ہاتھ پھیرو۔

فَعِنْدَ كُمْ مِنْهُ بَلَاءٌ مُصَدَّقٌ[2] غَدَاةَ اَبِيْ يَكْسُوْمَ هَادِي الْكَتَائِبِ

---

[1] ظلم البعير نحره من غير داء ولا علة و كل ما اعجلته عن اوانه فقد ظلمته۔ (قطر المحیط)

[2] نسخہ (الف) میں یہاں ایک واو زیادہ ہے جو مخل وزن ومعنی ہے۔ بلاء ومصدق ہے۔ (احمد محمودی)۔

کیونکہ (حبشی فوج کے) بڑے بڑے دستوں کے سردار ابی یکسوم یعنی ابرہہ کے (حملے کے) روز اس (بیت اللہ) کی وجہ سے (تم کو) وہ بڑی نعمت (دشمن پر فتح مندی) نصیب ہوئی جو تمہارے پاس مسلّم ہے۔

كَتِيبَتُهُ بِالسَّهْلِ تَمْشِي وَرِجْلُهُ عَلَى الْقَاذِفَاتِ فِي رُءُوسِ الْمَنَاقِبِ

اس کا سوار دستہ میدانی نرم زمین میں چلا جا رہا ہے اور اس کی پیادہ فوج پہاڑی راستوں کے سروں پر پتھر پھینکنے والے آلات لئے (کام کر رہی) ہے۔

فَلَمَّا اَتَاكُمْ نَصْرُ ذِي الْعَرْشِ رَدَّهُمْ جُنُودُ الْمَلِيكِ بَيْنَ سَافٍ وَحَاصِبِ

پھر جب تمہارے پاس عرش والے کی امداد پہنچ گئی تو (اس) حکومت والے کے لشکر (خاص قسم کے پرندوں) نے انہیں مٹی اور پتھروں سے مار مار کر پسپا کر دیا۔

فَوَلَّوْا سِرَاعًا هَارِبِينَ وَلَمْ يَؤُبْ اِلَى اَهْلِهِ مِلْحِبش[1] غَيْرَ عَصَائِبِ

اور وہ تیزی سے پیٹھ پھیر کر بھاگے اور حبشیوں کے لشکر کا کوئی دستہ اپنے اہل و عیال کی جانب تتر بتر ہوئے بغیر واپس نہیں ہوا۔

ابن ہشام نے کہا "علی القاذفات فی رؤس المناقب" ابوزید انصاری نے مجھے سنایا ہے اور یہ ابیات ابوقیس کے ایک قصیدے کی ہیں۔ ان شاء اللہ قریب میں ہم اس کے مقام پر اس قصیدے کا ذکر کریں گے۔ اور اس کے الفاظ "غداۃ ابی یکسوم" سے مراد ابرہہ ہے جس کی کنیت ابی یکسوم تھی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ طالب بن ابی طالب بن عبدالمطلب نے کہا ہے۔

اَلَمْ تَعْلَمُوْا مَا كَانَ فِي حَرْبِ دَاحِسٍ وَجَيْشِ اَبِي يَكْسُوْمَ اِذْ مَلَاُوا الشِّعْبَا

کیا تمہیں خبر نہیں کہ جنگ داحس اور لشکر ابی یکسوم یعنی ابرہہ کا کیا نتیجہ ہوا جب کہ انہوں نے (تمام) گھاٹیاں (بے شمار سپاہ سے) بھر دی تھیں۔

فَلَوْلَا دِفَاعُ اللّٰهِ لَا شَيْءَ غَيْرُهُ لَاَصْبَحْتُمْ لَا تَمْنَعُوْنَ لَكُمْ سِرْبَا

پس اگر اللہ (تعالیٰ) کی حمایت ہوتی۔ (اور حقیقت تو یہ ہے کہ) اس کے سوا کوئی چیز ہے ہی نہیں۔ تو تم لوگ اپنے مویشی کے گلوں یا اپنی عورتوں کی کچھ حفاظت نہ کر سکتے۔

---

[1] نسخۂ (الف) میں ملحبش ہے اور (ب ج د) میں ملجش ہے یہ اصل میں من الحبش اور من الجش ہے۔ دونوں صورتوں سے معنی نکل سکتے ہیں لیکن صورت دوم بہتر ہے۔ (احمد محمودی)۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ دونوں بیتیں اس کے ایک قصیدے کی ہیں جو جنگ بدر کے متعلق ہے ان شاء اللہ اس کا تذکرہ اس کے موقع پر ہوگا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ابوالصلت بن ابی ربیعہ الثقفی نے ہاتھی اور دین حنیفیہ ابراہیمیہ[1] علیہ السلام کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض روایات میں اس کی نسبت امیہ بن ابی الصلت بن ربیعۃ الثقفی کی طرف کی گئی ہے۔

اِنَّ آيَاتِ[2] رَبِّنَا ثَاقِبَاتٌ لَا يُمَارِيْ فِيْهِنَّ اِلَّا الْكَفُوْرُ

بے شبہ ہمارے پروردگار کی نشانیاں (روز روشن کی طرح) چمک رہی ہیں جن کے بارے میں کسی سخت منکر کے سوا کسی کو اعتراض اور اختلاف کی مجال نہیں۔

خَلَقَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ فَكُلٌّ مُسْتَبِيْنٌ حِسَابُهُ مَقْدُوْرُ

اس نے رات اور دن پیدا کئے پس ان میں کے ہر ایک دن اور ہر ایک رات کا حساب مقرر و معین ہے اور یہ بات بالکل ظاہر ہے۔

ثُمَّ يَجْلُو النَّهَارَ رَبٌّ رَحِيْمٌ[3] بِمَهَاةٍ شُعَاعُهَا مَنْشُوْرُ

پھر وہ مہربان پروردگار روزانہ شفاف و منور آفتاب کے ذریعہ جس کی کرنیں پھیلی ہوئی ہیں دن کو جلوہ گاہ ظہور پر لاتا ہے۔

حَبَسَ الْفِيْلَ بِالْمُغَمَّسِ حَتّٰى ظَلَّ يَحْبُوْ كَاَنَّهُ مَعْقُوْرُ

اسی نے مقام مغمس میں ہاتھی کو روک دیا حتی کہ وہ رینگنے لگا اس کی حالت یہ ہوگئی گویا اس کے پاؤں کٹے ہوئے ہیں۔

لَازِمًا حَلْقَةَ الْجِرَانِ كَمَا قُطِّـ ـرَ مِنْ صَخْرِ كَبْكَبٍ مَحْدُوْرُ

گردن کے حلقے کو (زمین سے اس طرح) لگا دیا گویا اس کو کوہ عرفات کی ڈھلوان چٹان کبکب پر سے گرا دیا گیا ہے۔

حَوْلَهُ مِنْ مُلُوْكِ كِنْدَةَ اَبْطَا لٌ مَلَاوِيْثُ فِي الْحُرُوْبِ صُقُوْر

اس کے اطراف شاہان کندہ میں کے بڑے بڑے بہادر (جن کو) جنگ کے شہباز (کہنا

---

[1] نسخہ (الف) میں نہیں ہے۔

[2] نسخہ (الف) میں ثاقبات کے بجائے باقیات اور (ب ج د) میں ثاقبات ہے جو زیادہ مناسب ہے۔ (احمد محمودی)

[3] نسخہ (الف) میں کریم ہے اور (ب ج د) میں رحیم۔

سزاوار ہے موجود تھے لیکن)۔

خَلَّفُوْهُ ثُمَّ ابْذَعَرُّوْا جَمِيْعًا كُلُّهُمْ عَظْمُ سَاقِهٖ مَكْسُوْرُ

انہوں نے اس کو (اس کے حال پر) چھوڑ دیا اور سب کے سب ڈر کر (گرتے پڑتے ایسے) بھاگے کہ ان میں کے ہر ایک کی ٹانگ کی ہڈی ٹوٹی ہوئی تھی۔ (یعنی تمام وہ اشخاص جو بچ نکلے لنگڑے ہوگئے تھے)۔

كُلُّ دِيْنٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَا لِ اللّٰهُ اِلَّا دِيْنَ الْحَنِيْفَةِ[1] بُوْرُ

قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے پاس دین حنیفہ (ابراہیمیہ توحید خالص کے سوائے ہر ایک دین ناکارہ ہوگا۔

ابن ہشام نے کہا کہ فرزوق نے جس کا نام ہمام بن غالب تھا اور جو بنی مجاشع بن دارم بن مالک بن زید مناۃ بن تمیم میں کا ایک شخص تھا سلیمان ابن عبدالملک بن مروان کی ستایش اور حجاج بن یوسف کی ہجو اور حبشیوں اور ہاتھیوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے۔

فَلَمَّا طَغَى الْحَجَّاجُ حِيْنَ طَغٰى بِهٖ غِنًى[2] قَالَ اِنِّيْ مُرْتَقٍ فِي السَّلَالِمِ

پھر جب حجاج نے سرکشی کی (ہاں) جب اس نے اس حرم محترم میں مال و دولت کی وجہ سے سرکشی کی اور کہا کہ میں (اسی طرح ترقیات کے) زینوں پر بلند ہوتا چلا جاؤں گا۔

فَكَانَ كَمَا قَالَ ابْنُ نُوْحٍ سَاَرْتَقِيْ اِلٰى جَبَلٍ مِنْ خَشْيَةِ الْمَاءِ عَاصِمِ

تو اس کی حالت نوح علیہ السلام کے بیٹے کی سی ہوگئی جس نے کہا تھا میں کسی ایسے پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا جو پانی کے خطرے (اور طوفان) سے بچائے گا۔

رَمَى اللّٰهُ فِيْ جُثْمَانِهٖ مِثْلَ مَارَمٰى عَنِ الْقِبْلَةِ الْبَيْضَاءِ ذَاتِ الْمَحَارِمِ

اللہ تعالیٰ نے اس کے جسم پر اسی طرح آفت ڈالی جس طرح بزرگیوں والے روشن قبلے سے (دشمنوں کو ہٹانے کے لئے اس کے دشمنوں پر) آفت ڈالی تھی۔

---

[1] نسخۂ (الف) میں زور ہے یعنی جھوٹا اور (ب ج د) میں بدر ہے جس کے معنی کاسدہ ناکارہ ہیں بعد الذکر قابل ترجیح معلوم ہوتا ہے۔ (احمد محمودی)۔

[2] نسخہ ہائے (الف ب) میں غناو غنی ہے اور (ج د) میں ضا عین مہملہ سے ہے دوسرے نسخہ کے لحاظ سے معنی میں دوراز کار تاویلوں کی ضرورت ہے۔ (احمد محمودی)

جُنُودًا تَسُوقُ الْفِيلَ حَتّٰى اَعَادَهُمْ هَبَاءً وَّكَانُوْا مُطْرِ خِمِيِّ الطَّرَاخِمِ

اللہ تعالیٰ نے اس لشکر کو تباہ و برباد کر ڈالا جو (بڑی شان و شوکت سے) ہاتھی لئے آرہا تھا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو گرد کے ذروں کی طرح پریشان کر ڈالا اور وہ غرور و غصے میں بھرے ہوئے تھے۔

نُصِرْتَ كَنَصْرِ الْبَيْتِ اِذًا سَاقَ فِيلَهٗ اِلَيْهِ عَظِيْمُ الْمُشْرِكِيْنَ الْاَعَاجِمِ

(اے سلیمان بن عبد الملک) تجھ کو (اللہ کی جناب سے ایسی) امداد دی گئی جس طرح بیت اللہ کو امداد دی گئی تھی جب کہ عجمی مشرکوں کا بڑا افسر اپنا ہاتھی لئے ہوئے اس کی جانب بڑھا۔

یہ ابیات اس کے ایک قصیدے کی ہیں۔

ابن ہشام نے کہا عبد اللہ بن قیس الرقیات نے جو بنی عامر بن لوی بن غالب میں کا ایک شخص تھا ابرہۃ الاشرم اور ہاتھی کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے۔

كَادَهُ الْاَشْرَمُ الَّذِيْ جَاءَ بِالْفِيلِ فَوَلّٰى وَجَيْشُهٗ مَهْزُوْمُ

اشرم نے جو ہاتھی کے ساتھ آیا تھا اس بیت اللہ کے خلاف چالبازی کی تو وہ اس طرح لوٹا کہ اس کا لشکر شکست خوردہ تھا۔

وَاسْتَهَلَّتْ عَلَيْهِمُ الطَّيْرُ بِالْجَنْدَلِ حتى كانه مرجوم

اور پرندان (لشکریوں) پر مقام جندل میں بڑی سختی اور شور و غوغا کے ساتھ برس پڑے۔ یہاں تک کہ وہ لشکر ایسا ہو گیا گویا کسی[1] نے اس کو سنگسار کر ڈالا ہے۔

ذَاكَ مَنْ يَغْزُهُ مِنَ النَّاسِ يَرْجِعْ وَهُوَ فَلٌّ مِنَ الْجُيُوْشِ ذَمِيْمُ

وہ (کعبۃ اللہ ایسا مقام ہے کہ) لوگوں میں سے جو اس کی جانب مخالفانہ ارادے سے جاتا ہے۔ وہ شکست کھا کر اور بدنام و ذلیل و خوار ہو کر لوٹتا ہے۔

یہ ابیات اس کے ایک قصیدے کی ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب ابرہہ ہلاک ہو گیا تو اس کا بیٹا یکسوم بن ابرہہ حبشیوں کا بادشاہ ہوا۔ اور ابرہہ اپنے اسی بیٹے کے نام سے ابی یکسوم مشہور تھا پھر یکسوم بن ابرہہ بھی ہلاک ہوا تو اس کا بھائی مسروق بن ابرہہ یمن میں حبشیوں کا بادشاہ ہوا۔

---

[1] گویا کا لفظ یہاں اس لئے استعمال کیا گیا ہے کہ حقیقت میں رجم کا لفظ عقلمندوں کے "سنگسار کرنے" کے لئے وضع کیا گیا جس میں قصد و ارادے کی بھی شرط ہے کسی نے کہا ہے۔ انما الرجم بالاكف ونحوها شبه بالمرجوم الذى يرجمه الآدميون اومن يعقل ويتعمد الرجم من عدو ونحوه۔

سیف بن ذی یزن کا ظہور اور وہرز کی یمن پر حکومت

پھر جب یمن والوں پر بلاؤں (کا زمانہ) دراز ہو گیا (یعنی ظالم حاکموں کے ہاتھوں ہر وقت آفات میں مبتلا رہنے لگے) تو سیف بن ذی یزن حمیری جس کی کنیت ابو مرۃ تھی یمن سے باہر چلا گیا۔ اور قیصر روم کے پاس (اپنی قوم کی جانب سے) اس (ظلم تعدی) کی شکایت کی جس میں وہ لوگ مبتلا تھے اور اس سے استدعا کی کہ انہیں اس (ظلم و تعدی) سے بچائے اور وہ خود ان پر حکومت کرے اور رومیوں میں سے جنہیں چاہے ان پر حاکم بنا کر بھیجے کہ وہ اس کی جانب سے شاہ یمن ہو۔ لیکن اس نے اس کی شکایت رفع نہیں کی تو وہ وہاں سے نکلا اور نعمان بن منذر کے پاس آیا جو حیرہ اور اس کی متصلہ اراضی عراق پر کسریٰ کی جانب سے حاکم تھا۔ اور اس سے حبشیوں کی حکومت (اور ان کے مظالم) کی شکایت کی۔ نعمان نے اس سے کہا کسریٰ کے دربار میں میری سالانہ باریابی ہوتی ہے چند روز ٹھہر جا کہ وہ زمانہ آ جائے۔ وہ چند روز وہیں ٹھہر گیا پھر جب وہ زمانہ آیا تو اس کو لے کر کسریٰ کے پاس پہنچا۔ اور کسریٰ (دربار کے وقت)۔ اپنے اس ایوان[1] (خاص یا تخت گاہ) میں بیٹھا کرتا تھا جس میں اس کا تاج (لٹکا ہوا) تھا اور اس کا تاج[2] لوگوں کے خیال کے موافق ایک بڑے قنقل[3] کا سا تھا۔ جس میں یاقوت زمرد اور موتی سونے چاندی میں جڑے ہوئے تھے اور وہ ایک سونے کی زنجیر سے اس محراب کی چھت میں لٹکا ہوا رہتا تھا جہاں اس کے بیٹھنے کا مقام تھا اور اس کی گردن اس کے اس تاج کو اٹھا نہ سکتی تھی اس مقام پر پردے ڈال دیئے جاتے اور جب وہ اپنے مقام پر بیٹھ جاتا اور اپنا سر اپنے تاج میں رکھ لیتا اور خوب مطمئن ہو جاتا تو پردے اٹھا دیے جاتے۔ اور ہر وہ شخص جس نے اس سے پہلے اس کو نہ دیکھا ہو اس کو اس حالت میں دیکھتا (اس پر رعب طاری ہو جاتا اور) اس کی ہیبت سے گھٹنوں کے بل بیٹھ جاتا سیف بن یزن بھی جب اس کے پاس آیا (مرعوب و مدہوش ہو گیا اور) گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا۔

ابن ہشام نے کہا مجھ سے ابو عبیدہ نے بیان کیا کہ جب سیف اس کے پاس آیا تو اپنا سر جھکا دیا۔ بادشاہ نے کہا کہ یہ احمق میرے پاس اس (قدر) لمبے (چوڑے) دروازے سے آ رہا ہے پھر (بھی) اپنا

---

[1] اصل میں ''ایوان'' ہے جس کے معنی بڑے چبوترے کے ہیں۔ (احمد محمودی)۔

[2] نسخۂ (الف) میں دکان تاجہ کے الفاظ نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)

[3] سہیلی نے ہروی کی کتاب غریبین سے نقل کی ہے کہ ''قنقل'' ۳۳ من کی گنجائش کا ایک پیمانہ ہے اور لکھا ہے کہ ہروی نے من کی کوئی تصریح نہیں کی میرے خیال میں دو رطل کا ہوگا'' اس طرح قنقل تقریباً تینتیس سیر کا ہوا منتہی الارب میں لکھا ہے قنقل کجعفر پیمانہ بزرگ و نام تاج کسریٰ۔ (احمد محمودی)

سر جھکائے ہوئے آتا ہے!!!! اور جب یہ بات اس سے کہی گئی تو اس نے کہا کہ میں نے صرف اپنے غم والم کی وجہ سے ایسا کیا کیونکہ میرا یہ غم اتنا زیادہ ہے کہ اس کی سمائی کے لئے ہر چیز تنگ ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا پھر سیف نے اس سے کہا اے بادشاہ (جہاں پناہ)! غیر ملکیوں نے ہم پر اور ہمارے ممالک پر غلبہ حاصل کر لیا ہے۔ کسریٰ نے اس سے پوچھا کون غیر ملکی حبشی یا سندی؟ اس نے کہا (سندی) نہیں بلکہ حبشی۔ اور اسی لئے میں آپ کے پاس آیا ہوں کہ آپ میری مدد فرمائیں اور میرے ممالک پر آپ ہی کی حکومت ہو اس نے کہا تیرے ممالک میں فائدہ کم ہونے کے باوجود وہ دور بھی ہیں میں ایسا شخص نہیں ہوں کہ فارس سے سرزمین عرب پر (لشکرکشی کر کے خواہ مخواہ) لشکر کو ہلاکت میں ڈالوں جس کی مجھے کچھ ضرورت بھی نہیں۔ پھر اس نے اسے پورے دس ہزار درم انعام دیئے۔ اور بہترین خلعت پہنائی پھر جب سیف نے اس سے وہ خلعت ودراہم حاصل کر لئے اور وہاں سے نکلا تو وہ سکے لوگوں کی طرف پھینکتا ہوا نکلا یہ خبر بادشاہ کو پہنچی تو اس نے کہا یہ تو بڑی شان وشوکت والا معلوم ہوتا ہے اور اس کو پھر بلوا بھیجا اور کہا بادشاہ کا عطیہ کیا تو نے اسی مقصد سے لیا تھا کہ اسے لوگوں کو بانٹ دے اس نے کہا اس کو لے کر میں اور کیا کرتا کیونکہ میں جس سرزمین سے آ رہا ہوں وہاں کے پہاڑ خود سونا چاندی ہیں وہاں اس کی جانب کوئی رغبت بھی کرتا ہے؟ آخر کسریٰ (کے دل میں بھی لالچ پیدا ہو گیا اس) نے اپنے مرزبانوں[1] کو جمع کیا۔ اور ان سے کہا اس شخص اور جس غرض سے وہ آیا ہے (اس کے متعلق) تمہاری کیا رائے ہے۔ ان میں سے کسی نے کہا بادشاہ (جہاں پناہ) آپ کے مجلس میں بہت سے لوگ ہیں جن کو آپ نے قتل کرنے کے لئے قید کر رکھا ہے۔ اگر آپ انہیں اس کے ساتھ روانہ کر دیں (تو بہت ہی بہتر ہو) کیونکہ اگر وہ ہلاک ہو گئے تو وہی ہو گا جو آپ نے ان کے ساتھ (برتاؤ کا) ارادہ کیا ہے۔ اور اگر وہ فتح یاب ہو گئے تو وہ حکومت جسے آپ لینا چاہ رہے ہیں حاصل ہو جائے گی آخر کسریٰ نے ان لوگوں کو جو اس کے پاس مجلس میں قید تھے اس کے ساتھ بھیج دیا۔ اور وہ آٹھ سو آدمی تھی۔ انہیں میں[2] کے ایک شخص کو جس کا نام وہرز تھا ان پر حاکم بنا دیا وہ ان سب میں زیادہ عمر رسیدہ اور ان سب میں شرافت اور خاندان کے لحاظ سے بھی بہترین تھا اس کے بعد وہ لشکر آٹھ کشتیوں میں روانہ ہوا۔ ان میں سے دو کشتیاں تو ڈوب گئیں اور چھ کشتیاں ساحل عدن پر پہنچیں۔ اور سیف نے اپنی قوم میں سے بھی جتنوں کو ہو سکا وہرز کی فوج کے ساتھ شامل کر دیا اور کہا کہ میرے اور تیرے آدمی ایک ساتھ رہیں گے۔ حتیٰ کہ یا تو ہم سب کے سب مر جائیں یا سب کے سب فتح یاب ہو جائیں۔ وہرز نے

---

[1] روسائے سلطنت۔ [2] نسخہ (الف) میں رجلا منهم يقال له نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

اس سے کہا کہ یہ تو تو نے انصاف کی بات کہی آخر اس کے مقابلے کے لئے شاہ یمن مسروق بن ابرہہ نکلا اور اس کے مقابلے میں اپنا لشکر جمع کیا پھر وہرز نے اپنے بیٹے کو ان کے مقابلے کے لئے بھیجا کہ وہ اس سے جنگ کرے اور خود ان کی طرز جنگ دیکھے (کہ وہ کس طرح لڑتے ہیں)۔ جب وہرز کا بیٹا مارڈالا گیا تو اس کی وجہ سے اس کا جوش انتقام اور بڑھ گیا۔ جب لوگ ایک دوسرے کے مقابل جنگ کی صفوں میں کھڑے ہوئے تو وہرز نے کہا بادشاہ کون ہے مجھے بتادو لوگوں نے اس سے کہا کیا تمہیں کوئی ایسا شخص وہاں نظر آرہا ہے جو ہاتھی پر سوار اور تاج سر پر رکھے ہوئے ہے اور اس کے آنکھوں کے درمیان یاقوت سرخ ہے اس نے کہا ہاں (نظر آرہا ہے) انھوں نے کہا وہی ان کا بادشاہ ہے اس نے کہا (اچھا) تھوڑی دیر ٹھہر جاؤ (راوی نے) کہا وہ (سب کے سب اسی حالت میں) بہت دیر تک کھڑے رہے۔ پھر اس نے کہا اب وہ کس سواری پر ہے لوگوں نے کہا اس نے اب سواری بدل دی ہے اور اب گھوڑے پر سوار ہو گیا ہے۔ اس نے کہا اور تھوڑی دیر ٹھہر جاؤ پھر (سب کے سب اسی حالت میں) بہت دیر تک کھڑے رہے پھر اس نے پوچھا اب وہ کس سواری پر ہے انہوں نے کہا اس نے اب پھر سواری بدل دی اور اب وہ ایک مادہ خچر پر سوار ہو گیا ہے۔

وہرز نے کہا گدھی کی بیٹی پر؟ اب وہ ذلیل ہو گیا اور اس کا ملک بھی ذلیل ہو گیا اب میں اسے تیر سے ماروں گا اگر تم نے یہ دیکھا کہ اس کے ساتھیوں نے کوئی حرکت نہیں کی تو تم بھی اپنی جگہ تھمے رہو تا کہ میں خود تمہیں کوئی حکم دوں اور یہ سمجھ لو کہ میں نے تیراندازی میں اس شخص کے تیر مارنے میں غلطی کی اور اگر تم نے دیکھا کہ ان لوگوں نے حلقہ باندھ لیا اور اس کے اطراف جمع ہو گئے تو سمجھ لو کہ میں نے اس شخص کے ٹھیک تیر مارا لہٰذا تم بھی ان پر دھاوا بول دو۔ پھر اس نے کمان پر چلہ چڑھایا حالانکہ لوگوں کا خیال تھا کہ اس کمان پر اس کی سختی کے سبب اس کے سوا کوئی دوسرا چلہ نہ چڑھا سکتا تھا اور پھر اس نے اپنے بھوؤں پر پٹی باندھنے کا حکم دیا اور پٹی باندھ دی گئی تو اس نے تیر مارا اور ٹھیک اس یاقوت پر مارا جو اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان تھا تیر کا پھل اس کے سر میں دھنس گیا اور اس کی گدی میں سے نکل گیا۔ اور وہ اپنی سواری سے الٹ کر گر پڑا اور حبشیوں نے حلقہ باندھ لیا اور اس کے گرد جمع ہو گئے اور ادھر سے فارسیوں نے ان پر دھاوا بول دیا۔ آخر وہ شکست کھا گئے اور منتشر ہو کر ہر طرف بھاگے اور وہرز بڑھا کہ صنعا میں داخل ہو یہاں تک کہ جب اس کے دروازے پر آیا تو کہا کہ میرا جھنڈا ہرگز اوندھا ہو کر داخل ہو گیا دروازے کو گرا دو[1] (بفور حکم) وہ (دروازہ) گرادیا گیا اور وہ اپنے جھنڈے کو سیدھا رکھے ہوئے اس میں داخل ہوا۔

---

[1] نسخۂ (الف) میں اهدموا کی تحریف ہوگئی ہے اور اهدهوا لکھا گیا ہے جو غلط ہے۔ (احمد محمودی)

(اسی موقع پر) سیف بن ذی یزن نے کہا ہے۔

يَظُنُّ النَّاسُ بِالْمَلْكَيْنِ اَنَّهُمَا قَدِ الْتَامَا

لوگ دونوں بادشاہوں (سیف بن ذی یزن اور کسریٰ) کے متعلق خیال کرتے ہیں کہ وہ متفق ہو گئے ہیں۔

وَمَنْ يَسْمَعْ بِلَأْمِهِمَا فَاِنَّ الْخَطْبَ قَدْ فَقُمَا

اور جس نے ان کے اتحاد (واتفاق کی خبر) سن لی ہے اس کے پاس معاملہ بہت اہم ہو گیا ہے۔

قَتَلْنَا الْقَيْلَ مَسْرُوْقًا وَرَوَّيْنَا الْكَثِيْبَ دَمَا

ہم نے سردار (قوم) مسروق کو قتل کر ڈالا اور ٹیلوں کو خون سے سیراب کر دیا۔

وَاِنَّ الْقَيْلَ قَيْلَ النَّاسِ وَهْرِزَ مُقْسِمٌ قَسَمَا

اور سچ تو یہ ہے کہ سردار (کامل) (اور) تمام لوگوں کا سردار (تو) وہرز (ہی) ہے جو (ایسی ایسی) قسمیں کھانے والا ہے۔

يَذُوْقُ مُشَعْشَعًا حَتّٰى يُفِئَ السَّبْىَ وَالنَّعَمَا

کہ وہ شراب پیتا رہے گا یہاں تک کہ لونڈی غلام اور جانوروں کو گرفتار کر لے یا وہ پانی ملی ہوئی (ہلکی مخلوط) شراب نہ[1] پئے گا جب تک کہ وہ لونڈی غلام اور جانوروں کو گرفتار نہ کر لے۔

ابن ہشام نے کہا یہ شعر اسی کے اشعار میں کے ہیں مجھے خلاد بن قرۃ السدوسی نے اس کے آخر میں ایک بیت سنائی جو اعشی بن قیس بن ثعلبۃ کی' اور اس کے ایک قصیدے میں کی ہے اور خلاد کے علاوہ دوسرے علماء شعر نے ان اشعار کے متعلق سیف کے ہونے سے انکار کیا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ ایک روایت میں اس کی نسبت امیہ بن ابی الصلت کی جانب کی گئی ہے۔

لِيَطْلُبِ الْوِتْرَ اَمْثَالُ ابْنِ ذِىْ يَزَنٍ رَيَّمَ فِي[2] الْبَحْرِ لِلْاَعْدَاءِ اَحْوَالَا

سیف بن ذی یزن کے جیسے لوگوں ہی کو زیبا ہے کہ وہ (دشمن سے) انتقام کے طالب ہوں (جو) دشمنوں (سے انتقام لینے) کے لئے برسوں سمندر میں غائب رہیں (اور پھر اسباب و وسائل فراہم کر کے لوٹ آئیں)۔

---

[1] اس صورت میں لائے نفی محذوف ماننا پڑے گا۔ ائے لا یذوق حتیٰ یفئی۔ (احمد محمودی)

[2] رام مکانہ زال عنہ وریمت السحابۃ دامت ولم تقلع۔ (قطر المحیط)

يَمَّمَ قَيْصَرَ لَمَّاحَانَ رِحْلَتُهٗ فَلَمْ يَجِدْ عِنْدَهٗ بَعْضَ الَّذِیْ سَالًا

سیف نے قیصر کی طرف جانے کا اس وقت ارادہ کیا جب کہ اس کے سفر کا وقت آ گیا تھا اس لئے اس نے قیصر کے پاس اپنی مطلوبہ چیز کا ذرا حصہ بھی نہ پایا (یعنی دشمنوں سے انتقام لینے کے لئے وہاں کوئی امداد نہ ملی)۔

ثُمَّ انْتَحٰی[1] نَحْوَ كِسْرٰی بَعْدَ عَاشِرَةٍ مِنَ السِّنِيْنَ مُهِيْنُ النَّفْسَ وَالْمَالَا

پھر اس نے دس سال کے بعد کسریٰ کی جانب قصد کیا اور وہ اپنے نفس و مال کو (دشمنوں سے انتقام لینے کی خاطر) ذلیل (وخوار) کر رہا تھا۔ (یعنی خود بھی آفتیں اور ذلتیں برداشت کر رہا تھا اور مال بھی بے دریغ خرچ کر رہا تھا)۔

حَتّٰی اَتٰی بِبَنِی الْاَحْرَارِ يَحْمِلُهُمْ اِنَّكَ عَمْرِیْ لَقَدْ اَسْرَعْتَ قِلْقَالًا

یہاں تک کہ وہ شریفوں کی اولاد کے پاس آیا کہ انہیں دشمن سے انتقام لینے کے لئے ابھارے (اے سیف!) میری جان کی قسم!! تو نے بڑی تیز حرکت کی (یعنی بہت جلد اپنے دشمن سے انتقام لینے کے اسباب فراہم کر لئے۔

لِلّٰهِ دَرُّهم مِنْ عُصْبَةٍ خَرَجُوْا مَا اِنْ اَرٰی لَهُمْ فِی النَّاسِ اَمْثَالًا

اللہ اس جماعت پر برکتیں نازل فرمائے جو (انتقام کے لئے) نکلی میں تو ان کی نظیر لوگوں میں کسی کو نہیں پاتا۔

بِيْضًا مَرَازِبَةً غُلْبًا اَسَاوِرَةً اُسْدًا تُرَبِّبُ فِی الْغَيْضَاتِ اَشْبَالًا

(وہ) گورے گورے سردار' موٹی موٹی گردنوں والے قوی امیر لشکر (ایسے) شیر (ہیں) کہ جھاڑیوں میں شیر کے بچوں کی طرح پرورش پاتے ہیں۔ یا (اپنے بچوں کو) شیروں کے بچوں کی طرح پرورش کرتے ہیں۔

يَرْمُوْنَ عَنْ شُدُفٍ[2] كَاَنَّهَا[3] غُبُطٌ بِزَمْجَرٍ[4] يُعْجِلُ الْمَرْمِیَّ اِعْجَالًا

---

[1] (ب د ج) میں انتحٰی ہے جس کے معنی مڑا توجہ کی کے ہیں۔ (احمد محمودی)۔

[2] القسی الفارسی۔ [3] خشب الرحال۔

[4] (الف ب) زمخر با خاء معجمہ جس کے معنی سوکھی بانس کے ہیں یہاں اس سے مراد تیر کی لکڑی ہے (ج د) زمجر با جیم ہے جس کے معنی پتلے اور لمبے تیر کے ہیں۔ (احمد محمودی)

کجاوے کی لکڑیوں کی طرح (اونچی اونچی) فارس کی کمانوں سے وہ ایسے پتلے پتلے لمبے لمبے تیر چلا رہے تھے جو فوراً نشانے پر پہنچ جاتے ہیں۔

اَرْسَلْتَ اُسْدًا عَلٰی سُوْدِ الْکِلَابِ فَقَدْ　　اَضْحٰی شَرِیْدُ هُمْ فِی الْاَرْضِ فُلَّالَا

(اے سیف بن ذی یزن!) تو نے کلے کتوں (حبشیوں) پر شیروں کو چھوڑ دیا ہے ان سے جو بھاگ نکلا۔ وہ زمین میں ہر جگہ شکستہ حال (یا شکست خوردہ و پریشان) ہو گیا۔

فَاشْرَبْ هَنِیْئًا عَلَیْکَ التَّاجُ مُرْتَفِقًا[1]　　فِیْ رَاْسِ غُمْدَانَ دَارًا مِنْکَ مِحْلَالَا

راس غمدان میں جو تیرا گھر ہے (اور جو مہمانوں کے) اترنے کا مقام ہے اس میں آرام سے خوش خوش (رہ اور کھا اور) پی کہ تیرے سر پر تاج ہے۔

وَاشْرَبْ هَنِیْئًا فَقَدْ شَالَتْ نَعَامَتُهُمْ　　وَاَسْبِلِ الْیَوْمَ فِیْ بُرْدَیْکَ اِسْبَالَا

اور خوش خوش (کھا) پی کہ ان دشمنوں کا جنازہ تو اٹھ چکا اور وہ ہلاک ہو چکے اور آج اپنی چادروں کی درازی میں زیادتی کر (اور فخر سے زمین پر کھینچتے چل)۔

تِلْکَ الْمَکَارِمُ لَا قَعْبَانِ مِنْ لَبَنٍ　　شِیْبًا بِمَاءٍ فَعَادَا بَعْدُ اَبْوَالَا

یہ قابل فخر (ہمیشہ رہنے والی) صفتیں ہیں یہ دودھ کے پانی ملے ہوئے دو پیالے نہیں کہ (گھڑی بھر کا لطف اور پھر اس کے) بعد پیشاب بن گئے۔

ابن ہشام نے کہا یہ وہ اشعار ہیں جو ابن اسحٰق کے پاس صحیح ثابت ہوئے ہیں مگر ان میں کی آخری بیت جو 'تلك المكارم لا قعبان من لبن' ہے۔ کہ وہ نابغہ جعدی کی ہے جس کا نام[2] عبداللہ بن قیس تھا جو بنی جعدۃ بن کعب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ بن معاویہ بن بکر بن ہوازن میں کا ایک شخص تھا۔ اور یہ بیت اسی کے قصیدے کی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ عدی بن زید الحیری نے جو بنی تمیم میں کا ایک شخص تھا یہ شعر کہے ہیں

ابن ہشام نے کہا کہ بنی تمیم میں سے بھی اس شاخ میں کا تھا۔ جو بنی امراء القیس بن تمیم کی ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ عدی حیرہ والوں میں کے قبائل عباد[3] سے ہے۔

---

[1] (الف) مرتفعا جس کے معنی ''اعلیٰ درجے کی حالت میں'' ہوں گے (ب ج د) مرتفقا بالقاف جس کے معنی ''آرام سے'' ہیں۔ (احمد محمودی)　[2] خط کشیدہ عبارت نسخہ (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)۔

[3] ''عباد'' بفتح عین عرب کے مختلف قبیلے تھے جو حیرہ میں نصرانیت پر متحد تھے۔ (احمد محمودی ازطبطاوی)

مَا بَعْدَ صَنْعَاءَ كَانَ يَعْمُرُهَا وُلَاةُ مُلْكٍ جَزْلٍ مَوَاهِبُهَا

مقام صنعا تعمیر کے بعد کیا ہوا؟ (اس کی کیسی تباہی ہوئی کچھ نہ پوچھو) جس کو ملک کے وہ حکام تعمیر کر رہے تھے۔ جن کے عطیے گراں قدر تھے۔

رَفَعَهَا مَنْ بَنٰى لَدٰى قَزَعِ الْمُزْ نِ وَتَنْدٰى مِسْكًا مَحَارِبُهَا

اس کو جس نے تعمیر کیا اس (کے قلعوں اور محلوں) کو اس قدر بلند بنایا کہ وہ بارش کے ابر کے ٹکڑوں کے پاس پہنچ گئے تھے۔ اور اس کی محرابیں مشک برساتی تھیں (یعنی مشک کی بو سے مہکتی تھیں)۔

مَحْفُوْفَةٌ بِالْجِبَالِ دُوْنَ عُرَى الْكَائِدِ مَا تُرْتَقٰى غَرَارِ بُهَا

(وہ قلعے) چال بازوں کی گرفت سے ورے ایسے پہاڑوں سے گھرے ہوئے (محفوظ) تھے کہ اس کی بلندیوں پر چڑھا نہ جا سکتا تھا۔

يَأْنَسُ فِيْهَا صَوْتُ النُّهَامِ اِذَا جَاوَبَهَا بِالْعَشِيِّ قَاصِبُهَا

جن میں اُلو کی آواز اس آواز سے) مناسبت رکھتی ہے جب کہ شام کے وقت ان (پہاڑوں) میں بانسری بجانے والا اس کی آواز کا جواب دے رہا ہو۔

سَاقَتْ اِلَيْهِ الْاَسْبَابُ جُنْدَ بَنِى الْ اَحْرَارِ فُرْسَانُهَا مَوَاكِبُهَا

شریفوں کی اولاد کے لشکر کو۔ اسباب زمانہ نے اس قلعے کی جانب پہنچا دیا ہے کہ ان کے سوار اس کے لئے زینت ہو گئے ہیں۔

وَفُوِّزَتْ بِالْبِغَالِ تُوْسَقُ بِالْ حَتْفِ وَتَسْعٰى بِهَا تَوَالِبُهَا

اور وہ (لشکر والے دور دراز مسافت کے) میدان خچروں پر طے کر کے آ پہنچے (اور ایسا نظر آ رہا تھا کہ ان پر) موتیں لدی ہیں اور یہ گدھے کے بچے (خچر) انہیں (اپنی پیٹھوں پر) اٹھائے ہوئے بھاگے آ رہے ہیں۔

حَتّٰى رَآهَا الْاَقْوَالُ مِنْ طَرَفِ الْمَنْقَلِ مُخْضَرَّةً كَتَائِبُهَا

یہاں تک کہ رئیسان حمیر نے اس لشکر کی سرسبز اور تر و تازہ سوار فوج کو قلعے کے اوپر سے دیکھ لیا۔

يَوْمَ يُنَادُوْنَ آلَ بَرْبَرَ وَالْيَكْسُوْمَ لَا يُفْلِحَنَّ هَارِبُهَا

(وہ ایسا دن تھا) جس دن آل بربر اور آل یکسوم کو لدکار رہا تھا کہ ان میں کا بھاگنے والا بچ کر نہ نکل جائے گا۔

وَكَانَ يَوْمٌ بَاقِي الْحَدِيثِ وَزَا · لَتْ أُمَّةٌ ثَابِتٌ مَرَابِتُهَا

اور وہ ایسا روز تھا جو نئے آنے والے (یعنی سیف اور اہل فارس) کو باقی رکھنے والا تھا (اور اس روز جس قوم کے مراتب (و مدارج متعین و) ثابت تھے (یعنی آل بربر و یکسوم) وہ اپنی جگہ سے ہٹ گئی۔

وَبُدِّلَ الْفَيْحُ[1] بِالزَّرَافَةِ وَالْأَ · يَّامُ جُونٌ جَمٌّ عَجَائِبُهَا

اور وسعتیں جماعتوں سے بدل دی گئیں (یعنی ہر کشادہ مقام میں لوگ ہی لوگ تھے) اور زمانے کی رنگا رنگی کے عجائبات تو بہت کچھ ہیں۔

بَعْدَ بَنِي تُبَّعٍ نَخَاوِرَةٌ[2] · قَدِ اطْمَأَنَّتْ بِهَا مَرَازِبُهَا

شریف بنی تبع کے بعد اس قلعے میں فارس کے سردار باطمینان (سکونت پذیر) ہو گئے۔

ابن ہشام نے کہا یہ اشعار اس کے ایک قصیدے کے ہیں ابوزید انصاری نے مجھے (یہ شعر) سنائے ہیں اور اس نے مفضل الضبی سے اس کے قول ''یوما ينادون آل بربر واليكسوم'' کی روایت بھی مجھے سنائی اور وہ یہی واقعہ ہے جس سے سطیح نے اپنے اس قول میں مراد لی تھی کہ ''ارم ذی یزن عدن سے ان پر خروج کرے گا اور ان میں سے کسی کو یمن میں نہ چھوڑے گا'' اور یہی وہ واقعہ ہے جس سے شق نے اپنے اس قول میں مراد لی تھی کہ ''ذی یزن کے خاندان کا ایک نوجوان ان کے مقابلے کو اٹھے گا' جو نہ کمزور ہوگا اور نہ (کسی معاملے میں) کوتاہی کرنے والا ہوگا۔

یمن میں فارس والوں کی حکومت کا خاتمہ

ابن اسحٰق نے کہا پھر وہرز اور فارس والے یمن میں مقیم ہو گئے اور فارس والوں کی وہ اولاد جو آج یمن میں ہے وہ اسی لشکر کے بچے ہوئے لوگ ہیں اور یمن میں حبشیوں کی حکومت ارباط کے اس (میں)

---

[1] (الف ج د) میں ''الصیح'' حائے حطی سے ہے' جس کے معنی وسعت و کشادگی کے ہیں' اور (ب) میں ''الفیج'' جیم سے ہے' اور شرح ابی ذر میں جیم ہی سے لکھا ہے' اور اس کے معنی شاہی خطوط پیادہ پہنچانے والے کے لکھے ہیں۔ اس لحاظ سے شعر کے معنی یہ ہوں گے کہ شاہی خطوط رساں جماعتوں میں بدل دیئے گئے یعنی اکیلا خطوط رساں پیام پہنچانے کے لئے ناکافی سمجھا گیا۔ حاشیہ طحطاوی میں ''فیح'' بجائے حطی کے معنی اکیلا پیادہ کے لکھے ہیں اس لحاظ سے مطلب یہ ہوگا' کہ اکیلے پیادہ جماعتوں میں بدل دیئے گئے۔ یعنی تنہا شخص کا باہر نکلنا مشکل نظر آتا تھا۔ (احمد محمودی)

[2] نسخہ (الف) میں نحاورۃ کے بجائے نجاورۃ لکھا ہے جس کے معنی کسی لغت میں نہیں ملے غالباً تحریف کاتب ہے۔ (احمد محمودی)۔

داخل ہونے سے مسروق بن ابرہہ کو فارس والوں کے قتل کرنے تک رہی۔ اس طرح حبشیوں نے (اپنی حکومت کے) بہتر سال گزارے (اس مدت میں) ان میں چار اریاط اس کے وارث (تخت) ہوئے۔ اس کے بعد ابرہہ اور یکسوم بن ابرہہ اس کے بعد مسروق بن ابرہہ ہوا۔

ابن ہشام نے کہا پھر وہرز مر گیا تو کسریٰ نے اس کے بیٹے مرزبان بن وہرز کو حکومت دی پھر جب مرزبان بھی مر گیا تو کسریٰ نے اس کے بیٹے تیجان بن مرزبان کو حکومت دی اور جب تیجان بھی مر گیا تو کسریٰ نے تیجان کے بیٹے کو یمن پر حاکم بنایا اور پھر اسے معزول کر دیا اور باذان کو حکومت دی اور باذان ہی اس پر حاکم رہا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے محمد (رسول اللہ) ﷺ کو مبعوث فرمایا۔ زہری سے مجھے روایت پہنچی ہے انہوں نے کہا کہ کسریٰ نے باذان کو لکھا میرے پاس خبر پہنچی ہے کہ قریش میں کے کسی شخص نے مکہ میں خروج کیا ہے اور وہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ نبی ہے۔ تو اس کے پاس جا اور اسے توبہ کی ہدایت کر اگر اس نے توبہ کر لی (تو ٹھیک ہے) ورنہ اس کا سر میرے پاس بھیج دے۔ باذان نے کسریٰ کا خط رسول اللہ ﷺ کے پاس روانہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو لکھ بھیجا۔

اِنَّ اللّٰهَ قَدْ وَعَدَنِىْ اَنْ يُّقْتَلَ كِسْرٰى فِىْ يَوْمِ كَذَا وَكَذَا مِنْ شَهْرِ كَذَا وَ كَذَا۔[1]

''اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ کسریٰ کو فلاں روز فلاں ماہ قتل کیا جائے گا''

اور جب یہ خط باذان کے پاس پہنچا تو اس نے کچھ توقف کیا کہ نتیجہ دیکھ لے اور کہا اگر وہ درحقیت نبی ہوگا تو عنقریب وہی ہوگا جو اس نے کہا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے کسریٰ کو اسی روز مار ڈالا جس روز رسول اللہ ﷺ نے (اس کے مارے جانے کی نسبت) فرمایا تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ وہ اپنے بیٹے شیرویہ کے ہاتھوں مارا گیا۔ خالد بن حق الشیبانی نے اسی کے متعلق کہا ہے۔

وَكِسْرٰى اِذْ نَقَسَّمَهُ بَنُوْهُ ۔۔۔ بِاَسْيَافٍ كَمَا اقْتُسِمَ اللِّحَامُ
تَمَخَّضَتِ الْمَنُوْنُ لَهُ بِيَوْمٍ ۔۔۔ اَنَى وَلِكُلِّ حَامِلَةٍ تِمَامُ

(اس وقت کو یاد کرو) جب کہ کسریٰ کو اس کے بیٹوں نے تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا جس طرح گوشت ٹکڑے ٹکڑے ہوتا ہے۔ (اور قیمہ بنتا ہے) موتیں اس کے لئے ایک ایسا دن پیدا کرنے کے لئے دردزہ کی حرکت میں مبتلا تھیں جس کا وقت آ چکا تھا اور ہر حاملہ کے لئے حمل کے دن پورے ہونا ہے۔ جب دن پورے ہو گئے تو پیدائش کا دن بھی آ گیا۔)

---

[1] نسخہ ہائے (ب ج د) میں فی یوم کذا و کذا من شھر کذا و کذا مکرر ہے اور نسخہ (الف) میں کذا و کذا کی تکرار نہیں ہے فی یوم کذا من شھر کذا ہے۔ (احمد محمودی)

زہری نے کہا جب باذان کو (کسریٰ کے مارے جانے کی) یہ خبر پہنچی تو اس نے رسول اللہ ﷺ کی طرف اپنے اور اپنے فارس والے ساتھیوں کے اسلام کی اطلاع روانہ کی فارس کے ایلچیوں نے (دربار نبوی میں بار پایا تو) رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم کس کی طرف (منسوب ہوں گے) تو آپ نے فرمایا **انتم منا والینا اهل البیت** تم ہم سے ہو اور ہماری طرف (ہمارے) خاندان کی طرف (منسوب ہو)۔

ابن ہشام نے کہا مجھے زہری سے یہ روایت بھی پہنچی ہے کہ انہوں نے کہا اس لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا **سلمان منا اهل البیت** کہ سلمان ہم میں سے (ہمارے) خاندان میں سے ہے۔

ابن ہشام نے کہا (خلاصہ کلام یہ کہ) یہ وہی (ذات مبارک) ہے جس کو سطیح نے اپنے اس قول میں مراد لی تھی ''ایک پاک نبی جس کے پاس عالم بالا سے وحی آئے گی'' اور یہی وہ (ذات مبارک) ہے جس کو شق نے اپنے اس قول میں مراد لی تھی۔'' (ذی یزن کے خاندان میں حکومت ہمیشہ نہیں رہے گی) بلکہ ایک خدا کی طرف سے بھیجے ہوئے کی وجہ سے منقطع ہو جائے گی جو صداقت و انصاف دین داروں اور فضیلت والوں کے درمیان پیش کرے گا اس کی قوم میں حکومت فیصلے کے دن تک رہے گی۔''

ابن اسحٰق نے کہا ان واقعات میں سے جن کا عرب لوگ دعویٰ کرتے ہیں یہ بھی ہے کہ یمن میں ایک پتھر پر یہ تحریر منقوش تھی جو پہلے زمانے کی لکھی ہوئی تھی ملک ذمار کس کے لئے ہے نیک حمریوں کے لئے ہے ملک ذمار کس کے لئے ہے بدمعاش حبشیوں کے لئے ملک ذمار کس کے لئے ہے۔ آزاد فارس والوں کے لئے۔ ملک ذمار کس کے لئے ہے تاجر قریش کے لئے اور ذمار سے[1] مراد یا تو یمن ہے یا صنعاء۔

ابن ہشام نے کہا کہ ذمار (ذال کے) زبر سے ہے جیسا کہ مجھے یونس نے خبر دی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اعشیٰ۔ بنی قیس بن ثعلبہ والے اعشیٰ۔ نے سطیح اور اس کے ساتھی یعنی شق نے جو کچھ کہا تھا اس کے وقوع کے متعلق کہا ہے یعنی دونوں کی پیشین گوئیوں کے سچے ہونے کے متعلق کہتا ہے۔

مَانَظَرَتْ ذَاتُ أَشْفَارٍ كَنَظْرَ تِهَا حَقًّا كَمَا صَدَقَ الذِّئْبِيُّ إِذْ سَجَعَا

اس[2] (زرقاء الیمامہ) کی طرح کسی پلکوں والی نے صحیح طور پر نہیں دیکھا (اور اس کا یہ صحیح طور پر

---

[1] خط کشیدہ عبارت نسخہ (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

[2] مقام یمامہ میں زرقاء نامی ایک عورت رہا کرتی تھی جو تین میل کے فاصلے سے ہر ایک کو دیکھ کر پہچان لیا کرتی تھی۔ شاعر اپنے شعر میں اسی کی تعریف کر رہا ہے اور اسی کے ضمن میں ذئبیٰ کا ذکر بھی آ گیا جس سے مراد سطیح ہے جس طرح مصنف نے خود بتایا ہے۔

دیکھنا اسی طرح سچا تھا) جس طرح (سطیح) ذیئی نے سچی[1] سجع کہی تھی۔

اور سطیح کو عرب ذیئی اس لئے کہا کرتے تھے کہ سطیح ربیعہ بن مسعود بن مازن بن ذئب کا بیٹا تھا یعنی جدی نسبت کے لحاظ سے اس کو ذیئی کہا کرتے تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے اور اعشیٰ[2] کا نام میمون بن قیس تھا۔

بادشاہ حضر کا قصہ

ابن ہشام نے کہا مجھ سے خلاد بن قرۃ بن خالد سدوسی نے جناد کی روایت یا کوفے کے بعض علماء نسب کی روایت بیان کی کہا جاتا ہے کہ نعمان بن منذر شاہ حضر ساطرون کی اولاد سے تھا اور حضر ایک شہر کے جیسا بڑا قلعہ فرات کے کنارے تھا اور یہ وہی قلعہ ہے جس کا ذکر عدی بن زید نے اپنے اس قول میں کیا ہے۔

وَاَخُو الْحَضْرِ اِذْ بَنَاهُ وَاِذْ دِجْلَةُ يَجْبِى اِلَيْهِ وَالْخَابُوْرُ

اور حضر (پر حکومت کرنے) والے (کے حالات کو یاد کرو جس) نے۔ جب اس (حضر) کی تعمیر کی تھی (تو کیسی شاندار تعمیر کی تھی کہ) دجلہ اور خابور (دونوں دریا) اس کے پاس (زراعت اور پینے کے لئے) پانی لا کر جمع کر دیتے تھے۔

شَادَهُ مَرْمَرًا وَجَلَّلَهُ كِلْسًا فَلِلطَّيْرِ فِىْ ذُرَاهُ وُكُوْرُ

اس نے مرمر کے پتھر سے اسے (سربفلک) بلند بنایا تھا اور اس پر چونے کی استرکاری کی تھی (لیکن اب) پرندوں کے آشیانے اس کی بلندیوں میں (بنے ہوئے ہیں)۔

لَمْ يَهَبْهُ رَيْبُ الْمَنُوْنِ فَبَادَ الْمُلْكُ عَنْهُ فَبَابُهُ مَهْجُوْرُ

حادثات زمانہ نے اس (بنانے والے) کو (اس میں رہنے کا موقع) نہ دیا اور بادشاہ اس سے جدا ہو گیا۔ (اور اس طرح جدا ہوا) کہ اس کا دروازہ (تمام لوگوں سے) چھوٹا ہوا ہے (اس کے دروزے پر اب کوئی نہیں جاتا)۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ ابیات اس کے ایک قصیدے کی ہیں۔ اور (یہ وہی حضر ہے) جس کا ذکر ابوداؤد ایادی نے اپنے اس قول میں کیا ہے۔

---

[1] سجع با قافیہ اور معتدل بات کو کہتے ہیں۔ (احمد محمودی)۔

[2] خط کشیدہ عبارت نسخۂ (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

وَاَرَی الْمَوْتَ قَدْ تَدَلّٰی مِنَ الْحضْرِ عَلٰی رَبِّ اَهْلِهِ السَّاطِرُوْنِ

اور میں دیکھ رہا ہوں کہ اس حضر کے رہنے والوں کے سرپرست' شاہ ساطرون کے سر پر' حضر (ہی کی حکومت یا سکونت کے سبب) سے موت منڈلا رہی ہے۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ بیت خلف احمر کی ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ وہ حماد راویہ کی ہے۔

کسریٰ سابور (شاہ پور) ذوالاکتاف نے ساطرون شاہ حضر سے جنگ کی اور دو سال اس کو محاصرے میں رکھا۔ ایک روز ساطرون کی بیٹی نے (قلعہ پر سے) جھانکا تو اس نے سابور کو اس حال میں دیکھا کہ اس کے جسم میں ریشمی لباس اور اس کے سر پر سونے کا زمرد یاقوت اور موتیوں سے جگمگاتا ہوا تاج ہے۔ اور وہ خوب صورت بھی تھا (اس نے اس کو دیکھا تو ریجھ گئی اور) اس کے پاس خفیہ پیام بھیجا کہ اگر میں تیرے لئے حضر کا دروازہ کھول دوں تو کیا تو مجھ سے شادی کرے گا اس نے کہا ہاں۔ جب شام ہوئی تو ساطرون نے شراب پی اور مست ہو گیا۔ اور وہ ہمیشہ مستی ہی میں رات گزارا کرتا تھا۔ تو اس کی بیٹی نے اس کے سر کے نیچے سے حضر کے دروازے کی کنجیاں لے لیں (اور) پھر انہیں اپنے ایک رشتہ دار کے ہاتھ بھیج دیا۔ اور اس نے دروازہ کھول دیا۔ اور سابور گھس آیا اور ساطرون کو قتل کر ڈالا۔ حضر کی اینٹ سے اینٹ بجا دی اور برباد کر دیا۔ اور (اس ساطرون کی بیٹی) کو اپنے ساتھ لے کر چلا گیا اور اس سے شادی کر لی ایک رات اس اثناء میں کہ وہ اپنے بستر پر سو رہی تھی یکایک بے چین بیقرار ہو گئی اور اس کی نیند اچٹ گئی۔ اس نے اس کے لئے چراغ منگوایا اور اس کے بستر کی تلاشی لی تو اس پر آس[1] کی ایک پتی پائی سابور نے اس سے کہا کہ یہی وہ چیز ہے جس نے تجھ کو بے خواب کر دیا تھا اس نے کہا ہاں سابور نے کہا پھر تیرا باپ تیرے لئے کیا کرتا تھا اس نے کہا وہ میرے لئے دیبا[2] کا بستر بچھاتا اور مجھے حریر[2] پہناتا اور مجھے گودا (مغز استخواں) کھلاتا اور شراب پلایا کرتا تھا۔ اس نے کہا کیا تو نے جو کچھ اپنے باپ کے ساتھ کیا وہ تیرے باپ (کے ان احسانات) کا بدلا تھا؟ تو میرے ساتھ بھی بہت جلد اسی طرح کرے گی آخر اس نے اس کے لئے حکم دیا تو اس کے سر کی چوٹیاں گھوڑے کی دم سے باندھی گئیں اور گھوڑے کو تیز بھگایا گیا۔ حتیٰ کہ اس کو مار ڈالا اسی

---

[1] ایک درخت ہے جس کا نام فارسی میں مورد ہے تمیمی کہتا ہے کہ ریحان کو عرب میں آس اور فارسی میں ناز بو کہتے ہیں یہ دو قسم کا ہوتا ہے بستانی اور صحرائی' صحرائی کو اسارون اور ریحان القبور بھی کہتے ہیں۔ دیکھو محیط اعظم (احمد محمودی)۔

[2] حریر و دیبا دو قسم کے ریشمی کپڑے ہیں۔ (احمد محمودی)

بارے میں اعشیٰ بن قیس بن ثعلبہ کہتا ہے۔

اَلَمْ تَرَ لِلْحَضْرِ اِذْا اَهْلُهٗ بِنُعْمَى وَهَلْ خَالِدٌ مَنْ نَعِمْ

اے مخاطب کیا تو نے حضر کی حالت پر بھی کبھی غور کیا ہے جب کہ اس کے رہنے والے عیش و عشرت کی حالت میں تھے اور کیا کوئی عیش وعشرت میں رہنے والا ہمیشہ رہنے والا بھی ہے؟

اَقَامَ بِهٖ شَاهَبُوْرُ الْجُنو دَحَوْلَيْنِ تَضْرِبُ فِيْهِ الْقُدُمْ

شاہپور نے اس میں دو سال تک اپنے لشکر کو رکھا حالت یہ تھی کہ وہ اس میں (اس کی بربادی کے لئے) کلہاڑیاں ہی مارے جا رہے تھے۔

فَلَمَّا دَعَا رَبَّهٗ دَعْوَةً اَنَابَ اِلَيْهِ فَلَمْ يَنْتَقِمْ

پھر جس اس کو اس کے پروردگار نے بلا لیا تو وہ اس کی طرف (بے چون و چرا) لوٹ گیا اور (اپنے دشمن سے) بدلہ (بھی) نہ لیا۔

اور یہ ابیات اس کے قصیدے کی ہیں۔ اور علی بن زید نے اس بارے میں کہا ہے۔

وَالْحضْروَ صَابَتْ عَلَيْهِ دَاهِيَةٌ مِنْ فَوْقِهٖ اَيْدٌ مَنَاكِبُهَا

اور حضر پر اس کے اوپر سے ایک ایسی آفت آ پڑی جس کے بازو بہت قوی تھے۔

رَبِيَّةٌ لَمْ تُوَقِّ وَالِدَهَا لِحَيْنِهَا اِذْ أَضَاعَ رَاقِبُهَا

(گودوں) میں نازونعم سے) پلی ہوئی (بیٹی) نے اپنے باپ کو اس کی موت کے وقت نہ بچایا (کیا تعجب ہے) کہ محافظ نے خود محفوظ چیز کو) برباد کر دیا۔

اِذْ غَبَقَتْهُ صَهْبَاءَ صَافِيَةً وَالْخَمْرُ وَهْلٌ يَهِيْمُ شَارِبُهَا

جب کہ اس (بیٹی) نے اس کو چھنی ہوئی شراب رات میں پلائی اور (سچ تو یہ ہے کہ) شراب غلط خیال پیدا کرنے والی چیز ہے اس کا پینے والا ازخود رفتہ ہو جاتا ہے۔

فَاَسْلَمَتْ اَهْلَهَا بِلَيْتِهَا تَظُنُّ اَنَّ الرَّئِيْسَ خَاطِبُهَا

آخر اس (بیٹی) نے اپنے گھر والوں کو یا اس (حضر) کے رہنے والوں کو ان کی بلا کے حوالے کر دیا (یہ) خیال کر کے کہ بادشاہ اس (سے نکاح) کا خواہاں ہے۔

فَكَانَ حَظُّ الْعَرُوْسِ اِذْ جَشَرَ الصُّبْحُ دِمَاءً تَجْرِىْ سَبَائِبُهَا

جب صبح طلوع ہوئی تو دلہن کو یہ خط ملا کہ اس کے (سر کے) بال خون (کے نالے) بہا رہے تھے۔

وَخُرِّبَ الْحُضْرُ وَاسْتُبِيحَ وَقَدْ أُحْرِقَ فِي خِدْرِهَا مَشَاجِبُهَا

اور حضر کو برباد اور (ہر کام کے لئے) مباح کر دیا گیا اور اس کے پردوں میں اس کے پردہ داروں کو جلایا گیا۔

اور یہ ابیات اس کے ایک قصیدے کے ہیں۔

نزار بن معد کی اولاد کا ذکر

ابن اسحٰق نے کہا نزار بن معد کے تین لڑکے ہوئے۔ مضر بن نزار۔ ربیعۃ بن نزار اور انمار بن نزار۔

ابن ہشام نے کہا۔ اور (چوتھا) ایاد بن نزار۔ حارث بن دوس ایادی نے یہ شعر کہا ہے اور بعض کی روایت میں یہ شعر ابوداؤد ایادی کی طرف منسوب ہے۔ جس کا نام جاریہ[1] بن حجاج تھا۔

وَفُتُوٌّ حَسَنٌ أَوْجُهُهُمْ مِنْ إِيَادِ بْنِ نِزَارِ بْنِ مَعَد

اور کتنے خوب صورت جوان ایسے بھی ہیں جو ایاد بن نزار بن معد کی اولاد میں سے ہیں۔

اور یہ بیت اس کے ابیات میں کی ہے۔ مضر اور ایاد کی ماں سودہ بنت عک بن عدنان ہے۔ اور ربیعہ اور انمار کی ماں شقیقہ بنت عک بن عدنان ہے۔ اور بعض کہتے ہیں جمعۃ بنت عک بن عدنان ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا قبائل خثعم و بجیلہ کا باپ (یعنی جد اعلیٰ) انمار ہے جریر بن عبداللہ بجلی جو قبیلہ بجیلہ کا سردار تھا اس کے متعلق کسی کہنے والے نے یہ شعر کہا ہے۔

لَوْلَا جَرِيرٌ هَلَكَتْ بَجِيلَهْ نِعْمَ الْفَتَى[2] وَبِئْسَتِ الْقَبِيلَهْ

اگر جریر نہ ہوتا تو (قبیلہ) بجیلہ برباد ہو گیا ہوتا (یہ) جوان مرد تو (بہت ہی) خوب ہے۔ اور (لیکن اس کا) قبیلہ (بہت ہی) برا ہے۔

(یہ جریر) فرافصۃ الکلبی کو اقرع بن حابس عقال بن مجاشع بن دارم بن مالک بن حنظلۃ بن مالک بن زید مناۃ بن تمیم کے پاس فیصلہ (فضیلت باہمی) کے لئے طلب کرتے ہوئے کہتا ہے۔

يَا أَقْرَعُ بْنَ حَابِسٍ يَا أَقْرَعُ إِنَّكَ إِنْ يُصْرَعْ[3] أَخُوكَ تُصْرَعُ

---

1. (الف ب) جاریہ (ج د) حارثہ۔ (احمد محمودی)۔
2. خط کشیدہ مصرع دوم نسخہ (الف) میں نہیں ہے (احمد محمودی)
3. (الف ب) یصرع اخوک فعل مجہول غائب سے۔ اور اخوک بحالت رفع ہے۔ اور (ج د) تصرع اخاک فعل مخاطب معروف اور اخاک بحالت نصب ہے جس کے معنی اگر تو اپنے بھائی کو پچھاڑے گا تو تو خود بھی پچھڑے گا۔ (احمد محمودی)

اے اقرع۔ اے اقرع بن حابس۔ بے شبہ اگر تیرا بھائی پچھاڑا جائے گا۔ تو تو (خود بھی) پچھڑے گا۔

اور (یہ بھی) کہا ہے

اِبْنَیْ نِزَارٍ اُنْصُرَا اَخَاکُمَا ۔ اِنَّ اَبِیْ وَجَدْتُہٗ اَبَاکُمَا
لَنْ یُغْلَبَ الْیَوْمَ اَخٌ وَالَاکُمَا

اے نزار کے دونوں بیٹو۔ اپنے بھائی کی مدد کرو میں نے اپنے باپ اور تم دونوں کے باپ (یعنی جداعلیٰ) کو ایک ہی پایا ہے۔ (مجھے امید ہے کہ) جس بھائی نے تم دونوں (بھائیوں) سے محبت رکھی ہے۔ وہ آج ہرگز مغلوب نہ ہوگا۔

اور وہ (قبائل انمار[1]) یمن میں جا بسے۔ اور یمن (والوں ہی) میں مل گئے۔

ابن ہشام نے کہا کہ یمن (والوں) اور (قبیلہ) بجیلہ نے (نسب اس طرح) بیان کیا ہے۔ انمار بن اراش بن لحیان بن عمرو بن غوث بن نبت بن مالک بن کھلان بن سبا اور بعضوں نے کہا ہے۔ اراش بن عمرو بن لحیان بن غوث اور بجیلہ اور خثعم کا گھر (خاندان) یمنی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مضر بن نزار سے دو شخص پیدا ہوئے۔ الیاس بن مضر اور عیلان بن مضر۔

ابن ہشام نے کہا ان دونوں کی ماں بنی جرہم میں کی تھی۔

ابن اسحٰق نے کہا پس الیاس بن مضر سے تین شخص پیدا ہوئے۔ مدرکۃ بن الیاس و طابخہ بن الیاس و قمعہ بن الیاس اور ان کی ماں خندف یمن کی عورت تھی۔

---

[1] ترمذی نے فروہ بن سیک کے طریقہ سے روایت کی ہے۔ کہ جب اللہ تعالیٰ نے سبا کے متعلق وہ اتارا جو اتارا۔ (یعنی قرآنی خاص خاص آیتیں نازل فرمائیں۔ جو سب کو معلوم ہیں) تو ایک شخص نے کہا۔ یا رسول اللہ۔ سبا کیا ہے۔ کوئی عورت ہے یا کوئی مقام۔ آپ نے فرمایا۔

لیس بامراۃ ولا ارض ولکنہ رجل ولد عشرۃ من العرب فتیا من منھم ستۃ وتشائم اربعۃ فاما الذین تشائموا فلخم وجذام وعاملۃ وغسان واما الذین تیامنوا فالازد والاشعرون و حمیر و مذحج وکندۃ وانمار۔

نہ کوئی عورت نہ کوئی مقام بلکہ وہ ایک مرد (کا نام) ہے جس نے عرب کے دس (قبیلوں) کو جنا (یعنی اس سے دس قبیلے پیدا ہوئے) ان میں سے چھے یمن میں جا بسے اور چار شام میں پس جو شام میں جا بسے وہ لخم وجذام وعاملہ وغسان ہیں اور جو یمن میں جا بسے وہ ازد واشعر و حمیر و مذحج وکندہ وانمار ہیں۔

اس شخص نے کہا انمار کون ہے۔ آپ نے فرمایا

الذین منھم خثعم وبجیلہ — وہ جن میں سے خثعم و بجیلہ ہیں۔ (احمد محمودی از سہیل)۔

ابن ہشام نے کہا خندف عمران بن الحاف بن قضاعہ کی بیٹی تھی۔

ابن اسحٰق نے کہا مدرکہ کا نام عامر تھا اور طابخہ کا عمرو۔ لوگوں نے ان کے متعلق ادعا کیا ہے کہ یہ دونوں اونٹوں میں رہا کرتے اور انہیں کی دیکھ بھال کیا کرتے تھے۔ (ایک روز) انہوں نے ایک شکار کیا اور اسے پکانے بیٹھے تھے کہ ان کے اونٹوں کو کوئی چرا لے گیا عامر نے عمرو سے کہا اتدرك الا بل ام تطبخ هذا الصيد۔ کیا تم اونٹوں کو ڈھونڈ لاؤ گے یا یہ شکار پکاؤ گے۔

عمرو نے کہا (نہیں میں ڈھونڈنے نہیں جاتا) بلکہ پکاتا ہوں عامر نے اونٹوں (کی جستجو کی اور ان) سے (جا) ملا۔ (یعنی ڈھونڈ نکالا) اور انہیں (واپس) لایا۔ پھر جب دونوں اپنے باپ کے پاس گئے انہوں نے سرگزشت بیان کی۔ (باپ نے) عامر سے کہا۔ تو مدرکہ یعنی ڈھونڈ نکالنے والا ہے۔ اور عمرو سے کہا تو طابخہ یعنی پکانے والا ہے۔ اب رہا قمعہ (اس کے متعلق بنی) مضر کے نسب دان خیال کرتے ہیں کہ (بنی) خزاعہ۔ عمرو بن لحی بن قمعہ بن الیاس کی اولاد سے ہیں۔ اس[1] کے بعد جب ان کی ماں کو اس کی خبر پہنچی تو وہ تیزی سے نکلی تو اس سے کہا تخندفين یعنی کیا تو پاؤں کھول کھول کر ڈالتی ہے تو اس کا نام خندف مشہور ہو گیا۔

عمرو بن لحی کا قصہ اور عرب کے بتوں کا ذکر

ابن اسحٰق نے کہا مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے اپنے والد سے (روایت) بیان کی انہوں نے کہا مجھ سے بیان کیا گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

رَاَيْتُ عَمْرَو بْنَ لُحَيٍّ يَجُرُّ قُصْبَهُ فِي النَّارِ فَسَاَلْتُهُ عَمَّنْ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُ مِنَ النَّاسِ فَقَالَ هَلَكُوْا.

میں نے عمرو بن لحی کو دیکھا کہ وہ اپنی ٹانگوں[2] کی ہڈیاں یا اپنی آنتیں آگ میں گھسیٹے جا رہا ہے تو میں نے اس سے ان لوگوں کے متعلق سوال کیا۔ جو میرے اور اس کے درمیان (گذرے) ہیں۔ تو اس نے کہا وہ ہلاک ہو گئے۔

---

[1] خط کشیدہ عبارت صرف (الف میں ہے (ب ج د) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

[2] قصب کا لفظ آنت کے لئے بھی کہا جاتا ہے اور ہر کھوکھلی لمبی ہڈی کو بھی کہتے ہیں اور بالوں کی لٹوں کو بھی۔ اس مقام پر بعضوں نے آنتیں گھسیٹے جاتا سمجھا ہے اور بعض ٹانگوں کی ہڈیاں جس کو اردو محاورے میں لنگڑا کے جانا کہہ سکتے ہیں۔ (احمد محمودی)۔

ابن اسحٰق نے کہا مجھ سے محمد بن ابراہیم بن حرث تیمی نے اور ان سے ابو صالح سمان نے اور ان سے ابو ہریرہ نے بیان کیا۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابو ہریرہ[1] کا نام عبداللہ بن عامر تھا اور (یہ بھی) کہا جاتا ہے کہ ان کا نام عبدالرحمٰن بن صخر تھا کہ میں رسول اللہ ﷺ کو اکثم بن جون خزاعی سے کہتے سنا۔

یَا اَکْثَمُ رَاَیْتُ عَمْرَو بْنَ لُحَیِّ بْنِ قَمَعَةَ بْنِ خِنْدَفَ یَجُرُّ قُصْبَهُ فِی النَّارِ، فَمَا رَاَیْتُ رَجُلًا اَشْبَهَ بِرَجُلٍ مِنْكَ بِهٖ وَلَا بِكَ مِنْهُ.

یعنی اے اکثم میں نے عمرو بن لحی بن قمعہ بن خندف کو دیکھا کہ وہ اپنی ٹانگوں کی ہڈیاں یا آنتیں آگ میں کھینچے لئے جا رہا ہے اور میں نے تم سے زیادہ کسی شخص کو اس سے مشابہ نہیں دیکھا۔ اور نہ (ایسے کسی شخص کو میں نے دیکھا) کہ اس سے زیادہ تم سے مشابہ ہو اکثم نے کہا یا رسول اللہ۔ اس کی مشابہت شاید مجھے نقصان پہنچادے فرمایا:

لَا اِنَّكَ مُؤْمِنٌ وَهُوَ كَافِرٌ اِنَّهٗ كَانَ اَوَّلَ مَنْ غَیَّرَ دِیْنَ اِسْمٰعِیْلَ فَنَصَبَ الْاَوْثَانَ وَبَحَرَ الْبَحِیْرَةَ وَسَیَّبَ السَّائِبَةَ وَوَصَلَ الْوَصِیْلَةَ وَحَمَی الْحَامِیَ۔

نہیں (اس کی مشابہت تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچائے گی) تم ایماندار ہو اور وہ کافر (تھا) وہ پہلا شخص تھا جس نے دین اسمٰعیل کو بدل دیا۔ اور مورتیاں نصب کیں۔ اور بحیرۃ[2] سائبہ۔ وصیلہ

---

[1] بخاری نے کہا کہ ان کا نام عبد شمس بن عبد نہم تھا اور بعضوں نے کہا ہے۔ کہ عبد غنم تھا ممکن ہے کہ یہ نام جاہلیت میں ہوں اور رسول اللہ ﷺ نے اس کو بدل دیا ہو جس طرح آپ نے بہت سے نام بدل دیئے۔ (احمد محمودی از سہیلی)

[2] بحیرہ۔ سائبہ وصیلہ اور حامی کے متعلق روح المعانی میں لکھا ہے کہ زجاج نے کہا کہ جب کوئی اونٹنی پانچ وقت جنتی اور آخر میں نر اولاد ہوتی تو زمانہ جاہلیت والے اس کا کان پھاڑ دیتے اور اس کو نہ ذبح کرتے نہ اس پر سوار ہوتے وہ نہ کسی پنگھٹ سے ہانکی جاتی نہ کسی چراگاہ سے روکی جاتی۔ ایسی اونٹنی کو بحیرہ کہتے تھے۔ قتادہ سے مروی ہے۔ کہ جب وہ پانچ دفعہ جنتی تو پانچویں اولاد کو دیکھا جاتا اگر وہ نر ہوتی تو اسے ذبح کرتے اور کھا لیتے۔ اور اگر مادہ ہوتی تو اس کا کان پھاڑ دیتے اور اس کو چھوڑ دیتے کہ وہ چرتی (اور کھلے بندوں پھرتی) رہے اس کو کوئی شخص دودھ یا سواری کے کام میں نہ لاتا۔ بعض نے کہا کہ بحیرۃ وہ مادہ ہے جو پانچویں دفعہ پیدا ہو۔ اس کا دودھ اور گوشت عورتوں کے لئے حلال نہ ہوتا۔ ہاں اگر وہ مر جاتی تو مرد اور عورتیں اس کے کھانے میں مشترک ہوتے۔ محمد بن اسحٰق اور مجاہد سے روایت ہے کہ وہ سائبہ کی بچی ہوتی تھی جس کا ذکر آگے آتا ہے۔ اور وہ بھی اسی طرح چھوڑ دی جایا کرتی تھی۔ بعضوں نے کہا ہے کہ بحیرہ وہ اونٹنی ہے جو پانچ دفعہ یا سات دفعہ جنے بعضوں =

اور حامی (کے طریقہ) رائج کئے۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض اہل علم نے مجھ سے بیان کیا کہ عمرو بن لحی اپنے بعض کاروبار کے ضمن میں مکے سے شام کی طرف گیا تو جب سرزمین بلقا کے مقام مآب میں پہنچا اور وہاں ان دنوں عمالیق رہا کرتے

= نے کہا جو دس دفعہ جنے وہ بیکار چھوڑ دی جاتی اور جب مرتی تو اس کا گوشت خاص مردوں ہی کے لئے حلال ہوتا تھا۔ ابن مسیب نے کہا کہ اس کا دودھ بتوں کے لئے محفوظ رکھا جاتا اور دوہانہ جاتا تھا۔ بعضوں نے کہا ہے کہ وہ ایسی اونٹنی ہے جو سات مادہ جنے۔ ایسی اونٹنی کا کان پھاڑ دیتے اور بیکار چھوڑ دیتے۔ صاحب قاموس نے بھی یہی کہا ہے۔ لیکن بجائے اونٹنی کے بکری بتایا ہے۔ اور لکھا ہے کہ اس کو بحیرہ بھی کہتے تھے اور عزیزہ بھی۔ بحر کے معنی ہیں پھاڑنا۔ سائبہ تسییب کے معنی ہیں بے مہار چھوڑ دینا سائبہ اس اونٹنی کو کہتے ہیں جو دس مادائیں جنے ایسی اونٹنی بے مہار چھوڑ دی جاتی تھی۔ نہ اس پر سواری کی جاتی نہ اس کے بال کاٹے جاتے نہ اس کا دودھ مہمان کے سوا کوئی پیتا۔ یہ روایت محمد بن اسحٰق کی طرف منسوب ہے۔ بعض نے کہا کہ بتوں کے لئے چھوڑی جاتی۔ اور بتوں کے منتظمین ہی کو دی جاتی۔ اور اس کا دودھ مسافروں کے سوا اور کوئی نہ چکھتا۔ یہ روایت ابن عباس اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے ہے۔ بعضوں نے کہا کہ سائبہ وہ اونٹ ہے جس کے بچوں کے بچے ہو جائیں۔ وہ چھوڑ دیا جاتا۔ اور اس پر سواری نہ کی جاتی۔ بعضوں نے کہا۔ کہ جب کوئی شخص کسی بڑے سفر سے آتا یا اس کا جانور مشقت یا لڑائی کے کام کا نہ رہتا۔ تو سائبہ کر دیا جاتا۔ یا اس کی پیٹھ سے کوئی منکہ یا ہڈی نکال دی جاتی اور پانی چارے سے روکا نہ جاتا۔ اور نہ اس پر سواری کی جاتی بعضوں نے کہا۔ سائبہ وہ اونٹ ہے۔ جسے اس پر بیٹھ کر حج کو جانے کے لئے۔ چھوڑ دیا جاتا تھا۔ بعضوں نے کہا کہ سائبہ وہ غلام ہے۔ جو اس شرط پر آزاد کیا گیا ہو کہ آزاد کرنے والے کو کوئی حق وہ اس پر نہ ہو۔ اور نہ اس کے کئے ہوئے نقصان کا کسی کو ڈنڈ بھرنا پڑے اور نہ اس کی میراث کا کوئی مستحق ہو۔

وصیلہ ملنے والی یا جس سے کوئی ملے۔ فراء نے کہا ہے۔ کہ وصیلہ وہ بکری ہے جس نے سات نر بچے جنے ہوں۔ اور آخر میں نر اور مادہ دو بچے جنے ایسی بچوں والی بکری کا دودھ صرف مرد پیتے عورتیں نہ پیتیں۔ سائبہ کی طرح اس کا بھی حال تھا۔ زجاج نے کہا وصیلہ وہ بکری ہے کہ جب وہ نر جنتی تو وہ ان کے بتوں کا ہوتا۔ اور جب مادہ جنتی تو وہ ان کا ہوتا۔ اور جب نر و مادہ دو جنتی تو نر کو وہ اپنے بتوں کی خاطر ذبح نہ کرتے۔ اور بعضوں نے کہا وہ ایسی بکری ہے جو پہلے نر جنتی اور پھر مادہ جنتی تو اس مادہ کے سبب اس کے بھائی کو ذبح نہ کرتے۔ اور جب نر جنتی تو کہتے یہ ہمارے معبودوں کی قربانی ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وصیلہ وہ بکری ہے کہ جو سات بار جنے پھر اگر ساتویں مادہ ہوتی تو عورتیں اس کی کسی چیز سے استفادہ نہ کرتیں۔ مگر جب وہ مر جاتی تو اس کو مرد اور عورتیں دونوں کھاتے۔ اس طرح اگر ساتویں مرتبہ نر اور مادہ دو بچے ہوتے تو اس کو وصیلہ کہتے۔ یعنی جو اپنے بھائی کے ساتھ توام پیدا ہوئی۔ ایسی بکری اس نر کے ساتھ چھوڑ دی جاتی۔ اور اس سے صرف مرد ہی مستفید ہوتے۔ عورتیں اس سے کسی طرح کا فائدہ نہ حاصل کرتیں۔ ہاں اگر وہ مر جاتی تو اس سے فائدہ حاصل کرنے میں مرد اور عورتیں =

تھے۔ جو عملاق اور بعضوں نے کہا عملیق بن لاوذ بن سام بن نوح کی اولاد سے تھے۔ انہیں دیکھا کہ وہ بتوں کی پوجا کرتے ہیں تو ان سے کہا کہ یہ بت کیا ہیں جن کی پوجا کرتے میں تمہیں دیکھ رہا ہوں۔ انہوں نے اس سے کہا کہ ان بتوں کو ہم اس لئے پوجتے ہیں کہ جب ہم ان سے بارش طلب کرتے ہیں تو یہ ہمیں بارش سے مستفید کرتے ہیں۔ اور جب ہم ان سے امداد مانگتے ہیں تو وہ ہماری امداد کرتے ہیں۔ اس نے ان سے کہا کیا تم ان میں سے کوئی بت مجھے نہ دو گے کہ اسے میں سرزمین عرب کی طرف لے جاؤں کہ وہ بھی اس کی پوجا

= مشترک ہوتیں۔ ابن قتیبہ نے کہا کہ اگر ساتواں نر ہوتا تو اس کو ذبح کر دیا جاتا۔ اور اس کو صرف مرد کھاتے۔ عورتیں نہ کھاتیں۔ اور کہتے۔

خالصة لذكورنا و محرم على ازواجنا ۔ (یہ) ہمارے مردوں کے لئے خاص ہے اور ہماری بی بیوں پر حرام ہے۔ اور اگر مادہ ہوتی تو بکریوں میں چھوڑ دی جاتی اور اگر نر اور مادہ دو ہوتے تو ابن عباس ؓ کے قول کے مطابق عمل درآمد ہوتا۔ اور محمد بن اسحٰق نے کہا کہ وصیلہ وہ بکری ہے جو پے در پے پانچ دفعہ میں دس مادائیں جنے ایسی بکری اس کے بعد جو جنتی وہ خالص مردوں کے لئے ہوتا۔ عورتوں کو اس سے استفادے کا حق نہ ہوتا۔ پھر اگر نر اور مادہ ایک ساتھ جنتی تو اس کو وصیلہ کہتے۔ اور اس مادہ کی موجودگی میں اس نر کو ذبح نہ کرتے اور بعضوں نے کہا وصیلہ وہ بکری ہے جو پانچ بار یا تین بار جنے۔ پھر اگر نر پیدا ہوتا تو ذبح کر دیتے۔ اور اگر مادہ ہوتی تو رکھ چھوڑتے۔ اور اگر نر و مادہ ایک ساتھ ہوتے تو اس کو وصیلہ کہتے۔ بعضوں نے کہا ہے کہ وصیلہ اس اونٹنی کو کہتے ہیں جو پیاپے دو بار مادائیں جنے درمیان میں نر نہ پیدا ہو تو ایسی اونٹنی کو وہ اپنے معبودوں کے لئے چھوڑ دیتے اور کہتے مادہ سے مادہ مل گئی۔ درمیان میں نر نہیں۔ اس لئے وہ وصیلہ کہلاتی اور بعض نے کہا کہ وصیلہ وہ اونٹنی ہے جس نے پے بہ پے دس مادائیں جنی ہوں اور درمیان میں کوئی نر نہ ہو۔

حامی۔ حمی سے مشتق ہے جس کے معنی منع کرنا اور محفوظ رکھنا ہیں۔ فراء نے کہا کہ حامی وہ نر اونٹ ہے جس کے نطفے سے اس کی اولاد کی اولاد گابھن ہو جائے۔ تو وہ کہتے اس کی پیٹھ ممنوع یا محفوظ ہوگئی۔ یعنی اب اس پر نہ سواری کی جاسکتی ہے نہ بوجھ لادا جاسکتا ہے۔ اور وہ بے مہار چھوڑ دیا جاتا۔ وہ نہ کسی پنگھٹ سے ہانکا جاسکتا نہ کسی چراگاہ سے۔ اور ابن عباس اور ابن مسعود ؓ سے روایت ہے اور یہی قول ابو عبیدہ اور زجاج کا بھی ہے کہ حامی وہ نر اونٹ ہے جس کی پشت سے دس دفعہ اولاد ہوئی ہو۔ ایسی صورت میں کہتے ہیں کہ اب اس کی پیٹھ ممنوع و محفوظ ہوگئی۔ اب اس پر نہ بوجھ لادا جاتا ہے اور نہ وہ کسی پنگھٹ یا چراگاہ سے روکا جاتا ہے۔ اور امام شافعی سے روایت ہے کہ حامی وہ نر ہے جو اپنے مالک کی اونٹنیوں کو دس سال تک حاملہ کرتا رہے۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ حامی وہ نر اونٹ ہے جس سے متواتر سات مادائیں پیدا ہوں تو اس کی پیٹھ ممنوع و محفوظ ہو جاتی ہے۔ ان تمام اقوال میں تطبیق کی صورت یہی ہوسکتی ہے کہ عرب کے مختلف خاندان مختلف جتھے مختلف خیالات و مختلف رسومات رکھتے تھے۔ کسی کے پاس کچھ رسم و رواج تھا تو کسی کے پاس کچھ اس سے مختلف۔ واللہ اعلم بحقیقة الحال و علمه اتم۔ (احمد محمودی)

کریں۔ انہوں نے اس کو ایک بت دیا جس کو ہبل کہا جاتا تھا۔ تو وہ اسے لے کر مکہ آیا۔ پھر اسے ایک جگہ نصب کیا اور اس نے لوگوں کو اس کی عبادت و تعظیم کا حکم دیا۔ ابن اسحٰق نے کہا کہ وہ یعنی عرب خیال کرتے ہیں کہ پتھر کی پہلی پوجا جو بنی اسمٰعیل میں ہوئی وہ اس طرح تھی کہ جب مکہ والوں پر تنگدستی آئی اور فراخی کی تلاش میں وہ دیگر ممالک کی جانب نکل چلے تو ان میں ہر ایک سفر کرنے والا مکہ سے سفر پر جاتے وقت حرم کے پتھروں میں سے کوئی ایک پتھر حرم (محترم) کی عظمت کے لحاظ سے اپنے ساتھ اٹھا لے جاتا اور یہ مسافر جہاں کہیں اترتے اس پتھر کو رکھتے اور اس کا طواف کرتے جس طرح وہ کعبہ کا طواف کرتے تھے حتیٰ کہ اس پر ان کو ایک زمانہ گزر گیا یہاں تک کہ جس پتھر کو اچھا دیکھا اور وہ انہیں پسند آیا اسی کی عبادت کرنے لگے حتیٰ کہ پشتہا پشت گزر گئے اور جس توحید پر وہ تھے اس کو بھلا دیا اور دین ابراہیم واسمٰعیل (علیہما السلام) کو بدل کر دوسرا دین اختیار کر لیا اور بتوں کی پوجا شروع کر دی اور ان سے پہلے کی امتیں جن گمراہیوں میں تھیں ان کی بھی وہی حالت ہوگئی۔ باوجود اس کے ان میں ابراہیم (علیہ السلام) کے زمانے کے بقیہ (رسم و رواج) کی پابندی (بھی تھی جن) میں تعظیم بیت اللہ اور اس کا طواف اور حج وعمرہ کرنا اور عرفات و مزدلفہ کا قیام اور جانوروں کی قربانی اور حج وعمرہ میں لبیک کہنا (وغیرہ بھی) تھا۔ باوجود اس کے کہ اس میں انہوں نے ایسی (لغو) چیزیں بھی داخل کر دیں جو اس میں کی نہ تھیں پس کنانہ میں سے قریش کے قبیلہ والے جب لبیک کہتے تو لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ اِلَّا شَرِیْکًا ھُوَ لَکَ تملکه ومالك کہتے۔ یعنی جی حاضر جی حاضر یا اللہ ہم تیرے لئے دہری حاضری دیتے ہیں۔ (یعنی جسم و روح دونوں سے حاضر ہیں) جی حاضر جی حاضر تیرا کوئی شریک نہیں بجز ایک شریک کے کہ وہ تیرا ہی ہے اس کا تو ہی مالک ہے۔ وہ (تیرا) مالک نہیں۔ پس وہ (کافر) لبیک کہتے میں اس (خداوند عالم) کی یکتائی کا بھی اظہار کرتے تھے۔ پھر اس کے ساتھ اپنے بتوں کو بھی (خدائی اختیارات میں) داخل کرتے تھے اور ان بتوں کی ملکیت اس کے قبضہ (واختیار) میں ہونے کا اقرار بھی کرتے تھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ محمد ﷺ سے فرماتا ہے۔ "وَمَا یُؤْمِنُ اَکْثَرُھُمْ بِاللّٰہِ اِلَّا وَھُمْ مُّشْرِکُوْنَ" یعنی ان (کافروں) میں کے اکثر (افراد) اللہ پر ایمان نہیں رکھتے مگر (اس کے ساتھ ساتھ) وہ شرک بھی کئے جاتے ہیں یعنی میرے حق کو جان کر میری یکتائی (کا اقرار) بھی کرتے ہیں اور میری مخلوق میں سے کسی نہ کسی کو میرے ساتھ شریک بھی ٹھہراتے ہیں۔ اور نوح علیہ السلام کی قوم کے (پاس بھی) بہت سے بت تھے جن کی پرستش میں وہ لگے ہوئے تھے جس کی خبر اللہ تبارک وتعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دی ہے اس نے فرمایا:

﴿ وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِھَتَکُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا ﴾

''انہوں نے (قوم نوح نے اپنے ساتھیوں سے) کہا کہ تم اپنے معبودوں کو نہ چھوڑو اور ود و سواع''۔

﴿ وَلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا وَقَدْ أَضَلُّوا كَثِيرًا ﴾

''یغوث و یعوق و نسر (نامی بتوں) کو نہ چھوڑو بے شبہ انہوں نے (اسی طرح کی باتوں سے) بہتوں کو گمراہ کر دیا''۔

پاس اولاد اسمٰعیل (علیہ السلام) اور ان کے علاوہ دوسروں نے بھی جنہوں نے بت گھڑ لیے تھے جب دین اسمٰعیل (علیہ السلام) چھوڑا تو بتوں کے نام بھی انہیں[1] (اولاد اسمٰعیل علیہ السلام) کے ناموں پر رکھ لیے تھے' حسب ذیل قبائل تھے۔ ہذیل بن مدرکۃ بن الیاس بن مضر نے سواع (نامی بت) بنا لیا حالانکہ ان کا بت برحاط تھا۔ اور کلب بن وبرہ نے جو قضاعۃ کا ایک قبیلہ ہے مقام دومۃ الجندل میں ود (نامی ایک بت) بنایا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ کعب بن مالک انصاری نے (اس کے متعلق یہ شعر کہا ہے۔

وَنَنْسَى اللَّاتَ وَالْعُزّٰى وَوَدًّا ‌ ‌ ‌ وَنَسْلُبُهَا الْقَلَائِدَ وَالشُّنُوفَا

ہم لات و عزیٰ اور ود (نامی بتوں) کو بھول جائیں گے اور ان سے (ان کے زیور) ہار اور بالے (وغیرہ کھسوٹ لیں گے۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے جس کو ان شاء اللہ ہم اس کے موقع پر ذکر کریں گے۔ اور کلب وبرہ بن تغلب بن حلوان بن عمران بن الحاف بن قضاعۃ کا بیٹا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بنی طی میں سے انعم نے اور بنی مذحج میں سے جرش والوں نے مقام جرش میں یغوث نامی بت بنا رکھا تھا۔

ابن ہشام نے کہا بعض کہتے ہیں کہ انعم اور طی بن ادد بن مالک نے (بنایا تھا) اور مالک خود مذحج بن ادد ہے۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ طی بن ادد بن زید بن کہلان بن سباء نے (یغوث نامی بت بنا رکھا تھا) ابن اسحٰق

---

[1] (ب ج د) میں ''کان الذین اتخذوا'' اور ''سموا باسمائهم'' ہے اور (الف) میں ''کانوا الذین اتخذوا'' اور ''سموا اباسمانها'' ہے کان کے بجائے کانوا کا نسخہ تو کاتب کی غلطی معلوم ہوتی ہے کیونکہ فعل جب فاعل سے پہلے ہو تو اس کا مفرد ہونا ضروری ہے اور سموا ابا سمانها میں کی واحد مونث کی ضمیر اگر ولد اسمٰعیل کی طرف بحیثیت اس کے جمع مکسر ہونے کے پھیری جائے تو دونوں نسخوں کے معنی ایک ہی ہوں گے اور اگر اسمانها کی ضمیر بتوں کی طرف پھیری جائے تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ انہوں نے اپنے یا اپنی اولاد کے نام ان بتوں کے نام پر رکھ لئے تھے۔ (احمد محمودی)

نے کہا کہ قبیلہ ہمدان کی حیوان[۱] نامی ایک شاخ نے سرزمین یمن کے مقام ہمدان میں یعوق نامی بت بنا رکھا تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ ہمدان کا نام اوسلۃ بن مالک بن زید بن ربیعۃ بن اوسلۃ بن الخیار بن مالک بن زید بن کہلان بن سبا ہے۔ بعضوں نے کہا کہ اوسلۃ بن زید بن اوسلۃ بن الخیار ہے اور مالک بن نط ہمدانی نے یہ شعر کہا ہے۔

يَرِيْشُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَيَبْرِیْ وَلَا يَبْرِیْ يَعُوْقُ وَلَا يَرِيْش

اللہ تعالیٰ ہی دنیا میں نفع بھی پہنچاتا ہے اور ضرر بھی اور یعوق نہ کسی کو ضرر پہنچا سکتا ہے اور نہ نفع۔

اور یہ بیت اسی کے قصیدے کی ہے۔ بعض نے کہا کہ ہمدان اوسلۃ بن ربیعۃ بن مالک بن الخیار بن مالک بن زید بن کہلان بن سبا کا بیٹا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بنی حمیر میں سے ذوالکلاع کے قبیلے نے سرزمین حمیر میں نسر نامی ایک بت بنا رکھا تھا اور بنی خولان کا سرزمین خولان میں ایک بت تھا جس کو عم[۲] انس کہا جاتا تھا جس کے لئے وہ اپنے ادعا کے موافق اپنے جانور اور کھیتی اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان تقسیم کیا کرتے تھے۔ پھر اگر کوئی چیز اللہ تبارک و تعالیٰ کے نذر کی جس کو خود انہوں نے اس کے لئے نامزد کر دیا ہو عم انس کی نذر میں داخل ہو جاتی تو اسے اسی طرح چھوڑ دیتے اور اگر کوئی چیز عم انس کی نذر میں سے اللہ تعالیٰ کے نذرانے میں داخل ہو جاتی تو اس کو (فوراً) اس کی نذر میں واپس کر دیتے اور یہ لوگ خولان میں کے ایک چھوٹے سے قبیلہ کے تھے جس کو اویم کہا جاتا تھا۔ اور جس طرح (مفسرین نے) ذکر کیا ہے انہیں کے بارے میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں۔

﴿ وَ جَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَ هٰذَا لِشُرَكَآئِنَا فَمَا كَانَ لِشُرَكَآئِهِمْ فَلَا يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ اِلٰى شُرَكَآئِهِمْ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴾

''اور انہوں نے اللہ (تعالیٰ) کے لئے (بھی) ان چیزوں میں سے جو اس نے کھیتی اور چوپائے پیدا کئے ہیں ایک حصہ مقرر کر دیا پس انہوں نے بزعم خود کہہ دیا کہ یہ (تو) اللہ کا ہے اور یہ ہمارے شریکوں کا پھر جو (نذرانہ) ان کے شریکوں کا ہوتا وہ (تو) اللہ (کے نذرانہ) میں نہ مل

---

[۱] (الف) حیوان با حائے حطی (ب ج د) خیوان با خائے معجمہ (احمد محمودی)۔

[۲] (الف) عم انس (ب) عمیانس (ج د) غم انس (احمد محمودی)

سکتا اور جو اللہ کا ہوتا وہ ان کے شریکوں کے (نذرانہ) میں مل جاتا (دیکھو تو کیا) برا فیصلہ ہے جو وہ کر رہے ہیں''۔

ابن ہشام نے کہا کہ خولان عمرو بن الحاف بن قضاعہ کا بیٹا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ خولان عمرو بن مرہ بن ادد بن زید بن مہسع بن عمرو بن عریب بن زید بن کہلان بن سبا کا بیٹا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ خولان عمرو بن سعد العشیرہ بن مذحج کا بیٹا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بنی ملکان بن کنانہ بن مدرکہ کا ایک بت جس کا نام سعد تھا جو جنگل میں ایک لمبی چٹان کی شکل کا تھا اس کے پاس بنی ملکان میں کا ایک شخص اپنی تجارت کے بہت سے اونٹ لے کر آیا تاکہ اپنے خیال کے موافق اس سے برکت حاصل کرنے کے لئے انہیں اس کے پاس کھڑا کرے جب ان اونٹوں نے جن پر سواری نہیں کی جاتی تھی بلکہ چراگاہ میں چرتے رہتے تھے اس بت کو دیکھا جس پر خون بہائے جاتے تھے (جس کی وجہ سے اس کی شکل بہت خوفناک ہوگئی تھی) تو وہ اونٹ بدک گئے اور ادھر ادھر بھاگے اور ان کا مالک ملکانی غصے میں آ گیا اور ایک پتھر لے کر اس بت پر پھینک مارا اور کہنے لگا اللہ تجھے برکت نہ دے تو نے میرے اونٹ بدکا دیئے پھر وہ ان اونٹوں کی تلاش میں نکل چلا یہاں تک کہ انہیں جمع کیا اور جب وہ اکٹھے ہوئے تو کہا۔

اَتَيْنَا اِلٰى سَعْدٍ لِيَجْمَعَ شَمْلَنَا فَشَتَّتَنَا سَعْدٌ فَلَا نَحْنُ مِنْ سَعْدِ
وَهَلْ سَعْدُ اِلَّا صَخْرَةٌ بِتَنُوفَةٍ مِنَ الْاَرْضِ لَا يَدْعُوْ لِغَيٍّ وَّلَا رُشْدِ

ہم سعد کے پاس آئے کہ وہ ہماری پریشان قوتوں کو مجتمع کر دے (یا ہماری پریشانی کو دور کرے) تو سعد نے ہمیں (اور بھی) پریشان کر دیا پس ہم سعد (کی پرستش کرنے والوں) میں سے نہ ہوں گے اور سعد میدان کی ایک چٹان کے سوا ہے ہی کیا وہ تو نہ کسی کو گمراہ کر سکتا ہے نہ کسی کی رہنمائی کر سکتا ہے۔

اور مقام دوس میں عمرو بن حممہ الدوسی کا ایک بت تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ میں اس کا ذکر انشاء اللہ اس کے مقام پر کروں گا اور دوس عدثان بن عبداللہ بن زہران بن کعب بن الحارث بن عبداللہ بن مالک بن نصر بن الاسد بن الغوث کا بیٹا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ دوس عبداللہ بن زہرا بن الاسد بن الغوث کا بیٹا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اساف و نائلہ دو بت مقام زمزم پر بنا رکھے تھے جن کے پاس وہ لوگ قربانیاں کرتے تھے اور اساف و نائلہ قبیلۂ جرہم میں کا ایک مرد اور ایک عورت تھی اساف بغی کا بیٹا اور نائلہ دیک کی بیٹی تھی اساف

نائلہ پر کعبہ شریفہ میں چڑھ بیٹھا۔ یعنی مرتکب زنا ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو پتھر بنا دیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے عمرۃ بنت عبدالرحمٰن بن سعد[1] بن زرارۃ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا وہ فرمایا کرتی تھیں کہ ہم تو یہی سنتے رہے ہیں کہ اساف و نائلہ بنی جرہم میں کا ایک مرد اور ایک عورت تھی جنھوں نے کعبہ میں ایک نئی بات کی (یعنی حرام کاری کی جو کعبے میں کبھی نہیں ہوئی تھی) تو اللہ تعالیٰ نے انہیں دو پتھر بنا دیئے واللہ اعلم۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ابوطالب نے یہ شعر کہا ہے۔

وَحَيْثُ يُنِيخُ الْاَشْعَرُوْنَ رِكَابَهُمْ بِمُفْضَى السُّيُوْلِ مِنْ اِسَافٍ وَنَائِلِ

(یہ واقعہ اس مقام کا ہے) جہاں اشعری لوگ اپنے اونٹ بٹھاتے ہیں اور اساف و نائلہ نامی بتوں کے پاس سے سیلابوں کے پہنچنے کی جگہ ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ بیت ان کے ایک قصیدے کی ہے جس کو ان شاء اللہ قریب میں اس کے مقام پر بیان کروں گا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ہر گھر والے نے اپنے گھر میں ایک بت بنا رکھا تھا جس کی وہ پوجا کرتے تھے جب ان میں سے کوئی شخص کسی سفر کا ارادہ کرتا تو جب وہ سوار ہونے پر آمادہ ہوتا تو اس بت پر ہاتھ پھیرتا اور یہ وہ آخری چیز ہوتی جو اس کے سفر کو نکلنے کے وقت ہوتی اور جب وہ اپنے سفر سے آتا تو اس پر ہاتھ پھیرتا اور یہ وہ پہلی چیز ہوتی جس سے اپنے گھر والوں کے پاس جانے سے پہلے کی جاتی پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول محمد ﷺ کو توحید دے کر روانہ فرمایا تو قریش نے کہا۔

اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَاب.

''کیا اس (شخص) نے (تمام) معبودوں کو ایک معبود بنا دیا بے شبہ یہ تو ایک بڑی عجیب چیز ہے''۔

اور عربوں نے کعبۃ اللہ کے ساتھ ساتھ چند طاغوت بھی بنا رکھے تھے اور وہ چند گھر تھے جن کا احترام وہ اسی طرح کیا کرتے تھے جس طرح کعبۃ اللہ کا ان گھروں کے بھی خدام اور محافظین ہوتے تھے۔ اور ان گھروں کے پاس بھی نذرانے گزارنے جاتے جس طرح کعبۃ اللہ کے لئے گزرانے جاتے تھے اور وہ ان کا بھی اسی طرح طواف کرتے جس طرح اس کا طواف ہوتا تھا اور اس کے پاس بھی اسی طرح جانور ذبح کرتے تھے اور اس کے ساتھ ساتھ کعبۃ اللہ کی فضیلت کے بھی وہ مقر تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ وہ ابراہیم (علیہ السلام)

---

1 (الف) اسعد بزیادتی الف ہے۔ (احمد محمودی)

کا گھر اور آپ کی مسجد ہے۔

اور قریش اور بنی کنانہ کے لئے مقام نخلہ میں (ایک مورتی) عزیٰ تھی اور اس کے سدنہ یعنی دربان اور محافظ بنی ہاشم کے حلیف' بنی سلیم میں سے بنی شیبان تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ خاص کر ابو طالب کے حلیف تھے۔ اور یہ سلیم منصور ابن عکرمہ بن خصفہ بن قیس بن عیلان کا بیٹا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اسی کے بارے میں عرب کے کسی شاعر نے کہا ہے۔

لَقَدْ اُنْكِحَتْ اَسْمَاءُ رَأْسَ بُقَيْرَةٍ مِنَ الْاُدْمِ اَهْدَاهَا امْرُؤٌ مِنْ بَنِىْ غَنَمِ

اسماء ایسے شخص کے نکاح میں دی گئی ہے جو سالن پکانے کی گائے کی سری (کے جیسا کمزور اور بے جان) ہے۔ جس کو بنی غنم کے کسی شخص نے بطور قربانی پیش کیا ہو۔

رَأَى قَدَعًا فِىْ عَيْنِهَا اِذْ يَسُوْقُهَا اِلَى غَبْغَبِ الْعُزّٰى فَوَسَّعَ فِى الْقَسْمِ

وہ اسے عزیٰ نامی بت کی قربان گاہ کی طرف ہانک لے جارہا تھا سو اس نے اس کی بینائی کمزوری دیکھی تو تقسیم کے گوشت میں توسیع کرنے کے لئے اسے بھی قربانی میں شریک کر دیا۔

اور وہ اسی طرح کیا کرتے تھے کہ جب وہ کسی نذر کی قربانی کرتے تو اس کو ان لوگوں میں بانٹ دیا کرتے جو ان کے پاس موجود ہوتے غبغب کے معنی ''ذبح کرنے کے مقام' خون بہانے کی جگہ'' کے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ دونوں بیتیں ابو خراش ہذلی کی بیتوں میں کی ہیں اس کا نام خویلد بن مرہ تھا اور ''سدنہ'' وہ لوگ تھے جو کاروبار کعبۃ اللہ کے منتظم تھے روبۃ العجاج نے کہا ہے۔

فَلَا وَرَبِّ الْاٰمِنَاتِ الْقُطَّنِ بِمَحْبِسِ الْهَدْىِ وَبَيْتِ الْمَسْدَنِ

خدام بیت اللہ کے گھروں میں اور قربانی کے جانور رہنے کے مقام میں بے خوف رہنے والے جانوروں کے پروردگار کی قسم ایسا ہرگز نہ ہوگا۔

یہ دونوں بیتیں (یعنی مذکورہ بالا شعر) اس کے ایک بحر رجز کے قصیدے کی ہیں ان شاء اللہ اس کا بیان اس کے مقام پر کروں گا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مقام طائف میں قبیلہ ثقیف کی ایک مورتی لات تھی اور اس کے دربان و محافظ بنی ثقیف میں سے بنی معتب تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس کا بیان ان شاء اللہ اس کے مقام پر کروں گا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اوس وخزرج اور یثرب والوں میں سے ان کے ہم مذہب لوگوں کی ایک مورتی

مناۃ تھی جو ضلع مشلل کے مقام قدید میں ساحل سمندر پر تھی۔

ابن ہشام نے کہا کہ کمیت بن زید نے جو بنی اسد بن خزیمہ بن مدرکۃ میں کا ایک شخص ہے یہ شعر کہا ہے۔

وَقَدْ آلَتْ قَبَائِلُ لَا تُوَلِّيْ مَنَاةَ ظُهُوْرَهَا مُتَحَرِّفِيْنَا

حالانکہ چند قبیلوں نے قسمیں کھا کھا کر اقرار کیا تھا کہ مڑ کر بھی اپنی پیٹھیں مناۃ کی جانب نہ کریں گے۔

یہ اس کے ایک قصیدے کی بیت ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس مناۃ کی جانب ابی سفیان بن حرب کو روانہ فرمایا تو انہوں نے اس کو ڈھا دیا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ آپ نے علی بن ابی طالب رضوان اللہ علیہ کو روانہ فرمایا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ذو الخلصۃ ایک بت قبائل دوس و خثعم و بجیلہ اور ان عربوں کا تھا جو ان کی بستیوں میں رہا کرتے تھے اور یہ بت مقام تبالہ میں تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض نے ذو الخلصۃ کہا ہے۔ عرب کے ایک شخص نے کہا ہے۔

لَوْكُنْتَ يَاذَا الْخَلَصِ الْمَوْتُوْرَا مِثْلِيْ وَكَانَ شَيْخُكَ الْمَقْبُوْرَا

لَمْ تَنْهَ عَنْ قَتْلِ الْعُدَاةِ زُوْرَا

اے ذو الخلص اگر تو بھی میری طرح مظلوم ہوتا اور تیرا بھی کوئی بزرگ خاندان دفن کر دیا گیا ہوتا تو دشمنوں کے قتل کرنے سے مصنوعی طور پر بھی تو سیع نہ کرتا۔

اس شخص کا باپ مار ڈالا گیا تھا تو اس نے اس کا بدلہ لینا چاہا تو ذو الخلصۃ کے پاس آیا اور تیروں کے ذریعہ قسمت دریافت کی (یعنی یہ معلوم کرنا چاہا کہ ایسا کرنا اس کے لئے اچھا ہے یا نہیں وہ بدلہ لے سکے گا یا نہیں) تو اس کام کی ممانعت کا تیر نکلا تو اس نے یہ مذکورہ ابیات کہے۔ بعض لوگ ان ابیات کو امراالقیس بن حجر الکندی کی جانب منسوب کرتے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی جانب جریر بن عبداللہ البجلی کو روانہ فرمایا اور انہوں نے اس کو منہدم کیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ فلس نامی ایک بت بنی طیی اور ان لوگوں کا تھا جو بنی طیی کے دونوں پہاڑوں کے پاس رہتے تھے اور یہ بت سلمی اور اجا دو پہاڑوں کے درمیان تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض اہل علم نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے علی بن ابی طالب رضوان اللہ علیہ کو روانہ فرمایا تو آپ یعنی علی رضی اللہ عنہ نے اسے ڈھایا تو اس میں آپ نے دو تلواریں پائیں ان

میں سے ایک کو رسوب اور دوسری کو مخذم کہا جاتا تھا آپ ان دونوں کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے تو رسول اللہ ﷺ نے وہ دونوں تلواریں آپ کو عنایت فرمادیں یہی وہ تلواریں تھیں جو علی رضی اللہ عنہ کی تلواریں (مشہور) تھیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ حمیر اور یمن والوں کا ایک گھر مقام صنعا میں تھا جس کو ریام کہا جاتا تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ میں نے سابق میں اس کا بیان کر دیا ہے۔

اور بنی ربیعہ بن کعب بن سعد بن زید مناۃ بن تمیم کا رضاء نامی ایک گھر تھا اسی کے متعلق مستوغر بن ربیعہ بن کعب بن سعد نے جب زمانہ اسلام میں اس کو ڈھایا تو یہ شعر کہا۔

وَلَقَدْ شَدَدْتَ عَلٰى رُضَاءٍ شَدَّةً ۔۔۔ فَتَرَكْتُهَا قَفْرًا بِقَاعٍ اَسْحَمَا

میں نے رضاء نامی گھر کے ڈھانے میں ایسی قوی ضربیں لگائیں کہ اس کو ویران سیاہ زمین بنا ڈالا۔

ابن ہشام نے کہا کہ فتر کتھا قفرا بقاع اسحما بنی سعد کے ایک اور شخص سے بھی مروی ہے یعنی اس شعر کی نسبت ایک اور شخص کی طرف بھی کی جاتی ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض لوگوں نے مستوغر کے متعلق کہا ہے کہ وہ تین سو تیس سال زندہ رہا اور اس نے بنی مضر میں سب سے زیادہ عمر پائی اور یہی وہ شاعر ہے جو کہتا ہے۔

وَلَقَدْ سَئِمْتُ مِنَ الْحَيَاةِ وَطُوْلِهَا ۔۔۔ وَعَمَرْتُ مِنْ عَدَدِ السِّنِيْنَ مِئِيْنَا

زندگی اور اس کی درازی سے میں اکتا گیا ہوں اور سیکڑوں سال زندہ رہ چکا ہوں۔

مِائَةٌ حَدَتْهَا بَعْدَهَا مِائَتَانِ لِيْ ۔۔۔ وَازْدَدْتُ مِنْ عَدَدِ الشُّهُوْرِ سِنِيْنَا

دو سو سال اپنے بعد میرے لئے اور ایک سو سال لائے اور چند سال اس سے بھی بڑھ چکا ہوں جو مہینوں کے دنوں کی تعداد میں ہیں (یعنی ۲۰۰+۱۰۰+۳۰=۳۳۰ سال میری عمر ہو چکی ہے)۔

هَلْ مَابَقٰى اِلَّا كَمَا قَدْ فَاتَنَا ۔۔۔ يَوْمٌ يَمُرُّ وَلَيْلَةٌ تَحْدُوْنَا

کیا جو کچھ (عمر کا زمانہ) باقی رہ گیا ہے وہ ایسا ہی نہیں ہے جیسا کہ (ابھی ابھی) ہمارے پاس سے گزر چکا ہے کہ دن گزر رہا ہے اور رات ہمیں (موت کی جانب) ہانکے لئے جا رہی ہے۔

بعض لوگ ان اشعار کو زہیر بن جناب کلبی سے روایت کرتے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بکر و تغلب وائل و ایاد کے دونوں بیٹوں کا ایک گھر ذوالکعبات نامی سنداد میں تھا۔ اسی گھر کے متعلق اعشی بنی قیس بن ثعلبہ کا ایک شخص کہتا ہے۔

بَیْنَ الْخَوَرْنَقِ وَالسَّدِیْرِ وَ بَارِقٍ وَالْبَیْتِ ذِی الْکَعَبَاتِ[1] مِنْ سِنْدَادِ

اس مکعب گھر کی قسم جو مقام سنداد میں خورنق وسدیر و بارق نامی مقامات کے درمیان ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ شعر اسود بن یعفر نہشلی کا ہے وہ نہشلی جو دارم ابن مالک بن حنظلہ بن مالک بن زید مناۃ بن تمیم کا بیٹا ہے۔ یہ شعر۔ اس کے ایک قصیدے کا ہے اور مجھے یہ شعر ابومحرز خلف الاحمر نے اس تغیر کے ساتھ سنایا۔

اَھْلَ الْخَوَرْنَقِ وَالسَّدِیْرِ وَ بَارِقٍ وَالْبَیْتِ ذِی الشُّرُفَاتِ مِنْ سِنْدَادِ

وہ لوگ خورنق وسدیر و بارق والے ہیں اور اس گھر والے ہیں جو عظمتوں والا اور سنداد میں ہے۔

رسم بحیرۃ وسائبۃ ووصیلۃ وحامی

ابن اسحٰق نے کہا کہ بحیرۃ سائبہ کی مادہ اولاد کو کہتے ہیں اور سائبہ اس اونٹنی کو کہتے ہیں جس نے مسلسل دس مادائیں جنی ہوں ان کے درمیان کوئی نر نہ پیدا ہوا ہو (ایسی اونٹنی بے مہار) چھوڑ دی جاتی تھی اور اس پر نہ سواری کی جاتی تھی اور نہ اس کے بال کترے جاتے اور نہ اس کا دودھ بغیر مہمان کے اور کوئی پیتا اگر اس کے بعد بھی وہ مادہ جنتی تو اس کا کان پھاڑ دیا جاتا اور اس کی ماں کے ساتھ اس کو بھی چھوڑ دیا جاتا اور اس پر بھی نہ سواری کی جاتی اور نہ اس کے بال کترے جاتے اور نہ اس کا دودھ بجز مہمان کے اور کوئی پیتا جس طرح اس کی ماں کے ساتھ کیا جاتا تھا اور سائبہ کی یہی مادہ اولاد بحیرہ کہلاتی ہے۔

اور وصیلہ وہ بکری ہے جس نے پانچ دفعہ میں مسلسل دس مادائیں جنی ہوں جن کے درمیان کوئی نر نہ ہو تو وصیلہ بتادی جاتی یعنی وہ کہہ دیتے "قد وصلت" یعنی وہ متواتر مادائیں جن چکی۔ پھر اس کے بعد جو کچھ وہ جنتی وہ ان کے مردوں کا حصہ ہوتا ان کے عورتوں کو کچھ حصہ نہ ملتا مگر ایسی صورت میں کہ ان میں سے کوئی بکری مردار ہو جاتی تو اس کے کھانے میں ان کے مرد اور عورتیں دونوں شریک ہوتے۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ بھی روایت آئی ہے کہ اس کے بعد جو کچھ وہ جنتی وہ ان کی بیٹیوں کو چھوڑ کر بیٹوں کے لئے ہوتا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ حامی وہ نر اونٹ ہوتا تھا جس کے نطفے سے متواتر دس مادائیں پیدا ہوتیں ان کے درمیان کوئی نر نہ ہوتا ایسی صورت میں اس کی پشت محفوظ ہو جاتی اور اس پر نہ سواری کی جاتی تھی نہ اس کے

---

[1] (الف ب) ذی الکعبات (ج د) ذی الشرفات یعنی عظمتوں والا ہے۔ (احمد محمودی)

بال کاٹے جاتے۔ اس کو اونٹوں کے گلہ میں چھوڑ دیا جاتا تھا کہ ان میں رہ کر ان سے جفت ہوا کرے اس کے سوا اس سے اور کسی قسم کا فائدہ نہ اٹھایا جاتا۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ طریقہ عرب کی مختلف جماعتوں کے پاس اس سے جدا بھی تھا مگر حامی کے متعلق ان کے پاس ابن اسحٰق کے قول کے موافق ہی عمل ہوتا تھا۔

اور بحیرہ ان کے پاس وہ اونٹنی کہلاتی جس کا کان پھاڑ دیا جاتا اور اس پر سواری نہ کی جاتی اور نہ اس کے بال کاٹے جاتے اور نہ اس کا دودھ پیا جاتا مگر مہمان (اس کا دودھ پی سکتا تھا) یا اس کو بطور صدقہ دے دیا جاتا اور وہ ان کے بتوں کے لئے چھوڑ دی جاتی۔

اور سائبہ وہ اونٹنی ہوتی جس کے متعلق کوئی شخص نذر کرتا کہ اگر اس نے اپنی بیماری سے صحت حاصل کر لی یا اس نے اپنا مقصد پا لیا تو وہ اس کو (بتوں کے لئے) چھوڑ دے گا پھر جب ایسا ہوتا یعنی صحت یا مقصد حاصل ہو جاتا تو وہ اپنے اونٹوں میں سے کوئی اونٹ یا اونٹنی اپنے بعض بتوں کے لئے چھوڑ دیتا اور وہ چھٹی پھرتی اور چرتی رہتی اس سے اور کوئی فائدہ حاصل نہ کیا جاتا۔

اور وصیلہ وہ اونٹنی ہے جس کی ماں ہر حمل میں دو جنتی تو ان کا مالک ان میں سے ماداؤں کو اپنے بتوں کے لئے چھوڑ دیتا اور نروں کو خود اپنے لئے رکھ لیتا (اور اس کو وصیلہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ) اس کی ماں اس کو اس طرح جنتی ہے کہ ایک ہی حمل میں اس کے ساتھ نر بھی ہوتا ہے تو وہ کہتے وصلت اخاھا وہ اپنے بھائی کے ساتھ مل گئی پس اس کے ساتھ اس کے بھائی کو بھی چھوڑ دیا جاتا اور اس سے بھی کسی طرح کا فائدہ حاصل نہ کیا جاتا۔

ابن ہشام[1] نے کہا کہ اس تفصیل کو مجھ سے یونس بن حبیب نحوی اور اس کے سوا دوسروں نے بھی بیان کیا ہے لیکن ان میں کی بعض باتیں ایک کی روایت میں ہیں تو دوسرے کی روایت میں نہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب اللہ عزوجل نے اپنے رسول محمد ﷺ کو بھیجا تو آپ پر یہ آیت نازل فرمائی۔

﴿ وَقَالُوا مَا فِي بُطُونِ هَٰذِهِ الْأَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُورِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلَىٰ أَزْوَاجِنَا ۖ وَإِن يَكُن[2] مَّيْتَةً فَهُمْ فِيهِ شُرَكَاءُ ۚ سَيَجْزِيهِمْ وَصْفَهُمْ ۚ إِنَّهُ حَكِيمٌ عَلِيمٌ ﴾

''انہوں نے (کافروں نے) کہا کہ ان چوپایوں کے پیٹ میں جو کچھ ہے وہ خاص ہمارے مردوں کے لئے ہے اور ہماری بیبیوں پر حرام ہے اور اگر وہ مردار ہو جائے تو وہ سب اس میں

---

[1] خط کشیدہ الفاظ (الف) میں نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)۔

[2] (الف) یکون ہے جو غلط ہے۔ (احمد محمودی)

شریک (ہوتے) ہیں قریب میں وہ (اللہ تعالیٰ) انہیں ان کے (اس غلط) بیان کی جزادے گا بے شبہ وہ بڑی حکمت والا بڑے علم والا ہے''۔

اور آپ پر یہ بھی نازل فرمایا:

﴿ قُلْ اَرَءَیْتُمْ مَّا اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ﴾

''(اے نبی) تو (ان سے) کہہ اللہ نے جو رزق تمہارے لئے اتارا ہے کیا تم نے (کبھی) اس (بارے) میں غور کیا ہے کہ اس میں سے کچھ تو تم حرام ٹھہراتے ہو اور کچھ حلال (کیا یہ طریقہ صحیح ہے) تو کہہ کیا اللہ نے تمہیں (اس امر کی) اجازت دی ہے یا تم اللہ پر افترا پردازی کرتے ہو''۔

اور آپ پر یہ بھی نازل فرمایا:

﴿ مِنَ الضَّاْنِ اثْنَیْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَیْنِ قُلْ آٰلذَّكَرَیْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَیَیْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَیْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَیَیْنِ نَبِّـُٔوْنِیْ[1] بِعِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ وَمِنَ الْاِبِلِ اثْنَیْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَیْنِ قُلْ آٰلذَّكَرَیْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَیَیْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَیْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَیَیْنِ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ وَصّٰىكُمُ اللّٰهُ بِهٰذَا فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا لِّیُضِلَّ النَّاسَ بِغَیْرِ عِلْمٍ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ﴾

''بھیڑوں میں سے دو اور بکریوں میں سے دو (جوڑے جوڑے اللہ تعالیٰ نے پیدا کئے ہیں اے نبی) تو ان سے کہہ کیا (اللہ نے) دو نروں کو حرام کیا ہے یا دو ماداؤں کو یا اس (چیز) کو (حرام کیا ہے) جس پر ماداؤں کی بچہ دانیاں حاوی ہیں (یعنی کیا نر و مادہ دونوں حرام کئے گئے ہیں) اگر تم سچے ہو تو مجھے علمی (طور پر مسئلہ کی تحقیق) خبر دو۔ اور اونٹوں میں سے دو اور (گائے) بیل میں سے دو (جوڑے جوڑے اس نے پیدا کیے ان سے) کہہ کیا دونوں نر حرام کیے ہیں یا دونوں مادائیں یا (وہ تمام چیزیں حرام کی ہیں) جن پر ماداؤں کی بچہ دانیاں حاوی ہیں (کیا یہ تمام باتیں تم نے اپنی جانب سے گھڑ لی ہیں) یا اللہ نے جب تمہیں اس کا حکم فرمایا (تو اس وقت) تم (اس کے روبرو) حاضر تھے (اور اپنی آنکھوں دیکھی بات بیان کر رہے ہو خدا سے ڈرو اور اس پر اس طرح افتراء پردازی نہ کرو) اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہے جس نے اللہ پر جھوٹ

---

[1] نسخہ (الف) میں کلام مجید کے خط کشیدہ جملات چھوٹ گئے ہیں۔ (احمد محمودی)

باندھا تا کہ بے علمی سے لوگوں کو بھٹکائے یہ یقینی بات ہے کہ اللہ ظالموں کو (کبھی) راہ راست پر نہیں چلاتا''۔

ابن ہشام نے کہا کہ تمیم بن ابی بن مقبل نے جو بنی عامر بن صعصعہ میں کا ایک شخص ہے کہا ہے۔

فِيهِ مِنَ الْأَخْرَجِ الْمِرْبَاعِ قَرْقَرَةٌ ۔۔۔ هَدْرَ الدِّيَافِيِّ[1] وَسْطَ الْهَجْمَةِ الْبُحُرِ

اس مقام پر چتکبرے مست گورخر کی آواز اس طرح آتی ہے جس طرح ان دیافی اونٹوں کے بغبغانے کی آواز جن میں تقریباً ایک سو ذبح کیے جانے سے محفوظ چھٹے پھرنے والے اونٹ ہوں اور یہ بیت اس کے قصیدے کی ہے۔

اور ایک شاعر نے کہا ہے۔

حَوْلَ الْوَصَائِلِ فِي شُرَيْفٍ حِقَّةٌ ۔۔۔ وَالْحَامِيَاتُ ظُهُوْرَهَا وَالسُّيَّبُ

مقام شریف میں پیاپے مادائیں جننے والی اونٹنیوں یا بکریوں کے اطراف چار سالہ اونٹنیاں اور ایسے اونٹ ہیں جن کی پیٹھیں سواری کرنے سے محفوظ ہیں اور ایسی اونٹنیاں بھی ہیں جنہیں دس دس مادائیں جننے کے سبب بے مہار چھوڑ دیا گیا ہے۔

اور وصیلہ کی جمع وصائل اور وصل ہے اور بحیرۃ کی جمع بحائر اور بحر ہے اور سائبہ کی جمع زیادہ تر سوائب آتی اور سیب[2] بھی آتی ہے اور حام کی جمع اکثر حوام آتی ہے۔

(بیان نسب کا تکملہ)

ابن اسحٰق نے کہا بنی خزاعہ کہتے ہیں کہ ہم عمرو بن عامر کی اولاد ہیں اور یمن والوں میں سے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ ان (روایات) میں سے جو مجھ سے ابوعبیدہ اور اس کے علاوہ دوسرے اہل علم نے بیان کیا یہ ہے: بنی خزاعہ کہتے ہیں کہ ہم عمرو بن ربیعہ بن حارثہ بن عمرو بن عامر بن حارثہ بن امری القیس بن ثعلبہ ابن مازن بن الاسد بن الغوث کی اولاد ہیں۔ اور ہماری[3] ماں خندف ہے اور بعض کہتے ہیں کہ خزاعہ حارثہ بن عمرو بن عامر کی اولاد ہیں اور ان کا نام خزاعہ[4] اس لئے رکھا گیا کہ وہ جب شام کو جانے

---

[1] (الف) میں الریافی بارائے مہملہ ہے لیکن اس کے کوئی مناسب معنی ہمیں یہاں سمجھ میں نہیں آئے البتہ (ب ج د) میں الدافی بادال مہملہ ہے دیاف کے متعلق سہیلی اور طبطاوی دونوں نے لکھا ہے کہ شام میں ایک مقام کا نام ہے۔ (احمد محمودی)

[2] (الف) میں سیب نہیں ہے۔ (احمد محمودی)۔ [3] (الف) میں امھا ہے یعنی ان کی ماں ہے (احمد محمودی)

[4] خزع عن القوم کے معنی انقطع عنھم ان سے علیحدہ ہو گیا اور تخزعوا کے معنی اقتسموا متفرق ہو گئے ہیں۔ (احمد محمودی)۔

کے ارادے سے یمن ہوتے ہوئے آئے تو عمرو بن عامر کی اولاد سے علیحدہ ہو کر مرا ظہران میں اتر پڑے اور وہیں سکونت اختیار کر لی عوف[1] بن ایوب انصاری نے جو بنی عمرو بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ بن[2] الخزرج میں کا ایک شخص ہے (حالت) اسلام (یا زمانہ اسلام) میں کہا ہے۔

فَلَمَّا هَبَطْنَا مَرَّ تَخَزَّعَتْ خُزَاعَةُ مِنَّا فِيْ خُيُوْلٍ[3] كَرَاكِرِ

جب ہم وادی مر میں اترے تو بنی خزاعہ کے متعدد دستے بہت گھروں میں ہم سے علیحدہ ہو گئے۔

حَمَتْ كُلَّ وَادٍ مِنْ تِهَامَةَ وَاحْتَمَتْ بِصُمِّ الْقَنَا وَالْمُرْهَفَاتِ الْبَوَاتِرِ

اور انہوں نے تہامہ کی ہر ایک وادی کی محافظت کی اور خود بھی مضبوط نیزوں اور تیز تلواروں کے ذریعے محفوظ رہے۔

یہ دونوں بیتیں اس کے ایک قصیدے کی ہیں۔ اور ابو مطہرۃ اسمٰعیل بن رفع الانصاری نے جو بنی حارثہ بن الحارث بن الخزرج بن عمرو بن مالک بن الاوس میں کا ایک شخص ہے کہا ہے۔

فَلَمَّا هَبَطْنَا بَطْنَ مَكَّةَ اَحْمَدَتْ خُزَاعَةُ دَارَالْآكِلِ الْمُتَحَامِلِ

پھر جب ہم وادی مکہ میں اترے تو خزاعہ نے ظلم کرنے والوں اور (دوسروں) کو کھا جانے والے خاندان کے ساتھ قابل تعریف برتاؤ کیا۔ یا مہمان کا بار اٹھانے والے گھر کے ساتھ قابل تعریف برتاؤ کیا یعنی مہمان نوازی کی۔

فَحَلَّتْ اَكَارِيْسًا وَشَنَّتْ قَنَابِلًا عَلٰى كُلِّ حَيٍّ بَيْنَ نَجْدٍ وَ سَاحِلِ

وہ جتھے جتھے بن کر اترے اور پہاڑ اور ساحل کے درمیان تمام قبیلوں یا جانداروں پر ایک ایک دستے نے ہر طرف سے حملہ کر دیا۔

نَفَوْا جُرْهُمًا عَنْ بَطْنِ مَكَّةَ وَاحْتَبَوْا بِعِزٍّ خُزَاعِيٍّ شَدِيْدِ الْكَوَاهِلِ

جرہم کو وادی مکہ سے باہر کر دیا اور قوت والے بنی خزاعہ کے لئے عزت حاصل کر کے آرام لیا۔

یہ اشعار اس کے ایک قصیدے کے ہیں اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ہم انہیں جرہم کی جلاوطنی کے بیان میں ذکر کریں گے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مدرکۃ بن الیاس کے دو لڑکے ہوئے خزیمۃ بن مدرکۃ اور ہذیل بن مدرکۃ ان دونوں کی ماں بنی قضاعہ میں کی ایک عورت تھی خزیمہ کے چار لڑکے ہوئے کنانۃ بن خزیمۃ اسد بن خزیمۃ اسدہ

---

[1] (الف) عون بالنون (ب ج د) عوف بالفاء۔ نسخہ (ب) کے حاشیہ پر اس کی صراحت ہے کہ خشنی اور معجم البلدان کی روایت میں عوف بالفاء ہی ہے۔ (احمد محمودی)

[2] (الف) میں بن کے بجائے من ہے۔ (احمد محمودی)۔

[3] (ب ج د) خیول (الف) علول جس کے معنی بہت سے گھروں کے ہیں۔ (احمد محمودی)

بن خزیمۃ اور ہون بن خزیمۃ ۔ کنانۃ کی ماں عوانۃ بنت سعد بن عیلان بن مضر تھی۔

ابن ہشام نے کہا بعض کہتے ہیں کہ الہون بن خزیمۃ ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کنانہ بن خزیمۃ کے بھی چار لڑکے ہوئے النضر بن کنانۃ مالک بن کنانۃ عبد مناہ بن کنانۃ اور ملکان بن کنانۃ النضر کی ماں تو برہ بنت مر بن اد بن طابخہ بن الیاس بن مضر تھی اور اس کے تمام (دوسرے) بچے ایک دوسری عورت سے تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ نضر اور مالک اور ملکان کی ماں برہ بنت مر تھی اور عبد مناۃ کی ماں ہالہ بنت سوید بن الغطریف از دشنوءَ کے خاندان سے تھی۔ اور شنوءہ کا نام عبداللہ بن کعب بن عبداللہ بن مالک بن نصر بن اسد بن الغوث تھا۔ اور ان کا نام شنوءَہ اس وجہ سے پڑ گیا کہ ان میں آپس میں بہت دشمنی تھی شنئان کے معنی دشمنی کے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ نضر ہی کا نام قریش ہے۔ جو شخص نضر کی اولاد میں ہو گا وہی قریشی کہلائے گا۔ اور جو نضر کی اولاد میں نہ ہو گا وہ قریشی بھی نہ ہو گا۔

جریر بن عطیہ جو بنی کلیب بن یربوع بن حنظلۃ بن مالک بن زید مناۃ بن تمیم میں کا ایک شخص ہے ہشام بن عبدالملک بن مروان کی ستائش میں کہتا ہے۔

فَمَا الْاُمُّ الَّتِیْ وَلَدَتْ قُرَیْشًا بِمُقْرِفَۃِ النِّجَارِ وَلَا عَقِیْمِ

جس ماں نے قریش کو جنا ہے نہ وہ نسب کے لحاظ سے عیب دار ہے اور نہ بانجھ ہے۔

وَمَا قَرْمٌ بِاَنْجَبَ مِنْ اَبِیْکُمْ وَمَا خَالٌ بِاَکْرَمَ مِنْ تَمِیْمِ

اے قبیلۂ قریش نہ کوئی بزرگ خاندان تمہارے باپ سے زیادہ شریف ہے نہ کسی کا ماموں تمیم سے زیادہ عزت والا ہے۔

شاعر برہ بنت مر کی طرف اشارہ کر رہا ہے جو تمیم بن مر کی بہن اور النضر کی ماں تھی اور یہ دونوں شعر اس کے ایک قصیدے کے ہیں۔

بعضوں نے فہر بن مالک کا نام قریش بتایا ہے تو جو شخص فہر کی اولاد میں ہو گا وہ قرشی کہلائے گا۔ اور جو فہر کی اولاد میں نہ ہو گا وہ قرشی نہ سمجھا جائے گا۔ قریش کا نام قریش اس لئے مشہور ہو گیا کہ تقرش کے معنی اکتساب و تجارت کے ہیں رؤبۃ بن العجاج کہتا ہے۔

قَدْ کَانَ یُغْنِیْہِمْ عَنِ الشُّغُوْشِ وَالْخَشْلِ مِنْ تَسَاقُطِ الْقُرُوْشِ

شَحْمٌ وَمَحْضٌ لَیْسَ بِالْمَغْشُوْشِ

چکنا (گوشت) اور تازہ خالص دودھ جو مسلسل تجارت اور کمائی کے سبب انہیں حاصل تھا گیہوں (کی جیسی سادہ غذا) اور پازیب کنگن (وغیرہ کی زینت وآرائش) سے بے نیاز کرنے کے لئے انہیں کافی تھا۔ (یعنی مزید ار غذا ملنے کے سبب سادہ غذا کی طرف رغبت واحتیاج نہ رہی تھی۔ اور گوشت دودھ وغیرہ کھانے سے ان کے چہرے سرخ وسفید اور خوب صورت ہو گئے تھے اس لئے وہ زیورات کی زینت وآرائش سے بے نیاز ہو گئے تھے۔

ابن ہشام[1] نے کہا کہ ایک قسم کے گیہوں کو شغوش کہتے ہیں اور پازیب اور کنگن وغیرہ کے سروں کو خشل کہا جاتا ہے۔ اور قروش کے معنی اکتساب وتجارت کے ہیں۔ شاعر کہتا ہے کہ چربی اور خالص تازہ دودھ نے انہیں ان چیزوں سے بے نیاز کر دیا تھا۔

یہ اشعار اس کے ایک قصیدے میں کے ہیں جو بحر رجز میں ہے۔

ابو جلدہ یشکری نے جو یشکر بکر بن وائل کا بیٹا تھا۔ کہا ہے۔

اِخْوَةٌ قَرَّشُوا الذُّنُوْبَ عَلَيْنَا　　فِيْ حَدِيْثٍ مِنْ عُمْرِنَا وَقَدِيْمٖ

وہ ہیں تو بھائی لیکن انہوں نے اِدھر اُدھر سے جمع کر کے ہم پر ایسے الزام قائم کئے ہیں جو ہماری کم عمری کے زمانے کے بھی ہیں اور اس سے پہلے کے بھی۔

یہ شعر اسی کے اشعار میں کا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ قریش کو قریش اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ متفرق ہونے کے بعد پھر ایک جگہ جمع ہوئے ہیں۔ اور جمع ہونے کو تقرش کہتے ہیں نضر بن کنانہ کے دولڑکے تھے مالک بن نضر اور یخلد بن نضر۔ مالک کی ماں عاتکہ بنت عدوان بن عمرو بن قیس بن عیلان تھی۔ اور مجھے خبر نہیں کہ یخلد کی ماں بھی یہی تھی یا نہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض روایات کے لحاظ سے صلت بن عمرو ہی ابو عمرو مدنی ہے ان سب کی ماں بنت سعد بن ظرب العدوانی تھی۔ اور عدوان عمرو بن قیس بن عیلان کا بیٹا تھا۔ کثیر بن عبدالرحمٰن جس کا نام کثیر عزہ تھا جو بنی خزاعہ کی شاخ بنی ملیح بن عمرو میں سے تھا۔ کہتا ہے۔

اَلَيْسَ اَبِیْ بِالصَّلْتِ؟ اَمْ لَيْسَ اِخْوَتِیْ　　لِكُلِّ هِجَانٍ مِنْ بَنِی النَّضْرِ اَزْهَرَا

کیا میرا باپ صلت نہیں یا میرے بھائی بنی النضر کے شرفا کی اولاد میں سے مشہور نہیں۔

---

[1] الف میں خط کشیدہ الفاظ نہیں ہیں۔

رَاَيْتُ لِبَابَ الْعَصْبِ مُخْتَلِطِ السَّدٰى   بِنَا وَبِهِمِ وَالْحَضْرَمِيِّ الْمُخَصَّرَا

فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا مِنْ بَنِى النَّضْرِ فَاتْرُكُوْا   اَرَاكًا بِاَذْنَابِ الْفَوَائِجِ اَخْضَرَا

اے مخاطب تو ہماری اوران کی یمنی چادروں اور حضرمی پتلی کمر والی نعلینوں (جوتوں) کی اصل و ابتدا کو بھی ایک دوسری سے ملتی جلتی پائے گا اور اگر تم بنی نضر میں سے نہیں ہو تو سرسبز پیلو کے جنگل کو ندیوں کی انتہاؤں تک چھوڑ دو۔ (یعنی اس جنگل سے نکل جاؤ) یہ بیتیں اسی کے ایک قصیدے کی ہیں بنی خزاعہ میں کے جو لوگ خود کو صلت بن النضر کے خاندان سے منسوب کرتے ہیں وہ کثیر عزہ کی ایک جماعت بنو ملیح بن عمرو ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مالک بن نضر کا لڑکا فہر بن مالک تھا جس کی ماں جندلہ بنت الحارث بن مضاض جرہمی تھی۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ ابن مضاض ابن مضاض اکبر نہیں ہے۔ ابن اسحٰق نے کہا کہ فہر بن مالک کے چار لڑکے تھے۔ غالب بن فہر محارب بن فہر حارث بن فہر اور اسد بن فہر اور ان کی ماں لیلیٰ بنت سعد بن ہذیل بن مدرکہ تھی۔

ابن ہشام نے کہا کہ جندلہ فہر کی لڑکی تھی اور یہی جندلہ یربوع بن حنظلہ ابن مالک بن زید مناۃ بن تمیم کی ماں تھی۔ اور جندلہ کی ماں لیلیٰ بنت سعد تھی جریر بن عطیہ بن الخطفی نے کہا ہے اور خطفی کا نام خذیفہ بن بدر بن سلمہ بن عوف بن کلیب بن یربوع بن حنظلہ تھا۔

وَاِذَا غَضِبْتُ رَمٰى وَرَائِىْ بِالْحَصَا   اَبْنَاءِ جَنْدَلَةٍ كَخَيْرِ الْجَنْدَلِ

جب میں (کسی پر) غصہ میں آتا ہوں تو جندلہ کے بچے جو بہترین چٹان کی طرح قوی ہیں میرے سامنے رہتے اور (دشمن پر) پتھر برساتے ہیں۔ یہ بیت اسی کے ایک قصیدے کی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ غالب بن فہر کے دو بیٹے ہوئے لوی بن غالب اور تیم بن غالب ان کی ماں سلمی بنت عمرو الخزاعی تھی۔ اور بنی تیم ہی وہ لوگ ہیں جو بنی الادرم کہلاتے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ لوی بن غالب کے چار لڑکے ہوئے کعب ابن لوی عامر بن لوی سامہ بن لوی اور عوف بن لوی کعب و عامر و سامہ کی ماں ماویہ بنت کعب بن القین بن جسر بنی قضاعہ میں کی تھی۔

ابن ہشام نے کہا کہ ایک اور لڑکا حارث بن لوی بھی تھا اس کی اولاد بنی جشم بن الحارث کہلاتی ہے جو بنی ربیعہ کی شاخ ہزان میں سے ہے جریر کہتا ہے۔

بَنِیْ جُشَمٍ لَسْتُمْ لِھِزَّانَ فَانْتَمُوْا لِاَعْلَی الرَّوَابِیْ مِنْ لُؤَیِّ بْنِ غَالِبِ
وَلَا تُنْکِحُوْا فِیْ آلِ ضَوْرٍ نِسَاءَ کُمْ وَلَا فِیْ شُکَیْسٍ بِئْسَ مَثْوَی الْغَرَائِبِ

اے بنی جشم تم بنی ہزان میں سے نہیں ہو اس لئے اپنے خاندان کا انتساب ان نمایاں ہستیوں کی طرف کرو جو لوئی بن غالب سے اوپر ہوں۔ اور اپنی لڑکیوں کی شادیاں بنی ضور اور شکیس میں سے کسی کے ساتھ نہ کرو کہ اجنبیوں کا ٹھکانا اچھا نہیں۔

اور سعد بن لوی بھی لوی کا ایک لڑکا تھا۔ اور یہ سب بنانہ سے نسبت رکھتے ہیں جو قبیلہ ربیعہ میں کے شیبان بن ثعلبہ بن عکابہ بن صعب ابن علی بن بکر بن وائل کی ایک شاخ ہے اور بنانہ اس قبیلے کی مربیہ تھی جو بنی القین بن جسر بن شیع اللہ۔ اور بعض کہتے ہیں سیع اللہ بن الاسد ابن وبرہ بن ثعلبہ بن حروان بن عمران بن الحاف بن قضاعہ میں کی تھی۔ اور بعض کہتے ہیں النمر بن قاسط کی بیٹی تھی اور بعض کہتے ہیں جرم بن ربان بن حلوان بن عمران بن الحاف بن قضاعہ کی بیٹی تھی۔ اور خزیمہ بن لوی بھی اس کا ایک لڑکا تھا۔ اور یہ لوگ عائذہ سے منسوب ہیں جو شیبان بن ثعلبہ کی شاخ ہے عائذہ ایک عورت کا نام تھا جو یمن والی تھی۔ اور یہ عورت بنی عبید بن خزیمہ بن لوی کی ماں تھی۔ اور عامر بن لوی کے سوا تمام بنی لوی کی ماں ماویہ بنت کعب بن القین بن جسر تھی۔ اور عامر بن لوی کی ماں مخشیہ بنت شیبان بن محارب بن فہر تھی بعض کہتے ہیں کہ لیلیٰ بنت شیبان بن محارب بن فہر تھی۔

حالات سامہ

ابن اسحٰق نے کہا کہ سامہ بن لوی عمان کی طرف چلا گیا اور وہیں رہا عرب کا خیال ہے کہ عامر بن لوی نے اس کو نکالا۔ اور اس لئے نکالا کہ ان دونوں میں کچھ رنجش تھی۔ سامہ نے عامر کی آنکھ پھوڑ دی۔ تو عامر نے اس کو ڈرایا وہ عمان کی طرف نکل گیا۔ عرب کا خیال ہے کہ جب سامہ بن لوی اپنی اونٹنی پر جارہا تھا۔ اور راستے میں اونٹنی چر رہی تھی کہ ایک سانپ نے اس اونٹنی کو پکڑ کر کھینچا اور وہ اپنے ایک بازو کے بل گر پڑی سانپ نے سامہ کو ڈس کر مار ڈالا۔ سامہ نے جب موت آتی دیکھی تو عربوں کا دعویٰ ہے کہ اس نے یہ شعر کہے۔

عَیْنُ فَابْکِیْ لِسَامَۃَ بْنِ لُؤَیٍّ عَلِقَتْ سَاقَ سَامَۃَ الْعَلَّاقَۃْ

اے آنکھ سامہ بن لوی کے لئے رو کہ سامہ کو ایک بڑی لپٹنے والی چیز لپٹ گئی۔

لَا اَرَی مِثْلَ سَامَۃَ بْنِ لُؤَیٍّ یَوْمَ حَلُّوْابِہٖ قَتِیْلًا لِنَاقَۃْ

جس روز لوگ اس مقام پر اترے تو اونٹنی پر مرنے والے سامہ بن لوی کے جیسا کوئی دوسرا نظر نہ آتا تھا۔

بَلِّغَا عَامِرًا وَكَعْبًا رَسُوْلًا ۔۔۔ اَنَّ نَفْسِيْ اِلَيْهِمَا مُشْتَاقَةْ

عامر اور کعب کو میرا یہ پیام پہنچا دو کہ میں ان دونوں کا مشتاق ہوں۔

اِنْ تَكُنْ فِيْ عُمَانَ دَارِيْ فَاِنِّيْ ۔۔۔ غَالِبِيٌّ خَرَجْتُ مِنْ غَيْرِ فَاقَةْ

اگر عمان میں میرا گھر ہو (بھی تو مجھے اس سے کس طرح خوشی ہو سکتی ہے کہ) میں تو بنی غالب میں کا ایک شخص ہوں اور بے ضرورت کسب رزق نکلا ہوں۔

رُبَّ كَاْسٍ هَرَقْتَ يَا ابْنَ لُؤَيٍّ ۔۔۔ حَذَرَ الْمَوْتِ لَمْ تَكُنْ مُهْرَاقَةْ

اے لوی کے بیٹے موت کے ڈر سے تو نے بعض ایسے پیالے لنڈھا دیئے جو لنڈھانے کے قابل نہ تھے (موت کے ڈر سے بعض قابل استفادہ چیزوں سے تو نے استفادہ نہیں کیا۔

رُمْتَ دَفْعَ الْحُتُوْفِ يَا ابْنَ لُؤَيٍّ ۔۔۔ مَا لِمَنْ رَامَ ذَاكَ بِالْحَتْفِ طَاقَةْ

اے لوی کے بیٹے تو نے موت کو دفع کرنا چاہا تھا لیکن جس نے یہ ارادہ کیا تھا اس میں موت سے مقابلے کی سکت نہ تھی۔

وَخَرُوْسِ السُّرَى تَرَكْتَ رَذِيًّا ۔۔۔ بَعْدَ جِدٍّ وَجِدَّةٍ وَرَشَاقَةْ

کوشش اور سخت کوشش اور تیز زنی کے بعد چپ چاپ چلی چلنے والی (اونٹنی) کو تو نے مبتلائے مصیبت چھوڑ دیا۔

ابن ہشام نے کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ شامہ کی اولاد میں سے ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر سامہ بن لوی سے اپنا نسب ظاہر کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔''الشاعر'' کیا وہی سامہ جو شاعر تھا۔ تو آپ کے بعض اصحاب نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ کی مراد اس کا یہ شعر ہے۔

رُبَّ كَاْسٍ حَرَقْتَ يَا ابْنَ لُؤَيٍّ ۔۔۔ حَذَرَ الْمَوْتِ لَمْ تَكُنْ مُهْرَاقَةْ

فرمایا ہاں۔

عوف بن لوی کے حالات اور اس کے نسب کا تغیر

ابن اسحٰق نے کہا کہ عرب کے ادعا کے لحاظ سے قریش کے ایک قافلے کے ساتھ عوف بن لوی نکلا اور جب غطفان بن سعد بن قیس بن عیلان کی سرزمین میں پہنچا تو وہ قافلے سے پیچھے رہ گیا اور اس کی قوم

کے جو لوگ اس کے ساتھ تھے' چلے گئے تو ثعلبہ بن سعد جو نسب کے لحاظ سے عوف بن لؤی کا بھائی تھا اس کے پاس آیا کیونکہ ثعلبہ سعد بن ذبیان بن بغیض بن ریث بن غطفان کا بیٹا ہے۔ اور عوف سعد[1] بن ذبیان بن بغیض بن ریث بن غطفان کا وہ اس کے پاس آیا۔ اور اس کو روک لیا اور بہت اصرار کر کے اس سے بھائی چارہ قائم کیا اور وہیں اس کی شادی کر دی اس واقعے کے بعد سے وہ نسباً بنی ذبیان سے متعلق و مشہور ہو گیا۔ جب عوف پیچھے رہ گیا اور اس کو اس کی قوم نے چھوڑ دیا تو لوگوں کے خیال کے موافق ثعلبہ ہی نے عوف سے مخاطب ہو کر یہ شعر کہا تھا۔

اِحْبِسْ عَلَيَّ ابْنَ لُؤَيٍّ جَمَلَكَ تَرَكَكَ الْقَوْمُ وَلَا مَتْرَكَ لَكَ

اے ابن لؤی اپنا اونٹ میرے پاس روک تجھے تیری قوم نے چھوڑ دیا لیکن تو چھوٹ کہاں سکتا ہے (یعنی ہم تو تجھے نہ چھوڑیں گے)۔

ابن اسحٰق نے کہا مجھ سے محمد بن جعفر بن الزبیر یا محمد بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن حصین نے بیان کیا عمر بن الخطاب نے فرمایا کہ اگر میں عرب کے کسی قبیلے سے متعلق ہونے یا اس کو ہم میں ملا لینے کا دعویدار ہوتا تو بنی مرۃ بن عوف کے متعلق دعویٰ کرتا۔ کیونکہ ہم ان میں بہت کچھ مماثلت پاتے ہیں اور یہ بھی جانتے ہیں کہ یہ شخص کہاں اور کس حیثیت سے جا پڑا ہے (یعنی عوف بن لؤی۔ کس خاندان سے تھا اور کس طرح وہ دوسرے خاندان میں جا پڑا ہے سب کچھ ہمیں معلوم ہے)۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ وہ نسباً غطفانی ہے کیونکہ مرۃ عوف بن سعد بن ذبیان بن بغیض بن ریث بن غطفان کا بیٹا ہے اور جب ان لوگوں سے اس نسب کا ذکر ہوتا ہے تو یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں اس نسب سے انکار نہیں یہ نسب تو ہمیں بہت محبوب ہے اور حارث بن ظالم بن جذیمہ[2] بن یربوع نے یہ شعر کہے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا ہے کہ وہ بنی مرۃ بن عوف میں کا ایک شخص ہے جب وہ نعمان بن منذر سے ڈر کر بھاگ گیا تو جا کر قریش میں مل گیا۔

فَمَا قَوْمِيْ بِثَعْلَبَةَ بْنِ سَعْدٍ وَلَا بِفَزَارَةَ الشُّعْرِ الرِّقَابَا

میری قوم نہ تو بنی ثعلبہ بن سعد میں سے ہے اور نہ بنی فزارہ میں سے ہے جن کی گردنوں پر بہت بال ہیں۔ (یا شیر ببر کی طرح سخت و قوی ہیں)۔

---

[1] (الف) میں خط کشیدہ الفاظ نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)۔

[2] (الف) میں خط کشیدہ الفاظ نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)

وَقَوْمِی اِنْ سَأَلْتَ بَنُوْ لُوَیٍّ　　بِمَکَّۃَ عَلَّمُوْا مُضَرَ الضِّرَابَا

اگر تو دریافت کرے (تو میں بتاؤں گا کہ) میری قوم بنی لوی ہے جنہوں نے مکے میں بنی مضر کو شمشیر زنی کی تعلیم دی ہے۔

سَفِهْنَا بِاتِّبَاعِ بَنِی بَغِیْضٍ　　وَتَرْکِ الْاَقْرَبِیْنَ لَنَا انْتِسَابَا

ہم نے بنی بغیض کی پیروی کرنے اور اپنے قرابت داروں سے اپنے انتساب کو ترک کرنے میں بے وقوفی کی۔

سَفَاهَۃَ مُخْلِفٍ لَمَّا تَرَوَّی　　هَرَاقَ الْمَاءَ وَاتَّبَعَ السَّرَابَا

جس طرح پانی کے طالب نے بے وقوفی کی تھی کہ سوچ سمجھ کر پانی بہا دیا اور سراب کے پیچھے لگ گیا (کہ پانی حاصل کرے)۔

فَلَوْطُرِّعْتُ عَمْرَکَ کُنْتُ فِیْهِمْ　　وَمَا اُلْفِیْتُ اَنْتَجِعُ السَّحَابَا

(اے نعمان!) تیری عمر کی قسم! اگر میں خود کو ان کا (قریش کا) مطیع و منقاد بنائے رکھوں تو میں ہمیشہ انہیں میں رہ سکتا ہوں اور چارہ پانی کی تلاش میں کسی اور سرزمین کی طرف جانے کا خود کو محتاج نہ پاؤں گا۔

وَخَشَّ[1] رَوَاحَۃُ الْقُرَشِیُّ رَحْلِی　　بِنَاجِیَۃٍ وَلَمْ یَطْلُبْ ثَوَابَا

میری سواری کو قریشی رواحہ نے تیز اونٹنی سے آراستہ کیا اور اس نے اس کا کچھ معاوضہ بھی طلب نہ کیا۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ وہ اشعار ہیں جو ابو عبیدہ نے اس کے اشعار میں سے مجھے سنائے ہیں۔

ابن اسحاق نے کہا کہ الحصین بن الحمام المری جو بنی سہم بن مرۃ میں سے تھا حارث بن ظالم کی تردید اور خود کو بنی غطفان کی طرف منسوب کرتے ہوئے کہا ہے۔

اَلَا لَسْتُمْ مِنَّا وَ لَسْنَا اِلَیْکُمْ　　بَرِئْنَا اِلَیْکُمْ مِنْ لُوَیِّ بْنِ غَالِبِ

سن لو کہ تم ہم میں کے نہیں اور نہ ہمیں تم سے کوئی تعلق ہے لوی بن غالب سے نسبت رکھنے میں ہم تم سے بالکل الگ تھلگ ہیں۔

اَقَمْنَا عَلَی عِزِّ الْحِجَازِ وَاَنْتُمْ　　بِمُعْتَلِجِ الْبَطْحَاءِ بَیْنَ الْاَخَاشِبِ

ہم حجاز کی عزت و اکرام پر قائم ہیں اور تم لوگ پہاڑوں کے درمیان رتیلی وادی کی محنتوں میں پڑے ہوئے ہو۔

---

[1] (الف) حش بحاء حطی و شین معجمہ (ب ج د) خش بخاء معجمہ و فسر ابمعنی واحد۔ (احمد محمودی)۔

مندرجہ بالا اشعار سے شاعر کی مراد قریش ہے اس کے بعد حصین ان اشعار کے کہنے پر پچھتایا اور حارث بن ظالم[1] نے جو بات کہی تھی اس کے سمجھ میں آ گئی تو اس نے قریش سے اپنے انتساب کا اظہار کیا اور خود اپنی بات کی تردید کی اور کہا۔

نَدِمْتُ عَلَى قَوْلٍ مَضٰى كُنْتُ قُلْتُهٗ   تَبَيَّنْتُ فِيْهِ اَنَّهٗ قَوْلُ كَاذِبِ

میں نے جو ایک بات زمانۂ گزشتہ میں کہہ دی تھی اس پر مجھے افسوس و ندامت ہے اور اب مجھے اچھی طور پر معلوم ہو گیا کہ وہ بات جھوٹی تھی۔

فَلَيْتَ لِسَانِیْ كَانَ نِصْفَيْنِ مِنْهُمَا   بُكَيْمٌ وَنِصْفٌ عِنْدَ مَجْرَى الْكَوَاكِبِ

کاش میری زبان کے دو حصے ہو جاتے اور اس میں کا ایک حصہ گونگا اور چپ چاپ ہوتا (کہ قریش کی مذمت نہ کر سکتا) اور ایک حصہ (قریش کی مدح و ستائش میں اس قدر بلند ہوتا کہ) ستاروں کے گھومنے کے مقام پر پہنچ جاتا۔

اَبُوْنَا كِنَانِیٌّ بِمَكَّةَ قَبْرُهٗ   بِمُعْتَلِجِ الْبَطْحَا بَيْنَ الْاَخَاشِبِ

ہمارا باپ بھی بنی کنانہ ہی سے تھا جس کی قبر مکے میں دونوں پہاڑوں کے درمیان رتیل وادی کے محنت طلب مقام ہی میں ہے۔

لَنَا الرُّبْعُ مِنْ بَيْتِ الْحَرَامِ وِرَاثَةً   وَرُبْعُ الْبِطَاحِ عِنْدَ دَارِ ابْنِ حَاطِبِ

بیت الحرام کا ربع حصہ وراثۃً ہمیں ملا ہے اور رتیل وادی کا ربع حصہ ابن حاطب کے گھر کے پاس ہے۔ یعنی بن لوی چار شاخوں میں منقسم تھے۔ بنی کعب بنی عامر بنی سامہ اور بنی عوف۔

ابن[2] ہشام نے کہا کہ مجھ سے ایک شخص نے بیان کیا جس کو میں جھوٹا نہیں کہہ سکتا کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے بنی مرہ کے چند لوگوں[3] سے فرمایا کہ اگر تم اپنے نسب کی طرف لوٹنا چاہو تو لوٹ سکتے ہو۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ یہ لوگ بنی غطفان میں کے شریف اور سرداران قوم تھے۔ انہیں میں ہرم بن سنان بن ابی حارثہ بن مرۃ بن نشبہ[4] اور خارجۃ بن سنان بن ابی حارثہ اور حارث بن عوف اور حصین بن الحمام اور ہاشم بن حرملہ بھی

---

1. (الف) میں خط کشیدہ الفاظ نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)
2. (الف) ابن ہشام (ب ج د) ابن اسحٰق۔ (احمد محمودی)۔
3. (ب ج د) لرجال (الف) لرجل۔ نسخہ (الف) غلط معلوم ہوتا ہے کیونکہ آگے آ رہا ہے کہ **و کان القوم اسرافا هم سادتهم وقادتهم**۔ (احمد محمودی)۔
4. (ب ج د) میں خط کشیدہ الفاظ نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)۔

تھا۔ جس کے متعلق کسی شاعر نے کہا ہے۔

اَحْیَا [1] اَبَاهُ هَاشِمُ بْنُ حَرْمَلَهْ　　یَوْمَ الْهَبَاءَ اتِ وَیَوْمَ الْیَعْمَلَهْ

سخاوت کے وقت اور جنگ یعمہ کے روز ہاشم بن حرملہ نے اپنے باپ کا نام زندہ کر دیا۔

تَرَی الْمُلُوْكَ عِنْدَهُ مُغَرْبَلَهْ　　یَقْتُلُ ذَاالذَّنْبِ وَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهٗ

بادشاہوں کو اس کے آگے اس قدر ذلیل دیکھو گے کہ وہ ان میں کے گنہگار اور بے گناہ دونوں کو قتل کر ڈالتا ہے۔ یعنی اس کا کوئی کچھ بگاڑ نہیں سکتا۔

ابن ہشام نے کہا کہ عامر خصفی کے یہ شعر مجھے ابوعبیدہ نے یوں سنائے ہیں۔ اور خصفہ قیس بن عیلان کا بیٹا تھا۔

احیا اباه هاشم بن حرملة
یوم الحباآت و یوم الیعمله
تری الملوك عنده مغربه یقتل
ذاالذنب ومن لاذنب له
ورمحه [2] للوالدات مثلله

اور اس کا نیزہ ماؤں کو اپنے بچوں پر رلانے والا ہے۔ یعنی وہ اپنے دشمنوں کو قتل کر کے ان کی ماؤں کو رلاتا ہے۔

ابن [3] ہشام نے کہا کہ مجھ سے اس نے یہ بھی بیان کیا کہ ہاشم نے عامر سے کہا کہ میری تعریف میں کوئی بہترین شعر کہہ تو میں تجھے اس کا صلہ دوں گا تو عامر نے پہلا شعر کہا۔ لیکن ہاشم نے اس کو پسند نہ کیا۔ پھر اس نے دوسرا شعر کہا۔ وہ بھی اس کو پسند نہ آیا۔ اس نے تیسرا کہا۔ تو اس کو بھی اس نے پسند نہ کیا۔ جب اس نے چوتھا [4] شعر کہا یقتل ذالذنب و من لا ذنب له تو اس کو پسند کیا۔ اور اس پر اس کو انعام دیا۔

ابن ہشام نے کہا کہ کمیت بن زید نے اپنے اس شعر میں اسی کی جانب اشارہ کیا ہے۔

---

[1] (الف) میں یہ شعر نہیں ہے۔ (احمد محمودی)۔

[2] آخری مصرع (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

[3] (الف) میں خط کشیدہ الفاظ نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)

[4] (الف) میں الرابع نہیں ہے اور مصنف نے ہر ایک مصرع کو ایک بیت لکھا ہے۔ حالانکہ لغت کی کتابوں میں بیت الشعر هو ما یشتمل من النظم علی مصراعین صدر و عجز لکھا ہے۔ بیت وہ ہے جس میں دو مصرعے صدر و عجز کے ساتھ ہوں۔ (احمد محمودی)

وَهَاشِمُ مُرَّةِ الْمُفْنِيْ مُلُوْكًا بِلَاذَنْبٍ اِلَيْهِ وَمُذْنِبِيْنَا

بنی مرۃ میں کا ہاشم وہ شخص ہے جو بے گناہ اور گنہگار بادشاہوں کو فنا کر دیتا ہے۔

یہ بیت اسی کے ایک قصیدے کی ہے اور عامر کا وہ شعر جس میں یوم الہبا آت ہے ابو عبیدہ کے علاوہ دوسروں سے مروی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کی نیک نامی اور شہرت تمام بنی غطفان اور بنی قیس میں ہے یہ لوگ اپنے طریقوں پر قائم رہے۔ اور بسل بھی انہیں میں کا ایک شخص تھا۔

حالات بَسل

لوگوں کا خیال ہے کہ بسل ہی وہ شخص ہے جس نے عرب کے لئے ہر سال میں آٹھ مہینے احترام کے قابل مقرر کیے تھے۔ اس کا یہ حکم عربوں نے اپنے لئے مفید پایا۔ عرب اس حکم سے نہ انکار کرتے ہیں اور نہ اس کی کوئی مخالفت کرتا ہے۔ اس حکم کے موافق وہ عرب کے جس شہر کی طرف چاہتے ہیں سفر کرتے ہیں ان مہینوں میں وہ کسی سے ذرا بھی نہیں ڈرتے۔ بنی مرۃ کے زہیر بن ابی سلمیٰ نے کہا ہے[1]

ابن ہشام نے کہا کہ زہیر بنی مزینۃ بن اد بن طابخۃ بن الیاس بن مضر میں سے ہے بعضوں نے زہیر بن ابی سلمیٰ کو بنی غطفان سے بتایا ہے بعض کہتے ہیں کہ بنی غطفان کا حلیف تھا وہ کہتا ہے۔

تَاَمَّلْ فَاِنْ تُقْوِالْمَرُوْرَاةُ مِنْهُمْ وَدَارَاتُهَا لَا تُقْوِمِنْهُمْ اِذْ اَنْخَلَ

(اے مخاطب) غور سے دیکھ کہ مقام مرورات اور اس کے محلات ان سے کبھی خالی نہیں رہتے اگر وہ ان سے خالی بھی ہوں تو مقامات نخل تو ان سے خالی نہ ہوں گے۔

بِلَادٌ بِهَا نَادَمْتُهُمْ وَاَلِفْتُهُمْ فَاِنْ تُقْوِيَا مِنْهُمْ فَاِنَّهُمْ بَسْلُ

وہ ایسے شہر ہیں کہ میں ان لوگوں کے ساتھ ان شہروں میں رہا ہوں اور ان سے دوستی کی ہے۔ اگر وہ مقامات ان لوگوں سے خالی بھی ہوں (اور وہ اپنے محفوظ مقامات چھوڑ کر کہیں باہر نکلیں بھی تو ان کو کچھ خوف نہیں) کہ وہ خود (از سرتا پا) حرام یعنی قابل احترام ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ دونوں شعر اسی کے ایک قصیدے کے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بنی قیس بن ثعلبہ میں کے اعشیٰ نے یہ شعر کہا ہے۔

---

[1] شعر بعد میں آ رہا ہے۔ لیکن ابن ہشام نے زہیر کا نسب درمیان میں بیان کر دیا ہے۔ (احمد محمودی)

اَجَارَتُكُمْ بَسْلٌ عَلَيْنَا مُحَرَّمٌ وَجَارَتُنَا حِلٌّ لَكُمْ وَحَلِيْلُهَا

تمہیں بسل نے پناہ دی جو ہمارے لئے قابل احترام ہے اور ہم نے جس کو پناہ دی ہے وہ تمہارے لئے حلال اور نا قابل احترام ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ شعر اس کے قصیدے کا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ کعب بن لوی کے تین لڑکے ہوئے۔ مرۃ ابن کعب عدی بن کعب اور ہصیص بن کعب۔ ان کی ماں وحشیہ بنت شیبان بن محارب بن فہر بن مالک بن النضر تھی۔ مرۃ بن کعب کے تین لڑکے تھے۔ کلاب بن مرۃ تیم بن مرۃ۔ اور یقظہ بن مرۃ۔ کلاب کی ماں تو ہند بنت سریر بن ثعلبۃ بن الحارث بن مالک بن کنانۃ بن خزیمہ تھی۔ اور یقظہ کی ماں بارقیہ تھی۔ جو یمن والے بنی اسد کی شاخ بنی بارق سے تھی بعض کہتے ہیں کہ یہ تیم کی ماں تھی۔ بعض کہتے ہیں کہ تیم' ہند بنت سریر کا لڑکا تھا جو کلاب کی بھی ماں تھی۔

ابن ہشام نے کہا کہ بارق بنی عدی بن حارثہ بن عمرو بن عامر بن حارثہ ابن امرئ القیس بن ثعلبۃ بن مازن بن الازد[1] بن الغوث میں سے تھا جو بنی شنوءۃ کی شاخ ہے الکمیت بن زید نے کہا ہے۔

وَاَزْدُ شَنُوْءَةَ انْدَرَوْا[2] عَلَيْنَا بِجُمٍّ يَحْسِبُوْنَ لَهَا قُرُوْنَا

ازد شنوءہ اپنے بے سینگ سروں سے ہم پر ٹوٹ پڑے وہ خیال کر رہے تھے کہ انہیں سینگ ہیں (باوجود عدم استطاعت کے انہوں نے خود کو قوی خیال کیا)۔

فَمَا قُلْنَا لِبَارِقَ قَدْ اَسَأْتُمْ وَمَا قُلْنَا لِبَارِقَ اَعْتِبُوْنَا

تو ہم نے بنی بارق سے کبھی نہیں کہا کہ تم نے برا کیا۔ اور نہ ہم نے ان سے کبھی یہ کہا کہ ہم پر غضبناک نہ ہوں اور ہمیں معاف کر دیں۔

یہ دونوں شعر اسی کے قصیدے کے ہیں۔

ان کا نام بارق اس لئے ہوا کہ انہوں نے[3] برق کی تلاش کی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ کلاب بن مرۃ کے دو لڑکے ہوئے۔ قصی بن کلاب اور زہرہ[4] بن کلاب ان دونوں

---

[1] (ب ج د) میں الاسد ہے۔ (احمد محمودی)۔

[2] (الف) میں اندروا ہے۔ جو نہ وزن شعر کے لحاظ سے صحیح معلوم ہوتا ہے نہ معنی کے لحاظ سے۔ (احمد محمودی)

[3] محی الدین عبد الحمید کے نسخہ میں حاشیہ پر لکھا ہے کہ برق کی تلاش سے مراد سرسبز مقامات کی تلاش ہے کیونکہ برق یعنی بجلی بارش کا پتہ دیتی ہے اور بارش ہی سے سرسبزی ہوتی ہے۔ (احمد محمودی)۔

[4] (الف د) نُعمہ (ب ج) ہشمہ۔ (احمد محمودی)۔

کی ماں فاطمہ بنت سعد بن سیل تھی۔اور سیل بنی خثعمہ کے بنی جدرہ میں سے ایک شخص تھا۔اور خثعمہ یمن والے بنی ازد میں سے تھا جو بنی الدیل بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ کے حلیف تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض لوگ خثعمہ (۲) الاسد اور خثعمہ (۲) الازد کہتے ہیں اور یہ خثعمہ (۲) یشکر بن مبشر بن صعب بن دہمان بن نصر بن زہران بن الحارث بن کعب بن عبداللہ بن مالک بن نصر بن الاسد بن الغوث کا بیٹا تھا۔بعضوں نے سلسلۂ نسب یوں بیان کیا ہے خثعمۃ بن یشکر بن مبشر بن صعب بن نصر بن زہران بن الاسد بن الغوث۔ یہ لوگ جدرۃ کے نام سے اس لئے مشہور ہوئے کہ عامر بن عمرو بن خزیمۃ بن خثعمہ نے حارث بن مضاض جرہمی کی بیٹی سے شادی کر لی تھی اور بنی جرہم مجاورین کعبۃ اللہ تھے اس لئے اس نے کعبۃ اللہ کی دیوار کی تعمیر کی۔اس لئے عامر کو جادر کہنے لگے اور اس کی اولاد کو جدرہ۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ سعد بن سیل کی مدح وستائش میں کسی شاعر نے کہا ہے۔

مَا نَرَى فِي النَّاسِ شَخْصًا وَاحِدًا مَنْ عَلِمْنَاهُ كَسَعْدِ بْنِ سَيَلْ

ہمیں جن لوگوں کے حالات معلوم ہیں' تو ان میں کسی شخص کو سعد بن سیل کے جیسا نہ پائے گا۔

فَارِسًا اَضْبَطَ فِيهِ عُسْرَةٌ وَاِذَا مَا وَاقَفَ الْقِرْنَ نَزَلْ

تو اسے ایسا شہسوار پائے گا (کہ شیر کی طرح) دونوں ہاتھوں سے کام کرتا ہے اس میں بائیں ہاتھ سے کام کرنے کی بھی عادت ہے۔اور جب وہ اپنے کسی ہمسر کو مقابلے کے لئے ٹھہراتا ہے تو گھوڑے سے اتر پڑتا ہے۔

فَارِسًا يَسْتَدْرِجُ الْخَيْلَ كَمَا اسْتَدْرَجَ الْحُرُّ الْقَطَامِيُّ الْحَجَلْ

اس کو ایسا شہسوار پائے گا جو خراماں (دشمن کے) رسالے کے قریب ہو جاتا ہے جس طرح گوشت کے بھوکے شکرے کو گرم رفتار چینی مرغ سے نزدیک کر دیتی ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ استدرج الحر جس شعر میں ہے وہ بعض اہل علم سے مروی ہے۔

ابن ہشام نے کہا اور کلاب کی ایک بیٹی نعم نامی بھی تھی اور یہ سہم بن عمرو بن حصیص بن کعب بن لوی کے دونوں بیٹوں سعد[1] وسعید کی ماں تھی اور اس نعم کی ماں کا نام فاطمہ بنت سعد بن سیل تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ قصی بن کلاب کے چار لڑکے اور دو لڑکیاں ہوئیں۔عبد مناف بن قصی عبدالعزیٰ بن قصی اور عبد بن قصی اور تخمر بنت قصی اور برۃ بنت قصی۔ان کی ماں کا نام حبی بنت حلیل بن حبشیہ بن سلول بن کعب بن عمرو الخزاعی تھا۔

---

[1] (ب ج د) میں اسعد ہے۔(احمد محمودی)

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے حبشہ بن سلول کہا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ عبد مناف بن قصی کے جس کا نام المغیرۃ تھا چار لڑکے ہوئے ہاشم بن عبد مناف عبد شمس بن عبد مناف المطلب بن عبد مناف اوران کی ماں عاتکہ بنت مرۃ بن ہلال بن فالج بن[1] ذکوان بن ثعلبہ بن بہثہ بن سلیم بن منصور بن عکرمہ تھی چوتھا لڑکا نوفل بن عبد مناف تھا جس کی ماں واقدہ بنت عمرو مازنیہ تھی۔اور مازن منصور بن عکرمہ کا بیٹا تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ اسی نسب کی وجہ سے عتبۃ بن غزوان بن جابر بن وہب بن نسیب[2] بن مالک بن الحارث بن مازن بن منصور بن عکرمہ نے ان[3] سے مخالفت کی۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابوعمرو تماضر قلابہ حیہ ریطہ ام الاثم اورام سفیان یہ سب کے سب عبد مناف ہی کی اولاد ہیں۔ابوعمرو کی ماں توریطہ تھی جو بنی ثقیف میں کی عورت تھی۔اور مذکورہ تمام عورتوں کی ماں عاتکہ بنت مرۃ بن ہلال تھی جو ہاشم بن عبد مناف کی بھی ماں تھی۔اور عاتکہ کی ماں صفیہ بنت حوزۃ بن عمرو بن سلول بن صعصعۃ بن معاویۃ بن بکر بن ہوازن تھی۔اورصفیہ کی ماں عائذ اللہ بن سعد العشیرہ بن مذحج کی بیٹی تھی۔

ابن ہشام نے کہا کہ ہاشم بن عبد مناف کے چار لڑکے اور پانچ لڑکیاں تھیں۔عبد المطلب[۱] بن ہاشم اسد بن[۲] ہاشم اور ابا صیفی بن[۲] ہاشم اور نضلۃ[۲] بن ہاشم اور شفاء[۱]۔خالدۃ[۲]۔ضعیفۃ[۳]۔رقیۃ[۴]۔اور حیہ[۵]۔عبد المطلب اور رقیہ کی ماں سلمیٰ بنت عمرو بن زید بن لبید بن خداش بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار تھی۔اور نجار کا نام تیم اللہ بن ثعلبۃ بن عمرو بن الخزرج بن حارثۃ بن ثعلبۃ ابن عمرو بن عامر تھا سلمیٰ کی ماں عمیرۃ بنت صخر بن الحارث بن ثعلبۃ بن مازن ابن النجار تھی۔عمیرہ کی ماں سلمیٰ بنت عبد الاشہل نجاریہ تھی۔اسد کی ماں کا نام قیلہ بنت عامر بن مالک الخزاعی تھا۔ابوصیفی اور حیہ کی ماں ہند بنت عمرو بن ثعلبہ الخزرجیہ تھی۔نضلہ اور شفاء کی ماں بنی قضاعہ کی ایک عورت تھی۔خالدہ اورضعیفہ کی ماں کا نام واقدۃ بنت ابی عدی المازنیہ تھا۔

اولاد عبد المطلب بن ہاشم

ابن ہشام نے کہا کہ عبد المطلب بن ہاشم کے دس لڑکے اور چھ لڑکیاں تھیں۔العباس[۱]۔حمزۃ[۲]۔

---

[1] (ج د) فالخ۔(احمد محمودی)۔ [2] (ج د) سیب۔(احمد محمودی)۔

[3] شاید ''ان'' سے مراد قصی اور ہاشم اور عبد شمس اور المطلب ہیں جو نوفل کے علاتی بھائی ہیں۔(احمد محمودی)

۱۔ صاحب اولاد۔ ۲۔ لاولد۔

عبداللہ[۳]۔ ابوطالب[۴] جس کا نام عبد مناف تھا۔ زبیر[۵]۔ الحارث[۶] حجل[۷]۔ المقوم[۸]۔ ضرار[۹] اور ابولہب[۱۰] جس کا نام عبدالعزیٰ تھا۔ لڑکیاں صفیہ[۱۱]۔ ام حکیم[۱۲] البیضاء۔ عاتکہ[۱۳]۔ امیمہ[۱۴]۔ اروی[۱۵]۔ اور برۃ[۱۶]۔

العباس اور ضرار کی ماں نتیلہ بنت جناب بن کلیب بن مالک بن عمرو ابن عامر بن زید مناۃ بن عامر جس کا لقب ضحیان تھا ابن سعد بن الخزرج بن تیم اللات بن النمر ابن قاسط بن ہنب بن افصی بن جدیلۃ بن اسد بن ربیعۃ بن نزار۔ بعض کہتے ہیں کہ افصی بن دمی بن جدیلۃ اور حمزہ مقوم حجل اور صفیہ کی ماں کا لقب اس کی نیکیوں کی کثرت اور مال کی[۱۷] وسعت کے سبب سے غیداق پڑ گیا تھا۔ اور صفیہ کا نام حالہ بنت اہیب بن عبدالمناف بن زہرۃ بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوی تھا۔ اور عبداللہ۔ ابوطالب۔ زبیر۔ اور صفیہ کے سوا تمام لڑکیوں کی ماں فاطمہ بنت عمرو بن عائذ[۱۸] ابن عمران بن مخزوم بن یقظہ بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب ابن فہر بن مالک بن نضر تھی۔ اور فاطمہ کی ماں صخرہ بنت عبد بن عمران بن مخزوم ابن یقظۃ بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر تھی اور صخرہ کی ماں تخمر بنت عبد بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب ابن فہر بن مالک بن نضر تھی۔ حارث بن عبدالمطلب کی ماں کا نام سمراء بنت جندب حجیر بن رئاب بن حبیب بن سواءۃ بن عامر بن صعصعہ بن معاویۃ بن بکر ابن ہوازن بن منصور بن عکرمہ تھا۔ اور ابولہب کی ماں لبنیٰ بنت ہاجر بن عبد مناف ابن ضاطر بن حبشیہ بن سلول بن کعب بن عمرو الخزاعی تھی۔

ابن ہشام نے کہا کہ عبداللہ بن عبدالمطلب[ا] سے اولاد آدم کے سردار اللہ کے رسول اللہ ﷺ محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب تولد ہوئے صلوات اللہ وسلامہ ورحمۃ وبرکاتہ علیہ وعلی آلہ۔ آپ کی والدہ کا نام آمنہ بنت وہب ابن عبد مناف بن زہرۃ بن کلاب بن مرۃ بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانۃ تھا۔ آمنہ کی والدہ کا نام برۃ بنت عبدالعزی بن عثمان بن عبدالدار ابن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر، برۃ کی ماں کا نام ام حبیب بنت اسد بن عبدالعزی بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب ابن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر۔ ام حبیب کی نانی کا نام برۃ بنت عوف بن عبید بن عویج بن

۳۔ صاحب اولاد۔ ۴۔ صاحب اولاد۔ ۵۔ اولاد کی اولاد نہ رہی۔ ۶۔ صاحب اولاد۔ ۷۔ صاحب اولاد۔ ۸۔ اولاد ذریۃ نبوی۔ ۹۔ لاولد۔ ۱۰۔ صاحب اولاد۔ ۱۱۔ باولد۔ ۱۲۔ باولد۔ ۱۳۔ باولد۔ ۱۴۔ باولد۔ ۱۵۔ باولد۔ ۱۶۔ باولد۔ نسخہ (الف) میں نشان زدہ ناموں کے اوپر مذکورہ بالا کیفیت لکھی ہوئی ہے۔ باقی دوسرے نسخوں میں اس کے متعلق کوئی صراحت نہیں ہے۔

۱۷۔ خط کشیدہ الفاظ (الف) میں نہیں ہیں۔

۱۸۔ خط کشیدہ الفاظ (الف) میں نہیں۔ (احمد محمودی)

ا (الف) میں خط کشیدہ الفاظ نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)۔

عدی بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر تھا۔

ابن ہشام[1] نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ حسب ونسب کے لحاظ سے والد کی طرف سے بھی اور والدہ کی طرف سے بھی تمام اولاد آدم میں افضل واشرف تھے۔ ﷺ و شرف وکرم مجد وعظم۔ اجزائے (سیرت) ابن ہشام کا پہلا جز ختم ہوا۔

ذکر ولادت رسول اللہ ﷺ

زمزم کی کھدائی کے بیان کی جانب اشارہ

(زہری[2] نے) کہا کہ ہم سے ابو محمد عبدالملک بن ہشام نے کہا کہ زیادہ ابن عبداللہ بکائی نے محمد ابن اسحٰق مطلبی سے جو رسول اللہ ﷺ کے حالات بیان کئے ان میں سے یہ بھی ہے۔ انہوں نے کہا عبدالمطلب بن ہاشم ایک وقت جب حجر میں سو رہے تھے ایک آنے والا آیا اور انہیں زمزم کے کھودنے کا حکم دیا اور وہ قریش کے دو بت اساف ونائلہ کے درمیان قریش کی قربان گاہ کے پاس پٹا ہوا تھا۔ اور اس کو بنی جرہم نے مکہ سے اپنے سفر کرتے وقت پاٹ دیا تھا۔ اور یہ اسمٰعیل بن ابراہیم علیہما السلام کی باؤلی تھی جس سے اللہ تعالیٰ نے انہیں اس وقت سیراب کیا تھا جب وہ صغر سنی میں پیاسے ہو گئے تھے اور ان کی والدہ نے بہت کچھ پانی کی تلاش کی تھی اور نہ پایا تھا اور کوہ صفا پر چڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اسمٰعیل کے لئے بارش برسا دے پھر کوہ مروہ پر آئیں اور اسی طرح دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے جبرئیل[3] علیہ السلام کو بھیجا اور انہوں نے اپنی ایڑی کو زمین پر مارا تو اس جگہ پانی ظاہر ہو گیا اور ان کی والدہ نے درندوں کی آواز سنی اور بچے کے لئے درندوں سے خطرہ محسوس کر کے دوڑتی اس کی طرف آئیں تو دیکھا کہ وہ اپنے ہاتھ سے کرید رہا اور پانی کو ٹٹول کر پی رہا ہے جو اس کے رخسار کے نیچے سے نکل رہا تھا۔ تو ان کی والدہ نے اس کو چشمہ بنا دیا۔

جرہم کے حالات اور زمزم کا پاٹ دیا جانا

ابن ہشام نے کہا کہ زیاد بن عبداللہ بکائی نے محمد بن اسحٰق المطلبی سے جو روایت کی ہے اس میں بنی

---

1. (الف) میں خط کشیدہ الفاظ نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)
2. (الف) میں خط کشیدہ الفاظ نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)
3. (الف) میں خط کشیدہ الفاظ نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)

جرہم کے حالات اور ان کے زمزم کو پاٹ کر مکہ سے نکل جانے اور بنی جرہم کے بعد عبدالمطلب کے زمزم کو کھودنے تک مکہ پر کس کی حکومت رہی ہر چیز کا بیان موجود ہے۔ انہوں نے کہا جب اسمٰعیل بن ابراہیم علیہما[1] السلام کی وفات ہوئی تو بیت اللہ کی تولیت آپ کے فرزند نابت بن اسمٰعیل سے اس وقت تک متعلق رہی جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا ان کے بعد بیت اللہ کا متولی مضاض بن عمرو جرہمی ہوا۔ بعض مضاض بن عمرو جرہمی کہتے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بنی اسماعیل اور بنی نابت اور ان کا نانا مضاض بن عمرو اور جو لوگ بنی جرہم میں سے رشتے میں ان کے ماموں ہوتے تھے۔ اور بنی جرہم اور بنی قطوراء یہی لوگ اس زمانے میں مکہ کے باشندے تھے۔ بنی جرہم اور بنی قطوراء آپس میں عمزاد بھائی تھے۔ اور یہ دونوں ایک قافلے کی شکل میں یمن سے سفر کرتے آئے تھے۔ بنی جرہم پر مضاض بن عمرو اور بنی قطوراء پر السمیدع جوانہیں میں کا ایک شخص تھا حاکم تھے۔ یہ لوگ جب کبھی یمن سے نکلتے تو ان پر ایک بادشاہ ہوتا جو ان کا ہر طرح سے نگران رہتا۔ جب یہ دونوں مکہ میں اترے اس کو سرسبز اور شاداب شہر پایا تو انہیں پسند آ گیا اور دونوں یہیں رہ گئے۔ مضاض بن عمرو اور اس کے جرہمی ساتھی مکہ کے بلند مقام قعیقعان اور اس کے حوالی میں رہنے لگے۔ اور السمیدع اور بنی قطوراء مکہ کے نشیبی حصے اجیاد اور اس کے حوالی میں جو لوگ مکہ کی بلند جانب سے مکہ میں داخل ہوتے ان سے مضاض محصول عشر لیتا۔ اور جو لوگ مکہ کی نشیبی جانب سے مکہ میں داخل ہوتے ان سے السمیدع عشر لیتا۔ اور ہر ایک اپنی اپنی قوم میں رہتا۔ ایک دوسرے کے پاس نہ جاتا۔ پھر بنی جرہم اور بنی قطوراء نے ایک دوسرے سے بغاوت کی اور ہوس حکومت میں ایک دوسرے سے مقابلہ کرنے لگے۔ اور اس وقت مضاض کے ساتھ بنی اسمٰعیل اور بنی نابت ہی کے ہاتھ بیت اللہ کی تولیت تھی۔ اور السمیدع کو یہ بات حاصل نہ تھی۔ وہ ایک دوسرے کی طرف حملہ آورانہ بڑھے۔ مضاض بن[2] عمرو قعیقعان سے اپنے لشکر کو لئے السمیدع کی طرف اس طرح نکلا کہ اس کے لشکر کے ساتھ لشکر کا پورا سامان نیزے سپریں تلواریں اور ترکش وغیرہ ایک دوسرے سے ٹکراتے۔ اور کھڑ کھڑاتے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ قعیقعان کو قعیقعان اسی لئے کہا جاتا ہے۔ (قعقع کے معنی ہیں کھڑ کھڑایا) اور السمیدع اجیاد سے اس طرح نکلا کہ اس کے ساتھ سوار اور پیادہ لشکر تھا۔ کہا جاتا ہے کہ اجیاد کو اجیاد اس سبب سے کہا جاتا ہے کہ السمیدع کے ساتھ بہترین گھوڑے تھے۔ (جیاد کے معنی بہترین گھوڑے ہیں)۔ ان کا مقابلہ مقام فاضح میں ہوا اور نہایت سخت جنگ ہوئی اور السمیدع قتل اور

---

[1] (الف) میں خط کشیدہ الفاظ نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)۔ [2] (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

بنی قطوراء ذلیل ورسوا ہوئے۔ کہتے ہیں کہ فاضح کو فاضح اسی سبب سے کہتے ہیں (فاضح کے معنی ذلیل ورسوا کرنے والے کے ہیں) پھر ان لوگوں نے ایک دوسرے سے صلح کی خواہش ظاہر کی اور مقام مطابخ میں جو مکہ کے بلند حصے میں واقع ہے ان قبیلوں کی تمام شاخیں جمع ہوئیں۔ اور وہیں صلح کر لی۔ اور حکومت مضاض کے حوالے ہوئی۔ جب مکہ کی حکومت متفقہ طور پر مضاض کے ہاتھ آئی۔ اور وہاں وہ بادشاہ ہو گیا تو لوگوں کے لئے اس نے جانور ذبح کئے اور ان کی ضیافت کی تو وہاں لوگوں نے پکایا اور کھایا۔ اس لئے مطابخ کا نام مطابخ پڑ گیا۔ (طبخ کے معنی پکایا)۔ بعض اہل علم کا دعویٰ ہے کہ اس مقام کا نام مطابخ پڑنے کی وجہ یہ تھی کہ وہاں تبع نے جانور ذبح کر کے لوگوں کو کھلایا تھا اور اسی مقام پر تبع نے منزل کی تھی۔ مضاض اور السمیدع کے درمیان جو لڑائی جھگڑا ہوا لوگوں کے ادعا کے لحاظ سے پہلا جھگڑا تھا جو مکہ میں ہوا۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد کو خوب پھیلا دیا۔ لیکن بیت اللہ کے متولی اور حکام مکہ بنی جرہم ہی رہے جو اسمٰعیل (علیہ السلام) کے ماموں ہوتے تھے۔ اولاد اسمٰعیل نے بنی جرہم سے حکومت کے متعلق کبھی نزاع نہ کی اس لئے کہ ایک تو وہ قرابت میں ان کے ماموں ہوتے تھے۔ دوسرے مکہ معظمہ کی عظمت' حرمت اس بات سے مانع تھی کہ کہیں اس میں جنگ وجدال نہ ہو جائے۔ جب مکہ میں اولاد اسمٰعیل کو تنگی ہونے لگی تو وہ دوسرے شہروں میں منتشر ہو گئے۔ جس قوم سے بنی اسمٰعیل کی مخالفت ہوئی اللہ تعالیٰ نے ان پر ان کو ان کی دینداری کے سبب غلبہ دیا۔ اور انہوں نے ان کو پامال کر ڈالا۔

بنی کنانۃ اور بنی خزیمۃ کا بیت اللہ پر تسلط اور جرہم کا اخراج

اس کے بعد مکہ میں بنی جرہم نے سرکشی شروع کی اور وہاں کی عظمت وحرمت کا لحاظ نہ رکھا۔ وہاں کے رہنے والوں کے سوا دوسرے جو لوگ وہاں جاتے ان پر ظلم شروع کر دیا اور کعبۃ اللہ کے لئے جو نذرانے گزرانے جاتے اس کو کھا جانے لگے تو ان میں پھوٹ پڑ گئی۔ جب بنی بکر بن عبد مناۃ بن کنانۃ اور غبشان نے جو بنی خزاعہ میں سے تھے ان حالات کو دیکھا ان سے جنگ کرنے اور ان کو مکہ سے نکال دینے پر متفق ہو گئے اور انہیں پیام جنگ دیا اور ان سے جنگ ہونے لگی۔ بنی بکر اور غبشان نے ان پر غلبہ پا لیا اور انہیں جلا وطن کر دیا۔ زمانہ جاہلیت میں مکہ کی یہ حالت تھی کہ جو اس میں ظلم وزیادتی کرتا اس میں نہ رہ سکتا جو شخص اس میں خود سری کرتا مکہ اسے اپنے اندر سے نکال دیتا۔ اسی لئے اس کا نام ناسہ[1] مشہور تھا۔

---

[1] نَسٌّ کے معنی ہانکا اور ڈانٹا ہیں۔ (احمد محمودی)

کوئی بادشاہ اس کی بے حرمتی کا ارادہ کرتا تو فوراً برباد ہو جاتا۔ کہتے ہیں کہ اس کا نام بکہ اس لئے مشہور ہوا کہ وہ ان سرکشوں کی گردنیں توڑ دیتا تھا۔ جو اس میں کسی برائی کی داغ بیل ڈالتے (بک کے معنی گردن توڑ دینا ہیں)۔

ابن ہشام نے کہا کہ مجھے ابو عبیدہ نے بتلایا ہے کہ بکہ مکہ کے اندر کی ایک وادی کا نام ہے اور چونکہ لوگوں کا وہاں بہت ہجوم ہوتا تھا۔ اس لئے اس کو بکہ کہنے لگے (بک کے معنی ہجوم کیا)۔

ابو عبیدہ نے مجھے یہ شعر بھی سنایا۔

اِذَا الشَّرِیْبُ اَخَذَتْهُ اَكَّهْ فَخَلِّهِ حَتّٰی یَبُكَّ بَكَّهْ

جب کوئی ہم مشرب تختی پر اتر آئے تو اس کو چھوڑ دے حتیٰ کہ تختی اس سے مزاحمت کرے۔

یعنی اس کو چھوڑ دو کہ اس کے اونٹ پانی کی طرف جائیں اور وہاں ہجوم کریں۔

بکہ خاص طور پر کعبۃ اللہ کی جگہ اور مسجد ہی کو کہا جاتا ہے۔ یہ دونوں شعر (یعنی دونوں مصرع) عامان بن کعب بن عمر بن سعد بن زید مناۃ بن تمیم کے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ عمرو بن حارث بن مضاض جرہمی نے کعبے کے دونوں ہرن[1] اور حجر اسود کو نکال کر زمزم میں دفن کر دیا۔ اور بنی جرہم کو ساتھ لے کر یمن کی طرف چلا گیا۔ اور تولیت مکہ اور وہاں کی حکومت کے چھوٹنے کے سبب انہیں بہت غم ہوا چنانچہ عمرو بن حارث بن مضاض نے اس بارے میں کہا ہے اور یہ مضاض وہ مضاض نہیں ہے جس کو مضاض اکبر کہتے ہیں۔

وَقَائِلَةٍ[2] وَالدَّمْعُ سَكْبٌ مُبَادِرٌ وَقَدْ شَرِقَتْ بِالدَّمْعِ مِنْهَا الْمَحَاجِرُ

بعض کہنے والوں کی یہ حالت ہے کہ آنسو تیزی سے بہہ رہے ہیں اور آنکھوں کے حلقے آنسوؤں سے چمک رہے ہیں اور وہ یہ کہتی ہیں۔

كَاَنْ لَمْ یَكُنْ بَیْنَ الْحُجُوْنِ اِلَی الصَّفَا اَنِیْسٌ وَلَمْ یَسْمُرْ بِمَكَّةَ سَامِرٌ

گویا مقام حجون سے کوہ صفا تک نہ کوئی مونس تھا اور نہ مکہ میں کوئی رات میں بیٹھ کر چین سے بات کرنے والا۔

فَقُلْتُ لَهَا وَالْقَلْبُ[3] مِنِّیْ كَاَنَّمَا یُلَجْلِجُهٗ بَیْنَ الْجَنَاحَیْنِ طَائِرٌ

---

[1] کعبۃ اللہ کی طرف نذر گزارانی ہوئی چیزوں میں سے دو سونے کے ہرن بھی تھے۔ جس کا ذکر آگے آئے گا۔ (احمد محمودی)

[2] (الف) میں یہ شعر نہیں ہے۔ (احمد محمودی)۔ [3] (الف) میں یہ شعر نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

میں عورت سے کہا اور میرے دل کا (تردد کے سبب) یہ عالم تھا کہ گویا اس کو کوئی پرندا اپنے دونوں بازوں کے درمیان حرکت دے رہا ہے۔

(یعنی کبھی تو جرأت سے اس کا جواب دینے کو تیار ہو جاتا تھا اور کبھی ہمت و جرأت صاف جواب دے دیتی اور کچھ نہ کہہ سکتا تھا) آخر میں نے کہا۔

بَلٰی نَحْنُ کُنَّا اَھْلَھَا فَاَزَالَنَا صُرُوْفُ اللَّیَالِیْ وَالْجُدُوْدُ الْعَوَاثِرُ

(یہ کس نے کہا کہ وہاں کوئی بستا ہی نہ تھا) کیوں نہیں۔ ہم ہی تو وہاں کے رہنے والے تھے زمانے کی گردشوں اور ناکام مساعی نے ہمیں وہاں سے نکال دیا۔

وَکُنَّا وُلَاۃَ الْبَیْتِ مِنْ بَعْدِ نَابِتٍ نَطُوْفُ بِذَاکَ الْبَیْتِ وَالْخَیْرُ ظَاھِرُ

نابت کے بعد بیت اللہ کے متولی ہمیں تو تھے جو اس (اللہ تعالیٰ کے) گھر کے گرد گھومتے رہتے تھے (ہماری) بھلائی تو (بالکل) ظاہر ہے۔

وَنَحْنُ وَلِیْنَا الْبَیْتَ مِنْ بَعْدِ نَابِتٍ بِعِزٍّ فَمَا یَحْظٰی لَدَیْنَا الْمُکَاثِرُ

نابت کے بعد بیت اللہ کی تولیت عزت و جلال کے ساتھ ہمیں نے تو کی ہے۔ ہماری نظروں میں کثرت مال پر فخر کرنے والوں کی کیا قدر و منزلت ہو سکتی ہے۔

مَلَکْنَا فَعَزَّزْنَا فَاَعْظِمْ بِمُلْکِنَا فَلَیْسَ لِحَیٍّ غَیْرِنَا ثَمَّ فَاخِرُ

ہم نے وہاں حکومت کی تو کس عزت و شان کی حکومت کی ہمارے سوا کسی اور قبیلے کو وہاں فخر کی گنجائش ہی نہیں۔

اَلَمْ تُنْکِحُوْمِنْ خَیْرِ[1] شَخْصٍ عَلِمْتُہٗ فَاَبْنَاؤُہٗ مِنَّا وَنَحْنُ الْاَصَاھِرُ

(اے بنی جرہم) کیا تم نے (اپنی لڑکی) اس شخص کے نکاح میں نہیں دی ہے جو ان تمام لوگوں میں بہترین تھا جن کو میں جانتا ہوں یعنی اسمٰعیل علیہ السلام اس کی اولاد ہمیں میں سے تو ہے اور ہمارا ہی قبیلہ تو اس کا سسرال ہے۔

فَاِنْ تَنْثَنِیْ[2] الدُّنْیَا عَلَیْنَا بِحَالِھَا فَاِنَّ لَھَا حَالًا وَفِیْھَا التَّشَاجُرُ

اگر دنیا اپنے حالات و تغیرات میں کسی وقت ہماری طرف بھی متوجہ ہو جائے (تو کیا تعجب ہے)۔

---

[1] (الف) میں بجائے خیر کے غیر ہے جس کے کوئی معنی بنتے نظر نہیں آتے غالباً کاتب کی تحریف ہے۔

[2] (الف) میں بجائے تنثنی کے تثنی ہے جس کے معنی یہ ہو سکتے ہیں کہ اگر دنیا نے ہم دوستوں کو چھوڑ کر غیروں کو دوست بنا لیا ہے تو الی آخرہ۔ (احمد محمودی)

کہ اس میں تغیرات تو ہوتے ہی رہتے ہیں۔ اور انہیں میں کشمکش ہوتی رہتی ہے۔

فَاَخْرَجَنَا مِنْهَا الْمَلِيْكُ بِقُدْرَةٍ كَذٰلِكَ يَا لَلنَّاسِ تَجْرِى الْمَقَادِرُ

ہمیں وہاں سے باقوت بادشاہ نے نکال دیا لوگو تقدیریں اسی طرح جاری ہوتی ہیں۔

اَقُوْلُ اِذَا نَامَ الْخَلِيُّ وَلَمْ اَنَمْ اِذَآ الْعَرْشِ لَا يَبْعَدْ سُهَيْلٌ وَعَامِرُ

جب فارغ البال لوگ سو گئے تو میں نہ سویا اور یہ دعا کرتا رہا کہ اے عرش اعظم کے مالک سہیل و عامر (تیری رحمت سے) دور نہ کر دیئے جائیں۔

وَ بُدِّلْتُ مِنْهَا اَوْجُهًالَا اُحِبُّهَا قَبَائِلَ مِنْهَا حِمْيَرٌ وَ يُحَابِرُ

ان لوگوں کا قائم مقام تو نے ایسے لوگوں کو کر دیا ہے جو مجھے محبوب نہیں۔ ان میں کچھ تو حمیری قبیلے کے ہیں اور کچھ یحابری۔

وَصِرْنَا اَحَادِيْثًا وَكُنَّا بِغِبْطَةٍ بِذٰلِكَ عَضَّتْنَا السِّنُوْنَ الْغَوَابِرُ

کبھی ہم بھی قابل رشک تھے لیکن اب تو ہم گذشتہ قصے اور کہانیاں بن کر رہ گئے ہیں۔ ہماری اس قابل رشک حالت ہی کی وجہ سے گذشتہ زمانے نے ہمیں کاٹ کھایا ہے۔

فَسَحَّتْ دُمُوْعُ الْعَيْنِ تَبْكِىْ لِبَلْدَةٍ بِهَا حَرَمٌ اَمْنٌ وَفِيْهَا الْمَشَاعِرُ

اس بلدۂ محترم کے لئے جس میں امن و امان اور (اللہ تعالیٰ کے محبوبوں کی) یادگاریں ہیں آنکھیں روتی اور آنسو بہاتی ہیں۔

وَتَبْكِىْ لِبَيْتٍ لَيْسَ يُؤْذٰى حَمَامُهٗ يَظَلُّ بِهٖ اٰمِنًا وَفِيْهِ الْعَصَافِرُ

آنکھیں اس گھر کے لئے روتی ہیں جہاں کے رہنے والے کبوتر کو بھی تکلیف نہیں دی جا سکتی۔ وہ اور چھوٹے چھوٹے پرند ہمیشہ اس میں بے خوف رہا کرتے ہیں۔

وَفِيْهِ وُحُوْشٌ لَا تُرَامُ اَنِيْسَةٌ اِذَا خَرَجَتْ مِنْهُ فَلَيْسَتْ تُغَادَرُ

اور اس میں جنگلی جانور بھی ہیں جن (کے شکار) کا کوئی قصد نہیں کرتا اس لئے وہ (آدمیوں سے) مانوس ہیں۔ جب وہ اس میں سے نکل کر چلے بھی جاتے ہیں (تو پھر واپس آتے ہیں) بے وفائی نہیں کرتے۔

ابن ہشام نے کہا کہ فابناء ہ مما جس شعر میں ہے وہ ابن اسحٰق کے علاوہ دوسروں سے مروی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ عمرو بن الحارث ہی نے عمرو غبشان اور ان مکہ[1] والوں کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ شعر

---

[1] (ب ج د) ساکنی مکۃ الذین (الف) ساکن مکۃ الذین۔ دوسرا نسخہ غلط معلوم ہو رہا ہے کیونکہ الذین جمع ساکن واحد کی صفت کیسے بن سکے گا۔ فلیتدبر۔ (احمد محمودی)

کہے ہیں جو بنی جرہم کے مکہ سے چلے جانے کے بعد وہاں چھوٹ رہے تھے۔

یَا اَیُّھَا النَّاسُ سِیْرُوْا اِنَّ قَصْرَکُمْ اَنْ تُصْبِحُوْ اذَاتَ یَوْمٍ لَا تَسِیْرُوْنَا

(مکہ میں چھوٹے ہوئے) لوگو (مکہ سے) چلے جاؤ تمہارے محل کا تو یہ حال ہے کہ اگر کسی روز صبح سویرے حملہ ہو جائے تو تم نکل بھی نہ سکو گے۔

حُثُّوا الْمَطِیَّ وَاَرْخُوْا مِنْ اَزِمَّتِھَا قَبْلَ الْمَمَاتِ وَقَضُّوْا مَا تَقَضُّوْنَا

موت کے پہلے سواریوں کی باگیں ڈھیلی چھوڑ کر انہیں تیز دوڑاؤ اور جو کچھ کرنا چاہتے ہو کر لو۔

کُنَّا اُنَاسًا کَمَا کُنْتُمْ فَغَیَّرَنَا دَھْرٌ فَاَنْتُمْ کَمَا کُنَّا تَکُوْنُوْنَا

ہم لوگ بھی تمہاری ہی طرح تھے۔ پھر زمانے نے ہماری حالت بدل دی پس (ہوشیار ہو جاؤ کہ) تمہاری بھی وہی حالت ہو گئی جو ہماری ہوئی۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس کے اشعار میں سے یہ وہ شعر ہیں جن کی نسبت اس کی طرف کرنا صحیح ثابت ہوا ہے۔

ابن ہشام[1] نے کہا کہ بعض علماء شعر نے مجھ سے بیان کیا کہ یہ شعر وہ ہیں جو عرب میں سب سے پہلے کہے گئے ہیں۔ اور یہ شعر یمن میں ایک پتھر پر کندہ ملے۔ لیکن اس کے راوی کا نام مجھے بتایا نہ گیا۔

تولیت بیت اللہ پر بنی خزاعہ میں کے بعض لوگوں کا مستقل قبضہ

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد بنی خزاعہ میں غبشان بیت اللہ کے متولی ہوئے۔ اور بنی بکر بن عبد مناۃ نہ ہو سکے۔ اور ان میں کے متولی کا نام عمرو بن الحارث الغبشانی تھا۔

بنی کنانۃ کے قریش ان دنوں اپنی قوموں میں، متفرق جماعتوں، ٹکڑیوں، اور خاندانوں، میں رہا کرتے تھے۔ بیت اللہ کی تولیت بنی خزاعۃ میں وراثۃً یکے بعد دیگرے چلی آتی تھی یہاں تک کہ ان کا آخری متولی حلیل بن حبشیہ بن سول بن کعب بن عمرو خزاعی ہوا۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض حبشیہ بن سلول کہتے ہیں۔

قُصَیّ بن کلاب کا حُبّیٰ بنت حُلَیل سے ازدواج

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ قصی بن کلاب نے حلیل بن حبشیہ کے پاس اس کی بیٹی حبیٰ کے متعلق اپنا پیغام

---

[1] (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

بھیجا تو اس نے اس پیغام کو بخوشی منظور کر لیا۔ اور اپنی بیٹی کا عقد اس سے کر دیا۔ اس جوڑے سے چار لڑکے ہوئے۔ عبدالدار عبد مناف عبدالعزیٰ اور عبد پھر جب قصی کی اولاد پھیلی اور عزت و مال میں ترقی ہوئی۔ اور حلیل مر گیا تو کعبۃ اللہ کی تولیت اور مکہ کی حکومت کے لئے قصی نے خود کو بنی خزاعۃ اور بنی بکر سے زیادہ مستحق پایا۔ اس لئے کہ قریش خاص اسمٰعیل بن ابراہیم (علیہما السلام) کی اولاد اور ان سب میں منتخب[1] تھے۔ قصی نے قریش اور بنی کنانہ سے اس امر میں مشورہ کیا۔ اور بنی خزاعہ اور بنی بکر کے نکالنے کی انہیں ترغیب دی۔ اور انہوں نے اس بات کو قبول کیا۔ اس سے پہلے کے حالات یہ تھے کہ ربیعہ بن حرام جو بنی عذرہ بن سعد بن زید میں سے تھا کلاب کی وفات کے بعد مکہ آ کر فاطمہ بنت سعد بن سیل سے نکاح کیا تھا۔ اس نکاح کے وقت فاطمہ کے لڑکوں میں سے ایک لڑکا زہرۃ تو جوان تھا اور ایک لڑکا قصی دودھ پیتا۔ ربیعہ فاطمہ اور[2] اس کے شیر خوار بچے قصی کو اپنے ساتھ لے کر اپنے وطن کو چلا گیا اور زہرہ یہیں رہا۔ فاطمہ کو اس نئے شوہر ربیعہ سے ایک اور لڑکا رزاح نامی تولد ہوا۔ جب قصی جوان ہوا اور سن تمیز کو پہنچا تو مکہ آیا اور یہیں رہنے لگا۔ اور جب قصی کی قوم نے اس کے مشورے اور ترغیب کو قبول کیا (اور بنی خزاعہ اور بنی بکر کے اخراج کے لئے سب متفق ہو گئے)۔ تو قصی نے اپنے ماں شریک بھائی رزاح بن ربیعہ کو اپنی امداد کے لئے لکھ بھیجا کہ وہ آ کر یہاں رہے اور اس کی امداد کرے۔ تو رزاح بن ربیعہ اپنے دوسرے بھائیوں حن بن ربیعہ محمود بن ربیعہ اور جلہمۃ بن ربیعہ کو بھی اپنے ساتھ لے کر آیا جو اس کے علاتی بھائی تھے اور فاطمہ کے علاوہ دوسری عورت سے تھے۔ اور ان کے علاوہ بنی قضاعہ کے ان لوگوں کو بھی اپنے ساتھ لایا جو حج کے ارادے سے نکلے تھے۔ اور یہ سب کے سب قصی کی امداد کے لئے متفق و متحد تھے۔ لیکن بنی خزاعہ کا دعویٰ یہ ہے کہ حلیل بن حبشیہ کی بیٹی سے قصی کو جب بہت اولاد ہوئی تو حلیل نے قصی کے لئے تولیت کعبہ کی وصیت کی اور کہا کہ بنی خزاعہ کی بہ نسبت تولیت و انتظام کعبہ اور حکومت مکہ کے لئے تم زیادہ موزوں و مستحق ہو۔ قصی نے اسی لئے طلب تولیت کی جرأت کی لیکن یہ روایت بنی خزاعہ کے سوا دوسرے کسی سے ہم نے نہیں سنی۔ واللہ اعلم کہ ان دونوں میں کونسی بات سچی ہے۔

غوث بن مُرّ کا لوگوں کو حج کی اجازت دینے پر مامور ہونا

الغوث بن مر بن اد بن طابخہ بن الیاس بن مضر اور اس کی اولاد عرفہ کے بعد[3] لوگوں کو وہاں سے نکلنے

---

[1] (ب ج د) قرعہ جس کے معنی منتخب کے ہیں (الف) فرعہ جس کے معنی اعلیٰ شان و شوکت والا (احمد محمودی)

[2] (الف ب) فاحتملها یعنی فاطمہ کو لے گیا (ج د) فاحتملهما یعنی فاطمہ اور اس کے بچے دونوں کو لے گیا۔ (احمد محمودی)

[3] بعد کا لفظ (ج د) میں ہے۔ اور (الف ب) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

کی اجازت دینے پر ماموراوراس کی متولی تھی اوراس کواوراس کی اولاد کوصوفہ کہا جاتا تھا۔اور یہ تولیت اس کو اس طرح حاصل ہوئی تھی کہ اس کی ماں جرہم میں کی ایک عورت تھی۔اوراس کواولاد نہ ہوتی تھی۔تو اس نے اللہ تعالیٰ کی نذر مانی کہ اگر اسے لڑکا ہوتو اس کو وہ کعبۃ اللہ کے لئے وقف کردے گی کہ وہ اس کی عبادت و خدمت وانتظام میں لگا رہے۔اس کولڑکا پیدا ہوا جس کا نام غوث رکھا گیا۔اور یہ ابتدا میں اپنے ماموں بنی جرہم کے ساتھ انتظام کعبۃ اللہ میں رہا کرتا تھا۔اس لئے عرفہ کے بعد لوگوں کو وہاں سے نکلنے کی اجازت دینے کا کام بھی اسی سے متعلق ہوگیا۔کیونکہ اس کو کعبۃ اللہ کی قربت کے سبب ایک خاص قدرومنزلت حاصل ہوگئی تھی۔اوراس کے بعد اس کی اولاد کی بھی یہی حالت رہی یہاں تک کہ وہ بھی چل بسے غوث بن مر بن اد اپنی ماں کی نذر کے پورا کرنے کے متعلق کہتا ہے۔

اِنِّیْ جَعَلْتُ رَبِّ مِنْ بَنِیَّهْ رَبِیْطَةً بِمَکَّةَ الْعَلِیَّهْ

اے پروردگار میں نے اپنے بچے کو مکہ مشرفہ کے لئے وقف کردیا ہے۔

فَبَارِکَنَّ لِیْ بِهَا اَلِیَّهْ وَاجْعَلْهُ لِیْ مِنْ صَالِحِ الْبَرِیَّهْ

پروردگار میرے لئے اس کو وہاں برکت دے اوراسے تمام مخلوقات میں سے بہتر بنا۔

لوگوں کا دعویٰ ہے کہ جب غوث ابن مرلوگوں کے ساتھ وہاں سے نکلتا تو یہ کہا کرتا تھا۔

لَا هُمَّ اِنِّیْ تَابِعٌ تَبَاعَهْ اِنْ کَانَ اِثْمٌ فَعَلٰی قُضَاعَهْ

یااللہ میں تو بس پوری طور پر پیروی کرنے والا ہوں اگر کوئی گنہ ہے تو اس کا وبال بنی قضاعہ پر ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے یحیٰی بن عباد بن عبداللہ بن زبیر نے اپنے باپ عباد سے روایت کی اس نے کہا کہ صوفہ کی حالت یہ تھی کہ وہ لوگوں کو مقام عرفہ سے لے کر نکلتے تھے اور جب منٰی سے مکہ کے طرف جانے کا لوگ قصد کرتے تو یہی لوگ دوسرے لوگوں کو اجازت دیتے حتیٰ کے جب منٰی سے مکہ کو جانے کا روز ہوتا اورلوگ جمروں کو پتھر مارنے کے لئے آتے تو قبیلۂ صوفہ ہی میں سے کوئی ایک شخص (پہلے) پتھر مارتا اور دوسرے لوگ پتھر نہ مارتے جب تک کہ وہ پہلے نہ مارتا۔ضرورت مند لوگ جنہیں جلد جانا ہوتا اس کے پاس آتے اوراس سے کہتے کہ چلئے آپ پہلے پتھر ماریں کہ ہم بھی آپ کے ساتھ پتھر ماریں۔وہ کہتا خدا کی قسم میں ابھی پتھر نہ ماروں گا حتیٰ کہ سورج نہ ڈھل جائے۔اورضرورت مند عجلت کے خواہاں لوگوں کی یہ حالت ہوتی کہ خود اسی کو پتھر مارتے اور جلدی کرتے اور کہتے کہ کمبخت چل پتھر مارلیکن وہ انکار ہی کرتا رہتا۔یہاں تک کہ جب آفتاب ڈھلتا تو اٹھتا اور پتھر مارتا اس کے بعد دوسرے لوگ بھی پتھر مارتے۔

ابن اسحٰق کہے ہیں کہ جب لوگ جمروں کو پتھر مارنے سے فارغ ہوتے اور منیٰ سے نکل کر مکہ جانے کا

ارادہ کرتے تو قبیلۂ صوفہ کے لوگ گھاٹی کی دونوں جانب کھڑے ہو جاتے اور لوگوں کو جانے سے روک دیتے۔ اور کہتے اے گروہ صوفہ گزر جاؤ پھر دوسرے لوگ نہ گزرتے یہاں تک کہ وہ گزر جاتے اور جب قبیلۂ صوفہ کے لوگ منیٰ سے مکہ کی جانب جانے کے لئے نکل کھڑے ہوتے اور چلے جاتے تو دوسرے لوگوں کے لئے راستہ صاف ہو جاتا۔ اور وہ ان کے بعد نکلتے۔ غرض یہی حال رہا یہاں تک کہ وہ لوگ چل بسے اور جدی رشتے کی قربت کے سبب سے ان کے بعد ان کے وارث بنوسعد بن زید مناۃ بن تمیم ہوئے اور پھر آل صفوان بن الحارث بن شجنہ ہوئے جو بنوسعد ہی کی ایک شاخ تھی۔

ابن ہشام نے کہا کہ صفوان جناب بن شجنہ بن عطارد بن عوف بن کعب بن سعد بن زید مناۃ بن تمیم کا بیٹا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ صفوان ہی لوگوں کو حج کے وقت عرفہ سے نکلنے کی اجازت دیا کرتا تھا۔ اور اس کے بعد اس کی اولاد اجازت[1] دیا کرتی یہاں تک کہ ان میں کا آخر شخص جس کے زمانے میں اسلام کا ظہور ہوا وہ کرب بن صفوان تھا۔ اوس[2] بن تمیم بن مغراء السعدی کہتا ہے۔

لَا يَبْرَحُ النَّاسُ مَا حَجُّوْا مُعَرَّفَهُمْ   حَتّٰى يُقَالُ اَجِيْزُوْا آلَ صَفْوَانَا

جب تک لوگ حج کرتے رہیں گے اپنے مقام عرفہ سے نہیں ہٹیں گے۔ یہاں تک کہ اے بنی صفوان ہمیں اجازت دو نہ کہا جائے۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ شعر اوس بن مغراء کے قصیدے میں کا ہے۔

عدوان کی مقام مزدلفہ سے روانگی کی حالت

اور ذوالاصبع العدوانی نے جس کا نام حرثان بن عمرو تھا اور ذوالاصبع اس کا نام اس لئے مشہور ہو گیا کہ اس نے اپنی ایک انگلی کاٹ لی تھی یہ شعر کہے ہیں۔

عَذِيْرَ الْحَيِّ مِنْ عَدْوَا نَ كَانُوْا حَيَّةَ الْاَرْضِ

بنی عدوان کے اس قبیلے کی جانب سے کون عذر کر سکتا ہے کہ وہ تو زمینی اژدہوں کی مانند ذی

---

[1] (ب ج د) یجیز۔ (الف) یخیز یہ دوسرا نسخہ بالکل بے معنی ہے یا تو یجیز اجازت دینے کے معنی میں ہوتا یا یخیر آخر میں رائے مہملہ سے ہوتا کہ اختیار دینے کے معنی میں ہوتا۔ (احمد محمودی)۔

[2] (الف) میں اوس بن تمیم نہیں ہے صرف ابن مغراء السعدی ہے۔ (احمد محمودی)

ہیبت وشان ہے۔

بَغْیٌ بَعْضُهُمْ ظُلْمًا فَلَمْ يُرْعَ عَلَى بَعْضِ

وہ آپس میں ایک دوسرے پر بھی ظلم وزیادتی کرتے ہیں تو کبھی ایک دوسرے کی عزت نہیں کرتا۔

وَمِنْهُمْ كَانَتِ السَّادَا تُ وَالْمُوْفُوْنَ بِالْقَرْضِ

لیکن ان میں ایسے سردار صفت لوگ بھی ہیں جو کبھی قرض لیتے ہیں تو پورا پورا ادا کرتے ہیں۔

وَمِنْهُمْ مَنْ يُجِيْزُ النَّا سَ بِالسُّنَّةِ وَالْفَرْضِ

ان میں ایسے لوگ بھی ہیں جو لوگوں کو سنت اور فرض یعنی احکام حج کی اجازت دیتے ہیں۔

وَمِنْهُمْ حَكَمٌ يَقْضِيْ فَلَا يُنْقَضُ مَا يَقْضِيْ

ان میں ایسے بھی ہیں (جو فیما بین کے اختلاف میں) حکم بنا کرتے ہیں اور جو فیصلہ وہ کر دیتے ہیں وہ ٹوٹتا نہیں۔

یہ اشعار اس کے ایک قصیدے کے ہیں۔

(ذوالاصبع کے ان اشعار اور راوس کے مذکورہ بالا شعر میں ظاہرا تخالف معلوم ہوتا ہے کہ وہ بنی صفوان کو اجزت دینے والا بتاتا ہے اور یہ بنی عدوان کو لیکن دراصل ان میں تخالف نہیں ہے بلکہ) ذوالاصبع نے جس اجازت کا ذکر اپنے شعر میں کیا ہے وہ مزدلفے سے نکلنے کے متعلق ہے جو بنی عدوان سے متعلق تھی جس طرح زیاد بن عبداللہ البکائی نے محمد بن اسحٰق کی روایت سے بیان کیا ہے کہ بنی عدوان کی وراثت میں یہ اجازت ان کے باپ دادا سے برابر چلی آئی ہے۔ ان میں کا آخری شخص جس کے زمانے میں اسلام کا ظہور ہوا ابوسیارہ عمیلہ بن الاعزل تھا۔ اور اسی کے متعلق عرب کے کسی شاعر نے کہا ہے۔

نَحْنُ دَفَعْنَا عَنْ اَبِیْ سَیَّارَهْ وَعَنْ مَوَالِیْهِ بَنِیْ فَزَارَهْ

ہم نے ابوسیارہ اور اس کے عمزاد بھائیوں بنی فزارہ سے لوگوں کو ہٹایا ہے۔

حَتّٰی اَجَازَ سَالِمًا حِمَارَهْ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ یَدْعُوْ جَارَهْ

یہاں تک کہ ابوسیارہ نے گدھی کو شرارت کرنے سے روک کر روبقبلہ ہوا اور اللہ تعالیٰ کی پناہ کے لئے دعا کر کے لوگوں کو اجازت دی۔

ابوسیارہ اپنی ایک گدھی پر بیٹھے لوگوں کو ہٹا رہا تھا۔ اسی لئے شاعر نے سالما حمارہ کہا ہے۔

عامر بن ظرب بن عمرو بن عیاذ بن یشکر بن عدوان کا بیان

ابن اسحٰق نے کہا کہ یقتضی حکما مذکورہ بالا شعر میں جو آیا اس سے مراد عامر بن ظرب بن عمرو بن عیاذ بن[1] یشکر بن عدوان العدوانی ہے۔ عرب میں کوئی فساد یا کسی فیصلے میں کوئی دشواری پیش آتی تو اسی کی طرف رجوع کرتے اور وہ جو کچھ فیصلہ کر دیتا اس سے سب کے سب راضی ہوتے۔ ایک مقدمہ اس کے پاس پیش ہوا۔ جو ان میں مختلف فیہ تھا۔ ایک خنثیٰ تھا جس میں وہ علامت بھی تھی جو مردوں کی ہے اور وہ بھی جو عورتوں میں ہوتی ہے لوگوں نے اس سے اس کے متعلق سوال کیا کہ اس کو تم مرد شمار کرو گے یا عورت۔ اس مسئلے سے زیادہ دشوار اس کے پاس کوئی مسئلہ نہیں آیا تھا۔ اس لئے اس نے کہا کہ میں تمہارے اس معاملے میں غور کرنے کے بعد جواب دوں گا۔ اے گروہ عرب خدا کی قسم تمہارے اس معاملے کے جیسا میرے پاس اور کوئی معاملہ نہیں آیا۔ ان لوگوں نے اس کو مہلت دی اور اس نے اپنی رات بیداری میں اس طرح گزاری کہ اپنے اس معاملے میں الٹی سیدھی رائیں قائم کرتا اور اسی معاملے میں غور کرتا رہا لیکن اس کے متعلق کوئی بات اس کی سمجھ میں نہ آئی۔ سخیلہ نامی اس کی ایک لونڈی تھی جو اس کی بکریاں چرایا کرتی تھی وہ اس لونڈی پر ہمیشہ عتاب کیا کرتا۔ جب صبح بکریاں چرنے کے لئے چھوڑتی تو کہتا اے سخیل خدا کی قسم تو نے بہت دن چڑھا دیا اور جب چراگاہ سے بکریاں واپس لاتی تو کہتا اے سخیل خدا کی قسم تو نے بہت رات کر دی اور اس کا یہ عتاب اس لئے تھا کہ وہ بکریوں کو چراگاہ کی جانب چھوڑنے میں ہمیشہ دیر کیا کرتی تھی یہاں تک کہ بعض لوگ اس سے پہلے ہی چراگاہ کو چلے جاتے اور واپس لانے میں بھی ہمیشہ تاخیر کیا کرتی حتیٰ کہ واپسی میں بھی بعض لوگ اس سے پہلے ہی واپس ہو جاتے تھے۔ جب اس لونڈی نے عامر کی اس کے بستر پر بیداری اور بے چینی بیقراری دیکھی کہا تیرا باپ مر جائے تجھے کیا ہوا ہے آج رات تجھے کون سی مشکل پیش آئی ہے۔ عامر نے کہا اری کمبخت جس معاملے سے تجھے کوئی سروکار نہ ہو اس میں مجھے اپنے حال پر چھوڑ۔ سخیلہ نے دوبارہ اس سے ویسا ہی سوال کیا تو عامر نے اپنے دل میں کہا ممکن ہے کہ جس معاملے میں میں حیران ہوں اس کا کوئی حل یہ پیش کر دے اور کہا اری کمبخت میرے پاس خنثیٰ کی میراث کا معاملہ پیش ہوا ہے میں اسے مرد قرار دوں یا عورت خدا کی قسم میری سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ میں کیا کروں کوئی معقول وجہ اس میں مجھے نظر نہیں آتی ہے سخیلہ نے کہا سبحان اللہ یہ بھی کوئی دشوار بات ہے فیصلے کا مدار پیشاب کے مقام سے کیجئے خنثیٰ کو پیشاب

---

[1] خط کشیدہ الفاظ (الف) میں نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)

کروائیے اگر اس نے اس راستے سے پیشاب کیا جس سے مرد پیشاب کرتے ہیں تو وہ مرد ہے اور اگر اس نے اس راستے سے پیشاب کیا جس سے عورتیں پیشاب کرتی ہیں تو وہ عورت ہے، عامر نے کہا اے سخیل اس فیصلے کے بعد اب تو بکریوں کو چاہے دیر سے لایا کر یا دیر سے لے جایا کر تجھے معاف ہے خدا کی قسم تو نے اس معاملے کو حل کر دیا پھر جب صبح ہوئی ان لوگوں کے پاس گیا اور وہی فیصلہ کیا جس کا سخیلہ نے اسے مشورہ دیا تھا۔

قصی بن کلاب کا حکومت مکہ پر غلبہ پانا اور اس کا قریش کو متحد کرنا اور بنی قضاعہ کا اس کی امداد کرنا

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب مذکورۂ بالا سال آیا اور بنی صوفہ نے حسب عادت وہی کام کیے جو ہمیشہ وہ کیا کرتے تھے اس حال میں کہ تمام عرب ان کی تولیت اور ان کے حقوق سے واقف تھے اور ان کے دلوں میں وہ تمام کام بنی جرہم اور بنی خزاعہ کے وقت سے بطور مذہب جاگزیں تھے۔ تو قصی بن کلاب اپنی قوم قریش اور بنی کنانہ اور بنی قضاعہ کو ساتھ لئے عقبہ کے پاس آیا۔ اور کہا اس کام کی تولیت کا ہم تم[1] سے زیادہ حق رکھتے ہیں۔ تو بنی صوفہ نے قصی سے جنگ شروع کی اور خوب جنگ ہوئی بنی صوفہ نے شکست کھائی اور جو جو چیزیں رسوم حج سے متعلقہ ان کے ہاتھوں میں تھیں ان سب پر قصی نے غلبہ حاصل کر لیا۔ جب یہ دیکھا تو بنی خزاعہ اور بنی بکر بھی قصی سے کترانے لگے۔ اور انہوں نے جان لیا کہ عنقریب کعبۃ اللہ اور امور مکہ میں وہ انہیں بھی مانع ہوگا جس طرح بنی صوفۃ کو اس نے منع کر دیا اور جب وہ قصی سے کترانے لگے تو قصی نے ان سے بھی جنگ کرنے کی تیاری کی اور ان سے لڑائی کی اپنی جانب سے ابتدا کر دی۔ اور بنی خزاعہ اور بنی بکر بھی اس سے مقابلے کے لئے نکلے دونوں لشکر ملے۔ اور خوب گھمسان کی جنگ ہوئی۔ یہاں تک کہ فریقین میں سے بہت سے لوگ مارے گئے۔ پھر انہوں نے ایک دوسرے کو صلح کی دعوت دی۔ اور عرب ہی میں سے کسی ایک شخص کو حکم بنانے کی ٹھہری۔ اور یعمر بن عوف بن کعب بن عامر بن لیث بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ کو حکم بنایا۔ یعمر نے ان میں فیصلہ یہ کیا کہ کعبۃ اللہ اور امور مکہ کے متعلق بنی خزاعہ کی بہ نسبت قصی زیادہ حقدار ہے اور بنی خزاعہ اور بنی بکر کے جن لوگوں کو قصی نے قتل کیا ان کا خون ساقط اور پامال اور قریش اور بنی کنانہ اور بنی قضاعہ کے جن لوگوں کا خون بنی خزاعہ اور بنی بکر نے کیا اس کی دیت دینا ان پر لازم ہوگا۔ اور کعبۃ اللہ اور مکہ

---

[1] (ب ج د) میں لحن اولی بھذا منکم ہے جس کے معنی ہم نے ترجمہ میں لکھے ہیں (الف) میں لا نحن اولی بھذا منکم ہے اس کے معنی یوں ہوں گے کہ نہیں یہ نہیں ہو سکتا بلکہ ہم تم سے زیادہ حق رکھتے ہیں۔ (احمد محمودی)

کے معاملات میں قصی آزاد ہوگا۔ اسی روز سے یعمر بن عوف کا نام شداخ ہوگیا کیونکہ اس نے بہت سے خون اس روز ساقط اور پامال کردیے۔ (شدخ کے معنی پیٹ میں بچہ مکمل ہونے سے پہلے گر گیا)۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض لوگوں نے شداخ کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد سے بیت اللہ اور امور مکہ اور اپنی قوم کے گھروں سے مکہ تک تمام امور کے انتظام کا سرپرست قصی ہی بن گیا۔ اور اپنی قوم اور مکہ والوں کا بادشاہ ہوگیا اور اس کی قوم نے اس کو بادشاہ تسلیم بھی کرلیا لیکن قصی نے عرب کو ان کی اسی حالت پر برقرار رکھا جس حالت میں وہ تھے اور ایسا اس نے اس لئے کیا کہ وہ خود بھی ان تمام باتوں کو اپنے دل میں ایسا ہی مذہبی سمجھتا تھا کہ ان میں کسی قسم کا ردو بدل نہ ہونا چاہئے۔ چنانچہ اس نے آل صفوان اور آل عدوان اور نسأۃ اور مرہ بن عوف کو ان ہی حالات پر قائم رکھا جن حالات پر وہ تھے۔ یہاں تک کہ اسلام آیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس کے ذریعہ ان (کی حکومت کے) تمام عمارات کو ڈھا دیا۔ بنی کعب بن لؤی میں' قصی پہلا شخص تھا' جس نے ایسی حکومت حاصل کی جس کے سبب سے اس کی قوم نے اس کی اطاعت کی۔ اور عہدہائے حجابہ وسقایہ ورفادہ وندوہ ولواء سب کے سب قصی ہی سے متعلق تھے۔ اور وہ مکہ میں ہر طرح کی رفعت ومنزلت کا جامع تھا۔ (حجابہ۔ خدمت پردۂ کعبۃ اللہ۔ سقایہ۔ حاجیوں کو زمزم کا پانی پلانے کی خدمت۔ رفادہ۔ حاجیوں کی ضیافت۔ ندوہ۔ مجلس شوریٰ۔ لواء۔ پرچم باندھنے کی خدمت)۔ اس نے کہ کے چار حصے کئے اور اپنی قوم میں بانٹ دیئے۔ اور قریش میں کے ہر ایک قبیلہ کو اس نے وہ منزلت دی جس پر وہ پہلے سے تھے۔ لوگوں کا ادعا ہے کہ قریش نے حرم کے ان درختوں کے کاٹنے سے خوف کیا جو ان کے گھروں میں تھے تو قصی نے اور اس کے مددگاروں نے اپنے ہاتھ سے انہیں کاٹا۔

قریش نے اس کا نام مجمع رکھ دیا۔ اس لئے کہ وہ مکہ کی ہر طرح کی رفعت ومنزلت کا جامع تھا۔ اور انہوں نے اس کی حکومت کو مبارک پایا۔ اس لئے قریش کی کسی عورت کا نکاح اور کسی مرد کی شادی نہ ہوتی اور نہ وہ کسی نازل شدہ کسی دشوار معاملے میں مشورہ کرتے اور نہ کسی قوم[1] سے جنگ کے لئے پرچم باندھتے مگر اسی کے گھر میں۔ ان کے پرچم' قصی کا کوئی لڑکا باندھ دیا کرتا۔ قریش کی کوئی لڑکی چولی پہنے کی عمر کو پہنچ کر چولی نہ پہنتی مگر اسی کے گھر میں۔ اسی کے گھر میں اس لڑکی کے جسم پر چولی بیونتی جاتی اور پہنائی جاتی اس کے بعد وہ

---

[1] (الف)۔ لحرب قوم فی غیرھم (ب ج د) لحرب قوم من غیرھم پہلے نسخے میں فی کا جو استعمال کیا گیا ہے وہ غلط معلوم ہوتا ہے۔ (احمد محمودی)

اپنے لوگوں کے پاس جاتی۔ اس کی قوم قریش میں اس کے احکام کا یہ حال اس کی زندگی میں اور اس کے مرنے کے بعد بھی حکم مذہبی کی طرح ضروری الاتباع ہوگیا تھا کہ اس کے خلاف نہ کیا جاتا۔ اور اس نے اپنے لئے ایک مشورہ گھر بنوایا۔ اور اس کا دروازہ کعبۃ اللہ کی مسجد کی طرف رکھا اسی میں قریش اپنے معاملات کا فیصلہ کیا کرتے تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ شاعر کہتا ہے

قُصَیٌّ لَعَمْرِیْ کَانَ یُدْعَی مُجَمِّعًا ‏ ‏ ‏ بِهٖ جَمَّعَ اللّٰہُ الْقَبَائِلَ مِنْ فِهْرِ

میری عمر کی قسم قصی جو مجمع کے نام سے مشہور تھا اسی کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے بنی فہر کے تمام قبیلوں کو متحد کر دیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ عبدالملک بن راشد نے اپنے باپ سے روایت کرتے ہوئے مجھ سے بیان کیا کہ ان کے باپ نے سائب بن خباب حجرے والے کو کہتے سنا کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے آپ کی خلافت کے زمانے میں ایک شخص قصی بن کلاب کے حالات بیان کر رہا تھا جس میں اس کے اپنی قوم کو متحد کرنے' اور بنی خزاعہ اور بنی بکر کو مکہ سے نکال دینے اور بیت اللہ کی تولیت' اور مکہ کی حکومت' حاصل کرنے' کا ذکر تھا تو عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) نے اس کی تردید وانکار نہیں کیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب قصی اپنی جنگ سے فارغ ہوا تو اس کا بھائی رزاح بن ربیعہ اپنی قوم کے ان لوگوں کو لے کر جو اس کے ساتھ تھے اپنے شہروں کی طرف لوٹ گیا۔ اور رزاح نے قصی کی استدعا کو قبول کرنے کے متعلق کہا ہے۔

لَمَّا اَتٰی مِنْ قُصَیٍّ رَسُوْلُ ‏ ‏ ‏ فَقَالَ الرَّسُوْلُ اَجِیْبُوْا الْخَلِیْلَا

جب قصی کے پاس سے قاصد آیا اور قاصد نے کہا کہ ایک دوست کی استدعا کو قبول کرو۔

نَهَضْنَا اِلَیْهِ نَقُوْدُ الْجِیَادَ ‏ ‏ ‏ وَنَطْرَحُ عَنَّا الْمَلُوْلَ الثَّقِیْلَا

تو ہم اس کی طرف جانے کے لئے گھوڑوں کو کھینچ لائے اور اپنی انتہائی سستی کو پھینک کر اٹھ کھڑے ہوئے۔

نَسِیْرُ بِهَا اللَّیْلَ حَتّٰی الصَّبَاحِ ‏ ‏ ‏ وَنَکْمِیْ النَّهَارَ لِئَلَّا نَزُوْلَا

ہم ان گھوڑوں پر رات تمام چلتے یہاں تک کہ صبح ہو جاتی اور دن میں چھپ رہتے تا کہ ہم ہلاک نہ ہو جائیں۔

فَهُنَّ سِرَاعٌ کَوِرْدِ الْقَطَا ‏ ‏ ‏ یَجِبْنَ بِنَا مِنْ قُصَیٍّ رَسُوْلَا

وہ گھوڑے جو قصی کے پاس سے ہمارے پاس قاصد کو لائے ایسے تیز تھے جیسے اپنی پینے جاتے وقت مرغ سنگ خوار۔

جَمَعْنَا مِنَ السِّرِّ مِنْ اَشْمَذَيْنِ وَمِنْ كُلِّ حَيٍّ جَمَعْنَا قَبِيْلَا

ہم نے اشمذین (نامی پہاڑوں یا قبیلوں) سے اور ہر ایک بڑے قبیلے میں سے بہترین افراد کی چھوٹی چھوٹی جماعتیں جمع کرلیں۔

فَيَالَكِ حَلْبَةَ مَالَيْلَةٍ تَزِيْدُ عَلَى الْاَلْفِ مَيَّار يلَا

اے گھڑ دوڑ کے گھوڑو تمہیں کیا ہو گیا کہ دوسرے گھوڑوں کے مقابلے میں تیز چھوڑنے کے باوجود تم نے ایک رات میں ایک ہزار (میل یا فرسخ) سے زیادہ مسافت طے نہ کی۔

فَلَمَّا مَرَرْنَ عَلَى عَسْجَرٍ[1] وَاَسْهَلْنَ مِنْ مُسْتَنَاخَ سَبِيْلَا

پھر جب وہ گھوڑے مقام عسجر پر گزرے اور منزل کے راستے میں سے (کچھ حصے طے کرکے) آسانی پیدا کرلی۔

وَجَاوَزْنَ بِالرُّكْنِ مِنْ وَرِقَانَ وَجَاوَزْنَ بِالْعَرْجِ حَيًّا حُلُوْلَا

اور مقام ورقان کے ایک حصے پر سے گزر کر وادی عرج پر گزرے جہاں ایک قبیلہ اترا ہوا تھا۔

مَرَرْنَ عَلَى الْحَلِيِّ مَا ذُقْنَهُ وَعَالَجْنَ مِنْ مَرِّ لَيْلًا طَوِيْلَا

تو وہ گھوڑے حلی نامی نبات پر سے گذرے لیکن اس کو چکھا تک نہیں (یا نشیب کے جمع شدہ پانی پر سے گزرے اور اس کو پیا تک نہیں اور (مقام) مر (الظہران کی مسافت) یہ کوشش رات کے ایک بڑے حصے میں طے کی۔

نُدَنِّيْ مِنَ الْعُوْذِ اَفْلَاءَ هَا اِرَادَةَ اَنْ يَسْتَرِقْنَ الصَّهِيْلَا

ہم جنی ہوئی اونٹنیوں کے قریب ان کے بچوں کو رکھنا چاہتے تھے کہ وہ ان کی آواز سکھ جائیں۔

فَلَمَّا انْتَهَيْنَا اِلَى مَكَّةَ اَبَحْنَا الرِّجَالَ قَبِيْلَا قَبِيْلَا

پھر جب ہم مکہ پہنچے تو بہادروں کے بہت سے قبیلوں کا خون ہم نے مباح کردیا۔

نُعَاوِرُهُمْ ثَمَّ حَدَّ السُّيُوْفِ وَفِيْ كُلِّ اَوْبٍ خَلَسْنَا الْعُقُوْلَا

وہاں ہم نے ان کے مقابلے میں تلواروں کی باڑہ سے مدد لے کر ہر پینترے اور وار میں ان کی عقلیں چھین لیں۔

---

[1] (ب ج) عسجر نام مقام (الف) عسجد سونے جواہرات کے معنی ہیں جو اس مقام سے کوئی مناسبت نہیں رکھتے۔ (احمد محمودی)

مُخَبِّرْ هُمْ بِصَلَابِ النُّسو رِ خَبْزَ الْقَوِيِّ الْعَزِيْزِ الذَّلِيْلَا

ہم انہیں سخت گدھوں (کے جیسے گھوڑوں) کے ذریعے اس طرح ہانک رہے تھے جس طرح ایک قوت وعزت والا ذلیلوں کو ہانکتا ہے۔

فَتَلْنَا خُزَاعَةَ فِيْ دَارِهَا وَبَكْرًا قَتَلْنَا وَجِيْلًا فَجِيْلَا

ہم نے بنی خزاعہ کو ان کے گھر میں قتل کیا اور بنی بکر اور ایک قبیلے کے بعد دوسرے قبیلے کو قتل کیا۔

فَفَيْنَا هُمْ مِنْ بِلَادِ الْمَلِيْكِ كَمَا لَا يَحُلُّوْنَ اَرْضًا سُهُوْلَا

شاہی شہروں سے ہم نے انہیں اس طرح جلاوطن کر دیا گویا وہ (یہاں کی) کسی نرم زمین میں (کبھی) اترے ہی نہ تھے۔

فَاَصْبَحَ سَبْيُهُمُ فِي الْحَدِيْدِ وَمِنْ كُلِّ حَيٍّ شَفَيْنَا الْغَلِيْلَا

نتیجہ یہ ہوا کہ ان میں کے قیدی صبح صبح لوہے میں جکڑے گئے اور ہر ایک قبیلے کے کینہ وروں کو کینہ وبغض کی بیماری سے ہم نے چنگا کر دیا۔

اور ثعلبہ بن عبداللہ بن ذبیان بن الحرث بن سعد بن ہذیم القضاعی نے اس کے متعلق کہا ہے کہ قصی نے جب انہیں بلایا تو انہوں نے اس کی استدعا قبول کی۔

جَلَبْنَا الْخَيْلَ مُضْمَرَةً تَغَالَى مِنَ الْاَعْرَافِ اَعْرَافِ الْجِنَابِ

ہم مقام جناب کی سطح مرتفع کے قیمتی دبے پتلے گھوڑے لے کر۔

اِلٰى غَوْرَىْ تِهَامَةَ فَالْتَقَيْنَا مِنَ الْفَيْفَاءِ فِيْ قَاعٍ يَبَابِ

تہامہ کے نشیبی سرزمین کی طرف چلے اور ایک بے آب وگیاہ بنجر میدان میں پہنچے۔

فَاَمَّا صُوْفَةُ الْخُنْثٰى فَخَلَّوْا مَنَازِلَهُمْ مُحَاذَرَةَ الضِّرَابِ

اور نامرد بنی صوفہ نے تو جنگ کے خوف سے اپنے گھر خالی کر دیئے۔

وَقَامَ بَنُوْ عَلِيٍّ اِذْ رَاَوْنَا اِلَى الْاَسْيَافِ كَالْاِبِلِ الطِّرَابِ

اور بنی علی نے جب ہم کو دیکھا تو اپنی تلواروں کی طرف اس طرح لپکے جس طرح اپنے گھر کی طرف اونٹ تیزی سے جاتے ہیں۔

اور قصی بن کلاب نے کہا ہے۔

اَنَا ابْنُ الْعَاصِمِيْنَ بَنِيْ لُؤَيٍّ بِمَكَّةَ مَنْزِلِيْ وَبِهَا رَبِيْتُ

میں بنی لوی کے معصوموں کا بیٹا ہوں مکہ میں میرا گھر ہے اور یہیں میری نشو ونما ہوئی۔

اِلَى الْبَطْحَاءِ قَدْ عَلِمَتْ مَعَدٌّ وَمَرْوَتُهَا رَضِيْتُ بِهَا رَضِيْتُ

(یہاں سے) بطحاء تک بنی معد نے مجھے خوب جان لیا ہے اور مکہ کا کہ مروہ ایسا پہاڑ ہے جس سے میں خوب راضی ہو گیا۔

فَلَسْتُ لِغَالِبٍ اِنْ لَمْ تَأَثَّلْ بِهَا اَوْلَادُ قَيْذَرَ وَالنَّبِيْتِ

مجھے بنی غالب میں سے نہ سمجھنا اگر اس میں اولاد قیذ رونبیت کی جڑیں نہ جم گئیں۔

رِزَاحٌ نَاصِرِىْ وَبِهٖ اُسَامِىْ فَلَسْتُ اَخَافُ ضَيْمًا مَا حَيِيْتُ

میری امداد کرنے والا رزاح ہے اور اسی پر میں فخر کرتا ہوں جب تک میں زندہ رہوں کسی ظلم سے میں نہیں ڈرتا۔

پھر جب رزاح بن ربیعہ یہاں سے جا کر اپنی بستیوں میں رہنے لگا۔ اللہ نے اس کی اور حن کی اولاد کو خوب پھیلایا اور آج جو بنی عذرۃ کے دو قبیلے ہیں انہی دونوں کی اولاد ہیں رزاح بن ربیعہ جب اپنے وطن کو آیا تو اس کے اور بنی نہد بن زید اور بنی حوتکہ بن اسلم کے درمیان کچھ اختلاف ہو گیا تو اس نے انہیں ڈرایا حتیٰ کہ وہ یمن چلے گئے اور بنی قضاعہ کی بستیوں سے جلاوطن ہو گئے اور وہ آج بھی یمن ہی میں ہیں۔ قصی بن کلاب نے جو بنی قضاعہ سے محبت رکھتا تھا۔ اور ان کی ترقی کو اور ان کی بستیوں میں ان سب کے ایک جگہ رہنے کو پسند کرتا تھا۔ اور جو برتاؤ رزاح نے ان کے ساتھ کیا اس کو ناپسند کرتا تھا اسی نے یہ اشعار کہے ہیں۔ کیونکہ قصی اور رزاح میں رشتہ داری تھی۔ اور قصی نے جب رزاح وغیرہ کو اپنی امداد کے لئے بلوایا تو انہوں نے اس کی استدعا قبول کی اور اس کے لئے انہوں نے آفتیں اٹھائیں تھی۔

اَلَا مَنْ مُبْلِغٌ عَنِّىْ رِزَاحًا فَاِنِّىْ قَدْ لَحَيْتُكَ فِى اثْنَتَيْنِ

کیا کوئی ایسا شخص نہیں جو میری جانب سے رزاح کو یہ پیام پہنچا دے کہ میں تجھے دو باتوں پر ملامت کرتا ہوں۔

لَحَيْتُكَ فِىْ بَنِىْ نَهْدِ بْنِ زَيْدٍ كَمَا فَرَّقْتَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنِىْ

ایک تو بنی نہد بن زید کے مقابلے میں تجھے ملامت کرتا ہوں جس طرح تو نے ان میں اور مجھ میں جدائی ڈال دی۔

وَحَوْتَكَةُ بْنُ اَسْلُمَ اِنَّ قَوْمًا عَنَوْهُمْ بِالْمَسَاءَ ةِ قَدْ عَنَوْنِىْ

دوسرے حوتکہ کے بارے میں جن لوگوں نے بنی حوتکہ کے ساتھ برائی کا ارادہ کیا انہوں نے میرے ساتھ برائی کا ارادہ کیا۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض لوگ ان اشعار کی نسبت زہیر بن جناب الکلبی کی جانب کرتے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب قصی زیادہ عمر والا ہو گیا اور اس کی ہڈیاں (گھل گھل کر) پتلی ہو گئیں۔ اور عبدالدار اس کا پہلوٹا لڑکا تھا۔ لیکن عبد مناف نے اپنے باپ ہی کے زمانے میں عزت و رفعت حاصل کر لی تھی۔ اور ہر طرح کے تجربات حاصل کر لئے تھے اور اس کے دو اور لڑکے بھی تھے جن کا نام عبدالعزیٰ اور عبد تھا۔ تو قصی نے عبدالدار سے کہا پیارے بچے سن لے۔ خدا کی قسم میں تجھے ان لوگوں سے پیچھے نہ رہنے دوں گا اگرچہ انہوں نے تجھ پر برتری حاصل کر لی ہے ان میں کا کوئی شخص کعبۃ اللہ میں داخل نہ ہو سکے گا جب تک کہ تو خود اس کے لئے دروازہ نہ کھولے قریش کی کسی جنگ کا پرچم نہ باندھا جائے گا جب تک کہ تو اپنے ہاتھ سے نہ باندھے مکہ میں تیرے کٹورے کے بغیر کوئی (زمزم کا پانی) نہ پیئے گا۔ اور نہ حاجیوں میں سے کوئی شخص تیرے کھانے کے سوا دوسروں کا کھانا کھائے گا۔ قریش اپنے معاملات میں سے کسی معاملے میں کوئی قطعی فیصلہ نہ کریں گے مگر تیرے ہی گھر میں اور اس نے اپنا گھر جس کا نام دارالندوہ تھا اسے دے دیا جس کے سوا کسی دوسرے گھر میں قریش اپنے معاملات میں سے کسی معاملے کا فیصلہ نہ کرتے تھے۔ اور حجابہ ولواء وسقایہ و رفادہ سب کچھ اسی کے حوالے کر دیا رفادہ ایک طرح کا خراج تھا جو ہر موسم حج میں قریش اپنے مال میں سے قصی بن کلاب کے حوالے کیا کرتے تھے اور وہ اس رقم سے حاجیوں کے لئے کھانا تیار کرواتا اور اس کو وہ لوگ کھاتے جو تونگر نہ ہوتے اور جن کے پاس زادراہ نہ ہوتا۔ اس خراج کو قصی نے قریش پر لازمی گردانا تھا۔ جب اس نے انہیں اس کا حکم دیا تو کہا تھا اے گروہ قریش تم اللہ کے پڑوسی ہو اور اس کے گھر والے ہو اور حرم میں رہنے والے ہو اور حجاج اللہ کے مہمان ہیں اور اس کے گھر کی زیارت کے لئے آتے ہیں اور تمام مہمانوں میں سب سے زیادہ وہ عزت و اکرام کے حق دار ہیں۔ اس لئے حج کے زمانے میں ان کے لئے کھانا پانی تیار رکھو اس وقت تک کہ وہ تمہارے پاس سے واپس چلے جائیں۔ انہوں نے اس کی بات مان لی اور ہر سال اپنے مال میں سے اس کے لئے مال نکالتے اور وہ قصی کے حوالے کرتے۔ وہ منیٰ میں حاجیوں کے رہنے کے زمانے میں اس سے کھانا تیار کرواتا۔ اور اس کا یہ حکم زمانۂ جاہلیت میں بھی اس کی قوم پر برابر جاری رہا۔ یہاں تک کہ اسلام آیا۔ پھر اسلام میں بھی آج تک وہی طریقہ جاری ہے سلطان ہر سال منیٰ میں حج سے فارغ ہونے تک لوگوں کے لئے جو کھانا تیار کرواتا ہے یہ وہی کھانا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ قصی بن کلاب کے یہ حالات اور اس نے اپنے تمام اختیارات عبدالدار کو دیتے وقت جو کچھ کہا تھا اس کی روایت میرے والد اسحٰق بن یسار نے حسن بن محمد بن علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہم سے سن کر مجھ سے بیان کی۔ اس نے مجھ سے کہا کہ میں نے حسن سے یہ واقعات اس وقت سنے جب وہ بنی

عبدالدار کے ایک شخص سے کہہ رہے تھے جس کا نام نبیہ بن وہب بن عامر بن عکرمہ بن عامر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار بن قصی تھا۔ حسن نے کہا کہ قصی نے ہر وہ چیز جو اس کی قوم کے متعلق اس کے ہاتھ میں تھی اس کے حوالے کردی۔ اور قصی کا یہ حال تھا کہ وہ اس کے کئے ہوئے کسی کام کو نہ رد کرتا اور نہ اس کے خلاف کرتا۔

قصی کے بعد قریش کا اختلاف اور حلف المطیبین

ابن اسحٰق نے کہا کہ پھر قصی بن کلاب کا انتقال ہو گیا تو اس کے بعد اس کی قوم کے اور اس کی قوم کے علاوہ دوسرے لوگوں کے انتظامات پر اس کے لڑکے قائم ہوئے انہوں نے مکہ چار حصوں میں تقسیم کرلیا[1] جس کو قصی نے اپنی قوم میں تقسیم کر دیا تھا یہ لوگ اپنے اپنے حصوں میں سے اپنی قوم کو اور اپنی قوم کے علاوہ اپنے حلفا میں سے دوسروں کو دیتے بھی تھے اور فروخت بھی کرتے تھے۔ قریش اسی حالت پر ان کے ساتھ چند روز رہے۔ اور ان میں کوئی جھگڑا یا اختلاف نہ ہوا۔ پھر چند روز کے بعد بنی عبد مناف بن قصی عبد شمس ہاشم مطلب اور نوفل نے اس بات پر اتفاق کرلیا کہ بنی عبدالدار بن قصی کے ہاتھوں میں جو عہد ہائے حجابہ ولواء وسقایہ ورفادہ میں جن کو قصی نے عبدالدار بن قصی کے حوالے کیا تھا وہ ان سے لے لیں۔ انہوں نے بہ نسبت ان کے خود کو ان کاموں کا زیادہ حق دار خیال کیا کیونکہ ان کو ان کی قوم پر برتری اور فضیلت حاصل تھی۔ اس وقت قریش متفرق ہو گئے ایک گروہ تو بنی عبد مناف کے ساتھ ان کی رائے کے موافق ہو گیا جن کی رائے یہ تھی کہ اس کام کے لئے بنی عبدالدار کی بہ نسبت یہ لوگ زیادہ حق دار ہیں کیونکہ ان کی قوم میں ان لوگوں کو ایک خاص مرتبہ حاصل تھا۔ اور ایک گروہ بنی عبدالدار کے ساتھ ہو گیا۔ ان کا خیال تھا کہ قصی نے جو عہدے ان لوگوں کے سپرد کر دیئے تھے وہ ان کے ہاتھوں سے نکال لئے جائیں۔

بنی عبد مناف کی حکومت عبد شمس بن عبد مناف کے ہاتھ میں تھی اس لئے کہ وہ بنی عبد مناف میں سب سے زیادہ سن رسیدہ تھا۔ اور بنی عبدالدار کی حکومت عامر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار کے ہاتھ میں اور بنی اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی اور بنی زہرہ بن کلاب اور بنی تیم بن مرہ بن کعب اور بنی الحارث بن فہر بن مالک بن نضر بنی عبد مناف کے ساتھ تھے۔

اور بنی مخزوم بن یقظہ بن مرۃ اور بنی سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب اور بنی جمح بن عمرو بن ہصیص بن کعب اور بنی عدی بن کعب بنی عبدالدار کے ساتھ تھے۔ اور عامر بن لوی اور محارب بن فہر ان دونوں سے

---

[1] خط کشیدہ الفاظ نسخہ (الف) میں نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)

خارج تھے یہ لوگ فریقین میں سے کسی کے طرف دار نہ تھے۔

فریقین میں سے ہر ایک فریق کے قبائل نے اس معاملے میں تاکیدی قسمیں کھائیں کہ جب تک سمندر کے پانی میں کسی صوف کے ٹکڑے کو تر کرنے کی خاصیت ہے ایک دوسرے کو بے امداد نہ چھوڑے گا ایک دوسرے کی معاونت سے کنارہ کش نہ ہوگا۔ اور بنی عبد مناف نے عطر سے بھرا ہوا ایک کٹورا نکالا۔ بعض کا دعویٰ ہے کہ بنی عبد مناف کی ایک عورت ان کے لئے وہ کٹورہ نکال لائی۔ اور انہوں نے اس کو مسجد میں کعبۃ اللہ کے پاس ان کو قسمیں دینے کے لئے رکھا۔ اور بنی مناف اور ان کے طرف داروں نے اپنے ہاتھ اس میں ڈبوئے اور آپ میں معاہدہ کیا۔ اور اس کے بعد کعبۃ اللہ کو سبھی نے چھوا کہ ان پر یہ قسمیں تاکیدی ہو جائیں۔ یہ معاہدین مطیبین کے نام سے مشہور ہوئے۔

اور بنی عبدالدار اور ان کے طرف داروں نے بھی کعبۃ اللہ کے پاس تاکیدی قسمیں کھائیں اور معاہدہ کیا کہ ایک دوسرے کو بے امداد نہ چھوڑے گا اور ایک دوسرے کی معاونت سے کنارہ کش نہ ہوگا۔ اور ان معاہدین کا نام احلاف پڑ گیا۔ پھر ان قبائل میں طرف داریاں پیدا ہو گئیں اور ان میں کے بعض بعض کے سر ہو گئے بنی عبد مناف نے سہم کے لئے اور بنی اسد نے بنی عبدالدار کے لئے اور بنی زہرہ نے بنی جمح کے لئے اور بنی تیم نے بنی مخزوم کے لئے اور بنی حارث بن فہر نے بنی عدی بنی کعب کے لئے تیاریاں شروع کیں۔

پھر انہوں نے کہا کہ ہر قبیلے کو چاہئے کہ اپنے مقابل والے قبیلے کے خلاف دوسروں کو ابھارے[1] لوگ ان حالات میں جنگ کے لئے مستعد ہو گئے تھے کہ یکایک دونوں جانب سے صلح کی استدعا ان شرائط پر ہوئی کہ بنی عبد مناف کے ذمہ سقایہ ورفادہ کر دیا جائے اور حجابہ ولواء وندوہ بنی عبدالدار کے پاس ویسا ہی رہے جیسا اب تک تھا۔ اور صلح ہو گئی اور اس پر فریقین راضی ہو گئے اور لوگ جنگ سے رک گئے اور جو جس کے حلیف تھے اسی حالت پر رہے۔ اور وہ اسی حالت پر برقرار رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسلام آیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

مَا كَانَ مِنْ حَلْفٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَإِنَّ الْإِسْلَامَ لَمْ يَزِدْهُ إِلَّا شِدَّةً.

’’جاہلیت میں جو کچھ معاہدہ تھا اسلام نے اس کے استحکام ہی کو بڑھا دیا ہے‘‘۔

---

[1] (ب ج د) لنغو (الف) لنغن جس کے معنی کافی ہو جائے (ب) کے حاشیہ پر ایک تیسرا نسخہ ہے لتعن جس کے معنی بالکل برعکس ہوتے ہیں۔ (احمد محمودی)

حِلف الفضول

(ابن ہشام نے کہا کہ) حلف فضول کے متعلق زیاد بن عبداللہ البکائی نے محمد بن اسحٰق سے روایت بیان کی کہا کہ قریش کے بعض قبائل نے ایک دوسرے کو ایک حلف کے لئے طلب کیا اور سب کے سب عبداللہ بن جدعان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی کے گھر اس کی عزت اور اس کی عمر کے سبب جمع ہوئے اور اس کے پاس بنی ہاشم بنی مطلب اور اسد بن عبدالعزیٰ اور زہرہ بن کلاب نے قسمیں کھائیں اور اس بات پر معاہدہ منعقد ہوا کہ مکہ میں وہ کسی مظلوم کو پائیں گے تو اس کی امداد کو کھڑے ہو جائیں گے خواہ وہ مظلوم مکہ کا رہنے والا ہو یا دوسرے لوگوں میں سے کوئی وہاں آیا ہو۔ اور جس نے ظلم کیا ہے اس کا مقابلہ کریں گے یہاں تک کہ وہ مظلوم کو اس کا حق لوٹا دے قریش نے اسی معاہدے کا نام حلف الفضول رکھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے محمد بن زید بن المہاجر بن قنفذ تیمی نے بیان کیا اس نے طلحہ بن عبداللہ بن عوف زہری سے سنا وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

لَقَدْ شَهِدْتُ فِيْ دَارِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جُدْعَانَ حِلْفًا مَا اُحِبُّ اَنَّ لِیْ بِهٖ حُمُرَ النَّعَمِ وَلَوْ اُدْعٰی بِهٖ فِی الْاِسْلَامِ لَاَجَبْتُ.

''عبداللہ بن جدعان کے گھر ایک حلف کے وقت میں موجود تھا۔ اس کے معاوضہ میں بہت سے سرخ اونٹوں کے ملنے کو بھی میں پسند نہ کروں گا۔ اگر اس معاہدے کی رو سے اسلام میں بھی کوئی دعویٰ ہو تو ضرور میں اس کو قبول کروں گا۔

ابن اسحٰق نے کہا مجھ سے یزید بن عبداللہ بن اسامہ بن الہاد اللیثی نے بیان کیا کہ محمد بن ابراہیم بن الحارث تیمی نے ان سے بیان کیا کہ حسین ابن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ۔ اور ولید بن عتبہ بن ابی سفیان کے درمیان کچھ مالی جھگڑا تھا جو ذی المروۃ میں واقع تھا اور ولید ان دنوں مدینہ پر حاکم تھا اس کے چچا معاویہ بن ابی سفیان نے اس کو وہاں کا حاکم بنایا تھا اور ولید نے اپنی حکومت کے سبب حسین رضی اللہ عنہ پر آپ کے حق میں ظلم و زیادتی کی تھی۔ تو حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ تجھے میرے حق میں انصاف کرنا ہوگا ورنہ میں اپنی تلوار لوں گا اور مسجد رسول اللہ ﷺ میں کھڑا ہو کر حلف الفضول کی رو سے امداد طلب کروں گا۔ راوی کہتا ہے کہ حسین رضی اللہ عنہ کی گفتگو کے وقت عبداللہ بن زبیر ولید کے پاس ہی تھے انہوں نے کہا میں بھی خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ اگر انہوں نے حلف الفضول کی رو سے امداد طلب کی تو میں بھی اپنی تلوار لے کر ان کے

ساتھ کھڑا ہو جاؤں گا۔ یہاں تک وہ ان کے حق میں انصاف کرے یا ہم سب کے سب مر جائیں راوی کہتا ہے کہ یہ خبر مسور بن مخرمہ[1] بن نوفل الزہری کو پہنچی تو اس نے بھی وہی کہا اور عبدالرحمٰن بن عثمان ابن عبیداللہ التیمی کو یہ معلوم ہوا تو اس نے بھی وہی کہا اور یہ بات جب ولید ابن عتبہ تک پہنچی تو اس نے حسین رضی اللہ عنہ کے حق میں انصاف کیا۔ یہاں تک آپ اس معاملے پر راضی ہو گئے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے یزید بن عبداللہ بن اسامہ بن الہاد اللیثی نے محمد بن ابراہیم بن الحارث التیمی کی روایت سے بیان کیا انہوں نے کہا کہ ابن زبیر کے قتل کے وقت جب لوگ عبدالملک کے پاس جمع ہوئے تو محمد بن جبیر بن مطعم بن عدی بن نوفل بن عبدمناف بھی جو قریش میں سب سے زیادہ عالم تھے آئے اور جب عبدالملک بن مروان بن الحکم کے پاس گئے تو اس نے کہا اے ابوسعید کیا ہم اور تم یعنی بنی عبدشمس بن عبدمناف اور بنی نوفل بن عبدمناف حلف الفضول میں نہ تھے تو انہوں نے کہا آپ کو خوب معلوم ہے عبدالملک نے کہا اے ابوسعید تمہیں چاہئے کہ اس میں جو سچ ہو وہ مجھے بتا دو۔ انہوں نے کہا نہیں خدا کی قسم ہم اور آپ دونوں کے دونوں اس عہد سے خارج ہو چکے اس نے کہا تم نے سچ کہا۔ (قصہ[2] حلف الفضول ختم ہو گیا)

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد رفادہ اور سقایہ کی دیکھ بھال ہاشم بن عبدمناف سے متعلق ہو گئی اس لئے کہ عبدشمس بڑا سیاح تھا مکہ میں کبھی نہیں ٹھہرتا تھا۔ کم آمدنی اور کثیر الاولاد بھی تھا۔ اور ہاشم مالدار تھا لوگوں کا بیان ہے کہ جب حج کا زمانہ آتا[3] تو قریش کے مجمع میں کھڑا ہو جاتا اور کہتا اے گروہ قریش تم لوگ اللہ تعالیٰ کے ہمسایہ اور اس کے گھر والے ہو۔ زمانہ حج میں تمہارے پاس اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنے والے اور اس کے گھر کا قصد کرنے والے آتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں اور تمام مہمانوں میں تعظیم کے سب سے زیادہ مستحق وہی ہیں لہٰذا ان کے لئے چندہ جمع کرو جس سے ان کے لئے تم اتنے دنوں کا کھانا تو تیار کر سکو جتنے دن ان کا یہاں رہنا ضروری[4] ہے خدا کی قسم اگر میری آمدنی اس کے لئے کافی ہوتی تو تم پر میں اس کا بار نہ ڈالتا۔ پس قریش کا ہر شخص اپنی اپنی استطاعت کے موافق اپنی آمدنی میں سے مد خرچ نکالتا اور اس سے حاجیوں کے لئے کھانا تیار کیا جاتا یہاں تک وہ اپنے گھروں کو لوٹ جاتے۔ ان لوگوں کے دعوے کے لحاظ سے ہاشم

---

1. (الف ب) مخرمہ بارائے مہملہ۔ (ج د) مخزمہ بازائے معجمہ۔ (احمد محمودی)
2. خط کشیدہ الفاظ صرف (الف) میں ہیں۔ (احمد محمودی)۔
3. (ب ج د) الحج (الف) الحاج یعنی جب حجاج آتے۔ (احمد محمودی)
4. (ب ج د) الاقامہ (الف) القیامہ دوسرا نسخہ غلط معلوم ہوتا ہے۔ (احمد محمودی)۔

ہی پہلا شخص تھا جس نے قریش کے لئے سرما و گرما کے دو سفروں کا طریقہ نکالا۔ اور وہی پہلا شخص ہے جس نے حجاج[1] کو مکہ میں ثرید کھلائی۔ اس کا نام تو عمرو تھا لیکن اپنی قوم کو مکہ میں روٹیاں چور کر کھلانے کے سبب اس کا نام ہاشم مشہور ہو گیا۔ (ہشم کے معنی ہیں توڑا چورا چورا کیا)۔

قریش کے یا عرب کے کسی شاعر نے کہا ہے۔

عَمْرُو الَّذِیْ هَشَمَ الثَّرِیْدَ لِقَوْمِهٖ قَوْمٍ بِمَكَّةَ مُسْنِتِیْنَ[2] عِجَافِ

عمرو ہی وہ شخص ہے جس نے روٹی چور کر ثرید اپنی اس قوم کو کھلائی جو مکہ میں قحط زدہ اور دبلی پتلی ہو گئی تھی۔

ابن ہشام نے کہا کہ حجاز والوں میں سے بعض علماء شعر نے مجھے اس طرح شعر سنایا قوم بمکہ مسنتون[3] عجاف۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد تاجرانہ کاروبار کی حالت میں غزہ نامی بستی میں جو سرزمین شام میں واقع ہے ہاشم بن عبد مناف کا انتقال ہو گیا اور اس کے بعد سقایہ و رفادہ کی نگرانی مطلب بن عبد مناف سے متعلق ہو گئی جو عبد شمس کا چھوٹا بھائی تھا۔ اور اس کی قوم میں اس کو عزت و شرف بھی حاصل تھا۔ اور قریش نے اس کی سخاوت کے سبب سے اس کا نام فیض رکھ دیا تھا۔ اور ہاشم بن عبد مناف مدینہ بھی آیا تھا اور بنی عدی بن نجار کی ایک عورت سلمٰی بنت عمرو سے شادی کی تھی جو اس سے پہلے احیحہ بن الجلاح بن الحریش[4] کی زوجیت میں تھی۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض لوگ الحریس[5] بن جحجبی[6] بن کلفۃ بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن الاوس کہتے ہیں جس سے اس کے ایک لڑکا ہوا جس کا نام عمرو بن احیحہ تھا۔ اور یہ عورت اپنے رتبے کی برتری کے سبب سے کسی سے نکاح کے لئے اس وقت تک راضی نہ ہوتی تھی جب تک کہ وہ یہ شرط نہ کر لیتی کہ اس کی طلاق کا اختیار خود اسی کو ہو گا۔ جب وہ اپنے شوہر سے ناراض ہو گئی تو اس سے علیحدہ ہو جائے گی۔ اس کو ہاشم سے عبد المطلب پیدا ہوئے۔ سلمٰی نے عبد المطلب کا نام شیبہ رکھا۔ ہاشم نے اس لڑکے کو سلمٰی ہی کے پاس ہوش سنبھالنے بلکہ اس سے بھی زیادہ بالغ ہونے تک چھوڑ دیا۔ چند روز بعد ان کا چچا المطلب انہیں لینے اور

---

[1] حجاج کا لفظ (الف) میں نہیں ہے جو سہو کاتب معلوم ہوتا ہے۔ (احمد محمودی)۔

[2] (الف) ب ج د) میں یہی مصرع ہے (ب د) کے حاشیہ پر درجال مکہ مسنتون عجاز ہے۔ (احمد محمودی)۔

[3] (الف) میں مسنتون ہے اور یہی نسخہ صحیح معلوم ہوتا ہے کیونکہ اصل میں بھی مسنتین اور پھر دوسری روایت میں بھی مسنتین ہو تو دوسری روایت کے کیا معنی ہوں گے۔ (ب ج د) میں مسنتین ہے۔ (احمد محمودی)

[4] (ج د) الجریش۔ [5] (ج د) الحریش [6] (ج د) حجبی۔ (احمد محمودی)

اپنے شہر اور اپنی قوم میں لے آنے کے لئے نکلا سلمٰی نے اس سے کہا میں اس کو تیرے ساتھ نہیں بھیجتی مطلب نے کہا میں جب تک اس کو اپنے ساتھ نہ لے لوں گا واپس ہی نہ ہوں گا۔ وہ میرا بھتیجا ہے اور بالغ ہو چکا ہے۔ اور وہ اپنی قوم کو چھوڑ کر دوسروں میں اجنبی بنا ہوا ہے۔ اور ہم اپنی قوم میں اعلیٰ خاندان والے ہیں اپنی قوم کے بہت سے معاملات کی سرپرستی ہمیں حاصل ہے۔ اس لڑکے کے لئے اس کی قوم اور اس کا شہر اور اس کا خاندان غیروں میں رہنے کی بہ نسبت بہتر ہے۔ یہی الفاظ یا اسی طرح کے الفاظ کہے۔ لوگوں کا دعویٰ ہے کہ شیبہ نے اپنے چچا المطلب سے کہا کہ میں اپنی ماں کو جب تک وہ مجھے اجازت نہ دے نہ چھوڑوں گا۔ تو سلمٰی نے ان کو اجازت دے دی۔ اور شیبہ کو المطلب کے حوالے کر دیا۔ اور وہ انہیں اپنے ہمراہ لایا۔ اور شیبہ کو لئے ہوئے مکہ میں داخل ہوا تو شیبہ اس کے اونٹ پر اس کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے (یہ دیکھتے ہی) قریش نے کہا کہ یہ المطلب کا غلام ہے جس کو وہ خرید لایا ہے اسی واقعہ کے سبب سے شیبہ کا نام عبدالمطلب مشہور ہو گیا۔ المطلب نے کہا بھی کہ کم بختو یہ تو میرے بھائی ہاشم کا بیٹا ہے جس کو میں مدینہ سے لایا ہوں۔ اس کے بعد المطلب کا انتقال رومان نامی بستی میں ہو گیا جو سرزمین یمن میں واقع ہے۔ کسی عرب نے ان کے مرثیے میں کہا ہے۔

قَدْ ظَمِيَّ الْحَجِيْجُ بَعْدَ الْمطَّلِبْ — بَعْدَ الْجِفَانِ وَالشَّرَابِ الْمُنْثَعِبْ

لَيْتَ قُرَيْشًا بَعْدَهٗ عَلٰی نَصَبْ

حجاج چھلکتے اور لبریز پیالوں کے پینے کے بعد المطلب کے مر جانے سے پیاسے ہو گئے کاش قریش اس کے بعد کسی ایک جھنڈے پر (متفق ہوتے)۔

مطرود بن کعب الخزاعی نے المطلب اور بنی عبد مناف دونوں کا مرثیہ کہا ہے جب اسے نوفل بن عبد مناف کے موت کی خبر پہنچی جو موت کے لحاظ سے بنی عبد مناف میں سب سے آخری شخص تھا۔

يَا لَيْلَةً هَيَّجْتِ لَيْلَاتِ — اِحْدَی لَيَالِيَّ الْقَسِيَّاتِ

اے سخت راتوں میں کی ایک رات تو نے بہت سی راتوں کو ہیجان اور پریشانی میں گزارنے پر مجبور کیا۔

وَمَا اُقَاسِیْ مِنْ هُمُوْمٍ وَمَا — عَالَجْتُ مِنْ رُزْءِ الْمَنِيَّاتِ

اور اے وہ غم واندوہ جن کو میں سہ رہا ہوں۔ اور اے وہ موتو جن کی تکلیف میں برداشت کر رہا ہوں۔

اِذَا تَذَكَّرْتُ اَخِیْ نَوْفَلًا — ذَكَّرَنِیْ بِالْاَوَّلِيَّاتِ

جب میں اپنے بھائی نوفل کو یاد کرتا ہوں تو اس کی یاد مجھے بہت سے اولیات کی یاد دلاتی ہے۔

ذَكَّرَنِیْ بِالْاُزُرِ الْحُمْرِ وَالْ — اَرْدِيَةِ الصُّفْرِ الْقَشِيْبَاتِ

اس کی یاد مجھے سرخ تہبندوں اور زرد پاک صاف چادروں کی یاد دلاتی ہے۔

اَرْبَعَةٌ كُلُّهُمْ سَيِّدٌ اَبْنَاءُ سَادَاتٍ لِسَادَاتٍ

چار شخص ایسے تھے کہ وہ چاروں کے چاروں سردار تھے سرداروں کی اولاد تھے اور سردارانہ صفات کے لئے پیدا کئے گئے تھے۔

مَيْتٌ بِرَدْمَانَ وَمَيْتٌ بِسَلْمَانَ وَمَيْتٌ بَيْنَ[1] غَزَّاتٍ[2]

وہ نعش جو مقام ردمان میں گاڑی گئی اور وہ نعش جو مقام سلمان میں دفن کی گئی اور وہ نعش جو مقام غزات کے درمیان سونپی گئی۔

وَمَيْتٌ اُسْكِنَ لَحْدًا لَدَى الْمَحْجُوْبِ شَرْقِيَّ الْبَنِيَّاتِ

اور وہ نعش جو اس لحد میں ہے جو کعبۃ اللہ کے مشرقی مقام میں چھپی ہوئی ہے۔

اَخْلَصُهُمْ عَبْدُ مَنَافٍ فَهُمْ مِنْ لَوْمِ مَنْ لَامَ بِمَنْجَاةٍ

ان سب کا خلاصہ اوران سب میں ممتاز ہستی تو عبدمناف کی ہے لیکن وہ سب کے سب ملامت گروں کی ملامتوں سے بالکل الگ تھلگ ہیں۔

اِنَّ الْمُغِيْرَاتِ وَاَبْنَاءَ هَا مِنْ خَيْرِ اَحْيَاءٍ وَ اَمْوَاتٍ

بنی مغیرہ اور اس قبیلے کے لڑکے زندوں اور مردوں (دونوں) میں بہترین ہیں۔

عبدمناف کا نام مغیرہ تھا۔ عبدمناف کے لڑکوں میں سب سے پہلے ہاشم کا انتقال سرزمین شام میں بمقام غزہ ہوا۔ پھر سرزمین یمن کے ایک مقام ردمان میں المطلب کا۔ پھر نواحی عراق کے سلمان نامی مقام میں نوفل کا۔ لوگ کہتے ہیں کہ مطرود کے مذکورہ بالا اشعار کے متعلق کسی نے کہا کہ تم نے شعر تو اچھے کہے لیکن اگر اس سے بہتر شعر ہوتے تو اور بہتر ہوتا اس نے کہا اچھا مجھے چند راتوں کی مہلت دو۔ پھر چند روز کے بعد یہ شعر کہے۔

يَا عَيْنُ جُوْدِيْ وَ اَذْرِي الدَّمْعَ وَانْهَمِرِيْ وَابْكِيْ عَلَى السِّرِّ مِنْ كَعْبِ الْمُغِيْرَاتِ

اے آنکھ سخاوت کر آنسو بہا اور انڈیل اور بنی مغیرہ کے شرف وشان پر چھپ چھپ کر رو۔

---

[1] (الف) عند۔

[2] اصل میں مقام کا نام غزہ ہے لیکن عرب کی عادت ہے کہ شہر کے ہر ایک حصے کو وہی نام دے کر اس کی جمع بھی استعمال کرتے ہیں۔ (احمد محمودی)۔

يَا عَيْنُ وَاسْحَنْفِرِىْ بِالدَّمْعِ وَاحْتَفِلِىْ   وَابْكِىْ خَبِيئَةَ[1] نَفْسِىْ فِى الْمُلِمَّاتِ

اے آنکھ خوب تیزی سے آنسوؤں کا تار باندھ دے اور آفات میں جو لوگ میرے دل میں رہتے ہیں ان پر رو۔

وَابْكِى عَلٰى كُلِّ فَيَّاضٍ اَخِىْ ثِقَةٍ   ضَخْمِ الدَّسِيْعَةِ وَهَّابِ الْجَزِيْلَاتِ

رو ہر ایسے شخص پر جو فیاض اور بھروسہ کے قابل بڑی بڑی عطاؤں اور بڑے بڑے انعامات دینے والا ہے۔

مَحْضِ الضَّرِيْبَةِ عَالِىْ الْهَمِّ مُخْتَلَقٍ   جَلْدِ النَّحِيْزَةِ نَابٍ بِالْعَظِيْمَاتِ

خالص (فطری) طبیعت والا عالی ہمت مکمل انسان قوی مزاج بڑی بڑی آفتوں میں بار بار جانے والا یا بڑے بڑے کاموں کے لئے اٹھ کھڑا ہونے والا۔

صَعْبِ الْبَدِيْهَةِ لَانِكْسٍ وَلَا وَكِلٍ   مَاضِى الْعَزِيْمَةِ مِتْلَافِ الْكَرِيْمَاتِ

پہلی نظر میں نہایت سخت معلوم ہونے والا نہ کمزور نہ اپنے کام دوسروں کے حوالے کرنے والا مضبوط ارادے والا اچھی اچھی قیمتی چیزوں کو بے قدری کے ساتھ لٹانے والا۔

صَقْرٍ تَوَسَّطَ مِنْ كَعْبٍ اِذَا نُسِبُوْا   بُحْبُوْحَةَ الْمَجْدِ وَالشُّمِّ الرَّفِيْعَاتِ

بنی کعب کے وسط فضا کا شہباز نسب پوچھا جاتے تو خاندان شرافت اور بلند واعلیٰ بستیوں میں کا منتخب۔

ثُمَّ انْدُبِى الْفَيْضَ وَالْفَيَّاضَ مُطَّلِبًا   وَاسْتَخْرِطِى بَعْدَ فَيْضَاتٍ بِجَمَّاتِ

پھر فیاض مطلب اور سرتاپا فیض پر ماتم کر اور فیوض کثیرہ کے جاتے رہنے کے بعد خوب رو۔

اَمْسٰى بِرَدْمَانَ عَنَّا الْيَوْمَ مُغْتَرِبًا   يَالَهْفَ نَفْسِىْ عَلَيْهِ بَيْنَ اَمْوَاتِ

آج وہ ہم سے دور غریب الدیار ردمان میں پڑا ہے مجھے دلی افسوس ہے کہ وہ مردوں کے درمیان پڑا ہے۔

وَابْكِىْ لَكِ الْوَيْلُ اِمَّا كُنْتِ بَاكِيَةً   لِعَبْدِ شَمْسٍ بِشَرْقِىِّ الْعَبَيَاتِ[2]

اے کمبخت (آنکھ) اگر تجھے رونا ہے تو عبد شمس کے لئے رو جو کعبۃ اللہ کے مشرق میں (سو رہا) ہے۔

وَهَاشِمٍ فِىْ ضَرِيْحٍ وَسْطَ بَلْقَعَةٍ   تَسْفِى الرِّيَاحُ عَلَيْهِ بَيْنَ غَزَّاتِ

---

[1] (ب ج د) حبیبۃ یعنی جو شخص میرے دل میں رہتا ہے اس پر رو۔

[2] (الف) السفات (ج د) الثنیات یعنی جو مشرقی گھاٹیوں میں سو رہا ہے۔ (احمد محمودی)

اور ہاشم کے لئے رو جو مقام بلقمہ کے وسط میں ایک قبر میں (سو رہا) ہے عزت کے درمیان ہوائیں اس پر ریت اڑاتی رہتی ہیں۔

وَنَوْفَلٍ كَانَ دُوْنَ الْقَوْمِ خَالِصَتِيْ ۔۔۔ اَمْسٰى بِسَلْمَانَ فِيْ رَمْسٍ بِمَوْمَاةِ

اور نوفل کے لئے رو جو میرے خالص دوستوں میں مذکور بالا لوگوں سے کچھ ہی کم تھا اور مقام سلمان کے چٹیل میدان میں زمین دوز قبر میں چلا گیا۔

لَمْ اَلْقَ مِثْلَهُمْ عُجْمًا وَلَا عَرَبًا ۔۔۔ اِذَا اسْتَقَلَّتْ بِهِمْ اُدْمُ الْمَطِيَّاتِ

جب گندمی رنگ کی اونٹنیوں نے انہیں اٹھایا (یعنی جب وہ اونٹنیوں پر سوار تھے۔ تو ان لوگوں کا سا نہ عجم میں مجھے کوئی ملا نہ عرب میں۔

اَمْسَتْ دِيَارُهُمْ مِنْهُمْ مُعَطَّلَةً ۔۔۔ وَقَدْ يَكُوْنُوْنَ زَيْنًا فِي السَّرِيَّاتِ

اب تو ان کی بستیاں ان سے خالی ہوگئی ہیں۔ لیکن ایک زمانہ وہ بھی تھا کہ وہ منتخب لشکر کی زینت ہوا کرتے تھے۔

اَفْنَاهُمُ الدَّهْرُ اَمْ كَلَّتْ سُيُوْفُهُمْ ۔۔۔ اَمْ كُلُّ مَنْ عَاشَ اَزْوَادُ الْمَنِيَّاتِ

زمانے نے انہیں فنا کر دیا یا ان کی تلواریں کند ہوگئیں یا ہر ایک زندگی والے کے لئے روز موت کا زادراہ ہوتا ہے۔

اَصْبَحْتُ اَرْضٰى مِنَ الْاَقْوَامِ بَعْدَ هُمْ ۔۔۔ بَسْطَ الْوُجُوْهِ وَ اِلْقَاءَ التَّحِيَّاتِ

ان لوگوں کے (مرجانے کے) بعد میں نے صرف لوگوں سے خندہ پیشانی اور علیک سلیک پر اکتفا کر لی ہے۔

يَا عَيْنُ فَابْكِيْ اَبَا الشُّعْثِ الشَّجِيَّاتِ ۔۔۔ يَبْكِيْنَهُ حُسَّرًا مِثْلَ الْبَلِيَّاتِ

اے آنکھ ابوالشعث الشجیات پر رو کہ عورتیں بے چادر یا کھلے منہ قبر پر بندھی ہوئی اونٹنیوں[1] کی طرح اس پر رو رہی ہیں۔

يَبْكِيْنَ اَكْرَمَ مَنْ يَمْشِيْ عَلٰى قَدَمٍ ۔۔۔ يُعْوِلْنَهُ بِدُمُوْعٍ بَعْدَ عَبْرَاتٍ

عورتیں روتی ہیں اس شخص پر جو روئے زمین پر چلنے والوں میں سب سے زیادہ عزت والا تھا وہ

---

[1] عرب میں رواج تھا کہ جس اونٹنی کا مالک مرجاتا اس کی اونٹنی اس کی قبر پر باندھ دی جاتی' کہ وہ بھی مرجائے۔ اور یہ خیال کیا جاتا تھا کہ حشر میں وہ اسی اونٹنی پر سوار ہوگا۔ (احمد محمودی)

اس کے غم میں آنسو بہاتی اور چیخنے لگتی ہیں۔

بَيْكِيْنَ شَخْصًا طَوِيْلَ الْبَاعِ ذَا فَجَرٍ ‏ ‏ ‏ آبِی الْهَضِيْمَةِ فَرَّاجَ الْجَلِيْلَاتِ

وہ عورتیں ایسے شخص پر روتی ہیں جو کشادہ دست اور صاحب جود و سخا تھا۔ ظلم کو برداشت نہ کرنے والا بڑی بڑی مہموں کا سر کرنے والا تھا۔

بَيْكِيْنَ عَمْرَو الْعُلَا اِذْحَانَ مَصْرَعُهٗ ‏ ‏ ‏ سَمْحَ السَّجِيَّةِ بَسَّامَ الْعَشِيَّاتِ

بلند مرتبہ عمرو پر روتی ہیں جو نہایت وسیع اخلاق اور مہمان نواز تھا جبکہ اس کی موت کا وقت آ گیا۔

يَبْكِيْنَهٗ مُسْتَكِيْنَاتٍ عَلٰى حَزَنٍ ‏ ‏ ‏ يَا طُوْلَ ذٰلِكَ مِنْ حُزْنٍ وَ عَوْلَاتِ

اس کے غم میں وہ دھاڑیں مار مار کر روتی ہیں ہائے یہ چیخیں اور یہ غم کس قدر دراز ہے۔

يَبْكِيْنَ لَمَّا جَلَا هُنَّ الزَّمَانُ لَهٗ ‏ ‏ ‏ خُضْرَ الْخُدُوْدِ كَاَمْثَالِ الْحَمِيَّاتِ

جب زمانے نے ان عورتوں کو اس (پر ماتم کرنے) کے لئے گھر سے نکالا تو وہ اس حالت میں روتی ہیں کہ ان کے گال (منہ پیٹ لینے کے سبب سے) نیلے اور سیاہ مشکوں کی طرح (پھول گئے) تھے۔

مُحْتَزِمَاتٍ عَلٰى اَوْسَاطِهِنَّ لِمَا ‏ ‏ ‏ جَرَّ الزَّمَانُ مِنْ اَحْدَاثِ الْمُصِيْبَاتِ

جب زمانے نے (ان پر) نئی نئی مصیبتیں ڈالیں تو وہ بھی اپنی کمریں باندھ کر تیار ہو گئیں۔

اَبِيْتُ لَيْلِيْ اُرَاعِي النَّجْمَ مِنْ اَلَمٍ ‏ ‏ ‏ اَبْكِيْ وَ تَبْكِيْ مَعِيْ[1] شَجْوِیْ بُنَيَّاتِيْ[2]

رنج و الم میں تارے گن کر رات گزارتا ہوں خود بھی روتا ہوں اور میرے غم میں شریک ہو کر میری چھوٹی چھوٹی لڑکیاں بھی روتی ہیں۔

مَا فِی الْقُرُوْمِ لَهُمْ عِدْلٌ وَلَا خَطَرٌ ‏ ‏ ‏ وَلَا لِمَنْ تَرَكُوْا شَرْوٰی بَقِيَّاتِ

سرداران قوم میں نہ ان لوگوں کا برابر والا ان کی شان و شوکت والا کوئی ہے نہ ان لوگوں کا جن کو انہوں نے (اپنا جانشین) چھوڑا ہے کوئی ہم رتبہ باقی ہے۔

اَبْنَا وُهُمْ خَيْرُ اَبْنَاءٍ وَاَنْفُسُهُمْ ‏ ‏ ‏ خَيْرُ النُّفُوْسِ لَدٰی جَهْدِ الْاَلِيَّاتِ

کوششوں کی کوتاہیوں کے وقت ان کے بچے تمام بچوں میں بہتر ہیں اور وہ خود تمام اشخاص میں بہتر ہیں یعنی کوشش کرنے سے جب دوسرے تھک جائیں تو یہ نہیں تھکتے۔

---

[1] (ج د) مع۔ ‏ ‏ [2] (الف) بنیات۔ (احمد محمودی)

كَمْ وَهَبُوْا مِنْ طِمِرٍّ سَابِحٍ اَرِنٍ   وَمِنْ طِمِرَّةٍ نَهْبٍ فِيْ طِمِرَّاتِ

انہوں نے کتنے بہترین چست و چالاک تیز دوڑنے والے گھوڑے اور لوٹ مار میں کام آنے والی تیز گھوڑیاں اور عالی شان محل خیرات کر دیئے۔

وَمِنْ سُيُوْفٍ مِنَ الْهِنْدِيِّ مُخْلَصَةٍ   وَمِنْ رِمَاحٍ كَاَشْطَانِ الرَّكِيَّاتِ

اور کتنی ٹھیٹ ہندی تلواریں اور باولیوں کی رسیوں کے سے (لمبے لمبے سیدھے) نیزے۔

وَمِنْ تَوَابِعَ مِمَّا يُفْضِلُوْنَ بِهَا   عِنْدَ الْمَسَائِلِ مِنْ بَذْلِ الْعَطِيَّاتِ

اور لونڈی غلام جن پر لوگ فخر کیا کرتے ہیں۔ مطالبوں کے وقت دے دیئے۔

فَلَوْ حَسَبْتُ وَاَحْصَى الْحَاسِبُوْنَ مَعِيَ   لَمْ اَقْضِ اَفْعَالَهُمْ تِلْكَ الْهَنِيَّاتِ

اگر میں اور میرے ساتھ دوسرے محاسب مل کر ان کے پسندیدہ افعال کا شمار کرنا چاہیں تو پورا شمار نہ کر سکیں گے۔

هُمُ الْمُدِلُّوْنَ اِمَّا مَعْشَرٌ فَخَرُوْا   عِنْدَ الْفَخَارِ بِاَنْسَابٍ نَقِيَّاتِ

اگر لوگ فخر کریں تو ایسے فخر کے وقت یہ لوگ ایسے نسبوں پر ناز کریں گے جو بالکل پاک صاف ہیں۔

زَيْنُ الْبُيُوْتِ الَّتِيْ حَلُّوْا مَسَاكِنَهَا   فَاَصْبَحَتْ مِنْهُمْ وَحْشًا خَلِيَّاتِ

جن جگہوں میں وہ بستے تھے ان گھروں کی وہ لوگ زینت تھے اب وہ مقامات ان لوگوں سے خالی ہو کر ڈراونے ہو گئے ہیں۔

اَقُوْلُ وَالْعَيْنُ لَا تَرْقٰى مَدَامِعُهَا   لَا يُبْعِدِاللّٰهُ اَصْحَابَ الرَّزِيَّاتِ

یہ باتیں میں اس حالت میں کہہ رہا ہوں کہ آنکھوں کے آنسو خشک نہیں ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان آفت رسیدہ لوگوں کو (اپنی رحمت سے) دور نہ فرمائے۔

ابن ہشام نے کہا کہ فجر کے معنی عطاء کے ہیں۔ ابو خراش ہذلی نے کہا ہے۔

عَجَّفَ اَضْيَافِيْ جَمِيْلُ بْنُ مَعْمَرٍ   بِذِيْ فَجَرٍ تَاْوِيْ اِلَيْهِ الْاَرَامِلُ

جمیل بن معمر نے جو صاحب جود و سخا ہے جس کے پاس بیوائیں پناہ لیتی ہیں باوجود کھانے کی خواہش کے خود نہ کھا کر میرے مہمانوں کو ترجیح دی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ابو الشعث الشجیات ہاشم بن عبد مناف ہی کا نام ہے۔

پھر سقایہ اور رفادہ کی تولیت عبد المطلب بن ہاشم کے سپرد ہوئی جو ان کے چچا مطلب سے متعلق تھی۔

عبد المطلب لوگوں کے لئے سقایہ و رفادہ کا انتظام اور ان تمام معاملات قوم کا انتظام جو ان کے باپ دادا کیا

کرتے تھے کرتے رہے۔ اور اپنی قوم میں اس قدر بلند رتبہ حاصل کر لیا کہ ان کے بزرگوں میں سے کوئی اس رتبہ پر نہ پہنچا تھا۔ ان کی قوم ان سے بہت محبت کیا کرتی تھی۔ اور قوم میں ان کی عزت بہت بڑھ گئی تھی۔

زمزم کی کھدائی

عبدالمطلب ایک وقت مقام حجر میں سو رہے تھے کہ (خواب میں) کوئی آیا اور زمزم کے کھودنے کا حکم دیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے کھودنے کی جو ابتدا عبدالمطلب نے کی اس کے متعلق یزید بن ابی حبیب مصری نے مرثد بن عبداللہ یزنی سے اور انہوں نے عبداللہ بن زریر غافقی سے روایت بیان کی کہ انہوں نے علی بن ابی طالب رضوان اللہ علیہ کو حدیث زمزم بیان کرتے سنا جس میں عبدالمطلب کو اس کے کھودنے کا حکم دیئے جانے کا ذکر ہے۔

(علی رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: عبدالمطلب نے کہا کہ میں مقام حجر میں سو رہا تھا کہ ایک آنے والا میرے پاس آیا اور کہا طیبہ کو کھود۔ انہوں نے کہا کہ میں نے پوچھا طیبہ کیا چیز ہے انہوں نے کہا پھر وہ میرے پاس سے چلا گیا۔ پھر جب دوسرا روز ہوا میں پھر اپنی آرام گاہ کو لوٹا اور وہاں سو گیا تو اس نے کہا برہ کو کھود۔ انہوں نے کہا کہ میں نے پوچھا برہ کیا چیز ہے انہوں نے کہا پھر وہ میرے پاس سے چلا گیا۔ پھر جب دوسرا روز ہوا میں اپنی آرام گاہ میں آیا اور وہاں سو گیا تو پھر وہ میرے پاس آیا اور کہا مضنونہ کو کھود۔ انہوں نے کہا کہ میں نے پوچھا مضنونہ کیا ہے انہوں نے کہا پھر وہ میرے پاس سے چلا گیا۔ پھر جب دوسرا روز ہوا میں اپنی آرام گاہ کو لوٹا اور سو گیا تو پھر میرے پاس آیا اور کہا زمزم کھود۔ انہوں نے کہا کہ میں نے پوچھا زمزم کیا چیز ہے اس نے کہا جو کبھی نہ سوکھے گا اور اس کا پانی کم نہ ہو گا وہ بڑے بڑے حج کرنے والوں کو سیراب کرے گا۔ وہ اس وقت لید اور خون کے درمیان غراب اعصم کے گڑھے کے پاس چیونٹیوں کی بستی کے قریب ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب انہیں اس کے حالات بتلا دیئے گئے اور اس کے مقام کی رہنمائی کر دی گئی اور انہوں نے جان لیا کہ وہ بالکل سچ ہے۔ تو صبح اپنی کدال لی۔ اور ان کے ساتھ ان کا لڑکا حارث بن عبدالمطلب بھی تھا۔ جس کے سوا اس وقت تک ان کے اور کوئی لڑکا نہ تھا۔ اور کھودنا شروع کیا۔ اور جب عبدالمطلب پر وہ چیزیں ظاہر ہوئیں جو اس میں تھیں تو انہوں نے تکبیر کہی اور قریش نے جان لیا کہ عبدالمطلب نے اپنا مقصد پا لیا اور وہ ان کے پاس آ کر کھڑے ہو گئے اور کہا اے عبدالمطلب یہ باولی تو ہمارے باپ اسمٰعیل کی ہے اور ہمارا بھی اس میں ضرور کچھ نہ کچھ حق ہے۔ ہمیں بھی اس میں اپنے ساتھ شریک کر لو۔ انہوں

نے کہا ایسا تو میں نہ کروں گا یہ چیز تو ایسی ہے کہ اس سے مجھے ممتاز کیا گیا ہے نہ کہ تم کو تم سب میں سے مجھی کو یہ امتیاز عطا کیا گیا ہے۔

انہوں نے عبدالمطلب سے کہا ذرا ہمارے ساتھ انصاف سے کام لو۔ ہم تو اس معاملے میں جھگڑا کئے بغیر تمہیں نہ چھوڑیں گے۔ عبدالمطلب نے کہا اچھا تمہارے میرے درمیان کسی ایسے شخص کو جس کو تم چاہو (حکم) مقرر کرو کہ اس کے سامنے میں تمہارا مقدمہ پیش کروں۔ انہوں نے کہا کہ بنی سعد بن ہذیل کی کاہنہ (کو ہم اس معاملے کے لئے منتخب کرتے ہیں) انہوں نے کہا منظور۔

روای نے کہا کہ وہ کاہنہ شام کے بلند حصوں میں رہتی تھی۔ اس لئے عبدالمطلب اور بنی عبد مناف میں سے عبدالمطلب کے ہم جد اور قریش کے ہر ایک قبیلے میں سے ایک ایک شخص سب کے سب سوار ہو کر چلے راوی نے کہا کہ اس زمانے میں (راستے میں) بے آب وگیاہ میدان تھے غرض یہ لوگ نکلے اور جب یہ لوگ حجاز و شام کے درمیان ان میدانوں میں سے کسی میدان میں تھے عبدالمطلب اور ان کے ساتھیوں کے پاس کا پانی ختم ہو گیا اور سب کے سب پیاسے ہو گئے یہاں تک کہ سب کو اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا قریش کے بعض قبیلوں میں سے کسی کے پاس پانی تھا بھی تو انہوں نے دوسروں کے مانگنے پر انہیں دینے سے انکار کر دیا۔ اور کہا ہم خود بھی تو بے آب و گیاہ جنگل میں ہیں اور ہمیں بھی اسی آفت کا خوف لگا ہوا ہے جو تم پر اس وقت پڑی ہے پھر جب عبدالمطلب نے قوم کا یہ برتاؤ اور اپنی اور اپنے ساتھیوں کی جانوں کے لئے خوف وخطر دیکھا تو کہا اب تم لوگوں کی کیا رائے ہے انہوں نے کہا کہ جو آپ مناسب خیال فرمائیں ہم اس رائے کی پیروی کریں گے آپ ہمیں جو مناسب خیال فرمائیں حکم دیں۔ انہوں نے کہا میری رائے تو یہ ہے کہ ہر شخص اپنے لئے اس قوت سے جو اس وقت اس میں موجود ہے ایک ایک گڑھا کھود لے۔ کہ جب کوئی شخص مرے تو اس کے ساتھی اس کو اس کے گڑھے میں ڈال کر اس کو چھپا سکیں۔ یہاں تک کہ آخر میں تم میں سے ایک شخص رہ جائے گا۔ بہ نسبت تمام قافلے کی بربادی کے ایک شخص کا (بے گور و کفن) برباد ہونا زیادہ آسان ہے انہوں نے کہا اچھا آپ جو حکم دیں غرض ان میں سے ہر شخص اٹھا اور اپنے لئے ایک ایک گڑھا کھود لیا اور پھر سب کے سب موت کا انتظار کرتے پیاسے بیٹھ گئے۔ پھر عبدالمطلب نے اپنے ہمراہیوں سے کہا خدا کی قسم ہمارا اس طرح اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو موت کے آگے ڈال دینا اور دوڑ دھوپ نہ کرنا اور اپنے لئے کچھ نہ تلاش کرنا بڑی کمزوری ہے کوچ کر کے کسی اور طرف چلو کہ شاید اللہ تعالیٰ کسی نہ کسی بستی میں پانی دلا دے۔ آخر وہ سب کے سب وہاں سے نکلے۔ یہاں تک کہ جب وہ اور ان کے ساتھ قبائل قریش کے جو لوگ تھے وہاں سے نکل کھڑے ہوئے اور انتظار کرنے لگے کہ اب دیکھیں انہیں کیا کرنا ہو گا تو عبدالمطلب اپنی سواری کی طرف بڑھے اور جب سوار ہو

چکے اور ان کی اونٹنی انہیں لے کر اٹھی تو اس کے پاؤں کے نیچے سے میٹھے پانی کا چشمہ بہہ نکلا تو عبد المطلب اور ان کے ساتھیوں نے تکبیر کہی اور پھر وہ اتر پڑے اور انہوں نے خود بھی اور ان کے سارے ساتھیوں نے بھی پانی پیا۔ اور بھر بھی لیا یہاں تک کہ اپنے پانی کے تمام برتن بھر لئے۔ اور پھر قریش کے تمام قبائل کو بلایا اور کہا کہ لو ہمیں اللہ تعالیٰ نے پانی عنایت فرما دیا۔ پیو اور بھر لو۔ تب تو وہ بھی آئے اور پانی پیا اور بھر لیا پھر انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ کی قسم اللہ تعالیٰ نے ہمارے خلاف تمہارے موافق فیصلہ کر دیا۔ اے عبد المطلب اللہ تعالیٰ کی قسم اب ہم آپ سے زمزم کے بارے میں کبھی نہ جھگڑیں گے۔ جس ذات نے اس بے آب و گیاہ جنگل میں اس پانی سے سیراب کیا بے شبہ اسی نے تمہیں زمزم عنایت فرمایا ہے پس اپنے چشمے کی طرف سیدھے لوٹ چلو۔ پھر تو وہ بھی لوٹے اور ان کے ساتھ سب کے سب لوٹ آئے۔ اور کاہنہ کے پاس کوئی نہ گیا اور وہ عبد المطلب اور زمزم کے درمیان حائل ہونے سے باز آ گئے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ یہ وہ روایت تھی جو مجھے علی بن ابی طالب رضوان اللہ علیہ کے ذریعے زمزم کے بارے میں پہنچی۔ بعض لوگوں کو عبد المطلب سے اس طرح روایت کرتے بھی میں نے سنا ہے کہ عبد المطلب کو جب زمزم کے کھودنے کا حکم دیا گیا تو ان سے یوں کہا گیا۔

ثُمَّ ادْعُ بِالْمَاءِ الرَّوِیْ غَیْرِ الْکَدْرِ   یَسْقِیْ حَجِیْجَ اللّٰہِ فِیْ کُلِّ مَبَرِّ
لَیْسَ یَخَافُ مِنْہُ شَیْءٌ مَا عَمَرْ

پھر پانی کے بہت ہونے اور گدلا نہ ہونے کی دعا کر کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حجاج کو مناسک حج میں
سیراب کرتا رہے گا اور اس کے سبب سے عمر بھر کسی چیز کا خوف نہ رہے گا۔

جب عبد المطلب سے مذکورۂ بالا کلام کہا گیا تو وہ قریش کی طرف سے نکلے اور کہا تم لوگوں کو یہ بات معلوم ہو جانا چاہئے کہ مجھے تمہارے لئے زمزم کھودنے کا حکم دیا گیا ہے۔ انہوں نے دریافت کیا۔ کیا تمہیں بتلایا گیا ہے کہ وہ کہاں ہے عبد المطلب نے کہا نہیں۔ انہوں نے کہا تو آپ اپنی اس آرام گاہ کی جانب پھر جائیے جہاں آپ کو اس کے متعلق بتایا گیا۔ اگرچہ کچھ بتایا گیا ہے وہ صحیح ہے اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے تو اس کی اور بھی وضاحت کی جائے گی۔ اور اگر وہ شیطان کی جانب سے ہوگا تو وہ دوبارہ لوٹ کر نہ آئے گا۔ تو عبد المطلب اپنی آرام گاہ کی جانب گئے اور وہیں سو گئے پھر وہ آیا اور ان سے کہا گیا زمزم کھودا گر تو نے اس کو کھود لیا تو تو نادم نہ ہوگا۔ اور یہ تیرے جد اعلیٰ کی میراث ہے۔ وہ نہ کبھی سوکھے گا اور نہ اس کا پانی کبھی کم ہوگا۔ وہ بڑے بڑے ایسے حجاج کو سیراب کرے گا جو لوگوں سے الگ رہنے والے شتر مرغ کے سے ہوں گے۔ جو تقسیم نہیں کیا جاتا۔ اس کے پاس نذر کرنے والے فقراء کے لئے اپنی نذریں گذرانیں گے۔ وہ

(تیری اولاد کے لئے) میراث ہوگی جس سے (تجھے) مضبوط تعلق ہوگا۔ یہ ان دوسری چیزوں کا سا نہیں ہے جن کو تو جانتا ہے۔ اور وہ لید اور خون کے درمیان ہے۔

ابن ہشام نے کہا یہ کلام اور اس سے پہلے کا کلام جو زمزم کے کھودنے کے متعلق علی رضوان اللہ علیہ سے منقول ہے جس کی ابتداء ''جو کبھی نہ سوکھے گا اور اس کا پانی کم نہ ہوگا'' سے آپ کے قول ''چیونٹیوں کی بستی کے قریب ہے'' تک ہے۔ یہ ہمارے پاس سجع کہلاتا ہے اس کو شعر نہیں کہا جاتا۔

ابن اسحٰق نے کہا لوگوں کا دعویٰ ہے کہ جب ان سے یہ کہا گیا تو انہوں نے کہا وہ کہاں ہے تو ان سے کہا گیا چیونٹیوں کی بستی کے پاس ہے جہاں کوا کل چونچ مارے گا۔ اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے کہ ان میں سے کونسی بات حقیقت میں ہوئی تھی۔ پھر جب عبدالمطلب صبح میں اٹھے اور ان کے ساتھ ان کا لڑکا حارث بھی تھا۔ اور اس وقت اس لڑکے کے سوا اور کوئی لڑکا نہ تھا۔ تو چیونٹیوں کی بستی انہوں نے پائی اور اس کے پاس ہی کوے کو چونچ مارتے دیکھا اور یہ مقام اساف و نائلہ دونوں بتوں کے درمیان تھا جہاں قریش اپنے جانور ذبح کیا کرتے تھے تو انہیں یقین آ گیا۔ اور اٹھ کھڑے ہوئے کہ جہاں کھودنے کا انہیں حکم ملا ہے وہاں کھودیں اور جب ان کا یہ اہتمام دیکھا تو قریش بھی وہاں آ کھڑے ہوئے اور کہا اللہ کی قسم ہمارے ان دونوں بتوں کے درمیان جہاں ہم قربانی کیا کرتے ہیں تمہیں کھودنے نہ دیں گے۔ تو عبدالمطلب نے اپنے لڑکے حارث سے کہا انہیں میرے پاس سے دفع کرو کہ میں کھودوں۔ اللہ کی قسم میں تو اس حکم کی تعمیل کروں گا جو مجھے دیا گیا ہے۔ اور جب انہیں یہ معلوم ہوگیا کہ وہ ٹلنے والے نہیں تو انہوں نے انہیں کھودنے کے لئے چھوڑ دیا اور ان سے دست کش ہوگئے انہوں نے زیادہ نہ کھودا تھا کہ اس کے اندر کی چیزیں ان پر ظاہر ہوگئیں تو انہوں نے تکبیر کہی اور سب نے جان لیا کہ انہوں نے سچ کہا تھا اور جب وہاں زیادہ کھدائی ہوئی اور اس میں انہوں نے دو سونے کے ہرن پائے۔ اور یہ دونوں ہرن وہ تھے جن کو جرہم نے مکہ سے نکلتے وقت دفن کر دیا تھا۔ اور انہوں نے اس میں نہایت سفید تلواریں اور زرہیں بھی پائیں تو قریش نے کہا اے عبدالمطلب ہم بھی آپ کے ساتھ اس میں شریک اور حقدار ہیں۔ انہوں نے کہا ایسا نہیں۔ بلکہ تم میں مجھ میں کسی منصفانہ معاملے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اس پر تیر[1] ڈالیں گے۔ انہوں نے کہا یہ تم کس طرح کرو گے انہوں نے کہا کعبہ

---

[1] کعبۃ اللہ کے پاس تیروں کے ذریعے قرعہ اندازی کرنا ان کا عام دستور تھا۔ جس کے متعلق ارشاد باری جل اسمہ ہے۔ حرمت علیکم..... وان تستقسموا بالازلام ۔ ازلام کے ذریعہ تقسیم کر لینا تم پر حرام کر دیا گیا ہے۔ اور ارشاد ہے انما الخمر و المیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ۔ شراب اور جوا اور ازلام ایک قسم کی گندگی ہے اس لئے اس سے بچو اگرچہ اس مقام پر قداح کا لفظ ہے۔ اور کلام مجید میں ازلام کا لفظ ہے۔ لیکن طحاوی نے لکھا ہے ''القداح ہی الازلام۔ قداح اور ازلام ایک ہی چیز ہیں۔ (احمد محمودی)

اللہ کے لئے دو تیر مقرر کروں گا اور اپنے لئے دو تیر اور تمہارے لئے دو تیر۔ پھر جس کے دو تیر جس کسی چیز پر نکلیں وہ چیز اس کی ہوگی اور جس کے لئے دو تیر نہ نکلیں اس کو کچھ نہ ملے گا۔ انہوں نے کہا آپ نے انصاف کی بات کہی پھر انہوں نے دو زرد تیر کعبۃ اللہ کے لئے اور دو کالے تیر عبدالمطلب کے لئے اور دو سپید تیر قریش کے لئے مقرر کئے۔ پھر انہوں نے وہ تیر والے کو دیئے جو ہبل کے پاس تیر ڈالا کرتا تھا۔ اور ہبل کعبۃ اللہ کے اندر ایک بت تھا جو ان کے بتوں میں سب سے بڑا تھا اور ابوسفیان بن حرب نے جنگ احد کے روز اسی بت کو پکارا تھا اور کہا تھا ''(اعل ھبل)'' یعنی اے ہبل اپنے دین کو غالب کر۔ اور عبدالمطلب اللہ عزوجل سے دعا کرتے کھڑے ہوگئے اور تیر والے نے تیر ڈالے تو دونوں زرد تیر تو دونوں ہرنوں پر کعبۃ اللہ کے لئے نکلے اور عبدالمطلب کے دونوں سیاہ تیر تلواروں اور زرہوں پر نکلے اور قریش کے دونوں تیر کسی چیز پر نہ نکلے عبدالمطلب نے تلواروں کو تو کعبۃ اللہ میں دروازے کے طور پر لگا دیا اور دروازے میں سونے کے دونوں ہرن نصب کر دیئے ان کے دعوے کے لحاظ سے یہ پہلا سونا تھا جس سے کعبۃ اللہ کو مزین کیا گیا۔ پھر عبدالمطلب نے حجاج کو زمزم کے پانی پلانے کا انتظام کیا۔

قبائل قریش کی مکہ کی باؤلیوں کا بیان

ابن ہشام نے کہا زمزم کے کھودے جانے کے پہلے قریش نے مکہ میں بہت سی باؤلیاں کھودی تھیں۔ جیسا کہ زیاد بن عبداللہ البکائی نے محمد بن اسحٰق کی روایت ہم سے بیان کی ہے۔ انہوں نے کہا عبد شمس بن عبد مناف نے الطوی نامی باولی کھودی جو مکہ کے بلند حصے میں محمد بن یوسف الثقفی کے گھر البیضاء کے پاس ہے اور ہاشم بن عبد مناف نے بذر نامی باولی مقام المستنذر کے پاس کوہ خندمہ کے ٹکڑ اور شعب ابی طالب کے دہانے پر کھودی۔ لوگوں کا دعویٰ ہے کہ جب اس نے باؤلی کھودی تو کہا تھا کہ اس باولی کو میں ایسی بناؤں گا کہ اس کا پانی ہر شخص کو پہنچ[1] سکے۔

ابن ہشام نے کہا ہے کہ کسی شاعر نے کہا ہے۔

سَقَى اللّٰهُ اَمْوَاهًا عَرَفْتُ مَكَانَهَا   جُرَابًا وَ مَلْكُوْمًا وَ بَذَّرَ وَالْغَمْرَا

اللہ تعالیٰ ان باولیوں سے (یا ان باولیوں کو) سیراب کرے جن کے مقامات تم جانتے ہو جن کے نام جراب ملکوم بذر اور غمر ہیں۔

---

[1] (ب ج د) میں بلاغا للناس ہے جس کے معنی ترجمہ میں اختیار کئے گئے ہیں (الف) میں بلاعا عین مہملہ سے ہے جس کے کوئی مناسب مقام معنی مجھے معلوم نہیں۔

اور ایک باولی سجلہ نامی بھی کھودی گئی جو مطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف کی ہے جس کا آج بھی لوگ پانی پیتے ہیں۔ بنی نوفل خیال کرتے ہیں کہ مطعم نے اسے اسد بن ہاشم سے خریدا تھا۔ بنی ہاشم کا خیال ہے کہ جب زمزم نکل آیا تو یہ باوَلی اسے بطور تحفہ دے دی تھی۔ اور بنی ہاشم اس کی وجہ سے ان تمام باوَلیوں سے بے نیاز ہو گئے۔ اور امیہ بن عبد شمس نے اپنے لئے الحضر (نامی) ایک کنواں کھود لیا تھا۔ بنی اسد بن عبد العزیٰ نے شفیہ[1] نامی باوَلی کھدوائی جو بنی اسد کی باولی کہلاتی ہے۔ بنی عبد الدار نے ام اخراد نامی کنواں کھدوایا۔ بنی جمح نے السنبلۃ نامی باولی کھدوائی جو حلف[2] بن وہب کی باولی کہلاتی ہے۔ بنی سہم نے الغمر نامی کنواں کھودا جو سہم کا کنواں مشہور ہے۔ اور چند ایسی باولیاں بھی تھی جو مکہ کے باہر کھدی ہوئی تھیں جو مرہ بن کعب اور کلاب بن مرہ نے قریش کے پرانے بڑے بوڑھوں کے زمانے سے بھی پہلے کی ہیں جن میں رم نامی ایک باوَلی ہے جو مرۃ بن کعب بن لوی کی باوَلی کہلاتی ہے۔ اور خم نامی ایک باولی بنی کلاب بن مرۃ کی طرف منسوب ہے۔ اور الحفر نامی بھی ایک باولی ہے۔ حذیفۃ بن غانم بنی عدی بن کعب بن لوی کے ایک شخص نے یہ شعر کہا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس کا نام ابوابی جہم بن حذیفہ تھا۔

وَقِدْمًا غَنِيْنَا قَبْلَ ذٰلِكَ حِقْبَةً   وَلَا نَسْتَقِيْ اِلَّا بُخِمٍّ اَوِالْحَفْرِ

ہم یا تو خم نامی باولی سے پانی پیتے ہیں یا حفر نامی باولی سے اس سے سینکڑوں سال پہلے سے ہمیں دوسری باولیوں کی احتیاج نہیں رہی ہے۔

ابن ہشام نے کہا یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے جس کو ان شاء اللہ اس کے مقام پر ذکر کروں گا۔

ابن اسحٰق نے کہا پھر زمزم اپنے پہلے کے تمام کنووں سے بڑھ گیا حجاج اسی سے پانی پینے لگے لوگ اسی کی طرف رجوع ہو گئے کہ وہ مسجد حرام میں تھا۔ اور اپنے سوا تمام پانیوں میں برتری رکھتا تھا۔ اور اسمٰعیل بن ابراہیم علیہما السلام[3] کا کنواں تھا۔ بنی عبد مناف اسی کے سبب سے قریش اور سارے عرب پر فخر کرتے تھے۔

چونکہ بنی عبد مناف ایک ہی خاندان ایک ہی گھرانے کے لوگ تھے ان میں کی کسی شاخ کی برتری ان کی دوسری شاخوں کے لئے بھی برتری تھی اور ان کی کسی شاخ کی فضیلت دوسری شاخوں کے لئے بھی وجہ

---

[1] (الف) میں شفیہ (ب ج د) میں سفیہ ہے۔

[2] (ب ج د) میں خلف باخاء منقوطہ ہے۔ (احمد محمودی)

[3] (الف) میں نہیں ہے۔

فضیلت تھی۔ اس لئے مسافر بن ابی عمرو بن امیہ بن عبد شمس ابن عبد مناف نے قریش پر اور سقایہ اور رفادہ کی تولیت وانتظام اوران کے ہاتھوں زمزم کے ظہر پر فخر کرتے ہوئے کہا ہے۔

وَرِثْنَا الْمَجْدَ مِنْ آبَا ئِنَا فَنَمٰی بِنَا صُعُدًا

ہم نے اپنے بزرگوں سے بزرگی ورثے میں پائی ہے اور ہمارے پاس آ کر اس بزرگی کی بلندی اور زیادہ ہوگئی ہے۔

اَلَمْ نَسْقِ الْحَجِيْجَ وَنَنْحَرُ الــدَّلَّافَــةَ الــرُّفُــدَا

کیا ہم حجاج کو پانی پلاتے نہیں رہے ہیں کیا ہم موٹی تازی بہت دودھ دینے والی اونٹنیاں ذبح کرتے نہیں رہے۔

وَنُلْفٰی[1] عِنْدَ تَصْرِيْفِ الْمَنَايَا شُدَّدًا رُفُدًا

موت کی حکومت کے مقام پر تو ہم سخت اور دوسروں کو سہارا دینے والے پائے جائیں گے۔

فَاِنْ نَهْلِكْ فَلَمْ نُمْلَكْ وَمَنْ ذَا خَالِدٌ اَبَدًا[2]

اگر ہم ہلاک بھی ہو جائیں (تو کوئی ہرج نہیں) کیونکہ ہم (اپنی جان کے) مالک تو ہیں نہیں اور کون ہمیشہ ہمیشہ رہنے والا ہے۔

وَ زَمْزَمُ فِیْ اَرُوْمَتِنَا وَنَفْقَا عَيْنَ مَنْ حَسَدَا

اور زمزم (کی تولیت) ہمارے ہی بزرگوں میں (رہی ہے) جو شخص (ہم سے) حسد کرے ہم (اس کی) آنکھ پھوڑ ڈالیں گے۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ اشعار اس کے ایک قصیدے میں کے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ حذیفہ بن غانم جو بنی عدی بن کعب بن لوی میں کا ایک شخص ہے کہتا ہے۔

وَ سَاقِی الْحَجِيْجِ ثُمَّ لِلْخُبْزِ[3] هَاشِمٌ وَعَبْدُ مَنَافٍ ذٰلِكَ السَّيِّدُ الْفِهْرِیْ

عبد مناف بنی فہر کا سردار حجاج کو (زمزم) پلانے والا اور روٹی کو چور (کر ثرید بنا کر کھلانے) والا ہے۔

---

[1] (ب ج د) میں تلفی یعنی تو ہمیں ایسا پائے گا۔ (احمد محمودی)

[2] (الف) میں خالد خلدا ہے خلدا مفعول مطلق ہوگا اور معنی وہی ہوں گے لیکن (ب ج د) کا نسخہ بہتر معلوم ہوتا ہے۔ (احمد محمودی)

[3] (الف ب) میں للخیر ہے تو اس کے معنی نیکی کی عظمت کرنے والا ہوں گے۔ (احمد محمودی)

طَوَى زَمْزَمًا عِنْدَ الْمَقَامِ فَأَصْبَحَتْ سِقَايَتُهُ فَخْرًا عَلَى كُلِّ ذِيْ فَخْرِ

اس نے زمزم کو مقام ابراہیم کے پاس پتھروں سے بنایا تو اس کا یہ کنواں ہر فخر کے قابل شخص پر فخر کرنے کے قابل ہو گیا۔

ابن ہشام نے کہا کہ ان اشعار میں حذیفہ بن غانم نے عبدالمطلب ابن ہاشم کی مدح کی ہے اور یہ دونوں شعر اس کے ایک قصیدے کے ہیں جس کو انشاء اللہ تعالیٰ ہم اس کے مناسب مقام پر ذکر کریں گے۔

عبدالمطلب کا اپنے لڑکے کو ذبح کرنے کی نذر ماننا

ابن اسحٰق نے کہا کہ خدا جانے یہ کہاں تک صحیح ہے لیکن لوگوں کا دعویٰ ہے کہ عبدالمطلب بن ہاشم نے زمزم کے کھودنے کے وقت جب قریش کی جانب سے رکاوٹیں دیکھیں تو نذر مانی کہ اگر انہیں دس لڑکے ہوں گے اور وہ سن بلوغ کو پہنچ کر قریش کے مقابلے میں ان کی حفاظت کریں گے تو ان میں سے ایک لڑکے کو کعبۃ اللہ کے پاس اللہ تعالیٰ (کی خوشنودی) کے لئے ذبح کر دیں گے۔ جب انہیں پورے دس لڑکے ہوئے اور انہیں یہ بھی معلوم ہو گیا کہ وہ ان کی حفاظت کریں گے تو ان سب کو جمع کیا۔ اور اپنی نذر کی انہیں خبر دی اور انہیں اللہ تعالیٰ کی نذر کے پورے کرنے کی دعوت دی۔ انہوں نے ان کی بات مانی اور دریافت کیا کہ کیا طریقہ اختیار کیا جائے عبدالمطلب نے کہا تم میں کا ہر شخص ایک ایک تیر لے اور اس پر اپنا نام لکھ کر میرے پاس لائے۔ انہوں نے ایسا ہی کیا اور عبدالمطلب کے پاس آئے عبدالمطلب انہیں لے کر کعبۃ اللہ کے اندر ہبل کے پاس آئے اور ہبل کعبۃ اللہ کے اندر ایک باؤلی پر تھا اور یہ باولی وہ تھی جس پر کعبۃ اللہ کی نذر و نیاز میں جو جو چیزیں آئیں وہاں جمع رہتی تھیں۔ اور ہبل کے پاس سات تیر رکھے تھے اور ہر تیر پر کچھ لکھا ہوا تھا ایک تیر پر خون بہا لکھا تھا۔ جب کسی خوں بہا کی ادائی میں کوئی ایسا اختلاف ہوتا کہ اس کی ادائی ان میں سے کسی پر ہوگی تو ان ساتوں تیروں کو حرکت دی جاتی اور خوں بہا کی ادائی اس میں جس کے نام پر نکلتی اس پر خوں بہا کا بار ڈالا جاتا ایک تیر پر ''ہاں'' کسی کام کے کرنے کے لئے لکھا ہوا تھا۔ جب کسی کام کرنے کا ارادہ ہوتا تو اس تیر کو دوسرے تیروں کے ساتھ ملا کر حرکت دیجاتی اگر ''ہاں'' لکھا ہوا تیر نکلتا تو اس کے موافق عمل کرتے۔ ایک تیر پر ''نہیں'' لکھا تھا جب کوئی کام کرنا چاہتے تو اس کو بھی دوسرے تیروں کے ساتھ ملا کر جنبش دی جاتی اگر یہی تیر نکلتا تو وہ کام نہ کرتے۔

ایک تیر پر ''تمہیں میں سے'' لکھا تھا۔ ایک تیر پر ''تم میں ملا ہوا'' لکھا تھا ایک تیر پر ''تم میں سے نہیں'' لکھا تھا۔ ایک تیر پر پانیوں کے متعلق کچھ لکھا تھا۔ جب وہ پانی کے لئے کوئی کنواں کھودنا چاہتے ان

تیروں کو اور ان میں اس پانی کے متعلقہ تیر کو بھی رکھ دیتے۔ پھر جس طرح نکلتا اس کے موافق عمل کرتے۔ اور جب وہ کسی لڑکے کا ختنہ کرنا یا کوئی نکاح کرنا یا کسی میت کو دفن کرنا چاہتے یا کسی شخص کے نسب میں انہیں کچھ شک ہوتا تو اس کو اور اس کے سو درہم اور ذبح کرنے کے کچھ جانور بھی ہبل کے پاس لے جاتے۔ اور یہ سب کچھ تیروں والے کو دیتے جو تیروں کو ہلا کر نکالا کرتا تھا۔ اور اس شخص کو بھی اس کے پاس لے جاتے جس کے متعلق وہ کوئی کام کرنا چاہتے۔ پھر کہتے اے ہمارے معبود فلاں بن فلاں کے ساتھ ہم اس طرح کا معاملہ کرنا چاہتے ہیں جو بات حق ہو وہ ہمارے لئے ظاہر کر۔ پھر تیروں والے سے کہتے کہ تیروں کو حرکت دے۔ اگر اس شخص کے لئے ان تیروں میں سے وہ تیر نکلتا جس پر ''تمہیں میں سے'' لکھا ہے تو وہ ان میں نہایت شریف سمجھا جاتا۔ اور اگر اس کے لئے وہ تیر نکلتا جس پر ''تم میں ملا ہوا'' لکھا ہوتا تو اس شخص کا جو درجہ ان میں پہلے سے تھا وہ اسی مرتبے پر رہتا لیکن وہ شخص نہ کسی کے نسب میں شامل ہو سکتا تھا نہ کسی کا حلیف شمار ہوتا۔ اور اگر اس قرعہ اندازی میں اس کے علاوہ اور کوئی معاملہ ہوتا جس کو وہ کرنا چاہتے اور اس میں ''ہاں'' نکلتا تو ویسا ہی عمل کرتے۔ اور اگر ''نہیں'' نکلتا تو اس معاملے کو اس سال ملتوی کر دیتے یہاں تک کہ اس کو پھر دوبارہ لاتے اور اس وقت تک اپنے معاملات روکے رکھتے جب تک اس پر تیر نکلے عبدالمطلب نے بھی تیروں والے کے پاس آ کر کہا کہ میرے ان بچوں کے یہ تیر ہلا کر نکالو۔ اور جو نذر انہوں نے مانی تھی اس کی کیفیت بھی اسے سنا دی ان میں سے ہر ایک لڑکے نے اپنا تیر اس کو دیا جس پر اس کا نام لکھا تھا۔ اور عبداللہ بن عبدالمطلب اپنے والد کے تمام لڑکوں میں سب سے چھوٹے تھے۔ وہ اور زبیر اور ابوطالب فاطمہ بنت عمرو بن عائذ بن عبد بن عمران بن مخزوم بن یقظہ بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر کے بطن سے تھے۔

ابن ہشام نے کہا عائذ بن عمران بن مخزوم۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ لوگوں کے خیال کے موافق عبداللہ عبدالمطلب کے بہت چہیتے فرزند تھے۔ اور عبدالمطلب یہی دیکھ رہے تھے کہ اگر تیر ان پر سے نکل گیا تو گویا وہ خود بچ گئے۔ اور یہ بات بھی تھی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے (ہونے والے) والد بھی تھے۔ جب تیر والے نے تیر لئے تا کہ انہیں حرکت دے کر نکالے تو عبدالمطلب ہبل کے پاس کھڑے ہوئے اللہ سے دعا کرنے لگے۔ اور تیروں والے نے تیروں والے نے تیر ہلائے اور عبداللہ کے نام تیر نکلا۔ پھر تو عبدالمطلب نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور چھری لی۔ اور انہیں لے کر اساف و نائلہ کے پاس آئے۔ تا کہ انہیں ذبح کریں تو قریش اپنی مجلسوں سے اٹھ کر ان کے پاس آئے۔ اور کہا عبدالمطلب تم کیا کرنا چاہتے ہو۔ انہوں نے کہا میں اسے ذبح کر دینا چاہتا ہوں تو قریش اور ان کے دوسرے لڑکوں نے کہا خدا کی قسم اس کو ہرگز ذبح نہ کیجئے جب تک آپ مجبور نہ ہو جائیں۔ اگر آپ

ایسا کریں گے تو ہر ایک شخص ہمیشہ اپنے بچے کو لایا کرے گا کہ اس کو ذبح کرے اس طرح انسانی نسل باقی نہ رہے گی۔ اور مغیرۃ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم بن یقظہ نے جوان لوگوں کی بہن کے لڑکے کا لڑکا تھا کہا خدا کی قسم ایسا ہرگز نہ کیجئے جب تک کہ آپ مجبور نہ ہو جائیں۔ اگر ان کا عوض ہمارے مال سے ہو سکے تو ہم ان کا فدیہ اپنے مال سے دیں گے۔ اور قریش اور ان کے دوسرے بچوں نے کہا ان کو ذبح نہ کیجئے بلکہ انہیں حجاز لے چلئے وہاں ایک عرافہ (غیب کی باتیں بتانے والی) ہے جس کا کوئی (موکل یا شیطان یا کوئی روح) تابع ہے۔ اس سے آپ دریافت کیجئے۔ اگر اس نے بھی ان کو ذبح کرنے کا حکم دیا تو آپ کو ان کے ذبح کر ڈالنے کا پورا اختیار ہوگا۔ اور اگر اس نے کوئی ایسا حکم دیا جس میں آپ کے اور اس لڑکے کے لئے اس مشکل سے نکلنے کی کوئی شکل ہو تو آپ اس کو قبول کرلیں تو پھر وہ سب کے سب وہاں سے چلے اور مدینہ پہنچے۔ لوگوں کا خیال ہے کہ وہاں انہیں معلوم ہوا کہ وہ خیبر میں ہے تو پھر وہاں سے سوار ہو کر خیبر میں آئے اور اس عورت سے دریافت کیا اور عبدالمطلب نے اپنے اور اپنے لڑکے کے حالات اسے سنائے اور ان کے متعلق اپنی نذر اور اپنے ارادے کا اظہار کیا۔ اس عورت نے کہا آج تو میرے پاس سے تم لوگ واپس جاؤ یہاں تک کہ میرا تابع میرے پاس آئے اور میں اس سے دریافت کرلوں۔ پس سب کے سب اس کے پاس سے لوٹ آئے۔ اور عبدالمطلب اس کے پاس سے آ کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے کھڑے رہے۔ اور دوسرے روز سویرے سب اس کے پاس گئے۔ اس عورت نے کہا ہاں تمہارے متعلق مجھے کچھ معلومات ہوئے ہیں۔ تم لوگوں میں دیت کی مقدار کیا ہے سب نے کہا دس اونٹ اور واقعۃً یہی مقدار تھی۔ اس عورت نے کہا تم لوگ اپنی بستیوں کی جانب لوٹ جاؤ اور تم اپنے اس آدمی کو (یعنی اپنے لڑکے کو) اور دس اونٹوں کو پاس پاس رکھو اور ان دونوں پر تیروں کے ذریعے قرعہ ڈالو اگر تیر تمہارے اس لڑکے پر نکلے تو اونٹوں کو اور بڑھاتے جاؤ۔ یہاں تک کہ تمہارا پروردگار راضی ہو جائے (اور) اونٹوں پر تیر نکل آئے تو اس کے بجائے اونٹ ذبح کر دو۔ کہ تمہارا رب بھی تم سے راضی ہو گیا اور تمہارا یہ لڑکا بھی بچ گیا۔ (یہ سن کر) وہ وہاں سے نکل کر مکہ پہنچے۔ اور جب سب اس رائے پر متفق ہو گئے۔ تو عبدالمطلب اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے کے لئے کھڑے ہو گئے۔ اور عبداللہ کو اور دس اونٹوں کو وہاں لے آئے اس حالت میں کہ عبدالمطلب ہبل کے پاس کھڑے اللہ عزوجل سے دعا کر رہے تھے۔ پھر تیر نکالا گیا تو عبداللہ پر نکلا۔ تو اور دس اونٹ زیادہ کئے اور اونٹوں کی تعداد بیس ہو گئی۔ اور عبدالمطلب کھڑے اللہ تعالیٰ سے دعا کر رہے تھے۔ پھر تیر نکالا تو عبداللہ ہی پر نکلا تو اور دس اونٹ زیادہ کئے اور اونٹوں کی تعداد تیس ہو گئی اور عبدالمطلب کھڑے اللہ تعالیٰ سے دعا کر رہے تھے۔ پھر تیر نکالا تو عبداللہ ہی پر نکلا تو اور دس اونٹ زیادہ کیے اور اونٹوں کی تعداد چالیس ہو گئی اور عبدالمطلب کھڑے اللہ

تعالیٰ سے دعا کر رہے تھے پھر تیر نکالا تو عبداللہ ہی پر نکلا تو اور دس اونٹ زیادہ کئے اور اونٹوں کی تعداد پچاس ہوگئی اور عبدالمطلب کھڑے اللہ تعالیٰ سے دعا کر رہے تھے پھر تیر نکالا تو عبداللہ پر ہی نکلا تو اور دس اونٹ زیادہ کئے اور اونٹوں کی تعداد ساٹھ ہوگئی۔ اور عبدالمطلب کھڑے اللہ تعالیٰ سے دعا کر رہے تھے پھر تیر نکالا تو عبداللہ ہی پر نکلا تو اور دس اونٹ زیادہ کئے اور اونٹوں کی تعداد ستر ہوگئی اور عبدالمطلب کھڑے اللہ تعالیٰ سے دعا کر رہے تھے پھر تیر نکالا تو عبداللہ ہی پر نکلا تو اور دس اونٹ زیادہ ہو گئے اور اونٹوں کی تعداد اسی ہوگئی اور عبدالمطلب کھڑے اللہ تعالیٰ سے دعا کر رہے تھے پھر تیر نکالا تو عبداللہ ہی پر نکلا تو اور دس اونٹ زیادہ کئے اور اونٹوں کی تعداد نوے ہوگئی اور عبدالمطلب کھڑے اللہ تعالیٰ سے دعا کر رہے تھے پھر تیر نکالا تو عبداللہ ہی پر نکلا تو اور دس اونٹ زیادہ کئے اور اونٹوں کی تعداد سو ہوگئی اور عبدالمطلب کھڑے اللہ تعالیٰ سے دعا کر رہے تھے پھر تیر نکالا تو اب کے تیر اونٹوں پر نکلا۔ تو قریش اور جو لوگ اس وقت وہاں موجود تھے سبھی نے کہا اے عبدالمطلب اب تم اپنے رب کی رضا مندی کو پہنچ گئے۔ لوگوں کا دعویٰ ہے کہ عبدالمطلب نے کہا اللہ کی قسم ایسا نہیں یہاں تک کہ تین وقت اونٹوں ہی پر تیر نکلے۔ پھر عبداللہ اور اونٹوں کے لئے تیر نکالے اور عبدالمطلب کھڑے اللہ تعالیٰ سے دعا کر رہے تھے کہ تیر اونٹوں ہی پر نکلا۔ پھر مکرر یہ عمل کیا اور عبدالمطلب کھڑے اللہ تعالیٰ سے دعا کر رہے تھے پھر تیر نکالا تو تیر اونٹوں ہی پر نکلا پھر تیسری بار اس عمل کی تکرار کی اور عبدالمطلب کھڑے اللہ تعالیٰ سے دعا کر رہے تھے پھر تیر نکالا تو تیر اونٹوں ہی پر نکلا پھر تو اونٹ ذبح کئے گئے اور اس طرح رکھ چھوڑا کہ کسی شخص کو ان کے گوشت سے نہ محروم کیا جاتا تھا اور نہ کسی کو روکا جاتا تھا۔

ابن ہشام نے کہا بعضوں نے تو یہ کہا ہے کہ نہ کسی انسان کو روکا جاتا تھا اور نہ کسی درندے کو۔

ابن ہشام نے کہا اس واقعے کی بہت سی روایتوں میں سے بعض روایتوں میں رجز یہ اشعار بھی ہیں جن کی روایت علماء شعر میں سے کسی سے ہم تک صحت کے ساتھ نہیں پہنچی۔

اس عورت کا بیان جو عبداللہ بن عبدالمطلب سے نکاح کرنے کیلئے آئی

ابن اسحٰق نے کہا پھر تو عبدالمطلب عبداللہ کا ہاتھ پکڑے وہاں سے لوٹے اور لوگوں کا خیال ہے کہ وہ انہیں ساتھ لئے بنی اسد بن عبدالعزیٰ ابن قصی بن کلاب ابن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر کی ایک عورت کے پاس سے گزرے جو ورقہ بن نوفل بن اسد بن عبدالعزیٰ کی بہن تھی اور کعبۃ اللہ کے قریب ہی تھی اس عورت نے جب عبداللہ کے چہرے کو دیکھا تو ان سے کہا اے عبداللہ کہاں جاتے ہو انہوں نے کہا اپنے والد کے ساتھ جا رہا ہوں۔ اس نے کہا تمہیں اتنے ہی اونٹ دوں گی جتنے تمہارے فدیے میں ذبح کئے گئے ہیں تم اس وقت میرے ساتھ ہمبستر ہو جاؤ۔ انہوں نے کہا میں اپنے والد کے ساتھ ہوں وہ جس راستے جا

رہے ہیں میں نہ اس راستے کے خلاف دوسرے راستے جا سکتا ہوں اور نہ انہیں چھوڑ سکتا ہوں۔ عبدالمطلب انہیں (ساتھ) لے کر چلے (اور) وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر کے پاس انہیں لائے۔ اور وہب ان دنوں بنی زہرۃ میں عزت ونسب[1] دونوں کے لحاظ سے سردار تھے انہوں نے اپنی بیٹی آمنہ بنت وہب کو ان کے نکاح میں دے دیا جو ان دنوں قریش کی عورتوں میں نسب اور رتبے کے لحاظ سے سب سے بڑھ کر تھیں۔ اور برۃ بنت عبدالعزیٰ بن عثمان ابن عبدالدار بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر کی لڑکی تھیں۔ اور برہ ام حبیب بنت اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر کی لڑکی تھیں۔ اور ام حبیب برہ بنت عوف بن عبد عویج بن[2] کعب بن لوی بن غالب بن فہر کی بیٹی تھیں لوگوں کا بیان ہے کہ جب وہب نے عبداللہ کی زوجیت میں آمنہ کو دے دیا تو انہوں نے وہیں ان سے ہمبستری کی اور آمنہ نے رسول اللہ ﷺ کو حمل میں لے لیا۔ پھر وہاں سے نکل کر عبداللہ اس عورت کے پاس آئے جس نے آپ کے آگے اپنی ذات کو پیش کیا تھا۔ اور اس سے کہا وہ اونٹ جو تو نے کل پیش کئے تھے (کیا) آج بھی دے گی؟ اس نے کہا آج وہ نور تمہارے پاس نہیں رہا جو کل تھا اس لئے اب مجھے تمہاری کوئی ضرورت نہیں۔ وہ اپنے بھائی ورقہ بن نوفل سے جو نصرانی ہو گیا تھا اور اگلی کتابوں کے مطالعے میں مصروف رہا کرتا تھا سنا کرتی تھی کہ اس قوم میں ایک نبی ہونے والا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا مجھ سے میرے والد اسحٰق بن یسار نے بیان کیا کہ عبداللہ اپنی ایک بی بی کے پاس جو آمنہ بنت وہب کے علاوہ تھیں کیچڑ کا کچھ کام کر کے گئے اور آپ کو کچھ کیچڑ بھی لگی ہوئی تھی انہیں اپنے پاس بلایا تو کیچڑ کے آثار دیکھ کر انہوں نے آنے میں دیر کی تو آپ ان کے پاس سے چلے اور وضو کیا اور جو کیچڑ لگی تھی وہ دھو ڈالی پھر آمنہ کے پاس جانے کے ارادے سے نکلے اور اس بی بی کے پاس سے گذرے۔ انہوں نے آپ کو اپنی طرف بلایا تو آپ نے ان کے پاس جانے سے انکار فرما کے آمنہ کی جانب قصد فرمایا ان کے پاس آئے اور ہمبستری کی۔ تو محمد رسول اللہ ﷺ کا حمل ہو گیا۔ پھر عبداللہ اس بی بی کے پاس گئے اور ان سے کہا کیا تمہیں کچھ رغبت ہے۔ انہوں نے کہا نہیں آپ جب میرے پاس سے گزرے تو آپ کے آنکھوں کے درمیان ایک چمک تھی اس لئے میں نے آپ کو بلایا تھا لیکن آپ نے میرے پاس آنے سے انکار فرمایا اور آپ آمنہ کے پاس چلے گئے اس چمک کو انہوں نے لے لیا۔

ابن اسحٰق نے کہا لوگوں کا دعویٰ ہے کہ آپ کی نسبت وہ بی بی بیان کیا کرتی تھیں کہ عبداللہ ان کے پاس سے گزرے تو ان کی آنکھوں کے درمیان اس طرح کی سفیدی تھی جس طرح گھوڑے کی پیشانی میں

---

[1] (الف) میں بجائے نسبا کے سنا ہے یعنی عمر کے لحاظ سے۔ (احمد محمودی)۔ [2] (الف) میں بن عویج نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

سفیدی ہوتی ہے۔ انہوں نے کہا اس لئے میں نے ان کو بلایا کہ وہ مجھ میں آ جائے لیکن انہوں نے میرے پاس آنے سے انکار کیا۔ اور آمنہ کے پاس چلے گئے۔ اور ان سے ہم صحبت ہوئے تو انہیں رسول اللہ ﷺ کا حمل ہو گیا۔

غرض رسول اللہ ﷺ اپنی قوم میں نسب کے لحاظ سے بھی سب سے بہتر اور عزت کے لحاظ سے بھی سب سے بڑھ کر تھے اپنے والد کی جانب سے بھی اور والدہ کی جانب سے بھی اللہ[1] تعالیٰ آپ پر برکات و سلام نازل فرمائے۔

اجزائے ابن ہشام میں سے دوسرا جز ختم ہوا۔

❀ ❀ ❀

آمنہ سے رسول اللہ ﷺ کے حمل میں آنے کے وقت جو باتیں کہی گئیں

اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے لیکن لوگ تو اپنی گفتگو میں اس بات کا دعویٰ کرتے رہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی والدہ آمنہ بنت وہب بیان کیا کرتی تھیں کہ جب وہ رسول اللہ ﷺ کی حاملہ ہوئیں تو آپ کے پاس کوئی آیا اور آپ سے کہا گیا کہ تو اس امت کے سردار کی حاملہ ہے۔ جب وہ زمین پر آئے تو اس طرح کہہ ''ہر ایک حاسد کی برائی سے میں اسے ذات یکتاء کی پناہ میں دیتی ہوں اور اس کا نام محمد رکھ''۔ اور جب آپ حاملہ ہوئیں تو آپ نے دیکھا کہ آپ کے اندر سے ایک نور نکلا جس کی روشنی میں مقام بصریٰ کے محل جو سرزمین شام میں ہیں آپ نے دیکھے اس کے بعد عبداللہ بن عبدالمطلب رسول اللہ ﷺ کے والد زیادہ مدت نہ رہے۔ رسول اللہ ﷺ کی والدہ حاملہ ہی تھیں کہ ان کا انتقال ہو گیا۔

رسول ﷺ کی ولادت (باسعادت) اور رضاعت

کہا کہ[2] ابو محمد عبدالملک بن ہشام نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ زیاد بن عبداللہ البکائی نے محمد بن اسحٰق المطلبی کی روایت سے بیان کیا انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت دوشنبے کے روز ماہ ربیع الاول کی بارہ راتیں گزرنے کے بعد سنہ فیل میں ہوئی۔

---

1 (الف) میں خط کشیدہ الفاظ نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)۔

2 (الف) میں خط کشیدہ عبارت نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

ابن اسحٰق نے کہا مجھ سے المطلب بن عبداللہ بن قیس بن مخرمہ نے اپنے والد اور اپنے دادا قیس بن مخرمہ سے روایت کی کہا کہ میری اور رسول اللہ ﷺ کی پیدائش سنہ فیل میں ہوئی ہم دونوں ہم عمر ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ صالح بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف نے یحیٰی ابن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن سعد[1] بن زرارۃ الانصاری کی روایت سے حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ حسان بن ثابت کی روایت مجھ سے میری قوم کے ان لوگوں نے بیان کی جن کا بیان مجھے مطلوب تھا۔ حسان بن ثابت نے کہا خدا کی قسم میں سات یا آٹھ سال کا قریب البلوغ لڑکا تھا جو بات سنتا تھا اسے سمجھتا تھا۔ کہ اچانک میں نے ایک یہودی کو یثرب کے ایک بلند مقام پر بلند آواز سے اے گروہ یہود چیختے[2] سنا۔ یہاں تک کہ جب وہ اس کے پاس جمع ہو گئے تو انہوں نے اس سے کہا کمبخت تجھے ہوا کیا ہے۔ اس نے کہا آج رات احمد کا ستارہ طلوع ہو گیا ہے جس میں وہ پیدا ہو گیا۔

محمد بن اسحٰق نے کہا کہ میں نے سعید بن عبدالرحمٰن بن حسان بن ثابت[3] سے دریافت کیا ان سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کی مدینہ میں تشریف آوری کے وقت حسان بن ثابت کس عمر کے تھے۔ انہوں نے کہا ساٹھ سال۔ اور رسول اللہ ﷺ کی عمر تشریف آوری کے وقت ترپن سال کی تھی اس لئے حسان نے جو کچھ سنا وہ ساٹھ سال کی عمر میں سنا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب آپ پیدا ہوئے ﷺ تو آپ کے دادا عبدالمطلب کو اطلاع کی گئی کہ آپ کے گھر لڑکا پیدا ہوا ہے۔ آیئے اور اس کو دیکھئے۔ وہ آئے اور آپ کو دیکھا اور آپ کی والدہ نے جو کچھ اسے حمل کے زمانے میں دیکھا تھا اور جو کچھ کہا گیا تھا اور جو نام رکھنے کا حکم ملا تھا سب ان سے بیان کیا لوگوں کا خیال ہے کہ عبدالمطلب نے آپ کو اٹھا لیا۔ اور آپ کو لے کر کعبۃ اللہ میں گئے۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے اور اس کی عطاء پر اس کا شکر ادا کرتے کھڑے رہے۔ پھر آپ کو آپ کی والدہ کے پاس لے گئے۔ اور آپ کو آپ کی والدہ کے حوالے کیا۔ اور رسول اللہ ﷺ کے لئے رضعاء یعنی دودھ پلانے والیوں کی تلاش میں لگ گئے۔

ابن ہشام نے کہا کہ الرضعاء کے معنی المراضع ہیں۔ دودھ پلانے والی عورتیں۔ اللہ تبارک[4] وتعالیٰ کی

---

1. (الف) میں اسعد ہے۔ (احمد محمودی)۔
2. (الف) میں بجائے یصرخ کے یصرج ہے جو اس مقام پر بے معنی معلوم ہوتا ہے۔ (احمد محمودی)
3. (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)۔
4. (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)۔

کتاب میں موسیٰ علیہ السلام کے قصے میں "وحرمنا علیه المراضع" ہے یعنی ہم نے اس پر دودھ پلانے والیوں (کے دودھ) کو حرام کر دیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ آپ کے دودھ پلانے کے لئے بنی سعد بن بکر کی ایک عورت کو جس کا نام حلیمہ بنت ابی ذویب تھا مقرر کیا۔ اور ابوذویب کا نام عبداللہ بن الحارث بن شجنۃ بن جابر بن رزام بن ناصرۃ بن قصیۃ بن نصر بن سعد بن بکر بن ہوازن بن منصور بن عکرمہ بن خصفۃ بن قیس بن عیلان تھا اور آپ کے رضاعی والد جن (کی بی بی) کا دودھ آپ نے پیا صلی اللہ علیہ وسلم الحارث بن عبدالعزیٰ بن رفاعۃ بن ملان بن ناصرۃ بن قصیۃ[1] بن نصر بن سعد بن بکر بن ہوازن تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض لوگ ہلال بن ناصرۃ کہتے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ آپ کے رضاعی بھائی بہنوں کا نام عبداللہ بن الحارث اور انیسۃ بنت الحارث اور خذامۃ بنت الحارث تھا جس کا اصلی نام الشیماء تھا لیکن خذامۃ کے نام کا غلبہ ان کے اصلی نام پر ہو گیا اور وہ اپنے خاندان میں اسی نام سے مشہور ہو گئی تھیں۔ اور یہ سب حلیمہ بنت ابی ذویب عبداللہ بن الحارث ہی کے بچے تھے۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی والدہ تھیں۔ کہتے ہیں کہ جب آپ ان کے پاس رہتے تو الشیماء آپ کی والدہ کے ساتھ مل کر آپ کی پرورش اور دیکھ بھال کرتیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے جہم بن ابی جہم مولیٰ الحارث بن حاطب الجمحی نے عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب کی روایت سے یا کسی اور شخص کی روایت سے جس نے ان سے بیان کیا ہے حدیث بتائی کہا کہ حلیمہ بنت ابی ذویب السعدیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی والدہ بیان کرتی تھیں کہ وہ اپنی بستی سے اپنے شوہر اور اپنے ایک شیرخوار بچے کو لیکر بنی سعد بن بکر کی چند عورتوں کے ساتھ دودھ پینے والے بچوں کی تلاش میں نکلیں انہوں نے کہا کہ وہ زمانہ قحط کا تھا۔ اور ہمارے پاس کچھ نہ تھا۔ کہا کہ میں ایک بھوری سبزی مائل گدھی پر نکلی اور ہمارے ساتھ ایک بوڑھی اونٹنی بھی تھی جس سے خدا کی قسم ایک قطرہ دودھ بھی نہ مل سکتا تھا۔ ہمارا حال یہ تھا کہ ہمارے اس بچے کے' بھوک سے رونے سبب' جو ہمارے ساتھ تھا تمام رات نہ سو سکتے تھے۔ میری چھاتی میں اتنا دودھ نہ تھا کہ اس کو کافی ہو۔ اور نہ ہماری بوڑھی اونٹنی کے پاس کچھ تھا جو اس کے ناشتے کے کام آئے۔

ابن ہشام نے کہا کہ ناشتے کے کام آئے کے بعد بعض نے ان الفاظ کی بھی روایت کی ہے لیکن ہم

---

[1] (ب ج) میں قصیۃ بالفاء ہے۔ (احمد محمودی)

بارش اور خوش حالی کے امیدوار تھے۔

غرض میں اپنی اس گدھی پر نکلی تو وہ تھک گئی اور قافلے سے پیچھے رہ گئی (اور) اس کی کمزوری اور دبلا پن ان لوگوں پر بار ہو گیا یہاں تک کہ ہم دودھ پینے والے بچوں کی تلاش کرتے مکہ آئے۔ ہم میں کوئی عورت ایسی نہ تھی جس کے پاس رسول اللہ ﷺ کو پیش نہ کیا گیا ہو لیکن جب اس سے کہا جاتا تھا کہ آپ یتیم ہیں تو وہ آپ کو لینے سے انکار کرتی۔ اس لئے کہ ہم لوگ بچے کے باپ کی طرف سے نیک سلوک کی امید رکھتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ وہ یتیم ہے تو اس کی ماں اور دادا سے حسن سلوک کی کیا امید ہے۔ اس لئے ہم آپ کے لینے کو پسند نہ کرتے تھے۔ میرے ساتھ آئی ہوئی عورتوں میں سے بجز میرے کوئی عورت باقی نہ رہی جس نے کوئی شیر خوار[1] نہ لے لیا ہو۔ پھر جب ہم چلنے کے لئے تیار ہو گئے تو میں نے اپنے شوہر سے کہا بخدا میں اس بات کو ناپسند کرتی ہوں کہ کسی شیر خوار کو لئے بغیر میں اپنی ساتھ والیوں میں لوٹوں خدا کی قسم میں تو اس یتیم کے پاس جاوں گی اور اسے ضرور لے لوں گی۔ انہوں نے کہا ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ کیا عجب ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے لئے اسی میں برکت دے دے۔ انہوں نے کہا پس میں اس کے پاس گئی اور اسے لے لیا۔ اور میرے اس فعل کا سبب اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ مجھے آپ کے سوا کوئی اور نہیں ملا۔ انہوں نے کہا جب میں نے آپ کو لے لیا تو آپ کو لے کر اپنی سواری کی طرف لوٹی۔ اور جب میں نے آپ کو اپنی گود میں بٹھا لیا تو آپ کے لئے میری چھاتیوں میں حسب خواہش دودھ اتر آیا۔ آپ نے پیا اور سیر ہو گئے۔ اور آپ کے ساتھ آپ کے بھائی نے بھی پیا اور وہ بھی سیر ہو گیا۔ پھر دونوں سو گئے حالانکہ اس سے پہلے اس کے ساتھ ہم سوتے بھی نہ تھے۔ اور میرا شوہر اپنی اس بوڑھی اونٹنی کی طرف گیا تو کیا دیکھتا ہے کہ وہ دودھ سے بھری ہوئی ہے۔ تو اس نے اس سے اتنا دودھ دوہا کہ اس نے خود بھی پیا اور اس کے ساتھ میں نے بھی پیا یہاں تک کہ ہماری سیری اور سیرآبی انتہا کو پہنچ گئی۔ اور آرام سے وہ رات گزاری۔ انہوں نے کہا کہ جب صبح ہوئی تو میرے شوہر نے کہا کہ اے حلیمہ خدا کی قسم اس بات کو خوب سمجھ لو کہ تم نے ایک ذات مبارک کو پایا ہے۔ انہوں نے کہا میں نے جواب دیا کہ خدا کی قسم مجھے یہی امید تھی۔ (حلیمہ نے) کہا پھر ہم نکلے۔ اور میں اپنی گدھی پر سوار ہو گئی۔ اور آپ کو بھی اپنے ساتھ اس پر سوار کرا لیا۔ خدا کی قسم پھر تو وہ گدھی قافلے سے آگے ہو گئی۔ قافلے والوں کے گدھوں میں سے کوئی اس کا مقابلہ نہ کر سکتا تھا۔ یہاں تک کہ میری ساتھ والیاں مجھ سے کہنے لگیں۔ اے ابو ذویب کی لڑکی تجھ پر افسوس ہے ہماری خاطر سے ذرا درمیانی چال چل۔ کیا یہ تیری وہ

---

[1] (الف) میں بجائے رضیعا کے ضرلیا لکھا ہے جو اس مقام پر بالکل مہمل سا معلوم ہوتا ہے۔ (احمد محمودی)

گدھی نہیں ہے جس پر تو گھر سے نکلی تھی میں ان سے کہتی کیوں نہیں یہ وہی تو ہے۔ وہ کہتیں خدا کی قسم اس کی تو حالت ہی کچھ اور ہے۔ کہا پھر ہم بنی سعد کی بستیوں میں اپنے گھر آئے۔ اور اللہ تعالیٰ کی سرزمین میں کسی ایسی سرزمین کو میں نہیں جانتی جو اس سے زیادہ قحط زدہ ہو (لیکن باوجود اس کے) جب ہم آپ کو اپنے ساتھ لائے تو میری بکریاں چراگاہ سے شام میں دودھ سے خوب بھری ہوئی اور سیر واپس آئیں اور ہم دودھ دوھتے اور پیتے اور دوسرے لوگوں میں سے کوئی شخص (اپنی بکریوں کے) دودھ کا ایک قطرہ تک نہ دوھتا۔ اور نہ تھنوں میں ایک قطرہ پاتا تھا۔ ہماری قوم کے جو لوگ ہمارے قریب ہی رہا کرتے اپنے چرواہوں سے کہتے کہ ارے کم بختو ابوذ ویب کی لڑکی کا چرواہا جہاں بکریاں چرنے چھوڑتا ہے تم بھی وہیں چھوڑو۔ لیکن پھر بھی ان کی بکریاں بھوکی ہی واپس آتیں۔ ایک قطرہ دودھ نہ دیتیں اور میری بکریاں دودھ سے بھری ہوئی اور سیر لوٹتیں۔ ہم اللہ تعالیٰ کی جانب سے خیر و برکت ہی دیکھتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ کے دو سال گزر گئے۔ اور دودھ بڑھائی ہوگئی آپ کا نشو ونما ایسا ہوا کہ اس کو دوسرے بچوں کے نشو ونما سے کوئی مشابہت نہ تھی آپ کی عمر دو سال کی بھی نہ ہوئی تھی کہ آپ بڑے لوگوں کی طرح موٹے تازے ہوگئے پھر ہم آپ کو لے کر آپ کی والدہ کے پاس آئے اور چونکہ ہم آپ کے برکات کو دیکھتے رہے تھے۔ اس لئے ہم آپ کو اپنے پاس ہی رکھنے کے بہت آرزومند تھے۔ ہم نے آپ کی والدہ سے بات چیت کی۔ میں نے ان سے کہا اگر آپ میرے بچے کو میرے پاس کچھ دنوں اور چھوڑ دیں کہ خوب موٹا تازہ ہو جائے تو بہتر ہے کیونکہ مجھے مکہ کی وبا سے اس کے لئے ڈر لگتا ہے۔ کہا کہ ہم یہاں تک اس بات پر اصرار کرتے رہے۔ کہ آپ کی والدہ نے آپ کو ہمارے ساتھ لوٹا دیا۔ پھر تو ہم آپ کو لے کر لوٹے۔ خدا کی قسم آپ کو اپنے ساتھ لے کر ہمارے آنے کے چند ماہ بعد آپ اپنے بھائی کے ساتھ ہماری بکریوں کے بچوں میں ہمارے گھر کے پیچھے ہی تھے کہ آپ کا بھائی ہانپتا کانپتا ہمارے پس آیا اور مجھ سے اور اپنے باپ سے کہا میرا جو قرشی بھائی ہے اس کو دو شخصوں نے جو سفید کپڑے پہنے ہوئے ہیں پکڑ لیا۔ اور اس کو لٹا کر اس کا پیٹ چاک کر ڈالا۔ اور اس کو مار رہے ہیں (انہوں نے) کہا (یہ سنتے ہی) میں اور آپ کے والد آپ کی طرف دوڑے تو ہم نے آپ کو اس حال میں کھڑا پایا کہ آپ کے چہرے کا رنگ سیاہ تھا میں نے آپ کو گلے سے لگالیا اور آپ کے والد نے بھی آپ کو گلے سے لگایا۔ اور ہم نے آپ سے کہا میرے پیارے بیٹے تجھے کیا ہوا۔ فرمایا میرے پاس دو شخص جو سفید کپڑے پہنے تھے آئے اور مجھے لٹا کر میرا پیٹ چاک کیا۔ اور انہوں نے اس میں کوئی چیز تلاش کی میں نہیں جانتا کہ وہ کیا تھی (انہوں نے)۔ کہا کہ پھر ہم آپ کو لے کر اپنے ڈیروں کی طرف لوٹے کہا آپ کے والد نے مجھ سے کہا اے حلیمہ مجھے خوف ہے کہ اس لڑکے پر کہیں کوئی اثر نہ ہوگیا ہو۔ اس پر اس اثر کے ظاہر

ہونے سے پہلے اس کو اس کے گھر والوں کے پاس پہنچا دو۔ کہا پھر تو ہم نے آپ کو اٹھا لیا اور آپ کو لے کر آپ کی والدہ کے پاس آئے۔ انہوں نے کہا انا تم اس کو (ابھی) کیوں لائیں حالانکہ تم تو اس کو اپنے پاس رکھنے کی بہت آرزومند تھیں میں نے کہا جی ہاں اللہ تعالیٰ نے اب اسے سن تمیز کو پہنچا دیا ہے اور مجھ پر جو فرائض تھے وہ میں نے ادا کر دیئے۔ اور مجھے اس پر حوادث کا خوف ہوا۔ اس لئے میں نے آپ کی مرضی کے موافق اسے آپ تک پہنچا دیا۔ (حضرت آمنہ نے) کہا نہیں تمہاری حالت ایسی تو نہیں ہے۔ اپنا حال مجھ سے سچ سچ کہو (حلیمہ نے) نے کہا کہ جب تک میں نے نہ بتایا انہوں نے مجھے نہ چھوڑا۔ انہوں نے پوچھا کیا تمہیں اس پر شیطانی اثر کا خوف ہوا میں نے کہا جی ہاں انہوں نے کہا ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا خدا کی قسم شیطان کا اس پر کچھ بس نہ چلے گا۔ میرے بچے کی عجیب شان ہے۔ کیا میں اس کے کچھ حالات بیان کروں کہا ضرور بیان فرمایئے (حضرت آمنہ نے) کہا جب مجھے اس لڑکے کا حمل ہوا تو میں نے دیکھا کہ مجھ میں سے ایک نور نکلا جس کی روشنی سے سرزمین شام کی بصریٰ نامی بستی کے محل مجھ پر روشن ہو گئے۔ اور جب مجھے اس کا حمل ہوا تو خدا کی قسم اس سے زیادہ سبک اور اس سے زیادہ آسان حمل میں نے کبھی کوئی نہیں دیکھا۔ اور جب آپ کی پیدائش ہوئی تو یہ حالت دیکھی کہ آپ دونوں ہاتھ زمین پر رکھے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے تھے۔ (پھر آپ کی والدہ نے حلیمہ سے کہا) تم اپنے یہ خیالات چھوڑ دو۔ اور سیدھی اپنی راہ لو۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے ثور بن یزید نے بعض اہل علم سے روایت بیان کی۔ اور میں سمجھتا ہوں یہ روایت خالد بن معدان الکلاعی کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعض صحابہ نے آپ سے کہا اے اللہ کے رسول اپنے کچھ حالات بیان فرمایئے۔ فرمایا:

(نعم) اَنَا دَعْوَةُ اَبِیْ[1] اِبْرَاهِیْمَ' وَبُشْرٰی اَخِیْ عِیْسٰی' وَرَاَتْ اُمِّیْ حِیْنَ حَمَلَتْ بِیْ اَنَّهٗ خَرَجَ مِنْهَا نُوْرٌ اَضَاءَ لَهَا قُصُوْرُ الشَّامِ وَاسْتُرْضِعْتُ فِیْ بَنِیْ سَعْدِ بْنِ بَكْرٍ فَبَیْنَا اَنَا مَعَ اَخٍ لِیْ خَلْفَ بُیُوْتِنَا نَرْعٰی بَهْمًا لَنَا اِذْ اَتَانِیْ[2] رَجُلَانِ عَلَیْهِمَا ثِیَابٌ بِیْضٌ بِطَسْتٍ[3] مِنْ ذَهَبٍ مَمْلُوَّةٍ ثَلْجًا فَاَخَذَانِیْ فَشَقَّا بَطْنِیْ' وَاسْتَخْرَجَا قَلْبِیْ فَشَقَّاهُ' فَاسْتَخْرَجَا مِنْهُ عَلَقَةً سَوْدَاءَ فَطَرَحَاهَا' ثُمَّ غَسَلَا قَلْبِیْ وَبَطْنِیْ بِذٰلِكَ الثَّلْجِ حَتّٰی اَنْقَیَاهُ).

---

[1] (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

[2] (الف) اتانا (ب ج د) اتانی۔ (احمد محمودی)

[3] (الف) بطشت (ب ج) بطست (د) بسطت۔ آخری نسخہ بالکل غلط ہے۔ (احمد محمودی)

قَالَ: ثُمَّ قَالَ اَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهٖ: زِنْهُ بِعَشَرَةٍ مِنْ اُمَّتِهٖ فَوَزَنَنِيْ بِهِمْ، فَوَزَنْتُهُمْ ثُمَّ قَالَ: زِنْهُ بِمِائَةٍ مِنْ اُمَّتِهٖ، فَوَزَنَنِيْ بِهِمْ فَوَزَنْتُهُمْ، ثُمَّ قَالَ: زِنْهُ بِاَلْفٍ مِنْ اُمَّتِهٖ فَوَزَنَنِيْ بِهِمْ، فَوَزَنْتُهُمْ، فَقَالَ: دَعْهُ عَنْكَ، فَوَاللّٰهِ لَوْ وَزَنْتَهٗ بِاُمَّتِهٖ لَوَزَنَهَا.

''اچھا (سنو) میں اپنے باپ ابراہیم کی دعا ہوں۔ اور عیسیٰ کی بشارت ہوں۔ اور جب میں اپنی ماں کے بطن میں آیا تو انہوں نے دیکھا کہ ان کے اندر سے ایک نور نکلا جس سے سرزمین شام کے محل ان پر روشن ہو گئے۔ اور بنی سعد بن بکر کے قبیلے ہیں۔ دودھ پی کر میں نے پرورش پائی۔ میں اپنے گھروں کے پیچھے اپنے ایک بھائی کے ساتھ تھا اور ہم اپنی بکریاں کے بچوں کو چرا رہے تھے کہ دو شخص سفید کپڑے پہنے ہوئے میرے پاس برف سے بھرا ہوا ایک سونے کا طشت لے کر آئے۔ انہوں نے مجھے پکڑا اور میرا پیٹ چاک کیا اور میرے دل کو نکالا اور اسے بھی چاک کیا اور اس میں سے ایک کالا گوشت کا ٹکڑا نکالا اور پھینک دیا۔ پھر انہوں نے میرا دل اور پیٹ اس برف سے یہاں تک دھویا کہ اس کو پاک کر دیا فرمایا پھر ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا انہیں ان کی امت کے دس شخصوں کے مقابل تولو۔ پس اس نے مجھے ان کے ساتھ تولا تو میں ان سے وزن میں بڑھ گیا۔ پھر اس نے کہا ان کی امت کے سو شخصوں کے ساتھ تولو جب اس نے مجھے ان کے ساتھ تولا تو میں ان سے بھی وزن میں بڑھ گیا پھر اس نے کہا ان کی امت کے ہزار افراد کے ساتھ تولو۔ اس نے مجھے ہزار کے ساتھ وزن کیا تو جب بھی میں وزن میں بڑھ گیا (یہ دیکھ کر) اس نے کہا ان کو چھوڑ دو۔ اللہ کی قسم اگر تو انہیں ان کی (پوری) امت کے مقابل بھی تولے گا تو یہ بڑھ جائیں گے''۔

ابن اسحٰق نے کہا رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے۔

مَا مِنْ نَبِيٍّ اِلَّا وَقَدْ رَعَى الْغَنَمَ قِيْلَ وَاَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: وَاَنَا

''کوئی نبی ایسا نہیں ہوا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔ کہا گیا اے اللہ کے رسول کیا آپ نے بھی فرمایا (ہاں) میں نے بھی''۔

ابن[1] اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب سے فرمایا کرتے تھے۔

اَنَا اَعْرَبُكُمْ اَنَا قُرَشِيٌّ وَاسْتُرْضِعْتُ فِيْ بَنِيْ سَعْدِ ابْنِ بَكْرٍ.

---

[1] (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

''میں تم میں سب سے زیادہ خالص عرب ہوں۔ میں قریشی ہوں اور میں نے بنی سعد بن بکر کے قبیلے میں دودھ پی کر پرورش پائی ہے''۔

ابن [1]اسحٰق نے کہا بعض حدیثوں میں لوگوں نے یہ خیال بھی ظاہر کیا ہے جس کو اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے کہ آپ کی والدہ سعدیہ جب آپ کو لے کر مکہ آئیں اور آپ کو لئے آپ کے خاندان میں آ رہی تھیں تو آپ ان سے چھوٹ کر لوگوں (کی بھیڑ) میں گم ہو گئے انہوں نے آپ کو (بہت) ڈھونڈا لیکن (کہیں) نہ پایا۔ تو عبدالمطلب کے پاس آئیں اور ان سے کہا میں آج رات محمد (ﷺ) کو لے کر آئی۔ اور جب میں مکہ کے بلند حصے میں تھی تو مجھ سے الگ ہو کر (وہیں) کھو گیا۔ خدا کی قسم مجھے خبر نہیں کہ وہ کہاں ہے۔ تو عبدالمطلب آپ کے لوٹ آنے کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے کعبۃ اللہ کے پاس کھڑے ہوئے۔ ان لوگوں کا خیال ہے کہ ورقہ بن نوفل بن اسد اور ایک دوسرے شخص کو آپ مل گئے۔ اور (وہ دونوں) آپ کو لے کر عبدالمطلب کے پاس آئے اور ان سے کہا یہ آپ کا بچہ مکہ کے بلند حصے میں ہمیں ملا۔ تو عبدالمطلب نے آپ کو لے کر اپنی گردن پر بٹھا لیا۔ آپ کو لئے کعبۃ اللہ کے گرد گھومتے جاتے اور آپ کے لئے دعا کرتے اور پناہ مانگتے جاتے تھے۔ پھر آپ کو آپ کی والدہ آمنہ کے پاس بھجوا دیا۔

ابن اسحٰق نے کہا بعض اہل علم نے مجھ سے بیان کیا کہ آپ کی والدہ سعدیہ کو آپ کی والدہ (آمنہ) کے پاس آپ کو واپس پہنچا دینے کے محرکات میں سے علاوہ ان کے جو انہوں (سعدیہ) نے آپ کی والدہ (آمنہ) سے بیان کیا جس کا ذکر میں نے آپ (رسول اللہ ﷺ) کے متعلق کر دیا ہے۔ یہ بھی ایک محرک تھا کہ حبشہ کے چند نصرانیوں نے آپ کو ان کے ساتھ اس وقت دیکھا جب آپ کی دودھ بڑھائی کے بعد آپ کو لے کر وہ لوٹیں' تو انہوں نے آپ کو غور سے دیکھا اور خوب جانچا اور آپ کے متعلق بی بی حلیمہ سے سوالات کئے پھر ان سے کہا کہ ہم اس لڑکے کو لے لیں گے اور اسے ہم اپنے ملک اور شہر کو لے جائیں گے۔ کیونکہ یہ ایسا لڑکا ہے جس کی بڑی شان ہوگی۔ ہم اس کے حالات خوب جانتے ہیں۔

جس نے یہ روایت مجھ سے بیان کی اس کا یہ دعویٰ تھا۔ کہ حلیمہ کا آپ کو لے کر ان سے الگ ہونا مشکل ہو گیا تھا۔

حضرت آمنہ کی وفات اور رسول اللہ کا اپنے دادا عبدالمطلب کے ساتھ رہنا

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ اپنی والدہ آمنہ بنت وہب اور اپنے دادا عبدالمطلب بن ہاشم

---

[1] (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی نگرانی اور حفاظت میں تھے۔ اللہ تعالیٰ جس عظمت و بزرگی تک آپ کو پہنچانا چاہتا تھا اس کے لئے آپ کی بہترین پرورش فرما رہا تھا۔ جب آپ کی عمر (شریف) چھے سال کو پہنچی تو آپ کی والدہ آمنہ بنت وہب انتقال فرما گئیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ چھے سال کے تھے کہ آپ کی والدہ آمنہ جب آپ کو لے کر بنی عدی بن النجار کے قبیلے میں آئیں کہ آپ کی ملاقات آپ کے ماموں سے کرائیں تو وہاں سے مکہ کی جانب واپسی میں مکہ اور مدینہ کے درمیان مقام ابواء میں انتقال فرما گئیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ عبدالمطلب بن ہاشم کی والدہ سلمٰی بنت عمرو نجاریہ تھیں۔

ابن اسحٰق نے بنی نجار کا رسول اللہ ﷺ کے ماموں ہونے کا جو رشتہ[1] بتایا ہے وہ یہی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے دادا عبدالمطلب بن ہاشم کے ساتھ رہا کرتے تھے۔ عبدالمطلب کے لئے کعبۃ اللہ کے زیر سایہ فرش بچھایا جاتا تھا۔ اور ان کے لڑکے ان کے اس فرش کے اطراف بیٹھے رہتے یہاں تک وہ خود اس کی طرف آتے ان کے لڑکوں میں سے کوئی بھی ان کی عظمت کے خیال سے اس پر نہ بیٹھتا تھا۔ (راوی نے) کہا کہ رسول اللہ ﷺ اس حالت میں کہ سن شعور کو پہنچ چکے تھے (آپ جب) تشریف لاتے اس فرش پر بیٹھ جاتے آپ کو وہاں سے ہٹا دینے کے لئے آپ کے چچا آپ کو پکڑ لیتے تو عبدالمطلب کہتے میرے بچے کو چھوڑ دو۔ خدا کی قسم اس کی تو بہت بڑی شان ہے اور آپ کو اپنے ساتھ اس فرش پر بٹھا لیتے اور آپ کی پشت مبارک پر ہاتھ پھیرتے تھے۔ اور آپ کو جو کام بھی کرتے دیکھتے انہیں خوشی ہوتی۔ جب رسول اللہ ﷺ نے آٹھویں سال میں قدم رکھا تو عبدالمطلب بن ہاشم رحلت کر گئے۔ اور یہ واقعہ واقعہ فیل کے آٹھ سال بعد ہوا۔

عبدالمطلب کی وفات اور آپ کے مرثیے کے اشعار

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عباس بن عبداللہ بن معبد بن عباس نے اپنے بعض گھر والوں سے روایت کی کہ جب عبدالمطلب کی وفات ہوئی تو رسول اللہ ﷺ آٹھ سال کے تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے محمد بن سعید بن المسیب نے بیان کیا کہ جب عبدالمطلب کی رحلت کا وقت آیا اور انہیں اپنی موت کا یقین ہو گیا تو انہوں نے اپنی لڑکیوں کو جو چھے تھیں جمع کیا جن کے نام صفیہ' برہ'

---

[1] یعنی بنی نجار میں رسول اللہ ﷺ کے دادا کا ننھیال تھا۔ (احمد محمودی)

عاتکہ ام الحکیم البیضاء امیمۃ اور اروی تھیں۔ اور ان سے کہا تم سب مجھ پر گریہ وزاری کرو تاکہ میں اپنے مرنے سے پہلے سن لوں کہ تم کیسے بین کرو گی اور) کیا کہو گی۔

ابن ہشام نے کہا کہ میں نے علماء شعر میں سے کسی کو ایسا نہیں دیکھا جو ان اشعار کو جانتا ہو لیکن ان کی روایت محمد بن سعید بن المسیب نے کی ہے جس طرح ہم نے لکھ دیا۔

صفیہ بنت عبدالمطلب نے اپنے باپ پر روتے ہوئے کہا۔

اَرِقْتُ لِصَوْتِ نَائِحَةٍ بِلَيْلٍ　　عَلٰى رَجُلٍ بِقَارِعَةِ الصَّعِيْدِ

رات میں ایک رونے والی کی آواز سے میری نیند اچٹ گئی جو ایک بالکل راستے پر کھڑے ہوئے شخص پر رو رہی تھی۔

فَفَاضَتْ عِنْدَ ذٰلِكُمْ دُمُوْعِيْ　　عَلٰى خَدِّيْ كَمُنْحَدِرِ الْفَرِيْدِ

اسی وقت میرے آنسو میرے رخسار پر ڈھلکنے والے موتیوں کی طرح بہنے لگے۔

عَلٰى رَجُلٍ كَرِيْمٍ غَيْرِ وَغْلٍ　　لَهُ الْفَضْلُ الْمُبِيْنُ عَلَى الْعَبِيْدِ

اس شریف شخص پر جو دوسروں کے نسب میں ملنے کا جھوٹا دعوے دار نہ تھا جس کو بندگان خدا پر نمایاں فضیلت حاصل تھی۔

عَلَى الْفَيَّاضِ شَيْبَةَ ذِي الْمَعَالِيْ　　اَبِيْكِ الْخَيْرِ وَارِثِ كُلِّ جُوْدِ

شیبۃ جو بڑا فیاض اور بلند مرتبے والا تھا۔ اپنے اچھے باپ پر جو ہر قسم کی سخاوت والا تھا۔

صَدُوْقٍ فِي الْمَوَاطِنِ غَيْرِ نِكْسٍ　　وَلَا شَخْتِ الْمَقَامِ وَلَا سَنِيْدِ

اس پر جو جنگ کے میدانوں میں خوب لڑنے والا' اپنے ہمسروں سے کسی بات میں پیچھے نہ رہنے والا نہ کم رتبہ اور نہ دوسروں کے نسب میں مل جانے والا تھا۔

طَوِيْلِ الْبَاعِ اَرْوَعَ شَيْظَمِيٍّ　　مُطَاعٍ فِيْ عَشِيْرَتِهٖ حَمِيْدِ

اس پر جو بہت ہی کشادہ دست عجیب حسن و شجاعت والا بھاری بھر کم گھرانے کا قابل تعریف سردار تھا۔

رَفِيْعِ الْبَيْتِ اَبْلَجَ ذِيْ فُضُوْلٍ　　وَغَيْثِ النَّاسِ فِي الزَّمَنِ الْحُرُوْدِ[1]

اس پر جو عالی خاندان روشن چہرہ اقسام کے فضائل والا اور قحط سالی میں لوگوں کا فریاد رس تھا۔

---

[1] (الف) الجرود یا لجیم معنی اسی کے قریب ہیں۔ (احمد محمودی)

كَرِيْمِ الْجَدِّ لَيْسَ بِذِیْ وَ صُوْمٍ　　يَرُوْقُ عَلَى الْمُسَوَّدِ وَالْمَسُوْدِ

اس پرُ جو اعلیٰ شان والا۔ ننگ و عار سے بری۔ سرداروں اور خادموں پر فضل و انعام کرنے والا تھا۔

عَظِيْمِ الْحِلْمِ مِنْ نَفَرٍ كِرَامٍ　　خَضَارِمَةٍ[1] مَلَاوِثَةِ الْأُسُوْدِ

اس پرُ جو بڑے حلم والا اعلیٰ شان والوں میں کا ایک فرد دوسروں کے بار اٹھانے والا سردار شیروں کے لئے پشت پناہ تھا۔

فَلَوْ خَلَّدَ امْرُؤٌ لِقَدِيْمِ مَجْدٍ　　وَلٰكِنْ لَا سَبِيْلَ اِلَى الْخُلُوْدِ

اگر کوئی شخص اپنی دیرینہ عزت و شان کے سبب ہمیشہ رہ سکتا۔

لَكَانَ مُخَلَّدًا اُخْرَى اللَّيَالِیْ　　لِفَضْلِ الْمَجْدِ وَالْحَسَبِ التَّلِيْدِ

تو ضرور وہ اپنی فضیلت و شان اور دیرینہ خاندانی وقار کے سبب زمانے کی انتہا تک رہتا۔ لیکن بقا کی طرف تو کوئی راستہ ہی نہیں۔ اور برہ بنت عبدالمطلب نے اپنے باپ پر روتے ہوئے کہا۔

اَعَيْنَىَّ جُوْدَا بِدَمْعٍ دُرَرْ　　عَلَى طَيِّبِ الْخِيْمِ وَالْمُعْتَصَرْ

اے میری آنکھو نیک سیرت اور سخی پر موتیوں کے سے آنسوؤں سے سخاوت کرو۔

عَلَى مَاجِدِ الْجَدِّ وَارِى الزِّنَادِ　　جَمِيْلِ الْمُحَيَّا عَظِيْمِ الْخَطَرْ

اعلیٰ شان والے پر لوگوں کی ضرورتیں پوری کرنے والے پر حسین چہرے اور بڑے رتبے والے پر۔

عَلَى شَيْبَةِ الْحَمْدِ ذِی الْمَكْرُمَاتِ　　وَذِی الْمَجْدِ وَالْعِزِّ وَالْمُفْتَخَرْ

بزرگیوں والے شیبۃ الحمد پر عزت و شان والے اور افتخار والے پر۔

وَذِی الْحِلْمِ وَالْفَضْلِ فِی النَّائِبَاتِ　　كَثِيْرِ الْمَكَارِمِ جَمِّ الْفَجَرْ

آفات میں فضل و عطا و حلم کرنے والے پر بہت خوبیوں والے بڑے سخی مالدار پر۔

لَهٗ فَضْلُ مَجْدٍ عَلَى قَوْمِهٖ　　مُنِيْرٌ يَلُوْحُ كَضَوْءِ الْقَمَرْ

اپنی قوم پر اسے بڑے فضیلت حاصل تھی وہ ایسا نور والا تھا کہ چاند کی روشنی کی طرح چمکتا رہتا تھا۔

اَتَتْهُ الْمَنَايَا فَلَمْ تُشْوِهٖ　　بِصَرْفِ اللَّيَالِیْ وَرَيْبِ الْقَدَرْ

زمانہ کی گردشوں اور مکروہات تقدیر کو لئے ہوئے موتیں اس کے پاس آئیں اور اس پر اچٹتی ہوئی ضرب نہیں (بلکہ) کاری وار کیا۔

اور عاتکہ بنت عبدالمطلب نے اپنے باپ پر روتے ہوئے کہا۔

---

[1] (الف) خضارمۃ بجاء جلی دونوں کے معنی ایک ہیں۔ (احمد محمودی)۔

اَعَيْنَيَّ جُوْدَا وَلَا تَبْخَلَا بِدَمْعِكُمَا بَعْدَ نَوْمِ النِّيَامْ

اے میری آنکھو سونے والوں کے سوجانے کے بعد اپنے آنسو کی سخاوت کرو اور بخل نہ کرو۔

اَعَيْنَيَّ وَاسْحَنْفِرَا وَاسْكُبَا وَشُوْبَا بُكَاءً كُمَا بِالثِّدَامْ[۱]

اے میری آنکھو خوب تیز جھڑی لگادو اور بہ پڑو اور اپنے رونے کے ساتھ رخساروں پر طمانچے بھی مارو۔

اَعَيْنَيَّ وَاسْتَخْرِطَا وَاسْجُمَا عَلٰى رَجُلٍ غَيْرِ نِكْسٍ كَهَامْ

اے میری آنکھو خوب جم کر رو لو اور ایسے شخص پر آنسو بہاؤ جو نہ پیچھے رہنے والا تھا اور نہ کمزور۔

عَلَى الْجَحْفَلِ الْغَمْرِ فِي النَّائِبَاتِ كَرِيْمِ الْمَسَاعِيْ وَفِيِّ الذِّمَامْ

بزرگ سردار پر آفات میں اپنے احسانات میں ڈبو لینے والے پر بزرگانہ کوششوں والے پر ذمہ داری کو پورا کرنے والے پر۔

عَلٰى[۲] شَيْبَةِ الْحَمْدِ وَارِي الزِّنَادِ وَذِي مَصْدَقٍ بَعْدَ ثَبْتِ الْمَقَامْ

مہمان نواز شیبۃ الحمد پر اور (اپنے) مقام پر جمے رہ کر صحت حملہ کرنے والے پر۔

وَسَيْفٍ لَدَى الْحَرْبِ صَمْصَامَةٍ وَمُرْدِي الْمُخَاصِمِ عِنْدَ الْخِصَامْ

اس پر جو جنگ کے وقت ختم نہ ہونے والی تلوار اور جھگڑے کے وقت دشمن کو ہلاک کرنے والا تھا۔

وَسَهْلِ الْخَلِيْقَةِ طَلْقِ الْيَدَيْنِ وَفِيٍّ عُدٍّ مُلِيٍّ صَمِيْمٍ لُهَامْ

نرم سیرت والے کشادہ ہاتھوں والے وفادار سخت پختہ ارادے والے کثیر الخیر شخص پر۔

تَبَنَّكَ فِيْ بَاذِخٍ بَيْتُهٗ رَفِيْعِ الذُّوَابَةِ[۳] صَعْبِ الْمَرَامْ

اس پر جس کے گھر کی اساس علوشان پر مستحکم تھی بلند طرے والے اعلیٰ مقاصد والے پر۔

اور ام حکیم البیضاء نے اپنے باپ پر روتے ہوئے کہا۔

اَلَا يَا عَيْنُ جُوْدِيْ وَاسْتَهِلِّيْ وَبَكِّيْ ذَا النَّدٰى وَالْمَكْرُمَاتِ

ہاں اے آنکھ سخاوت اور آہ و فغاں کر۔ اور بزرگیوں والے اور سخاوت والے پر رو۔

---

۱ (الف) الشدام ثاء مثلثہ سے یعنی ایک نقطہ زیادہ ہو گیا ہے جو غالباً کاتب کی غلطی ہے جس کے کوئی مناسب معنی اس مقام پر نہیں سمجھ میں آتے۔

۲ یہ شعر (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)۔

۳ (الف) میں ''الدوابة'' دال مہملہ سے لکھا ہے جس کے کوئی مناسب معنی نہیں۔ (احمد محمودی)

اَلَا يَا عَيْنُ وَيْحَكِ اَسْعِفِيْنِی[1] بِدَمْعٍ مِنْ دُمُوْعٍ هَاطِلَاتِ

ہاں اے کمبخت آنکھ لگاتار برسنے والے آنسوؤں سے میری امداد کر۔

وَبَكِّیْ خَيْرَ مَنْ رَكِبَ الْمَطَايَا اَبَاكِ الْخَيْرَ تَيَّارَ الْفُرَاتِ

سواریوں پر سوار ہونے والوں میں جو سب سے اچھا تھا اس پر آہ و فغاں کر۔ اپنے اچھے باپ پر جو میٹھے پانی کا موج زن دریا تھا۔

طَوِيْلَ الْبَاعِ شَيْبَةَ ذَا الْمَعَالِیْ كَرِيْمِ الْخِيْمِ مَحْمُوْدَ الْهِبَاتِ

شیبہ پر جو بڑائی اور بلند رتبوں والا نیک سیرت سخاوت میں قابل مدح و ستائش تھا۔

وَصُوْلًا لِلْقَرَابَةِ هِبْرِزِيًّا وَغَيْثًا فِی السِّنِيْنَ الْمُمْحِلَاتِ

صلہ رحمی کرنے والے پر اس پر جس کے چہرے سے شرافت و جمال ظاہر ہوتا تھا۔ جو قحط سالیوں میں برستا ہوا بادل تھا۔

وَلَيْثًا حِيْنَ تَشْتَجِرُ الْعَوَالِیْ تَرُوْقُ لَهٗ عُيُوْنُ النَّاظِرَاتِ

جو نیزوں کے ایک دوسرے سے مل کر جھاڑی کی طرح بن جانے کے وقت کا شیر تھا۔ جس کے لئے دیکھنے والوں کی آنکھیں بہہ پڑتی ہیں۔

عَقِيْلُ بَنِیْ كِنَانَةَ وَالْمُرَجّٰی اِذَا مَا الدَّهْرُ اَقْبَلَ بِالْهَنَاتِ

جو بنی کنانہ کا سردار تھا اور زمانے کے اقسام کی آفتیں سر پر پڑنے کے وقت امیدوں کا آسرا تھا۔

وَ مَفْزَعُهَا اِذَا مَا هَاجَ هَيْجٌ بِدَاهِيَةٍ وَخَصْمُ الْمُعْضِلَاتِ

جب کوئی سخت آفت آتی تو اس کے خوف کو وہ دور کر دینے والا اور مشکلات کا مقابلہ کرنے والا تھا۔

فَبَكِّيْهِ وَلَا تَسَمِی بِحُزْنٍ وَبَكِّی[2] مَا بَقِيْتِ الْبَاكِيَاتِ

پس ایسے شخص پر آہ و فغاں کر اور غم کرنے میں سستی نہ کر اور دوسری رونے والیوں کو اس وقت تک رلاتی رہ جب تک تو باقی رہے۔ اور امیمہ بنت عبدالمطلب نے اپنے باپ پر روتے ہوئے کہا۔

اَلَا هَلَكَ الرَّاعِی الْعَشِيْرَةِ ذُوالْفَقْدِ وَسَاقِی الْحَجِيْجِ وَالْمُحَامِیْ عَنِ[3] الْمَجْدِ

---

[1] (الف) میں اسعدینی ہے معنی دونوں کے ایک ہیں۔ (احمد محمودی)

[2] (الف) ابکی معنی دونوں کے ایک ہیں۔ (احمد محمودی)۔

[3] (الف) میں عن کے بجائے من ہے حالانکہ حمی کا صلہ عن سے آتا ہے تو اس کے معنی مدافعت کرنے اور حفاظت کرنے کے ہوتے ہیں اور من سے آتا ہے تو اس کے معنی نفرت کرنے کے ہوتے ہیں اس لئے محمی من المجد کے معنی عزت سے نفرت کرنے کے ہوتے ہیں۔ (الف) کا نسخہ غلط معلوم ہوتا ہے۔ (احمد محمودی)۔

سن لو کہ خاندان کا محافظ خاندان والوں کو ڈھونڈ نکالنے والا حاجیوں کا ساقی عزت وشان کی حمایت کرنے والا چل بسا۔

وَمَنْ يُؤْلِفُ الضَّيْفَ الْغَرِيْبَ بُيُوْتَهٗ ... اِذَا مَا سَمَاءُ النَّاسِ تَبْخَل بِالرَّعْدِ

جس کا گھر مسافر مہمانوں کو اس وقت جمع کر لیتا تھا جب لوگوں کا آسمان گرج کے باوجود بخل بھی کرتا تھا۔

كَسَبْتَ وَلِيْدًا خَيْرَ مَا يَكْسِبُ الْفَتٰى ... فَلَمْ تَنْفَكِكْ تَزْدَادُ يَا شَيْبَةَ الْحَمْدِ

جو خوبیاں ایک جواں مرد حاصل کیا کرتا ہے اے شیبۃ الحمد تو نے ان خوبیوں میں کی بہترین صفتیں اپنی کم سنی ہی میں حاصل کر لیں اور پھر ان میں تو ہمیشہ ترقی ہی کرتا رہا۔

اَبُو الْحَارِثِ الْفَيَّاضُ خَلّٰى مَكَانَهٗ ... فَلَا تَبْعَدَنْ[1] فَكُلُّ حَيٍّ اِلَى بُعْدِ

ایک فیاض شیر نے اپنی جگہ خالی کر دی پس تو (اسے اپنے دل سے) دور نہ کر کہ ہر زندہ (کسی نہ کسی روز) دور ہونے والا ہے۔

فَاِنِّيْ لَبَاكٍ[2] مَا بَقِيْتُ وَمُوْجَعٌ ... وَكَانَ لَهٗ اَهْلًا لِمَا كَانَ مِنْ وَجْدِيْ

میں تو جب تک رہوں گا آبدیدہ اور غمگین ہی رہوں گا۔ اور میری محبت کے لحاظ سے وہ اسی کا سزاوار تھا۔

سَقَاكَ وَلِيُّ النَّاسِ فِي الْقَبْرِ مُمْطِرًا ... فَسَوْفَ اُبَكِّيْهِ وَاِنْ كَانَ فِي اللَّحْدِ

قبر میں بھی تمام لوگوں کی سرپرستی کرنے والا (خدا) تجھ کو (اپنی رحمت کی) بارش سے سیراب رکھے۔ میں تو اس پر روتا ہی رہوں گا۔ اگرچہ وہ قبر ہی میں رہے۔

فَقَدْ كَانَ زَيْنًا لِلْعَشِيْرَةِ كُلِّهَا ... وَكَانَ حَمِيْدًا حَيْثُمَا كَانَ مِنْ حَمْدِ

وہ اپنے پورے گھرانے کی زینت تھا۔ اور جہاں کہیں جو تعریف بھی ہو وہ اس تعریف کا سزاوار تھا۔

اور اروی بنت عبدالمطلب نے اپنے باپ پر روتے ہوئے کہا۔

بَكَتْ عَيْنِيْ وَحُقَّ لَهَا الْبُكَاءُ ... عَلٰى سَمْحٍ سَجِيَّتُهُ الْحَيَاءُ

میری آنکھ ایک سرتاپا سخاوت اور حیاشعار پر روتی ہے اور اس آنکھ کے لئے رونا ہی سزاوار ہے۔

---

[1] (الف) میں یبعدن یائے تحتانیہ سے ہے معنی "وہ دور نہ ہو جائے" ہوں گے۔ (احمد محمودی)

[2] اگرچہ کہ بیان تو یہ کیا گیا ہے کہ یہ اشعار عبدالمطلب کی بیٹی کے ہیں لیکن باک اور موجع مذکر کے صیغے ہیں اس لئے ہم نے بھی مذکر ہی کے صیغوں سے ترجمہ کیا ہے فلیتدبر۔ (احمد محمودی)

عَلٰى سَهْلِ الْخَلِيْقَةِ اَبْطَحِيِّ كَرِيْمِ الْخِيْمِ نِيَّتُهُ الْعَلَاءُ

نرم خو بطاح کے رہنے والے بزرگانہ سیرت والے پر جس کی نیت عروج حاصل کرنے کی تھی۔

عَلَى الْفَيَّاضِ شَيْبَةَ ذِى الْمَعَالِىْ اَبِيْكِ الْخَيْرِ لَيْسَ لَهُ كِفَاءُ

بلند رتبوں والے فیاض شیبہ پر جو تیرا بہترین باپ تھا جس کا کوئی ہمسر نہیں۔

طَوِيْلِ الْبَاعِ اَمْلَسَ شَيْظَمِيِّ اَغَرَّ كَاَنَّ غُرَّتَهُ ضِيَاءُ

کشادہ اور نرم ہاتھ والے بھاری بھرکم سفید پیشانی والے پر جس کی سفیدی ایسی تھی گویا ایک روشنی ہے۔

اَقَبِّ الْكَشْحِ اَرْوَعَ ذِىْ فُضُوْلٍ لَهُ الْمَجْدُ الْمُقَدَّمُ وَالثَّنَاءُ

پتلی کمر والے عجیب حسن و شجاعت والے بہت سی فضیلتوں والے پر جو قدیم سے عزت و بزرگی اور مدح و ثنا کا مالک ہے۔

اَبِى الضَّيْمِ اَبْلَجَ هِبْرِزِيِّ قَدِيْمِ الْمَجْدِ لَيْسَ بِهٖ خِفَاءُ

ظلم کی برداشت نہ کرنے والے روشن چہرے والے پر جس کے چہرے سے شرافت اور جمال ظاہر ہوتا تھا۔ جس کی بزرگی اور شرف قدیم ہے جس میں کسی قسم کی پوشیدگی نہیں۔

وَمَعْقِلِ مَالِكٍ وَرَبِيْعِ فِهْرٍ وَ فَاصِلُهَا اِذَا الْتُمِسَ الْقَضَاءَ

جو بنی مالک کے لئے پناہ کی جگہ اور بنی فہر کے لئے بہار کی بارش اور جب جھگڑوں کے فیصلے کے لئے تلاش ہوتی تو وہی ان میں فیصلہ کرنے والا ہوتا تھا۔

وَكَانَ هُوَ الْفَتٰى كَرَمًا وَجُوْدًا وَبَاْسًا حِيْنَ تَنْسَكِبُ الدِّمَاءُ

جود و سخا میں وہ ایک جواں مرد تھا اور دبدبے میں بھی وہی یکتا تھا جبکہ خون بہتے تھے۔

اِذَا هَابَ الْكُمَاةُ الْمَوْتَ حَتّٰى كَاَنَّ قُلُوْبَ اَكْثَرِهِمْ هَوَاءُ

اور جب کہ زرہ پوش بہادر موت سے یہاں تک ڈرتے کہ ان میں کے اکثروں کے دلوں کا یہ حال ہوتا کہ گویا وہ ہوا ہیں۔

مَضٰى قُدُمًا بِذِىْ رُبَدٍ خَشِيْبٍ عَلَيْهِ حِيْنَ تُبْصِرُهُ الْبَهَاءُ

قدیم سے اس کا یہ حال رہا ہے کہ جب تو اسے جوہر والی صیقل کی ہوئی (تلوار) کے ساتھ دیکھتا تو اس پر رونق نظر آتی تھی۔

ابن[1] اسحٰق نے کہا کہ محمد بن سعید بن میتب نے دعویٰ سے بیان کیا ہے کہ جب زبان بند ہو گئی تو عبدالمطلب نے اپنے سر سے اشارہ کر کے کہا کہ ہاں مجھ پر ایسے ہی بین کرو۔

ابن ہشام نے کہا کہ میتب' حزن بن ابی وہب بن عمرو بن عائذ بن عمران بن مخزوم کا بیٹا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ حذیفہ بن غانم بنی عدی بن کعب بن لوئی والا عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف پر روتا اور اس کی فضیلت اور قریش پر قصی کی۔ اور پھر اس کے لڑکوں کی فضیلت بیان کرتے ہوئے کہتا ہے۔

اور یہ مدح و ستائش اس نے اس لئے کی کہ وہ چار ہزار درہم کے بدلے پکڑ لیا گیا اور مکہ میں روک لیا گیا تھا تو اس کے پاس سے ابولہب عبدالعزیٰ بن عبدالمطلب گزرا اور اس نے اس کی ادائی کی۔ وہ شعر یہ ہے۔

اَعَيْنَيَّ جُوْدَا بِالدُّمُوْعِ عَلَى الصَّدْرِ ۔۔۔ وَلَا تَسْاَمَا اسْقِيْتُمَا سَبَلَ الْقَطْرِ

اے میری آنکھو آنسوؤں سے میرے سینے پر سخاوت کرو اور سستی نہ کرو خدا تمہیں بارش کے ان قطروں سے سیراب کرے جو زمین پر نہ گرے ہوں۔

وَجُوْدَا بِدَمْعٍ وَاسْفَحَا كُلَّ شَارِقٍ ۔۔۔ بُكَاءَ امْرِئٍ لَمْ يُشْوِهٖ نَائِبُ الدَّهْرِ

آنسوؤں سے سخاوت کرو اور ہر صبح ایسے شخص کی سی فریاد کرو جس کو زمانے نے کاری ضرب لگا کر ختم نہ کیا ہو۔

وَسُحَّا[2] وَجُمَّا وَاسْجُمَا مَا بَقِيْتُمَا ۔۔۔ عَلٰى ذِىْ حَيَاءٍ مِنْ قُرَيْشٍ وَذِىْ سِتْرِ

اے آنکھو قریش میں کے شرم و حجاب والے پر آنسو بہاؤ اور جب تک تم رہو اپنے پیمانے بھر بھر کر انڈیلتے رہو۔

عَلٰى رَجُلٍ جِلْدِ الْقُوٰى ذِىْ حَفِيْظَةٍ ۔۔۔ جَمِيْلِ الْمُحَيَّا غَيْرِ نِكْسٍ وَلَا هَذْرِ

ایسے شخص پر جو مضبوط قویٰ والا اور لوگوں کا ہر قسم کا حساب رکھنے والا خوب صورت ہے۔ ناقص و ناکارہ نہیں ہے۔

عَلَى الْمَاجِدِ الْبُهْلُوْلِ ذِى الْبَاعِ[3] وَاللُّهَا ۔۔۔ رَبِيْعِ لُؤَىٍّ فِى الْقُحُوْطِ وَفِى الْعُسْرِ

---

[1] (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)۔

[2] یہ شعر (الف) میں ہے اور (ب) کے حاشیہ پر بھی ہے (ج د) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

[3] (الف) میں الندی ہے معنی دونوں کے قریب قریب ہیں۔ (احمد محمودی)

ایسے شخص پر جو عظمت اور شان والا ہے ہر قسم کی بھلائیوں کا جامع ہے۔ کشادہ دست اور انعام و اکرام والا ہے۔ تنگدستی اور قحط کے زمانوں میں بنی لوئی کے لئے ابر بہار ہے۔

عَلٰی خَیْرِ حَافٍ مِنْ مَعَدٍّ وَفَاعِلٍ کَرِیْمِ الْمَسَاعِیْ طَیِّبِ الْخِیْمِ وَالنَّجْرِ

ایسے شخص پر جو بنی معد کے ننگے پاؤں چلنے والے اور جوتا پہن کر چلنے والے دونوں میں کا بہترین ہے شریفانہ کوششوں والا نیک سیرت نیک فطرت ہے۔

وَخَیْرِهِمْ اَصْلًا وَفَرْعًا وَمَعْدِنًا وَاُحْظَاهُمْ بِالْمَکْرُمَاتِ وَبِالذِّکْرِ

اصل وفرع اور معدن کے لحاظ سے ان میں سب سے بہتر ہے بزرگیوں اور شہرت کے لحاظ سے بھی ان سب میں اسی کا بڑا حصہ ہے۔

وَاَوْلَا هُمْ بِالْمَجْدِ وَالْحِلْمِ وَالنُّهٰی وَبِالْفَضْلِ عِنْدَ الْمُحْجِفَاتِ مِنَ الْغُبْرِ

عظمت وشان اور حلم وعقل کے لحاظ سے بھی ان سب سے بڑھ کر ہے۔ اور کینہ جو مصیبتوں میں فضل وکرم کے لحاظ سے بھی وہی سب میں بلند ہے۔

عَلٰی شَیْبَةِ الْحَمْدِ الَّذِیْ کَانَ وَجْهُهٗ یُضِیْءُ سَوَادَ اللَّیْلِ کَالْقَمَرِ الْبَدْرِ

شیبۃ الحمد پر جس کا چہرہ رات کی تاریکی کو چودھویں رات کے چاند کی طرح جگمگا دیتا ہے۔

وَسَاقِی الْحَجِیْجِ ثُمَّ لِلْخُبْزِ[1] هَاشِمْ وَعَبْدِ مَنَافٍ ذٰلِكَ السَّیِّدُ الْفِهْرِیْ

عبد مناف بنی فہر کا سردار حجاج کو (زمزم پلانے والا اور روٹی کو چور کر (ثرید بنا کر کھلانے) والا ہے۔

طَوٰی زَمْزَمًا عِنْدَ الْمَقَامِ فَاَصْبَحَتْ سِقَایَتُهٗ فَخْرًا عَلٰی کُلِّ ذِیْ فَخْرِ

اس نے زمزم کو مقام ابراہیم کے پاس پتھروں سے بنایا تو اس کا یہ کنواں ہر فخر کے قابل شخص پر فخر کرنے کے قابل ہو گیا۔

لِّیَبْكِ عَلَیْهِ کُلُّ عَانٍ بِکُرْبَةٍ وَآلُ قُصَیٍّ مِنْ مُقِلٍّ وَذِیْ وَفْرِ

ہر ایک آفت میں پھنسے ہوئے کو چاہئے کہ اس پر روئے اور بنی قصی کے تو محتاجوں اور مالداروں سب کو اس پر رونا چاہئے۔

بَنُوْهُ سَرَاةٌ کَهْلُهُمْ وَشَبَابُهُمْ تَفَلَّقَ عَنْهُمْ بَیْضَةُ الطَّایِرِ الصَّقْرِ

---

[1] (الف ب) للخبز یعنی نیکی کی عظمت کرنے والا۔ (احمد محمودی)

اس کے لڑکے خواہ وہ نوعمر ہوں یا عمر رسیدہ سب کے سب جواں مرد ہیں گویا شہباز کا انڈا پھٹ کر وہ سب کے سب نکل آئے ہیں۔

قُصَیٌّ الَّذِیْ عَادَی کِنَانَةَ کُلَّهَا وَرَابَطَ بَیْتَ اللّٰهِ فِی الْعُسْرِ وَالْیُسْرِ

قصی وہ شخص ہے جس نے تمام بنی کنانہ سے دشمنی کر لی اور تنگدستی اور خوشحالی میں بیت اللہ سے دائمی تعلق رکھا۔

فَاِنْ تَكُ غَالَتْهُ الْمَنَایَا یَا وَصَرْفُهَا فَقَدْ عَاشَ مَیْمُوْنَ النَّقِیْبَةِ وَالْاَمْرِ

اگر موتوں کی گردش نے اس کو مار ڈالا (تو کوئی حرج نہیں) کیونکہ اس نے اطمینان نفس کے ساتھ کامیاب زندگی گزاری ہے۔

وَاَبْقَی رِجَالًا سَادَةً غَیْرَ عُزَّلٍ[1] مَصَالِیْتَ اَمْثَالَ الرُّدَیْنِیَّةِ[2] السُّمْرِ

اور ایسے جوانمردوں سرداروں کو باقی چھوڑ گیا ہے جو کمزور یا نہتے نہیں (بلکہ ہر معاملے میں) گندمی رنگ کے ردینی نیزوں کی طرح گھس پڑنے والے ہیں۔

اَبُوْعُتْبَةَ الْمُلْقِی اِلَیَّ حِبَاءَهُ اَغَرُّ حِجَانُ اللَّوْنِ مِنْ نَفَرٍغُرٍّ

ابو عتبہ جس سے مجھے فیض پہنچا ہے نورانی پیشانی والا سرخ وسفید رنگ والا نیک لوگوں میں سے ہے۔

وَحَمْزَةُ مِثْلُ الْبَدْرِ یَهْتَزُّ لِلنَّدٰی نَقِیُّ الثِّیَابِ وَالذِّمَامِ مِنَ الْغَدْرِ

اور حمزہ بدر کی طرح روشن جبیں ہے اور سخاوت کر کے سرور میں جھومنے لگتا ہے اور اس کا لباس اور اس کی ذمہ داریاں بے وفائی کے دھبوں سے پاک وصاف ہیں۔

وَعَبْدُ مَنَافٍ مَاجِدٌ ذُوْحَفِیْظَةٍ وَصُوْلٌ لِذِی الْقُرْبٰی رَحِیْمٌ بِذِی الصِّهْرِ

اور عبد مناف بزرگیوں والا اور لوگوں کے اعمال کا نگران ہے۔ نسبی رشتے کو مضبوط کرنے والا اور سمدھیانے کے تعلقات میں مہربانی سے پیش آنے والا ہے۔

کُهُوْلُهُمْ خَیْرُ الْکُهُوْلِ وَنَسْلُهُمْ کَنَسْلِ الْمُلُوْكِ لَا تَبُوْرُوَلَا تَحْرِیْ

ان کے بڑے بوڑھے تمام بڑے بوڑھوں میں بہترین اور ان کی اولاد بادشاہوں کی اولاد کی طرح نہ ہلاک ہوتی ہے نہ گھٹتی ہے۔

---

[1] (الف) عزل بالغین معجمہ ہے جس کے کوئی مناسب معنی سمجھ میں نہیں آتے۔ (احمد محمودی)

[2] ردینہ ایک عورت کا نام تھا' جو خطۂ ہجر (واقع البحرین) میں رہتی تھی۔ اور وہ خود اور اس کا شوہر نیزوں کی اصلاح کیا کرتے تھے۔ اس لئے نیزے اس کی جانب منسوب ہوا کرتے ہیں۔ (احمد محمودی)

مَتٰی مَاتُلَاقِیْ مِنْھُمُ الدَّھْرَنَاشِئًا ۔۔۔ تَجِدْہُ بِاِجْرِیَّا اَوَائِلِهٖ یَجْرِیْ

زمانہ بھر میں جب کبھی ان میں کے کسی نوعمر جوان سے تو ملے گا تو اس کو اس کے اسلاف ہی کی عادتوں پر پائے گا۔

ھُمْ مَلَاؤُا الْبُطْحَا مَجْدًا وَعِزَّةً ۔۔۔ اِذَا سُبِقَ الْخَیْرَاتُ فِیْ سَالِفِ الْعَصْرِ

اگلے زمانے میں جب لوگوں نے نیکیوں میں ایک دوسرے سے سبقت کی تو یہی نکلے جنہوں نے بطحا کو عزت وشان سے بھر دیا۔

وَفِیْھِمْ بُنَاةٌ [1] لِلْعُلَا وَ عِمَارَة ۔۔۔ وَعَبْدُمَنَافٍ جَدُّھُمْ جَابِرُ الْكَسْرِ

اوران ہی میں عروشرف کے بانی بھی ہیں اور بستیوں کے بانی بھی اور عبد مناف جوان کا دادا تھا'

بِاِنْكَاحِ عَوْفٍ بِنْتَهٗ لِیُجِیْرَنَا ۔۔۔ مِنْ اَعْدَائِنَا اِذْ اَسْلَمَتْنَا بَنُوْ فِھْرٍ

اپنی بیٹی کو عوف کے نکاح میں دے کر ٹوٹے ہوؤں کو جوڑ دینے والا تھا تا کہ وہ ہمارے دشمنوں کے مقابل میں ہمیں پناہ دے جب بنو فہر نے ہماری امداد چھوڑ دی۔

فَسِرْنَا تِھَامِیَّ الْبِلَادِ وَ نَجْدَھَا ۔۔۔ بِاَمْنِهٖ حَتّٰی خَاضَتِ الْعِیْرُ فِی الْبَحْرِ

تو ہم تہامہ اور نجد کے شہروں میں اس کے امن و امان میں سفر کرنے لگے یہاں تک کہ قافلے سمندر میں رواں ہو گئے۔

وَھُمْ حَضَرُوا والنَّاسُ بَادٍ فَرِیْقُھُمْ ۔۔۔ وَلَیْسَ بِھَا اِلَّا شُیُوْخُ بَنِیْ عَمْرٍو

ان ہی لوگوں نے تمدن اختیار کیا جب لوگوں کا ایک گروہ دیہاتی زندگی ہی میں تھا۔ اور وہاں بنی عمرو کے چند شیوخ کے سوا کوئی نہ تھا۔

بَنَوْھَا دِیَارًا جَمَّةً وَطَوَوْابِھَا ۔۔۔ بِئَارًا تَسِحُّ الْمَاءَ مِنْ ثَبَجِ الْبَحْرِ [2]

اور ان شہروں کو بڑی آبادی والے شہر بنا دیئے ان میں ایسی پختہ باولیاں بنائیں کہ ان میں سمندر کے بیچ سے پانی رس رس کر آتا تھا۔

لِكَیْ یَشْرَبَ الْحَجَّاجُ مِنْھَا وَغَیْرُھُمْ ۔۔۔ اِذَا ابْتَدَرُوْھَا صُبْحَ تَابِعَةِ النَّحْرِ

تا کہ حجاج اور ان کے علاوہ دوسرے لوگ سیراب ہوں جب وہ قربانی کے دوسرے روز صبح سویرے وہاں آئیں۔

---

[1] (الف) میں بناہ ہے جس کے معنی۔ اوران ہی میں ایسے بھی ہیں جو عالی مرتبہ کے لئے شرف وتاج ہیں۔ (احمد محمودی)

[2] (الف) بحر پر ال‌ف لام تعریف نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ تَظَلُّ رِكَابُهُمْ مُحَبَّسَةً بَيْنَ الْاَخَاشِبِ وَالْحِجْرِ

تا کہ ان کے سدھے ہوئے اونٹ تین روز تک پہاڑوں اور باولیوں کے درمیان گزاریں۔

وَقِدْمًا غَنِيْنَا قَبْلَ ذٰلِكَ حِقْبَةً وَلَا نَسْتَقِي اِلَّا خُمَّ اَوِ الْحَفْرِ

ہم یا تو خم نامی باولی سے پانی پیتے ہیں یا حفر نامی باولی سے آج سے سینکڑوں برس پہلے سے ہمیں دوسری باولیوں کی کچھ پروانہیں رہی ہے۔

وَهُمْ يَغْفِرُوْنَ الذَّنْبَ يُنْقَمُ دُوْنَهٗ وَيَعْفُوْنَ عَنْ قَوْلِ السَّفَاهَةِ وَالْهُجْرِ

اور یہ لوگ ایسے ایسے گناہ معاف کر دیتے ہیں جن سے کمتر گناہوں کا دوسرے لوگ انتقام لیا کرتے ہیں اور بیہودگی اور بے وقوفی کی باتوں کو معاف کر دیتے ہیں۔

وَهُمْ جَمَعُوْا حِلْفَ الْاَحَابِيْشِ كُلِّهَا وَهُمْ نَكَّلُوْا عَنَّا غُوَاةَ بَنِيْ بَكْرِ

ان ہی لوگوں نے تمام حبش والوں کو معاہدہ کے لئے جمع کیا اور ان ہی لوگوں نے بنی بکر کے گمراہوں کو ہم سے دفع کیا۔

فَخَارِجَ اِمَّا اَهْلِكَنَّ فَلَا تَزَلْ لَهُمْ شَاكِرًا حَتّٰى تُغَيَّبَ فِي الْقَبْرِ

پس اے خارجہ اگر میں مر بھی جاؤں تو تو ان لوگوں کا ہمیشہ شکر گزار رہ یہاں تک کہ تو قبر میں غائب ہو جائے۔

وَلَا تَنْسَ مَا اَسْدٰى ابْنُ لُبْنٰى فَاِنَّهٗ قَدْ اَسْدٰى يَدًا مَحْقُوْقَةً مِنْكَ بِالشُّكْرِ

ابن لبنیٰ نے جو احسان کیا ہے اس کو بھول نہ جا کیونکہ اس نے ایسا احسان کیا ہے جو تیری شکر گزاری کا طالب ہے یعنی تجھ پر اس کی شکر گزاری لازم ہے۔

وَاَنْتَ ابْنَ لُبْنٰى مِنْ قُصَيٍّ اِذَا انْتَمَوْا بِحَيْثُ انْتَهٰى قَصْدُ الْفُؤَادِ مِنَ الصَّدْرِ

اے ابن لبنیٰ جب لوگ بزرگوں کی جانب منسوب ہوں تو تو بنی قصی میں شمار ہو گا۔ جہاں سینوں میں رہنے والے دلوں کے مقاصد منتہی ہوتے ہیں۔

وَاَنْتَ تَنَاوَلْتَ الْعُلَا فَجَمَعْتَهَا اِلٰى مَحْتِدٍ لِلْمَجْدِ ذِيْ ثَبَجٍ جَسْرِ

تو نے برتری حاصل کر لی اور اس برتری کو ایک ایسی اصل خالص تک ملا دیا ہے جو بزرگی کے لئے عظمت و جرأت والی ہے۔

سَبَقْتَ وَفُتَّ الْقَوْمَ بَذْلًا وَنَائِلًا وَسُدْتَ وَلِيْدًا كُلَّ ذِيْ سُوْدَدٍ غَمْرِ

تو جود و سخا میں تمام لوگوں سے اتنا آگے بڑھ گیا کہ سب کی نظروں سے غائب ہو گیا۔ اور تو کم سنی

ہی میں سیادت میں ڈوبے ہوئے بڑے بڑے سرداروں کا سردار بن گیا۔

وَاُمُّكَ سِرٌّ مِنْ خُزَاعَةَ جَوْهَرٌ ۔۔۔ اِذَاحَصَّلَ الْاَنْسَابَ يَوْمًا ذُوْ والْخَبَرِ

علم انساب کے ماہروں نے جب نسب دیکھے تو معلوم ہوا کہ تیری ماں خزاعة میں کا ایک بہترین جوہر ہے۔

اِلَى سَبَا الْاِبْطَالِ تُنْمٰى وَتَنْتَمِىْ ۔۔۔ فَاَكْرِمْ بِهَا مَنْسُوْبَةً فِىْ ذُرَا الزُّهْرِ

اس کو سبا کے مشاہیر کی جانب منسوب کیا جاتا ہے اور وہ حقیقۃً یہ نسبت رکھتی بھی ہے۔ تو وہ کیسی کچھ عظمت والی ہوئی جو رونق (یا پھول) کی انتہائی چوٹی سے نسبت رکھنے والی ہے۔

اَبُوْشَمِرٍ مِنْهُمْ وَعَمْرُو بْنُ مَالِكٍ ۔۔۔ وَذُوْجَدَنٍ مِنْ قَوْمِهَا وَاَبُوالْجَبْرِ

ابوشمراء عمرو بن مالک بھی انہیں میں کے ہیں اور ذوجدن اور ابوالجبر بھی اسی کی قوم کے افراد ہیں۔

وَ اَسْعَدُ قَادَ النَّاسَ عِشْرِيْنَ حِجَّةً ۔۔۔ يُؤَيَّدُ فِىْ تِلْكَ الْمَوَاطِنِ بِالنَّصْرِ

اور اسعد جس نے جس حجوں میں تمام لوگوں کی قیادت کی ان مقامات میں اس کی امداد اور حمایت کی جاتی رہی ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ "امك سر من خزاعة" سے شاعر کی مراد ابولہب ہے اس کی ماں لبنیٰ ہاجر خزاعی کی بیٹی تھی۔ اور بماجریا اوائله[1] کی روایت ابن اسحٰق کے سوا دوسروں سے ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مطرود بن کعب الخزاعی نے عبدالمطلب اور بنی عبد مناف کا مرثیہ لکھا ہے۔

يَا اَيُّهَا الرَّجُلُ رَحْلَهُ ۔۔۔ هَلاَّ سَاَلْتَ عَنْ آلِ عَبْدِ مَنَافِ

اے سفر کرنے والے شخص تو نے عبد مناف کے خاندان والوں کا پتا کیوں نہ پوچھ لیا۔

هَبَلَتْكَ اُمُّكَ لَوْحَلَلْتَ بِدَارِهِمْ ۔۔۔ ضَمِنُوْكَ مِنْ جُرْمٍ وَمِنْ اِقْرَافِ

تیری ماں تجھ پر آہ وزاری کرے۔ اگر تو ان کے محلہ میں اتر تا تو تیرے جرموں کی وہ ضمانت کرتے اور دوغلے پن سے وہ تجھ کو بچاتے۔ (یعنی تیری بیٹیوں کو ذلیل خاندانوں میں بیاہے جانے سے جس کی وجہ سے تیری نسل دوغلی ہو جائے وہ بچالیتے)۔

اَلْمُنْعِمِيْنَ اِذَا النُّجُوْمُ تَغَيَّرَتْ ۔۔۔ وَالظَّاعِنِيْنَ لِرِحْلَةِ الْاِيْلَافِ

وہ ناز و نعم میں بسر کرنے والے جو ستاروں کے متغیر ہونے تک خواب راحت میں رہتے ہیں اور وہ سفر کرنے والے جو (صرف) شوقیہ سفر کیا کرتے ہیں۔

---

[1] یعنی بیسواں شعر جس کے دوسرے مصرع میں "تجعده یا جوبا اوائله تجری" ہے اس کی روایت ابن اسحٰق کے سوا دوسروں نے کی ہے۔ ابن اسحٰق نے نہیں کی۔ (احمد محمودی)

وَالْمُطْعِمِينَ إِذَا الرِّيَاحُ تَنَاوَحَتْ حَتّٰى تَغِيبَ الشَّمْسُ فِي الرَّجَّافِ

جب مختلف ہوائیں چل رہی ہوں یہاں تک کہ آفتاب بھی بحر طوفان تیز میں غائب ہو جائے وہ کھانا کھلانے والے ہیں۔ یعنی یہ لوگ سخت قحط کے اندھیری راتوں میں بھی مسافروں کی مہمان نوازی کرنے والے ہیں۔

اَلْخَالِطِينَ غَنِيَّهُمْ بِفَقِيرِهِمْ[1] حَتّٰى يَعُودَ فَقِيرُهُمْ كَالْكَافِي

اور ان میں کے مالداروں کو ان میں کے تنگ دستوں کے ساتھ میل جول کرانے والے ہیں تا کہ ان میں کا تنگدست بھی دولتمندوں کی طرح ہو جائے۔

إِمَّا هَلَكْتَ أَبَا الْفِعَالِ فَمَا جَرَى مِنْ فَوْقِ مِثْلِكَ عَقْدُ ذَاتِ نِطَافِ

اے نیک کردار شخص خدا کرے تجھ کو موت نہ آئے کیونکہ کسی نطفے والی کے عقد نے تیرے جیسے افراد سے برتر افراد کو پیدا نہیں کیا۔

إِلَّا أَبِيكَ أَخِي الْمَكَارِمِ وَحْدَهُ وَالْفَيْضِ مُطَّلِبِ أَبِي الْأَضْيَافِ

بجز تیرے باپ مطلب کے جو کریمانہ صفات میں یکتا اور سر تا پا سخاوت اور ایسا مہمان نواز (تھا) کہ گویا مہمانوں کا باپ ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ پھر جب عبدالمطلب بن ہاشم کا انتقال ہو گیا۔ تو زمزم اور حاجیوں کو پانی پلانے کی خدمت پر ان کے بعد العباس بن عبدالمطلب متولی ہوئے۔ حالانکہ وہ اس وقت اپنے تمام بھائیوں سے چھوٹے تھے۔ اور یہ تولیت اسلام کے ظہور اور قوت حاصل کرنے تک بھی انہیں سے وابستہ اور انہیں کے ہاتھ میں رہی۔ اور رسول اللہ ﷺ نے بھی ان کی دیرینہ تولیت کو برقرار رکھا۔ اور آج تک بھی عباس کے سبب سے وہ تولیت آل عباس ہی میں ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا ابو طالب کی سرپرستی میں رہنا

اور رسول اللہ ﷺ عبدالمطلب کے بعد اپنے چچا ابو طالب ہی کے ساتھ رہتے تھے لوگوں کا خیال ہے کہ آپ کے چچا ابو طالب کو عبدالمطلب اس بات کی وصیت بھی کرتے رہے ہیں۔ اس کا سبب یہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے والد عبداللہ اور ابو طالب دونوں ماں اور باپ کی طرف سے ایک تھے یعنی حقیقی بھائی بھائی تھے۔ ان کی نانی فاطمہ عمرو بن عائذ بن عبد بن عمران بن مخزوم کی بیٹی تھیں۔

---

[1] یہ شعر (الف) کے سوا دوسرے نسخوں میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

ابن ہشام نے کہا کہ عائذ عمران بن مخزوم کا بیٹا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے دادا کے بعد آپ کی سرپرستی ابو طالب ہی کیا کرتے تھے۔ آپ انہیں کے پاس اور انہیں کے ساتھ رہا کرتے تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھے یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن الزبیر نے بیان کیا کہ ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ بنی لہبؓ میں کا ایک شخص۔

ابن ہشام نے کہا کہ لہب ازد شنوءہ کی اولاد میں سے تھا۔ جو پیش گوئی کرنے والا تھا۔ جب وہ مکہ آتا تو لوگ اس کے پاس اپنے لڑکوں کو لاتے۔ وہ انہیں دیکھتا اور لوگوں سے ان کے متعلق پیش گوئیاں کرتا۔ راوی نے کہا کہ آپ جب کم عمر تھے تو ابو طالب ان لڑکوں کے ساتھ جن کو اس کے پاس لا رہے تھے آپ کو بھی لائے۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا اور پھر بعض مصروفیتوں نے اس کو آپ کی جانب سے دوسری طرف مصروف کر دیا۔ جب وہ فارغ ہوا تو کہا کہ اس لڑکے کو تو میرے پاس لاؤ۔ ابو طالب نے جب آپ کی جانب اسے متوجہ دیکھا تو آپ کو اس کے پاس سے الگ کر دیا۔ وہ کہنے لگا ارے تم لوگوں پر افسوس ہے اس لڑکے کو جس کو میں نے ابھی دیکھا تھا میرے پاس لوٹا لاؤ۔ خدا کی قسم اس کی تو بڑی شان ہوگی۔ راوی نے کہا کہ پھر تو ابو طالب آپ کو لے گئے۔

قصۂ بحیرا[1]

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد ابو طالب تاجرانہ حیثیت سے ایک قافلے کے ساتھ شام کی جانب چل کھڑے ہوئے۔ جب سفر کے لئے تیار ہو گئے۔ اور سامان سفر باندھا گیا۔ تو لوگوں کا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی اشتیاق ظاہر فرمایا ابو طالب کا دل بھر آیا اور کہا خدا کی قسم ضرور انہیں اپنے ساتھ لے چلوں گا۔ وہ ہرگز مجھ سے جدا نہ ہوں گے اور نہ میں ان سے کبھی جدا ہوں گا۔ یہی یا اسی کے مثل الفاظ انہوں نے کہے۔ غرض انہوں نے آپ کو اپنے ساتھ لے لیا۔ اور جب قافلہ سرزمین شام کے مقام بصریٰ میں اترا جہاں بحیرا نامی ایک راہب اپنے کلیسا میں رہتا تھا۔ اور وہ نصرانیوں کے علم کا مرجع تھا۔ اور جب سے اس نے رہبانیت اختیار کی اسی کلیسا میں اس کی سکونت رہی اس کلیسا میں ایک کتاب تھی جس کا علم اسی راہب کو تھا۔ لوگوں کا خیال ہے کہ وہ کتاب اس کے اسلاف سے ورثے میں چلی آ رہی تھی۔ جب اس سال یہ لوگ بحیرا کے پاس اترے۔ حالانکہ بارہا اس سے پہلے بھی اس کے پاس ان لوگوں کا گزر ہوا۔ وہ ان سے نہ کسی قسم کا

---

[1] یہ سرخی (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

تعارض کرتا تھا نہ ان سے کوئی بات کرتا تھا۔ یہاں تک کہ یہ سال آیا۔ اور یہی لوگ اس کے کلیسا کے قریب اترے تو ان کے لئے اس نے بہت سا کھانا تیار کیا۔ لوگوں کا خیال ہے کہ اس دعوت کی یہ وجہ تھی کہ جب وہ اپنے کلیسا میں بیٹھا ہوا تھا تو اس نے ایک چیز دیکھی ان کا خیال ہے کہ جب وہ اپنے کلیسا میں تھا اور یہ لوگ آ رہے تھے تو اس نے رسول اللہ ﷺ کو قافلے میں اس حال میں دیکھا کہ آپ لوگوں کے درمیان ہیں اور آپ پر ایک ابر کا ٹکڑا سایہ فگن ہے۔ راوی نے[1] کہا کہ یہ لوگ آ کر اس کے قریب ہی ایک درخت کے سایے میں اترے تو اس نے ابر کے ٹکڑے کو اس وقت دیکھا جبکہ وہ درخت پر سایہ فگن تھا۔ اور درخت کی ڈالیاں رسول اللہ ﷺ پر جھک گئی تھیں۔ کہ آپ اس کے نیچے سایہ میں تشریف فرما ہوں۔ جب بحیرا نے یہ دیکھا تو اپنے کلیسا سے اترا۔ اور کھانے کی تیاری کا حکم دے کر آیا۔ کھانا تیار ہوا۔ اور اس نے ان لوگوں کے پاس آدمی کے ذریعے کہلا بھیجا کہ اے گروہ قریش میں نے تمہارے لئے کھانا تیار کیا ہے۔ اور میری خواہش ہے کہ تم سب کے سب آؤ۔ خواہ تم میں کوئی چھوٹا ہو یا بڑا غلام ہو یا آزاد۔ ان میں کے ایک شخص نے اس سے کہا آج تو تمہاری حالت ہی کچھ اور ہے۔ ہم تو تمہارے پاس سے بارہا گزرے ہیں۔ تم ایسا برتاؤ تو ہمارے ساتھ کرتے نہ تھے۔ آج کونسی غیر معمولی بات ہے۔ بحیرا نے کہا تو نے سچ کہا۔ جو کچھ تو کہہ رہا ہے حالت تو ویسی ہی تھی۔ لیکن تم لوگ مہمان ہو۔ میری خواہش ہے کہ تمہاری عزت کروں اور تمہارے لئے کھانا تیار کروں کہ تم سب کھاؤ۔ پھر سب کے سب اس کے پاس جمع ہو گئے۔ اور رسول اللہ ﷺ اپنی کم عمری کے سبب ان لوگوں کے کجاووں کے پاس اسی درخت کے نیچے رہ گئے۔ جب بحیرا نے ان لوگوں کو دیکھا اور وہ صفت جو اس کے خیال میں تھی، اور جس کو وہ جانتا تھا، نہ دیکھی تو کہا اے گروہ قریش تم میں کا کوئی شخص میرے پاس کے کھانے سے رہ نہ جائے۔ انہوں نے کہا اے بزرگ تیرے پاس آنے سے بجز ایک لڑکے کے کوئی ایسا شخص نہیں چھوٹا جس کو تیرے پاس آنا چاہئے تھا۔ وہ لڑکا عمر میں سب سے چھوٹا ہے۔ اس لئے وہ ہمارے کجاووں کے پاس رہ گیا ہے اس نے کہا ایسا نہ کرو۔ اس کو بھی بلواؤ کہ وہ بھی اس کھانے میں تم سب کے ساتھ رہے۔ قریش کے ایک شخص نے انہیں کے ساتھ تھا کہا لات وعزیٰ کی قسم ہمارے لئے باعث ذلت ہے کہ ہم میں کا عبداللہ بن عبدالمطلب کا بیٹا کھانے سے چھوٹ رہے۔ پھر وہ آپ کے پاس گیا۔ اور آپ کو گود میں اٹھا لایا۔ اور ان لوگوں کے ساتھ آپ کو بٹھا دیا۔ اور جب آپ کو بحیرا نے دیکھا تو نہایت ہی غور سے آپ کو دیکھنے لگا۔ اور آپ کے جسد مبارک کے ان خاص خاص حصوں کا معائنہ کرنے لگا جن کے صفات

---

[1] (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

آپ کی شناخت میں اپنے پاس پاتا تھا۔ یہاں تک کہ جب وہ لوگ کھانے سے فارغ ہوئے اور اِدھر اُدھر چلے گئے تو وہ اٹھ کر آپ کے پاس آیا۔ اور کہا اے لڑکے لات وعزیٰ کی قسم دے کر میں تجھ سے پوچھتا ہوں کہ جو جو بات میں تجھ سے پوچھوں بتاتا جا اور بحیرانے ایسا آپ سے اس لئے کہا کہ اس نے آپ کی قوم کو ان دونوں کی قسمیں کھاتے ہوئے سنا تھا۔ لوگوں کا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَا تَسْأَلْنِیْ بِاللَّاتِ وَالْعُزّٰی شَیْئًا فَوَاللّٰہِ مَا اَبْغَضْتُ شَیْئًا قَطُّ بُغْضَھُمَا.

''لات وعزیٰ کی قسم دے کر مجھ سے کوئی بات نہ پوچھ خدا کی قسم مجھے ان دونوں سے جتنا بغض ہے اور کسی چیز سے کبھی بھی نہیں رہا۔ تو بحیرانے آپ سے کہا اللہ کی قسم کہ آپ مجھے وہ بتلایئے جو آپ سے میں پوچھتا جاؤں۔ تو آپ نے فرمایا:

سَلْنِیْ عَمَّا بَدَالَكَ. جو تمہیں مناسب معلوم ہو وہ مجھ سے دریافت کرو پھر وہ آپ سے آپ کے حالات آپ کی نیند[1] آپ کی ہیئت اور آپ کے معاملات کے متعلق سوالات کرنے لگا۔ اور رسول اللہ ﷺ بھی اس کو اپنے حالات کی نسبت خبر دینے لگے۔ اور وہ تمام باتیں آپ کے ان صفات کے موافق ہوتی گئیں۔ جو اس کے پاس تھیں پھر اس نے آپ کی پشت مبارک کو دیکھا اس نے دیکھا کہ آپ کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت (کا نشان) اسی مقام پر موجود ہے جہاں آپ کی صفت میں اس کے پاس (مرقوم) تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ وہ سینگیوں کے نشان کا سا تھا۔ ابن اسحٰق نے کہا کہ جب وہ اس سے فارغ ہوا تو آپ کے چچا ابو طالب کی جانب متوجہ ہوا۔ اور ان سے کہا اس لڑکے کا تم سے کیا رشتہ ہے۔ انہوں نے اس سے کہا میرا بیٹا ہے۔ بحیرانے ان سے کہا یہ تمہارا بیٹا نہیں۔ اس لڑکے کا باپ زندہ نہ ہونا چاہئے۔ انہوں نے کہا میرے بھائی کا لڑکا ہے۔ اس نے کہا پھر اس کے باپ نے کیا کیا۔ یعنی وہ کہاں ہے۔ انہوں نے کہا کہ ان کا اس وقت انتقال ہوا جب اس لڑکے کی ماں حاملہ تھیں۔ اس نے کہا تم نے سچ کہا تم اپنے بھتیجے کو لیکر اس کے شہر کو واپس جاؤ۔ اور یہود سے اس کی حفاظت کرو خدا کی قسم اگر انہوں نے اس کو دیکھ لیا۔ اور اس کے متعلق جو کچھ میں نے جانا انہوں نے بھی جان لیا تو ضرور اسے ضرر پہنچانا چاہیں گے۔ کیونکہ تمہارے اس بھتیجے کی ایک بڑی شان ہونے والی ہے۔ پس اسے لئے ہوئے اس کے شہر جلد چلے جاؤ آپ کے چچا

---

[1] (ب ج د) میں من اشیاء من حالہ من نومہ ہے (الف) میں فی نومہ ہے جس کے معنی یہ ہوں گے کہ نیند میں کیا حالت رہتی ہے۔ (احمد محمودی)

ابو طالب جب اپنی شام کی تجارت سے فارغ ہو گئے تو وہاں سے جلد نکلے اور آپ کو لے کر مکہ چلے آئے۔ لوگوں نے اپنی روایتوں میں یہ خیال بھی ظاہر کیا ہے کہ زریر اور تمام اور دریس نے بھی جو اہل کتاب ہی میں سے تھے اسی سفر میں جس میں آپ اپنے چچا ابو طالب کے ساتھ تھے انہیں نظروں سے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا جس[1] نظر سے بحیرا نے دیکھا تھا۔ اور انہوں نے آپ کو ضرر پہنچانا بھی چاہا لیکن بحیرا نے ان کو آپ سے باز رکھا اور انہیں اللہ کی[2] یاد دلائی اور انہیں وہ سب باتیں یاد دلائیں جن کو وہ اپنی کتاب میں آپ کے اوصاف اور تذکرہ میں پاتے ہیں۔ اور یہ بات بھی جتائی کہ اگر وہ سب کے سب اس ارادے پر جو وہ آپ کے ساتھ کرنا چاہتے ہیں متفق بھی ہو گئے تو وہ آپ تک بے روک نہ پہنچ سکیں گے۔ اور اس نے انہیں نہ چھوڑا حتیٰ کہ وہ اس بات کو سمجھ گئے جو وہ ان سے کہہ رہا تھا۔ آخر اس نے جو کچھ کہا اس کی انہوں نے بھی تصدیق کی۔ اور انہوں نے آپ کو چھوڑ[3] دیا۔ اور آپ کے پاس سے لوٹ گئے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے جوانی کے میدان میں اس طرح قدم رکھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کی نگرانی اور حفاظت فرما رہا ہے اور آپ کو ہر طرف سے گھیر لیا ہے کہ کہیں جاہلیت کی گندگی آپ کو نہ چھو جائے۔ اس لئے کہ وہ آپ کا اعزاز اور آپ کی رسالت چاہتا تھا۔ یہاں تک کہ آپ سن بلوغ کو پہنچے تو اپنی قوم میں مروت کے لحاظ سے بہترین' اخلاق میں ان سب سے اچھے' حسب ونسب میں ان سب سے زیادہ شریف' پڑوس کے اعتبار سے ان سب میں بہترین' حلم میں ان سب سے بڑھ کر بات چیت میں ان سب سے زیادہ سچے' امانت داری میں ان سب سے بڑھے ہوئے' پاک دامنی اور عزت نفس کے لحاظ سے فحش اور ان اخلاق سے جو مشہور لوگوں کے دامن کو ناپاک کر دیتے ہیں' ان سب سے کوسوں دور تھے۔ یہاں تک کہ آپ میں تمام بھلائیوں کو اکٹھا کر کے آپ کی قوم میں آپ کا نام ہی امین مشہور کر دیا۔ مجھ تک جو روایتیں پہنچی ہیں ان سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی کم سنی اور ناواقفیت کے زمانے میں بھی اللہ تعالیٰ جن چیزوں سے آپ کو بچاتا رہا اس کے متعلق آپ ذکر فرمایا کرتے تھے آپ نے فرمایا کہ:

لَقَدْ رَاَیْتُنِیْ فِیْ غِلْمَانِ قُرَیْشٍ نَنْقُلُ حِجَارَۃً لِبَعْضِ مَا یَلْعَبُ بِہِ الْغِلْمَانُ' کُلُّنَا قَدْ تَعَرّٰی وَاَخَذَ اِزَارَہٗ فَجَعَلَہٗ عَلٰی رَقَبَتِہٖ یَحْمِلُ عَلَیْہِ الْحِجَارَۃَ' فَاِنِّیْ لَاُقْبِلُ مَعَھُمْ کَذٰلِكَ وَاُدْبِرُ

۱؎ یعنی انہوں نے بھی رسول اللہ ﷺ کو علامات سے پہچان لیا تھا۔

۲؎ یعنی خوف خدا سے ڈرایا۔

۳؎ یعنی آپ کو ضرر پہنچانے کے خیال کو۔ (احمد محمودی)

اِذْ لَكَمَنِيْ لَا كِمٌ مَا اَرَادَهُ لَـكْمَةً وَجِيْعَةً ثُمَّ قَالَ: شُدَّ عَلَيْكَ اِزَارَكَ.

''میں نے اپنے آپ کو قریش کے لڑکوں میں پایا جو لڑکپن کے بعض کھیلوں کے لئے پتھر اٹھاتے تھے۔ ہم میں کا ہر ایک برہنہ ہو گیا اور اپنا تہمد لیکر اس کو گردن پر رکھ لیا ہے تا کہ اس پر پتھر اٹھائے۔ میں بھی ان کے ساتھ اسی طرح آتا جاتا ہوں کہ یکا یک کسی نے مجھے ایک مکا مارا جو میرے خیال میں تکلیف دہ نہ تھا اور کہا کہ اپنا تہمد باندھ لے''۔

فرمایا:

فَاَخَذْتُهُ وَشَدَدْتُهُ عَلَيَّ، ثُمَّ جَعَلْتُ اَحْمِلُ الْحِجَارَةَ عَلٰى رَقَبَتِيْ وَاِزَارِيْ عَلَيَّ مِنْ بَيْنِ اَصْحَابِيْ.

''تو میں نے اسے لے کر باندھ لیا پھر پتھر اپنی گردن پر اٹھانے لگا اور میرے تمام ساتھیوں میں میرا تہمد ہی بندھا ہوا تھا''۔

جنگ فجار

ابن ہشام نے کہا کہ ان روایتوں میں سے جن کو مجھ سے ابو عبیدہ نحوی نے ابو عمرو بن العلاء کی روایت سے بیان کیا یہ ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی چودہ یا پندرہ سال کی عمر ہوئی قریش اور بنی کنانہ میں سے جو لوگ ان کے ساتھ تھے اور بنی قیس عیلان میں لڑائی چھڑ گئی۔ اور اس کے چھڑنے کا سبب یہ تھا کہ عروۃ الرحال بن عتبۃ بن جعفر بن کلاب بن ربیعۃ بن عامر بن صعصعۃ بن معاویہ بن بکر بن ہوازن نے نعمان بن المنذر کے سامان کے اونٹوں کو پناہ دی تھی تو البراض بن قیس نے جو بنی ضمرۃ بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ میں سے تھا کہنے لگا کیا تو بنی کنانۃ کے مقابلے میں تو عروۃ الرحال اس معاملے میں دلچسپی لے کر نکلا۔ اور البراض بھی اس کی غفلت کا موقع تلاش کرتا نکلا۔ یہاں تک کہ جب وہ ذی طلال میں مقام تیمن کے بلند مقام پر تھا تو عروہ غافل ہو گیا اور البراض نے اس پر حملہ کر کے اس کو حرمت والے مہینوں میں قتل کر ڈالا اسی لئے اس جنگ کا نام جنگ فجار رکھا گیا۔ البراض نے اسی کے متعلق یہ شعر کہے ہیں۔

وَدَاهِيَةٍ تُهِمُّ النَّاسَ قَبْلِيْ ... شَدَدْتُ لَهَا بَنِيْ بَكْرٍ ضُلُوْعِيْ

اے بنی بکر میں نے ایسی آفت کے لئے، جس کو مجھ سے پہلے والے نہایت اہم سمجھتے تھے، کمر ہمت باندھ لی۔

هَدَمْتُ بِهَا بُيُوْتَ بَنِيْ كِلَابٍ ... وَاَرْضَعْتُ الْمَوَالِيَ بِالضُّرُوْعِ

میں نے اس ہمت کے ذریعے بنی کلاب کے گھر ڈھا دیئے اور غلاموں کو ان کی ماں کی چھاتیوں کا دودھ پلا دیا (یعنی انہیں ان کی چھٹی کا دودھ یاد دلا دیا۔ ان پر سخت آفت ڈھائی۔ انہیں خوب ذلیل کیا)۔

رَفَعْتُ [1] لَهٗ يَدَيَّ بِذِیْ طِلَالٍ فَخَرَّ يَمِيْدُ كَالْجِذْعِ الصَّرِيْعِ

مقام ذی طلال میں میں نے اپنے ہاتھ اس پر اٹھائے تو وہ گھوم کر شہتیر کی طرح زمین پر اوندھا گرا۔

اور لبید بن ربیعہ بن مالک بن جعفر بن کلاب نے کہا ہے۔

اَبْلِغْ اِنْ عَرَضْتَ بَنِیْ كِلَابٍ وَعَامِرَ وَالْخُطُوْبُ لَهَا مَوَالِیْ

اے شخص اگر تو بنی کلاب سے ملے تو یہ پیام پہنچا دے اور بنی عامر اور بنی الخطوب تو ان کے غلام ہی ہیں۔ یا ان کے چچازاد بھائی اور رشتہ دار ہی ہیں۔

وَ بَلِّغْ اِنْ عَرَضْتَ بَنِیْ نُمَيْرٍ وَاَخْوَالَ الْقَتِيْلِ بَنِیْ هِلَالٍ

اور بنی نمیر سے تو ملے تو انہیں بھی یہی پیام پہنچا دینا اور مقتول کے ماموؤں یعنی بنی ہلال سے ملاقات ہو تو ان سے بھی یہی کہہ دینا۔

بِاَنَّ الْوَافِدَ الرَّحَّالَ اَمْسٰی مُقِيْمًا عِنْدَ تَيْمَنَ ذِیْ طِلَالٍ

کہ وافد الرحال ذی طلال کے مقام تیمن میں سرشام آ کر ٹھہر گیا ہے (یعنی تمہارے مقابلہ کے لئے تیار ہے)۔

ابن ہشام نے اس کی جن ابیات کا ذکر کیا ہے ان میں یہ ابیات موجود ہیں پھر ایک شخص نے قریش کے پاس آ کر کہا کہ البراض نے عروہ کو قتل کر دیا ہے اور حرمت والے مہینوں میں مقام عکاظ (میں آنے) کا ارادہ رکھتا ہے۔ تو انہوں نے ایسی حالت میں کوچ کیا کہ ہوازن کو اس کی خبر بھی نہ ہوئی۔ پھر انہیں خبر پہنچی تو انہوں نے ان کا پیچھا کیا اور ان کے حرم میں داخل ہونے سے پہلے انہیں ملا لیا ان میں جنگ ہوئی یہاں تک کہ رات ہو گئی اور وہ حرم میں داخل ہو گئے تو ہوازن نے ان سے ہاتھ روک لیا اس آج کی جنگ کے بعد کئی بار آپ میں جھڑپیں ہوئیں اور لوگوں کے مختلف جتھے ہو گئے قریش اور کنانہ کے ہر قبیلے کا سردار انہیں میں کا ایک ایک اور قیس کے ہر قبیلے کا سردار انہیں میں کا ایک شخص ہو گیا۔ ان کی بعض جنگوں میں رسول اللہ ﷺ نے شرکت فرمائی ہے آپ کے چچاؤں نے آپ کو اپنے ساتھ لے لیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

[1] (ب ج د) میں ''رفعت لہ بذی طلال کفی'' ہے جس میں ضرورت شعری کے سبب سے طلال کی لام مشدد کی گئی ہے۔ (احمد محمودی)

کنت انبل علی اعمامی.

''میں اپنے چچاؤں کو وہ تیر دیتا جاتا تھا جو ان کے دشمنوں کی جانب سے آتے تھے''۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جنگ فجار چھڑی تو رسول اللہ ﷺ بیس سال کے تھے۔ اس جنگ کا نام فجار اس وجہ سے پڑا کہ اس جنگ میں ان دونوں قبیلوں کنانہ اور قیس عیلان نے اپنے درمیانی تعلقات میں بعض حرام کاموں کو بھی حلال قرار دے لیا تھا قریش و کنانہ کا قائد حرب بن امیہ ابن عبدالشمس تھا۔ اس روز دن کے پہلے حصے میں تو بنی کنانہ پر فتح یاب رہے۔ اور جب دن کا درمیانی حصہ شروع ہوا تو بنی کنانہ کو بنی قیس پر فتح حاصل ہوگئی۔

ابن ہشام نے کہا کہ جتنا میں نے جنگ فجار کا بیان کیا ہے وہ اس سے بہت زیادہ طویل ہے۔ سیرت رسول اللہ ﷺ کے بیان کا انقطاع مجھے اس کے مکمل بیان کرنے سے مانع ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا خدیجہ رضی اللہ عنہا[1] سے عقد

ابن ہشام نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ کی عمر پچیس سال کی ہوئی تو آپ نے خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب سے عقد فرمایا اور یہ ان واقعات میں سے ہے جس کی روایت ابوعمرو المدنی سے متعدد اہل علم نے مجھ سے کی۔ ابن اسحٰق نے کہا کہ خدیجہ بنت خویلد ایک شریف مالدار اور تاجر عورت تھیں۔ اپنا مال دے کر لوگوں کو تجارت میں لگا دیتیں اور ان کے ساتھ شریک تجارت ہوتیں اور ان کے لئے بھی اس میں سے ایک حصہ مقرر کر دیتیں۔ اور خود قریش کے لوگ بھی تاجر ہی تھے۔ جب انہیں رسول اللہ ﷺ کی سچائی اور اعلیٰ امانتداری' شرافت اخلاق کے (حیرت انگیز) واقعات کی خبر پہنچی' تو آپ کو بلوا بھیجا۔ اور آپ سے درخواست کی کہ ان کا مال لے کر ان کے ایک غلام کے ساتھ۔ جس کا نام میسرہ تھا تجارت کے لئے آپ شام تشریف لے جائیں۔ اور وہ آپ کو معاوضہ اس معاوضے سے زیادہ دیں گی جو دوسرے تاجروں کو دیتی تھیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی درخواست قبول فرمائی اور ان کا وہ مال لے کر نکلے۔ اور آپ کے ساتھ ان کا غلام میسرہ بھی نکلا۔ اور شام پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے راہبوں میں سے ایک راہب کے کلیسا کے قریب ایک درخت کے سائے میں نزول فرمایا۔ اس راہب نے اوپر سے میسرہ کو دیکھ کر اس سے کہا کہ یہ کون ہے جو اس درخت کے نیچے اترا ہے میسرہ نے اس سے کہا کہ یہ شخص حرم والے قریشیوں میں سے ہے راہب نے اس سے کہا اس درخت کے نیچے نبی کے سوا کبھی کوئی شخص نہیں اترا

---

1. (الف) میں رحمہا اللہ ہے۔ (احمد محمودی)

ہے۔غرض رسول اللہ ﷺ نے اس سامان کو فروخت فرمایا جس کو لے کر آپ نکلے تھے۔اور جو سامان خریدنا چاہا خرید فرمالیا۔ پھر واپس مکہ تشریف لائے اور میسرہ آپ کے ساتھ ہی رہا۔لوگ کہتے ہیں کہ جب دوپہر کا وقت ہوتا اور گرمی سخت ہوتی تو میسرہ دیکھا کرتا کہ دھوپ سے بچاؤ کے لئے دو فرشتے آپ پر سایہ فگن رہتے اور آپ اونٹ پر بیٹھے ہوئے چلے جارہے ہیں۔ پھر جب آپ خدیجہ کے پاس ان کا مال لے کر تشریف لائے تو جو مال آپ لائے تھے اس کو انہوں نے بیچا تو مال دگنا یا اس کے قریب قریب ہوگیا۔اور میسرہ نے راہب کی باتیں اور آپ پر فرشتوں کا سایہ فگن ہونا جو کچھ دیکھا کرتا تھا ان سے بیان کیا اور جناب خدیجہ عقل مند شریف اور ہوشیار عورت تھیں۔ اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ آپ کی عظمت کے طفیل ان کے لئے بھی سرفرازیاں چاہتا تھا۔تو جب میسرہ نے انہیں وہ عظیم الشان خبریں سنائیں تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آدمی بھیجا اور لوگ کہتے ہیں کہ یہ کہلا بھیجا کہ اے میرے چچا کے بیٹے آپ کے ساتھ رشتہ داری اپنی قوم میں آپ کی بے مثلی آپ کی امانت داری آپ کے حسن اخلاق اور سچائی کی وجہ سے آپ کی جانب میرا میلان خاطر ہے پھر آپ سے اپنے نکاح کی استدعا کی اور جناب خدیجہ ان دنوں قریش کی عورتوں میں نسب وشرف کے لحاظ سے افضل واعلیٰ اور مال کے اعتبار سے تمام عورتوں میں بڑی مالدار تھیں۔ان کی قوم میں سے ہر ایک آرزومند تھا کہ کاش اس کو اس امر پر قدرت ہوتی۔آپ کا نسب خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی ابن کلاب بن مرۃ بن کعب بن غالب بن فہر ہے آپ کی والدہ کا نام فاطمہ بنت زائدۃ بن الاعصم بن رواحۃ بن حجر بن عبد بن معیص بن عامر بن لوی بن غالب بن فہر۔فاطمہ کی ماں کا نام ہالۃ بنت عبد مناف بن الحارث بن عمرو[1] بن منقذ بن عمرو بن معیص بن عامر بن لوی بن غالب بن فہر۔ ہالۃ کی ماں کا نام قلابۃ بنت سعید بن سعد بن سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر تھا۔

مذکورہ بالا پیام جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا تو آپ نے اپنے چچاؤں سے اس کا ذکر کیا اور آپ کے ساتھ آپ کے چچا حمزۃ بن عبد المطلب رحمہ اللہ نکلے۔اور خویلد بن اسد کے پاس جا کر خدیجہ سے آپ کی نسبت قرار دی۔اور ان سے آپ کا عقد ہوگیا۔

ابن ہشام نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے مہر میں بیس جوان اونٹنیاں دیں۔اور یہ پہلی بی بی تھیں جن سے رسول اللہ ﷺ نے عقد فرمایا۔ان کی زندگی میں آپ نے کوئی دوسرا عقد نہیں فرمایا یہاں تک کہ انتقال فرماگئیں۔اللہ تعالیٰ ان[2] سے راضی رہے۔

---

[1] (الف) میں پہلا بن عمرو نہیں ہے۔(ب ج د) میں ہے۔(احمد محمودی)۔

[2] (الف) میں نہیں ہے۔(احمد محمودی)

ابن اسحٰق نے کہا کہ آپ کے فرزند ابراہیم کے سوا آپ کی تمام اولاد حضرت خدیجہ ہی سے ہوئی القاسم جس کے نام سے آپ کنیت فرمایا کرتے تھے۔اور طاہر۔طیب۔زینب۔رقیہ ام کلثوم اور فاطمہ علیہم السلام (حضرت خدیجہ ہی سے) تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ آپ کے فرزندوں میں سب سے بڑے قاسم تھے ان کے بعد طیب ان کے بعد طاہر اور صاحب زادیوں میں سب سے بڑی رقیہ ان کے بعد زینب ان کے بعد ام کلثوم ان کے بعد فاطمہ تھیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ قاسم' طیب اور طاہر کی تو اسلام سے پہلے ہی وفات ہوئی صاحب زادیاں سب کی سب زمانہ اسلام تک رہیں اور اسلام اختیار کیا اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہجرت کی۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابراہیم کی والدہ ماریہ تھیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ ہم سے عبداللہ بن وہب نے ابن لہیعہ کی حدیث بیان کی کہا کہ ابراہیم کی والدہ نبی کریم ﷺ کی خواص ماریہ تھیں جن کو مقوقس نے آپ کے پاس بطور ہدیہ روانہ کیا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جناب خدیجہ نے ورقہ بن نوفل بن اسد بن عبدالعزیٰ سے اس کا ذکر کیا تھا۔اور یہ ان کے چچازاد بھائی نصرانی تھے۔اور کتب بنی میں انہوں نے زمانہ گزارا تھا۔اور لوگوں کے معلومات میں سے ان واقعات کو بھی جانتے تھے۔جو جناب خدیجہ کے غلام میسرہ نے راہب کی باتیں اور اپنے چشم دید حالات کا ان سے ذکر کیا تھا کہ دو فرشتے آپ پر سایہ افگن رہا کرتے تھے۔تو ورقہ نے کہا کہ اے خدیجہ اگر یہ واقعات صحیح ہیں تو محمد (ﷺ) اس امت کے نبی ہیں۔اور میں جانتا ہوں کہ یہ بات ضرور ہونے والی ہے اس امت کے لئے ایک نبی ہونے والا ہے جس کا انتظار ہے اور یہی اس کا زمانہ ہے۔یا جیسا کچھ انہوں نے کہا۔راوی نے کہا کہ ورقہ اس معاملے کی نسبت خیال کرتے تھے کہ اس کے وقوع میں تاخیر ہوگئی ہے۔اور کہتے تھے کہ اس کے وقوع میں تاخیر ہوگئی ہے۔اور کہتے تھے کہ آخر کب تک انتظار کیا جائے۔اس کے متعلق ورقہ نے یہ اشعار کہے ہیں۔

لَجِجْتَ وَكُنْتَ فِي الذِّكْرى لُجُوْجًا لِهَمٍّ طَالَمَا بَعَثَ النَّشِيْجَا

میں نے ایک ایسے اہم معاملے کا بہت کچھ انتظار کیا ہے جس نے بے فکری سے گانے والے اور تانیں لگانے والے (یا رو رو کر گلوگرفتہ ہو کر بیٹھ جانے والے) کو بھی اکثر مستعد بنا دیا ہے۔

اور سچ تو یہ ہے کہ میں پند و نصیحت کا ہمیشہ سے منتظر ہی رہا ہوں۔

وَوَصْفٍ مِنْ خَدِيْجَةَ بَعْدَ وَصْفٍ فَقَدْ طَالَ انْتِظَارِيْ يَا خَدِيْجَا

خدیجہ سے میں نے ایک کے بعد ایک وصف سنا اے خدیجہ میرا انتظار بہت دراز ہو گیا ہے۔

بِبَطْنِ الْمَكَّتَيْنِ عَلَى رَجَائِيْ　　حَدِيْثَكِ اَنْ اَرَى مِنْهُ خُرُوْجَا

اے خدیجہ میں سمجھتا اور امید رکھتا ہوں کہ تمہاری بات کا ظہور مکہ کے دونوں بطنوں کے درمیاں ہوگا۔

بِمَا خَبَّرْتِنَا مِنْ قَوْلِ قَسٍّ　　مِنَ الرُّهْبَانِ اُكْرَهُ اَنْ يَعُوْجَا

میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ راہبوں میں سے قس نامی راہب کی جس بات کی تم نے ہمیں خبر دی وہ ٹیڑھی یا غلط ہو جائے۔

بِاَنَّ مُحَمَّدًا سَيَسُوْدُ فِيْنَا[1]　　وَيَخْصِمُ مَنْ يَكُوْنُ لَهٗ حَجِيْجَا

کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم میں عنقریب سردار ہو جائیں گے اور ان کی جانب سے جو شخص کسی سے بحث کرے گا وہی غالب رہے گا۔

وَ يَظْهَرُ فِي الْبِلَادِ ضِيَاءُ نُوْرٍ　　يُقِيْمُ بِهِ الْبَرِيَّةَ اَنْ تَمُوْجَا

اور تمام شہروں میں اس نور کی روشنی پھیل جائے گی۔ جو خلق خدا کو سیدھا چلائے گی۔ اور منتشر ہونے سے بچائے گی۔

فَيَلْقَى مَنْ يُحَارِبُهٗ خَسَارًا　　وَيَلْقَى مَنْ يُسَالِمُهٗ فُلُوْجَا

اس کے بعد جو آپ سے جنگ کرے گا نقصان اٹھائے گا اور جو آپ سے مصالحت کرے گا فتح مندر ہے گا۔

فَيَالَيْتِيْ اِذَا مَا كَانَ ذَاكُمْ　　شَهِدْتُ وَكُنْتُ اَكْثَرَهُمْ[2] وُلُوْجَا

کاش میں بھی اس وقت رہوں جب تمہارے آگے ان واقعات کا ظہور ہو۔ اور کاش اس میں داخل ہونے والوں میں سب سے زیادہ حصے دار رہوں۔

وُلُوْجًا فِي الَّذِيْ كَرِهَتْ قُرَيْشٌ　　وَلَوْعَجَّتْ بِمَكَّتِهَا عَجِيْجَا

اس دین میں داخل ہو جاؤں جس سے قریش کو کراہت رہے گی۔ اگر چہ وہ اپنے مکہ میں بہت کچھ چیخ پکار کریں (اور لبیک لبیک پکاریں)۔

---

[1] (الف) میں فینا کے بجائے قوما ہے۔ (احمد محمودی)۔

[2] (الف) اولھم ہے۔ (احمد محمودی)

اُرَجّی بِالَّذِیْ کَرِهُوْا جَمِیْعًا اِلٰی ذِی الْعَرْشِ اِنْ سَفَلُوْا عُرُوْجًا

جس چیز سے قریش کو یقیناً کراہت ہوگی میں اسی چیز سے مالک عرش کے پاس سے سرفرازی کا امیدوار ہوں جبکہ ان کو ذلت ہوگی۔

وَهَلْ اَمْرُ السَّفَالَةِ غَیْرُ کُفْرٍ بِمَنْ یَخْتَارُ[1] مِنْ سَمَكِ الْبُرُوْجَا

جس نے بلندی کو برجوں کے لئے منتخب فرمایا ہے اس سے انکار و کفر کے سوا کیا کوئی اور ذلت بھی ہے۔

فَاِنْ یَبْقَوْا وَاَبْقَ تَکُنْ اُمُوْرٌ یَضِجُّ الْکَافِرُوْنَ لَهَا ضَجِیْجَا

اگر وہ بھی رہیں اور میں بھی رہوں تو وہ دیکھ لیں گے کہ ایسے ایسے واقعات رونما ہوں گے کہ کافر ان سے سخت آہ و زاری کریں گے۔

وَاِنْ اَهْلِكْ فَکُلُّ فَتًی سَیَلْقٰی مِنَ الْاَقْدَارِ مُتْلِفَةً خُرُوْجَا

اور اگر میں مر جاؤں تو (تعجب کا مقام نہیں کہ) ہر جوان مرد قضا و قدر کے حکم کے بموجب ہلاکت (اور اس دنیا سے) نکل جانے کے وقت سے قریب میں ملاقات کرنے والا ہے۔

کعبۃ اللہ کی تعمیر اور رسول اللہ ﷺ کا حجر اسود کے معاملے میں حکم بننا

ابن اسحٰق[2] نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ پینتیس سال کے ہوئے تو قریش نے تعمیر کعبہ پر اتفاق کیا۔ وہ اس بات کی فکر میں تھے کہ اس پر چھت ڈالیں اور کعبۃ کو ڈھانے سے ڈرتے بھی تھے۔ اور وہ آدمی کے قد سے کچھ اونچا سنگ بستہ تھا۔ انہوں نے چاہا کہ اس کو بلند کریں اور اس پر چھت ڈالیں۔ یہ خیال انہیں اس وجہ سے پیدا ہوا کہ بعض لوگوں نے کعبہ میں سے خزانہ چرالیا تھا۔ جو کعبہ کے اندر ایک چہ بچہ میں رہا کرتا تھا۔ اور یہ خزانہ جس شخص کے پاس پایا گیا اس کا نام دویک تھا جو بنی ملیح بن عمرو خزاعی کا غلام تھا۔

ابن[3] ہشام نے کہا کہ قریش نے اس کا ہاتھ کاٹ ڈالا حالانکہ قریش کا یہ بھی خیال تھا کہ اس کو جن لوگوں نے چرایا تھا انہوں نے اس کو دویک کے پاس رکھا تھا۔

روم کے ایک تاجر کی ایک کشتی سمندر نے ساحل جدہ پر لا ڈالی تھی اور وہ ٹوٹ پھوٹ گئی تھی تو ان لوگوں نے اس کی لکڑی لے لی اور کعبہ کی چھت بنانے کے لئے اس کو تیار کیا۔ اور مکہ میں ایک قبطی بڑھئی رہتا تھا۔ اس

---

[1] (الف) میں نختار جمع متکلم کا صیغہ ہے جو غلط معلوم ہوتا ہے۔ (احمد محمودی)۔

[2] (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

[3] (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

نے انہیں میں رہ کر بعض ایسی چیزیں تیار کر دیں جو اس کے قابل تھیں اور ایک سانپ تھا جو کعبہ کے چہ بچہ سے نکلا کرتا تھا۔ جہاں وہ تمام چیزیں رکھی جاتی تھیں جو کعبہ کے لئے روزانہ بطور نذرانہ آتی تھیں یہ سانپ دھوپ کھانے کے لئے کعبہ کی دیواروں پر آبیٹھتا اور لوگ اس سے ڈرتے اس لئے کہ جب کوئی اس کے نزدیک جاتا تو وہ اپنا سر اٹھاتا اور منہ کھولتا اور پھنکاریں مارتا۔ تو لوگ اس سے ڈر جاتے۔ ایک روز جب وہ اپنی عادت کے موافق۔ کعبہ کی دیواروں پر دھوپ کھانے کے لئے بیٹھا تھا اللہ تعالیٰ نے ایک پرند کو اس کی طرف بھیجا اور وہ اس کو اڑا لے گیا تو قریش نے کہا کہ اب ہم امید کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس بات سے راضی ہو گیا ہے جس کا ہم ارادہ رکھتے ہیں ہمارے پاس کام کرنے والا ساتھی ہے اور ہمارے پاس چوبینہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں سانپ کے شر سے بھی بچا دیا۔ پھر تو اس کو ڈھا کر نئی تعمیر کرنے کے لئے سب کے سب متفق ہو گئے۔ اور ابو وہب بن عمرو بن عائذ بن عبد بن عمران بن مخزوم اٹھا ابن ہشام نے کہا کہ عائذ بن عبد بن عمران بن مخزوم اٹھا اور کعبہ میں کا ایک پتھر نکالا تو پتھر اس کے ہاتھ میں سے اچھل کر پھر اپنی جگہ جا بیٹھا تو اس نے کہا اے گروہ قریش اس کی تعمیر میں اپنی پاک کمائی کے سوا کوئی چیز نہ داخل ہونے دو۔ اس میں خرچی کا پیسہ نہ لگے۔ سود کی کمائی نہ شریک ہو لوگوں میں کسی پر ظلم کر کے حاصل کی ہوئی شئے نہ داخل ہو۔ لوگ اس بات کی نسبت ولید بن مغیرۃ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم کی جانب کرتے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن نجیح مکی نے بیان کیا انہوں نے عبداللہ بن صفوان بن امیہ بن خلف بن وہب بن حذافہ بن جمح بن عمرو بن مصیص بن کعب بن لوی سے روایت کی کہ انہوں نے جعدۃ بن ہبیرۃ بن ابی وہب بن عمرو کے ایک لڑکے کو بیت اللہ کا طواف کرتے دیکھا تو اس کے متعلق دریافت کیا کہا گیا کہ وہ جعدۃ بن ہبیرہ کا بیٹا ہے اس وقت عبداللہ بن صفوان نے کہا کہ اس شخص کا دادا یعنی ابو وہب ہی وہ شخص ہے جس نے کعبۃ اللہ کا ایک پتھر اس وقت نکالا تھا جب قریش اس کے ڈھانے پر متفق ہو گئے تھے تو پتھر اس کے ہاتھ سے اچھل کر اپنی جگہ جا بیٹھا تھا تو اس نے اس وقت کہا تھا کہ اے گروہ قریش اس کی تعمیر میں اپنی پاک کمائی کے سوا کوئی چیز نہ داخل ہونے دو۔ اس میں خرچی کا پیسہ نہ لگاؤ۔ سود کی کمائی نہ شریک کرو کسی پر ظلم کر کے حاصل کی ہوئی چیز نہ داخل کرو۔ ابن اسحٰق نے کہا کہ ابو وہب رسول اللہ ﷺ کے والد کے ماموں اور شریف آدمی تھے انہیں کی مدح میں عرب کے کسی شاعر نے کہا ہے۔

وَلَوْبِاَبِیْ وَھْبٍ اَنَخْتُ مَطِیَّتِیْ غَدَتْ مِنْ نَدَاہُ رَحْلُھَا غَیْرُ خَائِبٖ

اگر ابو وہب کے پاس میں اپنی اونٹنی کو بٹھاؤں تو ان کی سخاوت سے اس کی سواری محروم نہ رہے گی (یعنی اس کا سوار محروم نہ رہے گا)۔

بِأَبْيَضَ[۱] مِنْ فَرْعَیْ لُؤَیِّ بْنِ غَالِبٍ اِذَا حُصِّلَتْ اَنْسَابُهَا فِی الذَّوَائِبِ

اگر میں اپنی اونٹنی اس گورے شخص کے پاس بٹھاؤں جس کے طرہائے امتیاز کو دیکھا جائے تو وہ لوی بن غالب کی دونوں شاخوں میں شمار ہوگا۔

اَبِیٌّ لِأَخْذِ الضَّیْمِ یَرْتَاحُ لِلنَّدَی تَوَسَّطَ جَدَّاهُ فُرُوْعَ الْاَطَایِبِ

وہ بدلہ لینے سے نفرت کرنے والا اور سخاوت سے راحت حاصل کرنے والا ہے اس کے دونوں[۲] دادا محاسن کی تمام شاخوں میں اعلیٰ درجہ رکھتے تھے۔

عَظِیْمُ رَمَادِ الْقِدْرِ یَمْلَا جِفَانَهٗ مِنَ الْخُبْزِ یَعْلُوْهُنَّ مِثْلُ السَّبَائِبِ

(وہ ایسا سخی تھا کہ) اس کی دیگوں کے نیچے کی راکھ ڈھیروں ہوتی۔ وہ اپنے بڑے کاسے روٹی سے اتنے بھرتا کہ ان پر (روٹی اس طرح بلند ہوتی تھی کہ) گویا وہ عید کا روز ہے۔

پھر قریش نے کعبے کے ٹکڑے ٹکڑے ٹھہرا لیے۔ دروازے کا حصہ بنی عبد مناف اور بنی زہرہ کا۔ رکن اسود رکن یمانی کے درمیان کا حصہ بنی مخزوم اور قریش کے ان قبیلوں کا جو ان سے مل گئے تھے۔ کعبے کا پچھلا حصہ بنی جمح اور بنی سہم کا جو عمرو بن ہصیص بن کعب بن لوی کے دو بیٹے تھے۔ حجر کا حصہ بنی عبد الدار بن قصی اور بنی اسد بن عبد العزی بن[۳] قصی اور بنی عدی ابن کعب بن لوی کا جس کو حطیم بھی کہتے ہیں۔

پھر لوگوں کو کعبہ ڈھانے میں ڈر لگا اور اس سے گھبرانے لگے۔ تو ولید بن مغیرہ نے کہا کہ اس کے ڈھانے میں میں تم سے پہل کرتا ہوں۔ پھر اس نے کدال لی اور اس پر جا کھڑا ہوا۔ اور وہ کہہ رہا تھا۔ اللّٰھم لم ترع۔ یا اللہ تو ڈرایا نہ جائے۔ یا تجھے کوئی خوف نہیں بعض کہتے ہیں کہ اس نے لم نزغ[۴] ہم نے ٹیڑھی راہ اختیار نہیں کی ہے۔ یا اللہ ہم تو بھلائی ہی کے طالب ہیں کہا پھر اس نے رکن کی جانب سے کچھ حصہ ڈھایا۔ لوگ رات بھر منتظر رہے۔ اور کہا کہ ہم انتظار کریں گے۔ اگر اس پر کوئی آفت آئی تو اس کا کوئی حصہ ہم نہ ڈھائیں گے اور جیسا تھا ویسا ہی چھوڑ دیں گے۔ اور اگر کوئی آفت نہ آئی تو ہم سمجھیں گے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے کام سے راضی ہو گیا ہے ہم اسے ڈھائیں گے دوسرے روز رات کا کچھ حصہ باقی رہنے ہی کے وقت

---

۱ (الف) میں بابیض کے بجائے صرف ابیض ہے جس سے مصرع کا وزن باقی نہیں رہتا۔ (احمد محمودی)۔

۲ یعنی نانا دادا۔ (احمد محمودی)

۳ (ب ج د) میں عبد کا لفظ نہیں ہے۔ (احمد محمودی)۔

۴ (الف) میں لم ترع ہے اس صورت میں فعل باب افعال سے ہوگا لیکن اس کے کوئی مناسب مقام معنی سمجھ میں نہیں آتے۔ (احمد محمودی)۔

سے وہ اپنے کام میں مصروف ہو گیا اور اس نے بھی ڈھایا اور اس کے ساتھ دوسرے لوگوں نے بھی ڈھانا شروع کر دیا یہاں تک کہ جب وہ اساس ابراہیم علیہ السلام تک ڈھا چکے تو ایسے پتھروں تک پہنچے جو سبز رنگ اور اونٹ کے کوہان کے سے اور ایک دوسرے کو گرفت کئے ہوئے تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے بعض حدیث کی روایت کرنے والوں نے کہا کہ قریش کے ایک شخص نے جو اس کو ڈھا رہا تھا اس کے دو پتھروں کے درمیان سبل داخل کیا تا کہ ان دونوں پتھروں میں سے ایک کو اکھیڑے تو جیسے ہی اس پتھر نے حرکت کی تمام مکہ میں ایک کڑاکا سنائی دیا اور لوگ ابراہیمی اساس کے ڈھانے سے رک گئے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ قریش کو اس کونے میں ایک تحریر ملی (یا کتبہ) یا سریانی میں لکھی ہوئی تھی لوگوں نے اس کو دیکھا تو کچھ نہ سمجھ سکے یہاں تک کہ ایک یہودی نے اسے انہیں پڑھ کر سنایا۔ اس میں لکھا تھا میں مکہ[1] کا مالک اللہ ہوں میں نے اس کو اس وقت پیدا کیا جب آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور چاند سورج کو صورت بخشی میں نے اس کے اطراف سات موحد فرشتوں کو مقرر کر دیا ہے وہ اس کی اس وقت تک حفاظت کرتے رہیں گے جب تک کہ اس کے دونوں پہاڑ باقی رہیں وہ اس کے رہنے والوں کے پانی اور دودھ کے لئے مبارک ہے۔

ابن[2] ہشام نے کہا کہ اخشباہا کے معنی اس کے دونوں پہاڑ کے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ انہوں نے المقام (یعنی مقام ابراہیم) میں ایک تحریر پائی (یا کتبہ) جس میں لکھا تھا یہ اللہ کی حرمت والا گھر ہے اس کا رزق اس کے پاس تین راستوں سے آئے گا جس نے اس کو پہلے پہل (اس حرمت کا) سزاوار بنایا وہ اس کو حلال نہیں کرے گا (بے حرمت نہیں کرے گا)۔

ابن[3] اسحٰق نے کہا کہ لیث بن ابی سلیم نے اس بات کا دعویٰ کیا ہے کہ لوگوں نے کعبہ میں نبی ﷺ کی بعثت سے چالیس سال پہلے ایک پتھر پایا جس میں۔ اگر ان کا دعویٰ صحیح ہے۔ لکھا تھا جو شخص کسی نیکی کی کھیتی بوئے گا تو اس کا پھل رشک حاصل کرے گا۔ (یعنی قابل رشک بن جائے گا) اور جو بدی کی کاشت کرے گا۔ اس کا پھل ندامت حاصل کرے گا۔ (کیا) تم لوگ برائیاں کرو گے اور اس کی جزا اچھی پاؤ گے ہاں

---

1. (ب ج د) میں بکہ ہے۔
2. (الف) میں نہیں ہے۔
3. (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

ہاں (ایسا نہیں ہو سکتا) ببول کے پیڑ سے انگور نہیں توڑے جا سکتے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ پھر اس کی تعمیر کے لئے قریش کے قبیلوں نے پتھر جمع کئے۔ ہر قبیلہ علیحدہ علیحدہ پتھر جمع کرتا تھا پھر انہوں نے اس کی تعمیر شروع کی یہاں تک کہ جب تعمیر رکن (یعنی حجر اسود) کے مقام تک پہنچی تو قبائل میں جھگڑا ہوا ہر قبیلہ چاہتا تھا کہ اس کے مقام پر اس کو خود رکھے نہ کہ دوسرا یہاں تک کہ آپ میں اختلاف ہو گیا اور جتھے جتھے بن گئے اور معاہدے ہو گئے۔ اور سب کے سب جنگ کے لئے تیار ہو گئے۔ اور بنی عبدالدار نے خون سے بھرا ہوا ایک پیالہ لا رکھا اور وہ اور بنی عدی بن کعب بن لوی نے مرنے تک لڑنے کا عہد کیا اور اپنے ہاتھ اس کٹورے میں ڈالے۔ ان لوگوں کا نام "لعقة الدم"۔ یعنی خون چاٹنے والے رکھا گیا۔ غرض قریش چار پانچ روز تک اسی حالت میں رہے۔ پھر وہ سب مسجد میں جمع ہوئے اور مشورہ کیا۔ اور انصاف پر اتر آئے۔ بعض راویوں کا دعویٰ ہے کہ ابو امیہ ابن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر ابن مخزوم نے جو اس سال (یعنی اس وقت) قریش میں سب سے زیادہ سن رسیدہ تھا کہا کہ اے گروہ قریش اس مسجد کے دروازے سے جو پہلا شخص داخل ہو اس کو اپنے آپس کے اختلافی مسئلہ میں فیصلہ کرنے والا بناؤ۔ انہوں نے رائے مان لی پھر ان کے پاس پہلا آنے والا شخص رسول اللہ ﷺ تھے جب انہوں نے آپ کو دیکھا تو کہا یہ تو وہ امین ہے جس کو سب جانتے ہیں۔ یہ محمد ہے ہم راضی ہیں۔ اور جب آپ ان کے پاس پہنچے اور انہوں نے آپ کو اس فیصلہ کے قابل جھگڑے کی خبر دی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے پاس ایک کپڑا لاؤ۔ تو آپ کے پاس کپڑا لایا گیا۔ آپ نے اس رکن (حجر اسود) کو لیا۔ اور اپنے ہاتھ سے اس کپڑے میں رکھا۔ اور فرمایا کہ ہر ایک قبیلہ اس کپڑے کا ایک ایک کونا پکڑے اور سب کے سب مل کر اس کو اٹھاؤ۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ یہاں تک کہ جب وہ اس کو لے کر اس کے مقام تک پہنچے تو آپ نے اپنے دست مبارک سے اس کو رکھ دیا اور اس پر تعمیر ہونے لگی۔ قریش رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہونے سے پہلے آپ کو امین (کہہ کے) پکارا کرتے تھے۔ پھر جب وہ تعمیر سے فارغ ہوئے اور جیسا چاہا اسے تعمیر کیا تو زبیر بن عبدالمطلب نے سانپ کے واقعہ کے متعلق جس کے سبب سے قریش تعمیر کعبہ سے ڈرتے تھے یہ اشعار کہے۔

عَجِبْتُ لَهَا تَصَوَّبَتِ الْعُقَابُ ۔۔۔ اِلَى الثُّعْبَانِ وَهِيَ لَهَا اضْطِرَابُ

مجھے تعجب ہوا کہ عقاب سانپ کی جانب کیوں اتر آیا حالانکہ سانپ تو عقاب کو گھبرا دینے والی چیز ہے۔

وَقَدْ كَانَتْ يَكُوْنُ لَهَا كَشِيْشٌ ۔۔۔ وَاَحْيَانًا يَكُوْنُ لَهَا وِثَابُ

اور اس کی جلد سے کبھی تو ایک خاص قسم کی آواز ہوا کرتی تھی اور کبھی وہ حملہ بھی کیا کرتا تھا۔

اِذَا قُمْنَا اِلَى التَّاْسِيْسِ شَدَّتْ ۔۔۔ تُهَيِّبُنَا الْبِنَاءَ وَ قَدْ تُهَابُ

جب کعبہ کی از سر نو تعمیر کے لئے ہم اٹھے تو وہ ہمیں ڈرانے کے لئے اس عمارت پر سے حملہ کرتا اور وہ خود بھی ڈرتا تھا۔

فَلَمَّا اَنْ خَشِيْنَا الزَّجْرَجَاءَ تْ عُقَابٌ تَتْلَئِبُّ لَهَا انْصِبَابُ

پھر جب ہم اس تکلیف دہی یا نقصان رسانی سے ڈر گئے تو ایک عقاب آیا جس کا نزول راست اسی کے لئے ہوا تھا۔

فَضَمَّهَا آ اِلَيْهَا ثُمَّ خَلَّتْ[1] لَنَا الْبُنْيَانَ لَيْسَ لَهٗ حِجَابُ

اس نے اسے اپنی جانب کھینچ لیا اور ہمارے لئے کعبۃ اللہ کو خالی کر دیا کہ اس (کے پاس جانے) کے لئے کوئی روک نہ رہے۔

فَقُمْنَا حَاشِدِيْنَ اِلَى بِنَاءٍ لَنَا مِنْهُ الْقَوَاعِدُ وَالتُّرَابُ

پس ہم سب کے سب متفق ہو کر جلد تعمیر کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے اس کی بناء اور مٹی کا کام ہمارے ذمہ تھا۔

غَدَاةً نَرْفَعُ التَّاْسِيْسَ مِنْهُ وَلَيْسَ عَلَى مُسَوِّيْنَا ثِيَابُ

جس روز ہم اس کی بنیاد کی تعمیر کر رہے تھے ہم میں کے درست کرنے والے پر کپڑے نہ تھے (یا ہماری شرمگاہوں[2] پر کپڑے نہ تھے یعنی ہم ننگے ہو کر اس کی تعمیر کر رہے تھے زمانہ جاہلیت میں ننگے ہو کر کام کرنے کا بڑا ثواب اور مستعدی اور چستی کا کام سمجھا جاتا تھا)۔

اَعَزَّ بِهِ الْمَلِيْكُ بَنِى لُؤَيٍّ فَلَيْسَ لِاَصْلِهٖ مِنْهُمْ ذَهَابُ

مالک نے اس کام کے ذریعہ بنی لوی کو اعزاز سرفراز فرمایا پس اس عزت کی جڑ ان کے پاس جا نہیں سکتی۔

وَقَدْ حَشَدَتْ هُنَاكَ بَنُوْ عَدِيٍّ وَمُرَّةُ قَدْ تَقَدَّمَهَا كِلَابُ

اس مقام پر بنی عدی بھی جمع تھے اور تیزی سے کام کر رہے تھے اور بنی مرۃ بھی۔ لیکن بنی کلاب تو ان سب سے آگے تھے۔

تَبَوَّاَنَا الْمَلِيْكُ بِذَاكَ عِزًّا وَعِنْدَ اللّٰهِ يُلْتَمَسُ الثَّوَابُ

اس کام کے سبب سے مالک نے ہمیں عزت کا سزاوار بنا دیا۔ اور جزا اور ثواب کی طلب تو اللہ

---

[1] (الف) میں خلت حائے حطی ہے جس کو بتکلف صحیح کہا جا سکتا ہے یعنی بیت اللہ کے ڈھانے کو ہمارے لئے حلال کر دیا۔ (احمد محمودی)

[2] دوسری روایت مساوینا کے لحاظ سے قوسین کے درمیان کا ترجمہ ہے جس کا ذکر ابن ہشام نے آگے کیا ہے۔ (احمد محمودی)

تعالیٰ ہی سے ہوتی ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ مساو ینا ثیاب کی روایت بھی آئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں کعبۃ اللہ اٹھارہ ہاتھ کا تھا۔ اور اس پر سفید سوتی کپڑا ڈالا جاتا تھا۔ پھر دھاری دار یمنی چادریں ڈالی گئیں اور پہلا شخص جس نے اس کو دیبا (ریشمی کپڑا جس کا تانا بانا ریشمی ہو) ڈالا وہ حجاج بن یوسف تھا۔

بیان حمس [۱]

ابن اسحٰق نے کہا کہ قریش نے حمس (کا لقب اختیار کرنے) کی ایک رسم ایجاد کی جس کو انہوں نے غور و خوض کے بعد مناسب سمجھا تھا مجھے خبر نہیں کہ یہ ایجاد واقعہ فیل سے پہلے کا تھا یا اس کے بعد کا۔ انہوں نے کہا کہ ہم ابراہیم علیہ السلام کی اولاد اور حرم میں رہنے والے اور بیت اللہ کے متولی مکہ کے ساکنین اور متوطنین ہیں سارے عرب میں سے کسی کو نہ ہمارا سا حق ہے نہ ہمارا سا مرتبہ و منزلت۔ اور خود عرب بھی اپنی ایسی قدر و منزلت نہیں سمجھتے جیسی قدر و منزلت وہ ہماری جانتے ہیں۔ پس اے حرم کے رہنے والو تم حرم کے باہر کی کسی چیز کی ایسی عزت نہ کرو جیسی تم حرم کی عزت کرتے ہو۔ اگر تم نے (خارج حرم کی چیزوں کا بھی) ایسا ہی احترام کیا تو دوسرے عرب تمہارے پاس کی حرمت والی چیزوں کو سبک سمجھنے لگیں گے۔

انہوں نے کہا کہ حرم کے باہر کی چیزوں کی لوگوں نے ایسی عزت کرنی شروع کی ہے جیسے حرم کی چیزوں کی۔ (اس کا نتیجہ یہ ہوا) کہ انہوں نے عرفات کے میدان میں ٹھہرنا اور وہاں سے سب کے ساتھ نکلنا ترک کر دیا۔ حالانکہ وہ جانتے تھے اور اس امر کا انہیں اقرار بھی تھا کہ وہ مشاعر حج اور دین ابراہیمی میں سے ہے اور اپنے سوا دوسرے عربوں کے وہاں ٹھہرنے اور وہاں سے سب کے ساتھ نکلنے کو لازمی بھی سمجھتے تھے۔ باوجود اس کے وہ کہتے تھے کہ ہم حرم والے ہیں ہمیں یہ مناسب نہیں کہ ہم حرم سے نکلیں اور نہ ہمیں یہ مناسب ہے کہ حرم کے باہر کی چیزوں کی ایسی تعظیم کریں جیسی تعظیم حرم کی ہم کرتے ہیں۔ ہم حمس یعنی حرم والے ہیں اس کے بعد انہوں نے عرب کے ان تمام قبیلوں کے لئے بھی جو ان کی اولاد میں سے تھے۔ خواہ وہ حرم کے رہنے والے ہوں یا غیر حرم کے ان کی اولاد میں ہونے کے سبب سے وہی حقوق قرار دیئے جو ان کے تھے۔ ان کے لئے بھی وہی بات حلال ہوتی جو ان کے لئے حلال ہوتی اور ان کے لئے بھی وہی چیز حرام ہوتی جو ان

---

[۱] حمس کے معنی بہادر خاندانی دلیر۔ اور دینی امور کی سخت پابندی کرنے والے کے ہیں۔ قریش کنانہ اور بنی جدیلہ اور ان کے تابعین نے اپنے ئے یہ لقب اختیار کیا تھا۔ ان کا یہ لقب اختیار کرنا یا تو امور دینداری کی سخت پابندی کی وجہ سے تھا یا اس وجہ سے تھا کہ وہ حمساء یعنی کعبۃ اللہ شریف کی پناہ میں رہنے والے تھے کذا فی منتہی الارب۔ (احمد محمودی)

کے لئے حرام ہوتی۔ اور بنی کنانہ اور بنی خزاعہ بھی مذکورہ امور کے لحاظ سے انہیں میں داخل ہو گئے تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ مجھ سے ابوعبیدہ نحوی نے بیان کیا کہ بنی عامر ابن صعصعۃ بن معاویۃ بن بکر بن ہوازن بھی مذکورہ امور میں انہیں کے ساتھ ہو گئے تھے۔ عمرو بن معدی کرب کا یہ شعر بھی مجھے اسی نے سنایا۔

اَعَبَّاسُ لَوْكَانَتْ شِيَارًا جِيَادُنَا ۔۔۔ بِتَثْلِيثَ مَانَاصَيْتَ بَعْدِى الْاَحَامِسَا

اے عباس جنگ تثلیث کے روز اگر ہمارے گھوڑے موٹے تازے اچھے ہوتے تو تو میرے بعد پھر حمس کا لقب رکھنے والوں (یعنی بنی عامر) سے جھگڑا نہ کرتا۔

ابن ہشام نے کہا کہ تثلیث ان کے شہروں میں ایک مقام کا نام ہے اور شیار کے معنی السمان الحسان ہیں۔ اور لفظ احامس سے شاعر کی مراد بنی عامر ابن صعصعۃ اور عباس سے مراد عباس بن مرداس السلمی ہے جس نے بنی زید پر مقام تثلیث میں لوٹ مار کی تھی۔ اور یہ بیت عمرو کے قصیدے کی ہے۔ اور اسی نے لقیط بن زرارۃ الدارمی کا یہ شعر جنگ جبلہ کے متعلق سنایا۔

اَجْذِمْ اِلَيْكَ اِنَّهَا بَنُوْعَبْس ۔۔۔ اَلْمَعْشَرُ الْجِلَّةُ[1] فِى الْقَوْمِ الْحُمس

تو یہ بات اچھی طرح جان لے کہ وہ بنی عبس ہیں حمس کا لقب اختیار کرنے والے لوگوں میں بڑے گھرانے والے ہیں۔

شاعر نے یہ شعر اس لئے کہا کہ جنگ جبلہ کے روز بنی عبس بنی عامر بن صعصعۃ میں خلفاء تھے۔ اور جنگ جبلہ وہ جنگ تھی جو بنی حنظلہ بن مالک ابن زید مناۃ بن تمیم اور بنی عامر بن صعصعۃ کے درمیان ہوئی تھی۔ اور اس جنگ میں بنی عامر بن صعصعۃ کو بنی حنظلہ پر فتح ہوئی تھی اس جنگ میں لقیط ابن زرارہ بن عدس قتل ہوا۔ اور حاجب بن زرارہ بن عدس قید ہوا اور عمرو بن عمرو بن عدس بن زید بن عبداللہ بن دارم بن مالک بن حنظلہ شکست کھا کر بھاگا اسی جنگ کے متعلق جریر فرزدق سے کہتا ہے۔

كَاَنَّكَ لَمْ تَشْهَدْ لَقِيْطًا وَحَاجِبًا ۔۔۔ وَعَمْرَو بْنَ عَمْرٍو اِذْ دَعَوْا[2] يَالَدَارِمِ

گویا تو نے لقیط و حاجب و عمرو بن عمرو کو اس حالت میں دیکھا ہی نہیں جبکہ وہ پکار رہے تھے کہ اے بنی دارم ہماری امداد کو آؤ۔

---

[1] (الف) میں الحلۃ ہے باحاء حطی ہے جس کے معنی یہ ہوں گے ''باوجود ساکن حل یعنی خارج حرم ہونے کے حمس میں داخل ہیں''۔ (احمد محمودی)

[2] (الف) میں دعا بصیغہ واحد اس صورت میں ضمیر صرف عمرو کی جانب پھرے گی یعنی جبکہ وہ پکار رہا تھا۔ (احمد محمودی)

یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔ پھر ان کا مقابلہ ذی نجب میں ہوا تو بنی حنظلہ کو بنی عامر پر فتح ہوئی۔ اور اس روز حسان بن معاویہ الکندی جس کی کنیت ابو کبشہ تھی قتل کیا گیا۔ اور یزید بن الصعق الکلابی قید ہوا۔ اور طفیل بن مالک بن جعفر بن کلاب ابو عامر بن الطفیل شکست کھا کر بھاگا۔ اس کے متعلق فرزدق کہتا ہے۔

وَمِنْهُنَّ اِذْنَجّٰی طُفَیْلُ بْنُ مَالِكٍ   عَلٰی قُرْزُلٍ رَجْلًا رَكُوْضَ الْهَزَائِمِ

جنگوں میں سے وہ بھی ایک جنگ تھی جبکہ طفیل بن مالک اپنے قرزل نامی گھوڑے پر سوار شکست کی ایڑ لگاتا ہوا بھاگا جا رہا تھا۔

وَنَحْنُ ضَرَبْنَا هَامَةَ ابْنِ خُوَيْلد   يَزِيْدَ عَلٰی اُمِّ الْفِرَاخِ الْجَوَاثِمِ

اور ہم نے یزید بن خویلد کی اس کھوپڑی پر ضرب لگائی جس سے کوئی پرند نہیں اڑا (یعنی اس کا انتقام نہیں لیا گیا)۔[1]

یہ دونوں بیتیں اسی کے قصیدے کی ہیں۔ تو (اس کے جواب میں) جریر نے کہا۔

وَنَحْنُ خَضَبْنَا لِابْنِ كَبْشَةَ تَاجَهٗ   وَلَا قٰی اَمْرَأً فِیْ ضَجَّةِ الْخَيْلِ مِصْقَعَا

ہم نے ابن کبشہ کے تاج کو رنگ دیا اس نے گھوڑوں کے غول میں ایک بلند آواز فصیح و بلیغ شخص سے ملاقات کی تھی۔ (یعنی میرے مقابلے میں آیا تھا)۔ یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔

جنگ جبلہ اور جنگ ذی نجب کے واقعات میں نے جو کچھ بیان کئے وہ اس سے بہت زیادہ طولانی ہیں ان کے مکمل بیان سے مجھے اسی بات نے روک دیا جس کا ذکر میں نے جنگ فجار کے بیان میں کر دیا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ پھر انہوں نے اس رسم حمس میں ایسی ایسی بہت سی باتیں ایجاد کیں جو ان کے پاس نہ تھیں انہوں نے کہا کہ حمس کو اپنی غذا میں پنیر کا استعمال کرنا اور مسکے کو گرم کر کے گھی بنا کر استعمال کرنا ایسی حالت میں نہ چاہئے جبکہ وہ احرام باندھے ہوئے ہوں۔ اور نہ انہیں کمبل کے خیموں میں داخل ہونا چاہئے۔ اور جب تک وہ احرام میں ہوں چمڑے کے خیموں کے سوا کسی اور کے سایہ میں نہ داخل ہوں۔ پھر انہوں نے اس معاملے میں اور ترقی کی اور کہا کہ حرم کے باہر والوں کو چاہئے کہ جب وہ حج و عمرہ کے لئے حرم میں آئیں تو اپنے ساتھ لایا ہوا باہر کا کھانا حرم میں کھائیں۔ اور جب وہ آئیں اور بیت اللہ کا پہلا طواف

---

[1] عرب کا خیال تھا کہ جب کوئی شخص قتل ہو جائے تو اس کی کھوپڑی سے ایک پرند نکل کر چلاتا رہتا ہے حتیٰ کہ اس کے قتل کا انتقام لیا جائے۔ (احمد محمودی)

کریں تو حمس کے کپڑوں کے سوا دوسرے کپڑوں میں طواف نہ کریں۔ اگر حمس کے کپڑوں میں انہیں کوئی کپڑا نہ ملے تو ننگے بیت اللہ کا طواف کریں۔ اگر ان میں کے کسی ذی عزت مرد یا عورت کو حمس کا کوئی کپڑا نہ ملے اور وہ اپنی عزت کا خیال کر کے اپنے انہیں کپڑوں میں طواف کرلے جس کو وہ حرم کے باہر سے لایا ہو تو اس کو چاہئے کہ اپنے طواف کے بعد اسے اتار پھینکے اور پران کپڑوں سے کوئی شخص بھی استفادہ نہ کرے اور نہ اسے کبھی کوئی شخص چھوئے نہ خود وہ اور نہ اس کے علاوہ اور کوئی شخص۔ عرب ان کپڑوں کو لقی کہتے تھے انہیں احکام پر انہوں نے عربوں کو ابھارا اور انہوں نے ان کی اطاعت کی دوسرے لوگ عرفات پر ٹھہرتے اور وہیں سے طواف کے لئے مکہ آتے اور بیت اللہ کا طواف ننگے کرتے تھے۔ مرد ننگے طواف کرتے۔ لیکن عورتیں چاک والے کرتوں کے سوا سب کپڑے اتار دیتیں اور اسی ایک کرتی میں طواف کرتیں۔ ایک عورت نے اسی حالت میں بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے یہ شعر کہا ہے۔

اَلْيَوْمَ يَبْدُوْ بَعْضُهٗ اَوْ كُلُّهٗ وَمَا بَدَا مِنْهُ فَلَا اُحِلُّهٗ

آج اس چیز کا کچھ حصہ یہ پورا حصہ بے پردہ ہو جائے گا۔ لیکن اس کا جو حصہ بھی بے پردہ ہو میں اس کو حلال (یا وقف برائے عام) نہیں کروں گی۔

اور اگر حرم کے باہر کا کوئی شخص اپنے انہیں کپڑوں میں طواف کر لیتا جس کو پہنے ہوئے وہ بیرون حرم آیا تھا۔ تو وہ ان کو اتار پھینکتا اور ان سے کوئی شخص استفادہ نہ کرتا۔ نہ وہ اور نہ اس کے سوا کوئی اور عرب کا ایک شخص اپنے ان کپڑوں میں سے ایک کپڑے کا ذکر کرتا ہے جس کو اس نے اتار پھینکا تھا۔ اور وہ اس کے پاس نہ جاتا تھا۔ حالانکہ اسے وہ کپڑا بے انتہا پسند تھا وہ کہتا ہے۔

كَفٰى حَزَنًا كَرِّىْ عَلَيْهَا كَاَنَّهَا[1] لُقًى بَيْنَ اَيْدِى الطَّائِفِيْنَ حَرِيْمُ

میرا اس کے پاس سے بار بار گزرنا غم کھانے کے لئے کافی ہے گویا وہ طواف کے بعد کا پھینکا ہوا کپڑا ہے جو طواف کرنے والوں کے سامنے پڑا ہے لیکن لوگوں کا ہاتھ لگنے سے محروم ہے۔

شاعر نے (حریم کا جو لفظ استعمال کیا ہے اس سے اس) کی مراد یہ ہے کہ وہ چھوا نہیں جاتا۔ عرب کا یہی حال رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا اور جب اس نے آپ کا دین مستحکم فرمایا اور آپ کے لئے سنن حج مشروع فرمائے تو آپ پر یہ آیت نازل فرمائی:

﴿ ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴾

---

1 (الف) میں کالہا ہے۔ (احمد محمودی)

''پھر وہیں سے تم بھی چلو جہاں سے (تمام) لوگ چلتے ہیں اور اللہ سے مغفرت طلب کرو بے شبہ اللہ بڑا مغفرت کرنے والا اور بڑا رحم کرنے والا ہے''۔

یہاں تم سے مراد قریش ہیں۔ اور الناس سے مراد تمام عرب کے لوگ ہیں۔ پس آپ حج کے سال سب کو عرفات لے گئے اور وہیں ٹھہرے رہے اور وہیں سے (طواف کے لئے مکہ) تشریف لائے اور اہل حرم نے لوگوں پر جو ان کی غذاؤں اور ان کے لباس کو بیت اللہ کے پاس استعمال کرنا حرام قرار دیا تھا کہ وہ ننگے طواف کرتے تھے اور ان کے حرم کے باہر سے لائے ہوئے کھانے کو حرام کر دیا تھا ان کے متعلق اللہ تعالیٰ نے آپ پر یہ احکام نازل فرمائے:

﴿ يَا بَنِيْ آدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبَاتِ مِنَ الرِّزْقِ؟ قُلْ: هِيَ لِلَّذِيْنَ آمَنُوْا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيَامَةِ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴾

''اے آدم کے بچو ہر مسجد (میں آنے) کے وقت اپنی زینت (کی چیز لباس پہن) لو اور حرم کے باہر سے لائی ہوئی کھانے پینے کی چیزیں) کھاؤ پیو اور (ان چیزوں کو بے کار پھینک کر) اسراف نہ کرو۔ واقعہ یہ ہے کہ وہ اسراف کرنے والوں سے محبت نہیں رکھتا۔ (اے نبی) ان سے کہو کہ اللہ کی زینت جس کو اس نے اپنے بندوں کے لئے پیدا فرمایا ہے اور رزق میں کی پاک صاف چیزوں کو حرام کس نے کیا۔ (ان سے) کہو یہ چیزیں اس دنیوی زندگی میں ان لوگوں کے لئے (بھی) ہیں جو ایمان لائے ہیں اور قیامت کے روز (تو) خالص (انہیں کے لئے) ہیں۔ جو لوگ علم رکھتے ہیں ہم ان کو ایسی ہی تفصیل سے احکام بتاتے ہیں''۔

پس اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو جب مبعوث فرمایا تو اسلام کے ذریعے حمس کی رسم کو اور لوگوں کے ساتھ قریش کے اس برتاؤ کو جس کا انہوں نے ایجاد کیا تھا پست اور رذیل کر دیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے اور انہوں نے عثمان بن ابی سلیمان[1] بن جبیر بن مطعم سے انہوں نے اپنے چچا نافع بن جبیر سے انہوں نے اپنے والد جبیر بن مطعم سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ کو آپ پر وحی نازل ہونے سے پہلے اس حال میں دیکھا کہ آپ اپنے ایک اونٹ پر عرفات میں تمام لوگوں کے ساتھ اپنی قوم کے درمیان ٹھہرے ہوئے ہیں یہاں تک کہ اللہ عزوجل نے آپ کو جو توفیق عطا فرمائی تھی اس کے سبب آپ وہاں سے انہیں سب کے ساتھ نکل رہے ہیں۔ ﷺ تسلیما کثیرا۔

---

[1] (الف) میں سلمان ہے اور (ب ج د) میں سلیمان۔ (احمد محمودی)

رجم شیاطین کا حادثہ اور کاہنوں کا رسول اللہ ﷺ کے ظہور سے خوف دلانا

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے پہلے ہی جب آپ کا زمانہ بعثت قریب ہو گیا تو یہود میں کے احبار (علما) اور نصاریٰ میں کے راہب (پرہیزگار) اور عربوں میں کے کاہن آپ کے متعلقہ حالات کی خبریں دیا کرتے تھے۔ یہود کے احبار اور نصاریٰ میں کے راہبوں کے علم کا ذریعہ تو وہ تھا جو انہوں نے اپنی کتابوں میں آپ کی صفت اور آپ کے زمانے کی صفت کے متعلق پایا تھا اور ان کے انبیا نے آپ کے متعلق ان سے جو عہد لیا تھا۔ اور عرب کے کاہنوں کے علم کا ذریعہ جنوں میں کے شیطان تھے جو ان کے پاس خبریں چرا کر لاتے تھے جب کہ ان کی حالت یہ تھی کہ انہیں نجوم سے مار کر ان خبروں سے روکا نہ جاتا تھا۔ کاہن مرد اور کاہنہ عورتوں کی جانب سے ہمیشہ آپ کے متعلق بعض امور کا ذکر ہوتا رہا ہے جس کی عرب کچھ پروا نہ کرتے تھے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث فرمایا اور وہ تمام باتیں جن کا وہ ذکر کیا کرتے تھے واقعہ بن گئیں۔ تب انہوں نے اس کو جانا۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ کی نبوت کا زمانہ قریب ہو گیا اور آپ مبعوث ہو گئے تو شیاطین (اخبار کے) سننے سے روک دیئے گئے۔ اور ان کے ان مقامات کے درمیان جہاں وہ بیٹھ کر خبریں سنا کرتے تھے روک پیدا کر دی گئی اور ان پر تارے برسائے گئے۔ تو جنوں نے بھی جان لیا کہ خدائے تعالیٰ کے احکام میں سے کسی خاص حکم کے سبب سے یہ واقعات ہو رہے ہیں جو اس کے بندوں میں جاری ہو رہا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو جب مبعوث فرمایا اور جب جنوں کو خبروں کے سننے سے روک دیا گیا۔ اور انہوں نے اس عظیم الشان خبر کو جان لیا اور بڑی بڑی علامتیں دیکھ لیں پھر بھی انہوں نے اس میں سے بعض چیزوں کا انکار کر دیا تو ان واقعات کی خبر اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کو ان الفاظ میں دیتا ہے:

﴿ قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا يَّهْدِيْٓ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا وَّ اَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا وَاَنَّهٗ كَانَ[1] يَقُوْلُ سَفِيْهُنَا عَلَى اللّٰهِ شَطَطًا وَاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ تَقُوْلَ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ﴾

"(اے نبی) کہہ دو میری جانب وحی کی گئی ہے کہ جنوں میں کے ایک گروہ نے (قرآن) کو سنا تو کہا کہ ہم نے ایک عجیب طرح کا قرآن سنا ہے جو سیدھی راہ بتاتا ہے تو ہم اس پر ایمان لائے اور (اب) ہم اپنے پروردگار کے ساتھ کبھی کسی کو شریک نہ کریں گے اصل یہ ہے کہ ہمارے

---

[1] خط کشیدہ آیات قرآنیہ (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

پروردگار کی شان بہت برتر ہے اس نے نہ کسی کو شریک زندگی بنالیا ہے نہ کسی کو بیٹا۔ واقعہ یہ ہے کہ ہم میں کا بے وقوف شخص اللہ پر دور از کار باتیں بنایا کرتا تھا۔ ہمیں تو یہی خیال رہا کہ انس و جن (میں سے کوئی بھی) اللہ پر جھوٹے الزامات ہرگز نہ لگائے گا''۔

﴿ وَاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا اِلٰى قَوْلِهٖ وَاَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا وَّاَنَّا لَا نَدْرِيْٓ اَشَرٌّ اُرِيْدَ بِمَنْ فِي الْاَرْضِ اَمْ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا ﴾

''بات یہ ہے کہ انسانوں میں کے بعض اشخاص جنوں میں کے بعض افراد کی پناہ لیا کرتے تھے تو انہوں نے ان کو جہالت' سرکشی اور افتراپردازی میں بڑھادیا ہے۔

(اللہ تعالیٰ کے اس قول تک)

اور ہم (خبریں) سننے کے لئے اس (آسمان) کے چند مقاموں پر بیٹھا کرتے تھے اور اب جو سننا چاہتا ہے وہ اپنی گھات میں شہاب کو پاتا ہے۔ اور ہم نہیں جانتے کہ (اس تغیر سے) زمین والوں کے ساتھ برائی کا ارادہ کیا گیا ہے یا ان کے پروردگار نے ان کی رہنمائی کا ارادہ فرمایا ہے''۔

پھر جب جنوں نے قرآن سنا تو جان لیا کہ قرآن کے نزول سے پہلے اسی وجہ سے ان کو (اخبار سماوی کے) سننے سے روکا گیا ہے کہ کہیں وحی دوسری سماوی خبروں سے مشتبہ نہ ہو جائے اور جو باتیں اللہ تعالیٰ کی جانب سے وحی میں آئی ہیں وہ زمین والوں کے پاس مشکوک نہ ہو جائیں۔ تاکہ حجت قائم رہے اور شبہوں کا ایسا خاتمہ ہو۔ کہ لوگ ایمان لائیں اور تصدیق کریں۔ اس وحی الٰہی کو سننے کے بعد جن اپنی قوم کو ڈرانے کے لئے لوٹ گئے۔

﴿ قَالُوْا يٰقَوْمَنَآ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ وَاِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۔ الآية ﴾

''انہوں نے کہا اے ہماری قوم ہم نے ایک کتاب سنی ہے جو موسیٰ کے بعد اتری ہے۔ اور اس سے پہلے نازل شدہ کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے حق اور سیدھے راستے کی جانب رہنمائی کرتی ہے۔ آخر آیت تک''۔

جن جو یہ کہا کرتے تھے کہ ''انسانوں میں کے بعض اشخاص جنوں میں کے بعض افراد کی پناہ لیا کرتے تھے تو انہوں نے ان کو جہالت' سرکشی اور افتراپردازی میں بڑھادیا'' اس کا واقعہ یہ ہے کہ عرب کے لوگ

قریش اوران کے علاوہ دوسرے بھی جب سفر کرتے اور رات گزارنے کے لئے کسی وادی میں اترتے تو یہ کہا کرتے تھے کہ میں آج رات اس وادی میں غلبہ رکھنے والے جن کی پناہ لیتا ہوں اس برائی سے جواس وادی میں ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ رہق کے معنی طغیان وسفہ کے ہیں۔رؤبۃ بن العجاج نے کہا۔

اِذْ تَسْتَبِی الْهَيَّامَةَ الْمُرَهَّقَا

''اس وقت کا خیال کروجبکہ وہ عورت سرگشتہ اور نادان نوجوان کو پھانس لیتی تھی''۔

یہ بیت اس کے رجزیہ اشعار میں کی ہے۔رہق کے معنی کسی چیز کی ایسی تلاش کرنے کے بھی ہیں کہ تم اس سے قریب ہو جاؤ خواہ اسے حاصل کرلو یا نہ حاصل کرو۔رؤبۃ بن العجاج[۱] گورخر کا وصف بیان کرتے ہوئے کہتا ہے۔

بصبصن وَاقْشَعْرَرْنَ مِنْ خَوْفِ الرَّهَقْ

''شکار کی تلاش کرنے والے کے قریب ہونے کے ڈر سے وہ دم ہلاتے اور کانپنے لگتے ہیں''۔

یہ بیت اس کے رجزیہ اشعار کی ہے۔اور رہق مصدر بھی ہے (جس کے معنی تکلیف جھیلنا اور بار اٹھانا ہے) ایک شخص دوسرے سے کہتا ہے۔رَهِقْتُ الْاِثْمَ اَوِالْعُسْرَ الَّذِی ارْهَقْتَنِی رَهَقًا شَدِیْدًا۔میں نے اس گناہ یا اس سختی کو برداشت کرلیا۔جس کا سخت بار تو نے مجھ پر ڈالا۔اللہ تعالیٰ کی کتاب میں ہے فَخَشِيْنَآ اَنْ يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّكُفْرًا۔ہم نے خوف کیا کہ کہیں وہ ان دونوں (ماں باپ) پر سرکشی اور کفر کا بار نہ ڈالے۔اور[۲] فرمایا:

وَلَا تُرْهِقْنِیْ مِنْ اَمْرِیْ عُسْرًا۔ ''میرے معاملے میں مجھ پر سخت بار نہ ڈالنا''۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے یعقوب بن عتبہ بن المغیرہ بن الاخنس نے کہا کہ ان سے بیان کیا گیا ہے کہ جب تاروں سے (جنوں کو) مارا گیا تو تو عرب کا پہلا شخص جو تاروں کو ٹوٹتا دیکھ کر گھبرایا وہ بنی ثقیف میں کا تھا اور وہ لوگ انہیں میں کے ایک شخص عمرو بن امیہ نامی کے پاس گئے جو بنی علاج[۳] میں سے تھا۔راوی نے کہا کہ رائے کے لحاظ سے وہ تمام عرب میں سب سے زیادہ ہوشیار اور چالاک تھا۔انہوں نے اس سے کہا

---

۱ (الف) میں نہیں ہے۔(احمد محمودی)

۲ وقولہ کے بجائے (الف) میں الی قولہ لکھا ہے جو غلط ہے۔(احمد محمودی)

۳ (ب ج د) میں احد بنی العلاج ہے اور (الف) میں امیۃ بن العلاج ہے۔(احمد محمودی)

اے عمرو کیا تو نے یہ تارے پھینکے جانے کا آسمان کا نیا واقعہ نہیں دیکھا اس نے کہا کیوں نہیں (دیکھا تو ہے)۔

لیکن انتظار کرو اور دیکھو کہ اگر یہ تارے وہی ہیں جن سے بر و بحر میں رہنمائی حاصل ہوتی اور جن سے موسم گرما و سرما کی شناخت ہوتی ہے جس سے لوگ اپنی زندگی کے وسیلوں کی درستی کر لیتے ہیں اور یہ وہی تارے ہیں جو پھینکے جارہے ہیں تو خدا کی قسم بساط دنیا اب لپیٹی جارہی ہے اور یہ اس مخلوق کی بربادی کا سامان ہے جو اس دنیا میں رہتی ہے۔ اور اگر یہ تارے ان تاروں کے سوا اور ہیں۔ اور وہ اپنی جگہ پر قائم اور بحال خود ہیں تو یہ اللہ تعالیٰ کا خاص ارادہ ہے جو اس مخلوق سے ہے۔ لیکن وہ کیا ہے (خدا ہی جانے)۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ محمد بن مسلم بن شہاب الزہری نے علی بن حسین ابن علی بن ابی طالب (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم) سے اور انہوں نے عبداللہ ابن عباس سے اور انہوں نے چند انصار کے لوگوں سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا:

مَاذَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ فِيْ هٰذَا النَّجْمِ الَّذِيْ يُرْمٰى بِهٖ.

''تم ان تاروں کے متعلق جن کو پھینکا جاتا ہے کیا کہا کرتے تھے۔ انہوں نے کہا اے اللہ کے نبی جب ہم انہیں پھینکے جاتے ہوئے دیکھتے تو کہتے تھے کوئی بادشاہ مر گیا۔ کوئی بادشاہ برسر حکومت ہوگا۔ کوئی لڑکا پیدا ہوا۔ کوئی لڑکا مر گیا۔

تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

لَيْسَ ذٰلِكَ كَذٰلِكَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى كَانَ اِذَا قَضٰى فِيْ خَلْقِهٖ اَمْرًا سَمِعَهٗ حَمَلَةُ الْعَرْشِ، فَسَبَّحُوْا فَسَبَّحَ مَنْ تَحْتَهُمْ فَسَبَّحَ لِتَسْبِيْحِهِمْ مَنْ تَحْتَ ذٰلِكَ فَلَا يَزَالُ التَّسْبِيْحُ يَهْبِطُ حَتّٰى يَنْتَهِيَ اِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَيُسَبِّحُوْا، ثُمَّ يَقُوْلُ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ مِمَّ سَبَّحْتُمْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: سَبَّحَ مَنْ فَوْقَنَا فَسَبَّحْنَا لِتَسْبِيْحِهِمْ فَيَقُوْلُوْنَ: اَلَا تَسْاَلُوْنَ مَنْ فَوْقَكُمْ مِمَّ سَبَّحُوْا، فَيَقُوْلُوْنَ مِثْلَ ذٰلِكَ، حَتّٰى يَنْتَهُوْا اِلٰى حَمَلَةِ الْعَرْشِ، فَيُقَالُ: لَهُمْ: مِمَّ سَبَّحْتُمْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ. قَضَى اللّٰهُ فِيْ خَلْقِهٖ كَذَا وَكَذَا، لِلْاَمْرِ الَّذِيْ كَانَ، فَيَهْبِطُ بِهِ الْخَبَرُ مِنْ سَمَاءٍ اِلٰى سَمَاءٍ، حَتّٰى يَنْتَهِيَ اِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا، فَيَتَحَدَّثُوْا بِهٖ فَتَسْتَرِقُهُ الشَّيَاطِيْنُ بِالسَّمْعِ عَلٰى تَوَهُّمٍ وَاخْتِلَافٍ ثُمَّ يَاْتُوْا بِهِ الْكُهَّانَ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ فَيُحَدِّثُوْهُمْ بِهٖ، فَيُخْطِئُوْنَ وَيُصِيْبُوْنَ، فَيَتَحَدَّثُ بِهِ الْكُهَّانُ فَيُصِيْبُوْنَ بَعْضًا وَيُخْطِئُوْا بَعْضًا، ثُمَّ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ حَجَبَ الشَّيَاطِيْنَ بِهٰذَا النُّجُوْمِ الَّتِيْ يُقْذَفُوْنَ بِهَا، فَانْقَطَعَتِ الْكَهَانَةُ الْيَوْمَ فَلَا كَهَانَةَ.

''وہ ایسا نہیں ہے بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی مخلوق کے متعلق جب کوئی فیصلہ فرماتا تو حاملان عرش اس کو سن کر تسبیح کرتے تو ان کے نیچے والے بھی تسبیح کرتے۔ اوران کی تسبیح کی وجہ سے ان کے تحت والے بھی تسبیح کرتے۔ اسی طرح تسبیح اترتی چلی آتی یہاں تک کہ دنیوی آسمان تک پہنچ جاتی پھر وہ آپس میں ایک دوسرے سے پوچھتے تم نے کیوں تسبیح کی وہ کہتے ہمارے اوپر والوں نے تسبیح کی تو ہم نے بھی تسبیح کی۔ وہ کہتے کہ تم اپنے اوپر والوں سے کیوں نہیں پوچھتے کہ انہوں نے کیوں تسبیح کی۔ پھر وہ بھی اسی طرح کہتے یہاں تک کہ حاملان عرش تک پہنچ جاتے اوران سے پوچھا جاتا کہ انہوں نے کیوں تسبیح کی تو وہ کہتے کہ اللہ نے اپنی مخلوق کے فلاں معاملے میں ایسا ایسا فیصلہ فرمایا ہے۔ تو وہ خبر ایک ایک آسمان سے ہوتی ہوئی اترتی یہاں تک کہ دنیوی آسماں تک پہنچتی اور وہ اس کو بیان کرتے۔ تو شیاطین اسے چوری سے توہم واختلاف کے ساتھ سنتے۔ پھر وہ زمیں پر رہنے والے کاہنوں کے پاس لاتے اوران سے بیان کرتے تو کبھی غلطی کر جاتے اور کبھی صحیح بتا دیتے پھر کاہن دوسروں سے بیان کرتے تو بعض (خبریں) صحیح بتاتے اور بعض میں غلطی کر جاتے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان تاروں کے ذریعے جو ان پر پھینکے جاتے تھے شیاطین کو روک دیا۔ اور کہانت ختم ہوگئی اوراب کہانت باقی نہ رہی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عمرو بن ابوجعفر نے محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لبیبۃ سے اورانہوں نے علی بن حسین بن علی رضوان اللہ علیہ سے ابن شہاب کی حدیث ہی کی طرح انہیں (علی بن حسین) سے روایت کی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بعض اہل علم نے مجھ سے بیان کیا کہ بنی سہم میں کی ایک عورت جس کو الغیطلہ کہا جاتا تھا جاہلیت میں کاہنہ تھی۔ ایک رات اس کے پاس اس کا ساتھی (جن) آیا اور دھڑام سے اس کے نیچے کی جانب گر پڑا۔ پھر کہا۔

ادر[1] ما ادر یوم عقر و نحر

''میں ایک عظیم الشان واقعہ کو جانتا ہوں کہ وہ زخمی کرنے اور گلے کاٹنے کا روز ہے''۔

قریش کو جب اس کی خبر پہنچی تو انہوں نے کہا کہ اس کا کیا مطلب ہے پھر وہ دوسری رات آیا اور دھڑام سے اس کے نیچے کی جانب گر گیا۔ اور کہا۔

---

[1] غالباً اس کے آخر سے یا تخفیف یا قافیہ کے لئے حذف کردی گئی ہے یعنی اصل میں ادوی ما ادری تھا ورنہ کوئی اور معنی سمجھ میں نہیں آتے (احمد محمودی)۔

شُعُوْبٌ مَا شُعُوْبٌ تُصْرَحُ فِيْهِ كَعْبٌ لِجُنُوْب

''درے درے کیا چیز ہیں وہ جب میں کعب اپنے پہلوؤں کے بل پچھڑ جائیں گے''۔

اور جب یہ خبر قریش کو پہنچی تو انہوں نے کہا ان سے اس کا کیا مقصد ہے یہ واقعہ تو ضرور ہونے والا ہے۔ پس خبر کرو کہ آخر وہ ہے کیا۔ لیکن انہوں نے اس کو نہ پہچانا۔ یہاں تک کہ جب واقعہ بدر واحد دروں میں واقع ہوئے تو انہوں نے جانا کہ یہی وہ بات تھی جس کی خبر اس (جن) نے اپنی ساتھ والی عورت کو دی تھی۔

ابن ہشام نے کہا کہ الفیطلۃ مدلج بن مرۃ کی برادری میں سے بنی مرۃ ابن عبد مناۃ بن کنانہ میں کی تھی۔ اور یہی ام الفیاطل ہے جن کے متعلق ابو طالب نے اپنے ایک شعر میں کہا ہے۔

لَقَدْ سَفِهَتْ اَحْلَامُ قَوْمٍ تَبَدَّلُوْا بَنِيْ خَلَفٍ قَيْظًا بِنَا وَالْغَيَاطِلِ

ان لوگوں کی عقلیں ماری گئی ہیں جنہوں نے ہمارے اور بنی غیطلہ کے بجائے بنی خلف کو اختیار کرلیا ہے۔

اس عورت کی اولاد کو غیاطل کہا جاتا تھا اور لوگ بنی سہم بن عمرو بن ہصیص میں سے ہیں۔ اور یہ بیت ابوطالب کے ایک قصیدے میں کی ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے چاہا تو میں عنقریب ان کے مقام پر ذکر کروں گا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے علی بن نافع الجرشی نے بیان کیا کہ زمانہ جاہلیت میں جنب نامی یمن کے ایک قبیلہ کا ایک کاہن تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ کی حالت کا شہرہ ہوا اور تمام عرب میں پھیل گیا تو راوی نے کہا کہ قبیلہ جنب نے اس کاہن سے کہا کہ ہم پر مہربانی کر کے اس شخص کے متعلق دیکھو اور اس شخص کے پاس اس کے پہاڑ کے نیچے سب کے سب جمع ہوئے۔ جب سورج نکلا تو وہ ان کے پاس اتر آیا۔ اور اپنی ایک کمان پر سہارا دے کر ان کے لئے سوچتا ہوا کھڑا ہو گیا۔ پھر وہ بہت دیر تک اپنا سر آسمان کی جانب اٹھائے رہا۔ پھر وہ کودنے لگا پھر کہا۔ لوگو اللہ نے محمد کو بزرگی عنایت فرمائی اور آپ کو انتخاب فرمایا ہے آپ کے دل کو پاک صاف کر کے اسے (نور سے) بھر دیا ہے لوگو ان کا قیام تم میں چند روز کے لئے ہے پھر وہ اپنے پہاڑ میں جہاں سے آیا تھا وہاں چلا گیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے ایک ایسے شخص نے جس کو میں جھوٹا نہیں کہہ سکتا عثمان بن عفان کے غلام عبداللہ بن کعب سے روایت کی انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں عمر ابن الخطاب بیٹھے ہوئے تھے کہ عرب کا ایک شخص مسجد میں عمر بن الخطاب کی تلاش میں آیا۔ جب عمر رضی اللہ عنہ[1] نے اس کو دیکھا تو فرمایا یہ شخص

[1] (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

اپنے شرک ہی پر قائم ہے اس نے شرک کو ابھی تک نہیں چھوڑا یا یہ فرمایا کہ وہ زمانہ جاہلیت میں کاہن تھا۔ اس شخص نے آپ کو سلام کیا اور بیٹھ گیا۔ تو عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا۔ کیا تو نے اسلام اختیار کر لیا ہے اس نے کہا جی ہاں اے امیر المومنین فرمایا کیا تو زمانہ جاہلیت میں کاہن تھا۔ اس شخص نے کہا سبحان اللہ اے امیر المومنین آپ نے میری نسبت ایسا خیال فرمایا۔ اور آپ نے مجھ سے ایسے معاملے کی نسبت گفتگو کا آغاز فرمایا ہے کہ جب سے آپ اس عظیم الشان خدمت پر فائز ہوئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے اپنی رعایاء میں سے کسی سے اس معاملے میں گفتگو نہیں فرمائی آپ نے فرمایا اللہ مغفرت فرمائے ہم زمانۂ جاہلیت میں اس سے بدتر حالت پر تھے بتوں کی پوجا کرتے اور مورتوں سے چمٹے رہتے تھے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے رسول اور اسلام کے ذریعے عزت بخشی۔ اس نے کہا جی ہاں اے امیر المومنین اللہ کی قسم میں زمانہ جاہلیت میں بے شک کاہن تھا۔ فرمایا اچھا تو مجھے بتاؤ کہ تمہارے ساتھ (جن) نے تمہیں کیا خبر دی تھی۔ انہوں نے کہا اسلام سے ایک ماں یا کچھ دنوں پہلے وہ میرے پاس آیا اور کہا۔

اَلَمْ تَرَاِلَی الْجِنِّ وَاِبْلَاسِھَا، وَاِیَاسِھَا مِنْ دِیْنِھَا، وَلُحُوْقِھَا بِالْقِلَاصِ وَاَحْلَاسِھَا.

کیا تو نے جنوں اور ان کے حزن و ملال اور ان کی اپنے دین سے ناامیدی اور ان کے اونٹوں اور ان کے پالانوں کو لازم کر لینے (یعنی تیاری سفر) پر غور نہیں کیا۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ کلام سجع ہے شعر نہیں ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ عبداللہ بن کعب نے کہا کہ اس کے بعد عمر ابن الخطاب نے لوگوں سے گفتگو کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ کی قسم میں زمانہ جاہلیت کے بتوں میں سے ایک بت کے پاس قریش کے چند آدمیوں کے ساتھ تھا کہ عرب کے ایک شخص نے اس کے لئے ایک بچھڑا ذبح کیا اور ہم اس کی تقسیم کا انتظار کر رہے تھے کہ وہ اس میں سے ہم پر تقسیم کرے گا۔ یکا یک میں نے اس بچھڑے کے اندر سے ایک ایسی آواز سنی کہ اس سے زیادہ بلند آواز میں نے کبھی نہیں سنی تھی اور یہ واقعہ اسلام کے ظہور سے کچھ ہی دنوں پہلے کا ہے ایک مہینہ یا کچھ دنوں کا ہے وہ آواز کہہ رہی تھی۔

یَا ذَرِیْحُ، اَمْرٌ نَجِیْحٌ، رَجُلٌ یَصِیْحٌ، یَقُوْلُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ.

اے (خون میں نہائے ہوئے) لال (بچھڑے)۔ ایک کامیابی کا معاملہ ہے ایک شخص بلند آواز سے پکار رہا ہے لا الہ الا اللہ۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض روایتوں میں۔

رَجُلٌ یَصِیْحٌ، بِلِسَانٍ فَصِیْحٍ، یَقُوْلُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ.

''ایک شخص بزبان فصیح بلند لا الہ الا اللہ کہہ رہا ہے'' بعض اہل علم نے مجھ سے ان شعروں کی بھی روایت کی ہے۔

عَجِبْتُ لِلْجِنِّ وَاِبْلَاسِهَا وَشَدِّهَا الْعِيْسَ بِاَحْلَاسِهَا

میں نے جنوں ۔حزن وملال اوران کے اونٹوں پر زینیں کسنے پر تعجب کیا۔

تَهْوِىْ اِلٰى مَكَّةَ تَبْغِى الْهُدٰى مَا مُؤْمِنُوا الْجِنِّ كَاَنْجَاسِهَا

جو مکہ کی جانب ہدایت کی تلاش میں چلے جارہے تھے (کیوں نہ جاتے کہ) ایماندار جن نجس جنوں کے سے تو ہو نہیں سکتے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ یہ وہ خبریں تھیں جو عرب کے کاہنوں کے متعلق ہمیں پہنچی ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہودیوں کا ڈرانا

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عاصم بن قتادہ نے اپنی قوم کے چند لوگوں سے روایت کی انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی ہدایت کے ساتھ ساتھ جس چیز نے ہمیں اسلام کی جانب متوجہ کیا وہ باتیں تھی جو ہم یہودیوں سے سنا کرتے تھے ہم تو مشرک اور بت پرست تھے۔ اور وہ اہل کتاب تھے۔ ان کے پاس ایک قسم کا علم تھا جو ہمارے پاس نہ تھا۔ ان میں ہم میں ہمیشہ لڑائیاں ہوا کرتی تھیں۔ جب ہم ان سے کوئی چیز لے لیتے جس کو وہ ناپسند کرتے تو وہ ہم سے کہتے۔ کہ ایک نبی کا زمانہ قریب آ گیا ہے۔ اور اب وہ مبعوث ہوں گے اور ہم ان کے ساتھ ہو کر تم کو اس طرح قتل کریں گے جیسے عاد وارم کو قتل کیا گیا۔ اور یہ بات ہم ان سے اکثر سنا کرتے تھے۔ اور جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور آپ نے ہمیں اللہ تعالیٰ کی جانب دعوت دی تو ہم نے اس کو قبول کیا۔ اور ہم نے اس چیز کو جان لیا جس سے وہ ہمیں ڈرایا کرتے تھے اور اس کی جانب ہم نے ان سے سبقت کی ہم اس پر ایمان لائے اور انہوں نے اس کا انکار کیا تو ہمارے اور ان کے بارے میں (سورۂ) بقر کی یہ آیتیں نازل ہوئیں۔

﴿ وَلَمَّا جَاءَهُمْ كِتَابٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَافِرِيْنَ ﴾

''اور جب ان کے پاس اللہ کے پاس سے ایسی کتاب آئی جو اس چیز کی تصدیق کرنے والی تھی جو ان کے ساتھ ہے حالانکہ وہ اس سے پہلے امداد طلب کرتے تھے ان لوگوں پر جنہوں نے کفر کیا پھر جب ان کے پاس وہ چیز آ گئی جس کو انہوں نے پہچان بھی لیا تو انہوں نے اس کا انکار کیا اور حق

پوشی کی پس انکار و حق پوشی کرنے والوں پر اللہ کی لعنت ہے''۔

ابن ہشام نے کہا یستفتحون کے معنی یستنصرون کے ہیں یعنی امداد طلب کرتے۔ اور یستفتحون کے معنی یتحاکمون کے بھی ہیں۔ یعنی حکم بناتے یا دعویٰ دائر کرتے یا فیصلہ طلب کرتے۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں ہے:

﴿ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِيْنَ ﴾

''اے ہمارے پروردگار ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان تو حق کے موافق فیصلہ فرما۔ اور تو تو فیصلہ کرنے والوں میں سب سے بہتر ہے''۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے صالح بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف[1] نے بنی عبدالاشہل والے محمود بن لبید سے اور انہوں نے سلمہ ابن سلامۃ بن وقش سے روایت کی اور سلمہ اصحاب بدر میں سے تھے انہوں نے کہا کہ بنی عبدالاشہل میں کے یہودیوں میں سے ایک شخص ہمارا پڑوسی تھا انہوں نے کہا کہ وہ اپنے گھر سے نکل کر ایک روز ہمارے پاس آیا۔ یہاں تک کہ وہ بنی اشہل کے (محلہ کے) پاس آ کر کھڑا ہو گیا سلمہ نے کہا میں ان دنوں ان سب میں جو وہاں تھے کم عمر تھا۔ اپنے لوگوں کے صحن میں اپنی ایک چادر پر لیٹا ہوا تھا۔ قیامت بعث' حساب' میزان' جنت' اور دوزخ کا ذکر ہوا۔ راوی نے کہا کہ اس نے یہ باتیں ان لوگوں سے کہیں جو مشرک بت پرست تھے۔ مرنے کے بعد زندہ کئے جانے کے وہ قائل نہ تھے تو انہوں نے اس سے کہا اے فلاں تجھ پر افسوس کیا تو سمجھتا ہے کہ ایسا ہونے والا ہے۔ لوگ مر جانے کے بعد ایسے گھر جانے کے لئے زندہ کئے جائیں گے جس میں جنت و دوزخ ہے اور انہیں ان کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔ اس نے کہا اس ذات کی قسم جس کی قسم کھائی جاتی ہے ایسا ہی ہوگا۔ اور وہ شخص (اس وقت) تمنا کرے گا کہ اس کے لئے اس آگ کے حصے کے بجائے گھر کا کوئی بڑے سے بڑا تنور ہوتا اور اس کو گرم کر دیا جاتا اور اس شخص کو اس میں ڈال کر اس کے اوپر سے گلابہ کر دیا جاتا۔ اور وہ اس آگ سے بچ جاتا جو کل (اس کو نصیب ہونے والی) ہے انہوں نے اس سے کہا اے فلاں شخص تجھ پر افسوس ہے اچھا یہ تو بتا کہ اس کی نشانی کیا ہے۔ اس نے کہا انہیں شہروں کی جانب سے ایک نبی اٹھایا جائے گا۔ اور اس نے اپنے ہاتھ سے مکہ اور یمن کی جانب اشارہ کیا۔ تو انہوں نے کہا وہ کب' اور اس کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے راوی نے کہا کہ اس نے میری جانب دیکھا اور میں ان سب میں کمسن تھا۔ تو اس نے کہا اگر اس لڑکے کی عمر نے اس کو باقی رکھ چھوڑا تو یہ اس نبی کو

---

[1] (الف) میں عوف بن محمود بن لبید ہے اور (ب ج د) میں عوف عن محمود بن لبید ہے۔ (احمد محمودی)

پالے گا۔ سلمہ نے کہا کہ زمانہ نہیں گزرا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول محمد[1] صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اس حال میں وہ (لڑکا یعنی خود) زندہ اور ہمارے درمیان ہے۔ پس ہم تو آپ پر ایمان لائے اور وہ گھمنڈ اور حسد کے سبب سے آپ کا منکر ہی رہا۔ راوی نے کہا کہ ہم نے اس سے کہا اے فلاں تجھ پر افسوس ہے کیا تو وہی نہیں جس نے آپ کے متعلق ایسی ایسی باتیں کہی تھیں اس نے کہا کیوں نہیں (میں تو وہی ہوں) لیکن وہ شخص وہ نہیں (جس کے متعلق میں نے کہا تھا)۔

ابن اسحٰق نے کہا مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بنی قریظہ میں کے ایک بوڑھے شخص سے روایت کی اور کہا کہ اس نے مجھ سے کہا کیا تم جانتے ہو کہ ثعلبہ بن سعید اور اسید بن سعید اور اسد بن عبید اور بنی قریظہ والے بنی ہدل میں کی ایک جماعت کے اسلام کا سبب کیا تھا جو جاہلیت میں ان کے ساتھی تھے اور اسلام میں وہ ان کے سردار ہو گئے۔ راوی نے کہا کہ میں نے کہا واللہ نہیں انہوں نے کہا شام کے یہودیوں میں کا ایک شخص جو ابن الہیبان کے نام سے پکارا جاتا تھا اسلام سے کچھ سال پہلے ہمارے پاس آیا اور ہمیں میں اترا۔ تمہیں اللہ کی قسم ہم نے پانچ وقت کی نماز نہ پڑھنے والوں (یعنی غیر مسلموں) میں اس سے بہتر کسی کو کبھی نہیں دیکھا وہ ہمارے ہی پاس ٹھیرا تھا۔ جب مینہ نہ برستا تو ہم اس سے کہتے اے ابن الہیبان باہر چلو اور ہمارے لئے بارش کی دعا کرو۔ وہ کہتا اللہ کی قسم (اس وقت تک) ایسا نہ کروں گا جب تک کہ تم اپنے باہر نکلنے سے پہلے صدقہ نہ دو ہم کہتے کتنا وہ کہتا ایک صاع کھجور یا دو مد جو۔ راوی نے کہا تو ہم صدقہ دیدیتے اس کے بعد وہ ہمیں ساتھ لے کر ہمارے کھیتوں سے باہر نکلتا اور ہمارے لئے بارش کی دعاء کرتا۔ تو اللہ کی قسم وہ اپنی جگہ سے نہ ہٹتا یہاں تک کہ ابر آتا اور ہمیں بارش نصیب ہوتی۔ اس نے ایسا ایک دو تین بار نہیں بلکہ اس سے زیادہ مرتبہ کیا۔ روای نے کہا پھر ہمارے ہی پاس اس کی موت ہوئی۔ جب اسے اپنے مرنے کا علم ہوا تو کہا اے گروہ یہود تم کیا سمجھتے ہو کہ مجھے شراب وخمیر والی سرزمین سے تکلیف اور بھوک کی سرزمین کی طرف کونسی چیز نکال لائی ہے۔ راوی نے کہا ہم نے کہا تم ہی خوب جانتے ہو اس نے کہا کہ میں اس شہر میں صرف اس لئے آیا ہوں کہ ایک نبی کے ظہور کا انتظار کروں جس کا زمانہ قریب آ چکا ہے۔ اور یہ شہر اس کی ہجرت گاہ ہے۔ اسی لیے مجھے امید تھی کہ وہ مبعوث ہو اور اس کی پیروی کروں۔ اب تمہارے لیے اس کا زمانہ قریب ہے۔ پس اے گروہ یہود ایسا نہ ہو کہ اس کی طرف کوئی اور تم سے سبقت کر جائے۔ وہ ذات مبارک خون ریزی اور اپنے مخالفوں کی عورتوں اور بچوں کو قید کرنے کے لئے بھیجی جائے گی تو اس کا یہ برتاؤ تم کو اس پر ایمان لانے سے کہیں نہ روک دے۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ مبعوث ہوئے اور بنی قریظہ کا محاصرہ فرمالیا تو

---

[1] (الف) میں نام مبارک نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

ان نوجوانوں نے (جن کو ابن الہیبان نے نبی منتظر کی خبر دی تھی) جو شباب اور کم عمری کی حالت میں تھے کہا اے بنی قریظہ اللہ کی قسم یہ وہی نبی ہے جس کے متعلق ابن الہیبان نے تم سے عہد لیا تھا۔ان لوگوں نے کہا یہ وہ نہیں ان نوجوانوں نے کہا کیوں نہیں اللہ کی قسم اس کے صفات کے لحاظ سے تو وہی ہے پھر وہ اتر آئے اور اسلام اختیار کیا اور اپنے مال اور اہل وعیال اور اپنے خونوں کی انہوں نے حفاظت کر لی۔

ابن اسحٰق نے کہا یہ وہ باتیں تھیں جو یہود سے ہم تک پہنچیں۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کا اسلام

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ الانصاری نے محمود بن لبید سے اور انہوں نے عبداللہ بن عباس سے روایت کی۔انہوں نے کہا کہ مجھ سے سلمان الفارسی نے بیان کیا اور میں نے خود ان کے منہ سے سنا انہوں نے کہا کہ میں فارسی اصبہان والا وہاں کے جی[1] نامی قریہ کا رہنے والا تھا۔اور میرے والد اپنے قریہ کے ایک کسان تھے اور میں انہیں تمام مخلوق خدا سے زیادہ پیارا تھا۔اس کی وجہ سے ان کی محبت مجھ سے ہمیشہ رہی۔یہاں تک کہ وہ مجھے اپنے گھر میں اس طرح مقید رکھتے جس طرح ایک لڑکی کو بند رکھا جاتا ہے۔اور میں نے مجوسیت میں کوشش کی یہاں تک آگ کے ان خادموں میں سے ہو گیا جو اس کو ہمیشہ روشن رکھتے اور گھڑی بھر کے لئے بھی بجھنے نہیں دیتے تھے۔اور میرے والد کے پاس بڑی زمین تھی اور وہ ایک روز اپنے ایک مکان بنانے میں لگ گئے تو مجھ سے کہا اے میرے پیارے بیٹے آج میں اپنے اس مکان کے بنانے کے سبب سے اپنی زمین کی دیکھ بھال نہیں کر سکتا تم وہاں جاؤ اور اسے دیکھ آؤ اور انہوں نے کچھ ایسی باتوں کا بھی مجھے حکم دیا جو وہ وہاں چاہتے تھے۔پھر انہوں نے مجھ سے کہا مجھے چھوڑ کر کہیں تم وہاں رہ نہ جانا کیوں کہ اگر مجھے چھوڑ کر تم وہاں رک گئے تو مجھے اپنی زمین سے بھی زیادہ تمہاری فکر ہو جائے گی اور مجھ سے میرے تمام کام چھڑا دے گی انہوں نے کہا کہ جب میں ان کی زمین کو جانے کے لئے نکلا جس کی جانب انہوں نے مجھے روانہ کیا تھا۔تو میرا گزر نصاریٰ کے کلیساؤں میں سے ایک کلیسا پر سے ہوا۔میں نے اس میں ان کی نماز پڑھنے کی آوازیں سنیں اور میں ان لوگوں کے حالات سے بالکل ناواقف تھا کیونکہ میرے والد مجھے اپنے گھر ہی میں بند رکھتے تھے جب میں نے ان کو دیکھا تو ان کی نماز مجھے بہت پسند آئی اور ان کے کاموں کی جانب مجھ میں رغبت پیدا ہوئی میں نے کہا اللہ کی قسم اس دین[2] سے جس میں ہم ہیں یہ بہتر ہے۔پھر تو خدا کی

---

[1] (ج د) میں جی با حائے حطی ہے۔(احمد محمودی)۔

[2] (الف) میں دین کا لفظ نہیں ہے۔(احمد محمودی)

قسم میں ان کے ساتھ ہی رہا یہاں تک کہ سورج ڈوب گیا اور اپنے والد کی زمین کو نہ جا سکا پھر میں نے ان سے کہا اس دین میں ملنے کے لئے مجھے کہاں جانا ہوگا انہوں نے کہا شام کو۔ پھر میں اپنے والد کے پاس لوٹ آیا جبکہ وہ میری تلاش میں لوگوں کو ادھر ادھر بھیج چکے تھے۔ اور میں نے ان سے ان کے تمام کام چھڑا دیئے پھر جب میں ان کے پاس پہنچا تو انہوں نے کہا بیٹا کہاں تھے کیا میں نے تم سے پہلے ہی سب کچھ نہیں کہہ دیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے کہا ابا جان میں کچھ لوگوں کے پاس سے گذرا جو اپنے کلیسا میں نماز پڑھ رہے تھے۔ مجھے ان کی دین کی وہ باتیں جو میں نے دیکھیں بہت پسند آئیں۔ اللہ کی قسم سورج ڈوبنے تک انہیں کے پاس رہا ان کے والد نے کہا اے میرے پیارے بیٹے اس دین میں کوئی بہتری نہیں ہے تمہارا اور تمہارے بزرگوں کا دین اس سے بہتر ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے والد سے کہا ایسا نہیں ہے اللہ کی قسم بے شبہ وہ ہمارے دین سے بہتر ہے کہا کہ پھر تو وہ مجھے دھمکانے لگے اور میرے پاؤں میں بیڑی ڈال دی اور گھر میں مجھے قید کر دیا اور میں نے نصاریٰ کی طرف کہلا بھیجا کہ جب تمہارے پاس شام سے کوئی قافلہ آئے تو اس کی مجھے اطلاع دینا کہا کہ اس کے بعد ان کے پاس شام سے نصرانی تاجروں کا ایک قافلہ آیا انہوں نے اس کی مجھے اطلاع دی میں نے ان سے کہا کہ جب وہ اپنی ضرورتیں پوری کر لیں اور اپنے شہروں کو لوٹنا چاہیں تو مجھے مطلع کرنا کہا پھر جب ان لوگوں نے اپنے شہروں کی جانب لوٹنے کا ارادہ کیا تو ان لوگوں کے جانے کی مجھے اطلاع دی تو میں نے اپنے پاؤں کی بیڑیاں نکال پھینکیں اور ان کے ساتھ نکل بھاگا یہاں تک کہ شام پہنچا اور جب میں وہاں گیا تو پوچھا کہ اس دین والوں میں علم کے لحاظ سے کون بہترین ہے انہوں نے کہا کہ کلیسا کا اسقف کہا کہ پھر تو میں اس کے پاس گیا اور اس سے کہا مجھے اس دین کی جانب رغبت ہے میں چاہتا ہوں کہ تمہارے ساتھ رہوں اور تمہارے کلیسا میں تمہاری خدمت کروں۔ اور تم سے کچھ سیکھ لوں۔ اور تمہارے ساتھ نماز پڑھوں۔ اس نے کہا اندر آؤ۔ میں اس کے ساتھ اندر گیا کہا کہ وہ شخص برا آدمی تھا لوگوں کو صدقوں کا حکم دیتا اور انہیں اس کی رغبت دلاتا اور جب وہ لوگ اپنے پاس سے کچھ نہ کچھ جمع کر کے لاتے تو وہ اس کو اپنی ذات کے لئے جمع کر رکھتا اور مسکینوں کو نہ دیتا یہاں تک کہ اس نے سات گھڑے سونا چاندی جمع کر رکھا تھا کہ جب میں نے اس کو ایسا کرتے دیکھا تو اس سے سخت نفرت کرنے لگا۔ پھر وہ مر گیا۔ اور نصاریٰ اس کے دفن کرنے کے لئے اس کے پاس جمع ہوئے تو میں نے ان سے کہا کہ یہ تو برا آدمی تھا۔ تمہیں صدقے کا حکم دیتا اور اس کی رغبت دلاتا تھا اور جب تم اس کے پاس صدقہ لاتے تو اس کو اپنے لئے خزانے میں رکھ لیتا۔ اور مسکینوں کو اس میں سے کچھ نہ دیتا تھا۔ کہا تب تو وہ لوگ مجھ سے کہنے لگے تجھ کو اس کی کیا خبر کہا کہ میں نے ان سے کہا کہ میں تمہیں اس کا خزانہ بتاتا ہوں انہوں نے کہا اچھا تو وہ خزانہ ہمیں بتاؤ۔

کہا کہ میں نے ان کو اس خزانے کی جگہ بتلا دی انہوں نے اس میں سے سات گھڑے سونے چاندی سے بھرے ہوئے نکالے۔ کہا کہ جب ان لوگوں نے ان گھڑوں کو دیکھ لیا تو کہا کہ اللہ کی قسم ہم اس کو ہرگز دفن نہ کریں گے۔ کہا کہ پھر تو انہوں نے اس کو سولی چڑھا دیا اور اس پر پتھروں کی بارش کی۔ اور ایک دوسرے شخص کو لائے۔ اور اس کو اس کی جگہ مقرر کر دیا۔ راوی نے کہا کہ سلمان کہا کرتے تھے کہ میں نے کسی ایسے شخص کو پانچوں وقت کی نماز نہ پڑھتا ہو (یعنی کسی غیر مسلم کو) نہیں دیکھا جس کو میں نے اس سے بہتر اور اس سے زیادہ دنیا سے روکش اور اس سے زیادہ آخرت کی طرف راغب اور اس سے زیادہ رات دن کے اوقات کا پابند سمجھا ہو کہا کہ میں اس سے اس قدر محبت کرنے لگا کہ اس سے پہلے اس کی سی محبت میں نے کسی سے نہیں کی۔ کہا کہ میں اس کے پاس ایک زمانے تک رہا جب اس کی موت کا وقت آیا تو میں نے اس سے کہا اے فلاں میں تیرے ساتھ رہا اور تجھ سے ایسی محبت کی کہ تجھ سے پہلے اور کسی سے نہیں کی۔ اور اب تیرے لئے اللہ تعالیٰ کا وہ حکم آ پہنچا جس کو تو دیکھ رہا ہے۔ اب تو مجھے کس کے پاس رہنے کی وصیت کرتا ہے اور کونسی بات کا مجھے حکم دیتا ہے اس نے کہا اے میرے پیارے بیٹے اللہ کی قسم میں آج کسی ایسے شخص کو نہیں جانتا جو اس (دین) پر ہو۔ جس پر میں تھا۔ لوگ تو چل بسے اور (اب جو رہ گئے ہیں) انہوں نے اس کو بدل دیا اور جن حالات پر وہ تھے ان میں سے اکثر کو چھوڑ دیا ہے۔ بجز ایک شخص کے جو موصل میں رہتا ہے اور وہ فلاں ہے۔ اور وہ (دین کی) اسی حالت پر ہے جس پر میں تھا۔ پس تم اسی کے پاس جاؤ۔

پھر جب وہ مر گیا اور آنکھوں سے اوجھل ہو گیا تو میں موصل والے کے پاس پہنچا۔ اور اس سے کہا اے فلاں فلاں شخص نے مرتے وقت مجھے وصیت کی ہے کہ میں تیرے پاس جاؤں اور اس نے مجھے بتایا ہے کہ تو بھی اسی کا ہم خیال ہے۔ کہا کہ اس نے کہا کہ میرے پاس رہو میں اس کے پاس رہ گیا تو میں نے اس کو اس کے ساتھی کا بہترین ہم خیال پایا وہ بھی کچھ زیادہ نہ رہا کہ مر گیا جب اس کی موت قریب پہنچی تو میں نے اس سے کہا اے فلاں فلاں نے مجھے تیری طرف جانے اور تیرے پاس رہنے کی وصیت کی تھی۔ اور اب تیرے پاس اللہ تعالیٰ کا وہ حکم آ پہنچا ہے۔ جس کو تو دیکھ رہا ہے تو مجھے کس کے پاس جانے کی وصیت کرتا ہے اور کس بات کا حکم دیتا ہے اس نے کہا اے میرے پیارے بیٹے اللہ کی قسم میں کسی ایسے شخص کو نہیں جانتا جو اس (دین) پر ہو جس پر ہم تھے بجز ایک شخص کے جو نصیبین میں ہے۔ اور وہ فلاں ہے اسی سے جا کر ملو۔ پھر جب وہ مر گیا اور نظروں سے غائب ہو گیا تو میں نصیبین والے کے پاس پہنچا اور اپنے حالات اس سے بیان کئے اور اس کے دوست نے جو حکم مجھے دیا تھا اس کی بھی اطلاع دی۔ تو اس نے کہا میرے پاس رہو۔ میں اسی کے پاس رہ گیا۔ میں نے اسے بھی اس کے دونوں ساتھیوں کا ہم خیال پایا پس بہترین شخص کے ساتھ رہنے لگا۔

اللہ کی قسم کچھ دن نہ رہا تھا کہ اسے بھی موت آ گئی۔ جب اس کی موت قریب ہوئی تو میں نے کہا اے فلاں فلاں شخص نے فلاں کے پاس جانے کی مجھے وصیت کی تھی اور پھر فلاں نے تیرے پاس جانے کی وصیت کی۔ اب تو مجھے کس کے پاس جانے کی وصیت کرتا ہے اور کس چیز کا حکم دیتا ہے اس نے کہا اے میرے پیارے بیٹے اللہ کی قسم میں نہیں جانتا کہ کوئی ایسا شخص باقی رہا ہو جو ہمارا ہم خیال ہو کہ میں تجھے وہاں جانے کا حکم دوں بجز ایک شخص کے جو روم کی سرزمین عموریہ میں رہتا ہے کہ وہی اس (دین) پر ہے جس پر ہم تھے۔ پس اگر تم چاہو تو اس کے پاس جاؤ بے شک وہ ہمارا ہم خیال ہے پھر جب وہ مر گیا اور نظروں سے چھپا دیا گیا تو میں عموریہ والے کے پاس پہنچا اور اپنے واقعات کی اطلاع دی تو اس نے کہا میرے پاس رہ جا میں اس کے پاس رہ گیا جو اپنے ساتھیوں کی ہدایت پر بہترین شخص اور ان کا ہم خیال تھا۔ کہا کہ پھر میں کمانے دھمانے لگا یہاں تک کہ میرے پاس بہت سی گائیں اور بکریاں ہو گئیں پھر اس پر بھی حکم خداوندی آیا۔ اور جب وہ مرنے کے قریب ہوا تو میں نے اس سے کہا اے فلاں میں فلاں کے ساتھ تھا۔ اس نے مجھے فلاں کے پاس جانے کی وصیت کی۔ پھر فلاں نے فلاں کے پاس جانے کی وصیت کی پھر فلاں نے فلاں کے پاس اور پھر فلاں نے تیرے پاس جانے کی اب تو مجھے کس کے پاس جانے کی وصیت کرتا ہے اور کس بات کا حکم دیتا ہے۔ اس نے کہا اے میرے پیارے بیٹے اللہ کی قسم میں نہیں جانتا کہ لوگوں میں سے آج کسی نے اس (دین) پر صبح کی ہو جو اس کا سا ہو جس پر ہم تھے کہ میں تجھ کو اس کے پاس جانے کا حکم دوں۔ لیکن حالت یہ ہے کہ ایک نبی کا زمانہ قریب آ پہنچا ہے اور وہ دین ابراہیم علیہ السلام پر مبعوث ہونے کو ہے وہ سرزمین عرب سے ظاہر ہوگا۔ اس کی ہجرت گاہ دو کالے پتھروں والی زمینوں کے درمیان ہوگی ان دونوں زمینوں کے درمیان کھجور کے پیڑ ہوں گے۔ اس (نبی) میں ایسی علامتیں ہوں گی جو چھپ نہ سکیں گی وہ ہدیہ کھائے گا۔ اور صدقہ نہ کھائے گا۔ اس کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی۔ اگر ان شہروں میں پہنچنے کی تجھ میں طاقت ہو تو وہاں جا۔ کہا کہ پھر وہ شخص بھی مر گیا اور دفن کر دیا گیا اور میں عموریہ میں اللہ تعالیٰ نے جس قدر چاہا رہا۔ پھر میرے پاس سے بنی کلب کے چند تاجر گزرے تو میں نے ان سے کہا مجھے سرزمین عرب کی طرف سوار کرا کے لے چلو اور میں تم کو یہ اپنی گائیں اور اپنی بکریاں دیدیتا ہوں انہوں نے کہا اچھا تو میں نے انہیں وہ سب چیزیں دے دیں اور انہوں نے مجھے اپنے ساتھ سواری پر بٹھا لیا یہاں تک کہ جب وہ وادی القریٰ کو پہنچے تو انہوں نے مجھ پر ظلم کیا اور غلام بنا کر ایک یہودی کے ہاتھ مجھے بیچ ڈالا۔ پس میں اسی کے پاس رہتا تھا اور میں نے نخلستان بھی دیکھا تو مجھے امید ہوگئی کہ یہ وہی شہر ہوگا جس کا بیان میرے دوست نے مجھ سے کیا تھا لیکن اس بستی نے میرے دل میں اثر نہیں کیا۔ اور اسی حالت میں کہ میں اس کے پاس[1] تھا

[1] (الف) میں انا عندہ ہے اور (ب ج د) انا عبدہ ہے۔ یعنی اس حال میں کہ میں اس کا غلام تھا۔ (احمد محمودی)

اس کا ایک چچازاد بھائی جو بنی قریظہ میں کا تھا مدینہ سے اس کے پاس آیا اس نے مجھے اس سے خرید لیا۔ اور مجھے مدینہ لایا پس اللہ کی قسم جیسے ہی میں نے اس کو دیکھا اپنے دوست کے بیان کئے ہوئے صفات سے فوراً پہچان لیا۔ اور وہیں رہنے لگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو آپ مدت تک مکہ میں رہے اور میں نے اپنی غلامی کے دھندوں کے سبب سے آپ کا کوئی ذکر نہیں سنا باوجود اس کے کہ میں وہیں (یعنی مدینہ میں) تھا۔ پھر آپ نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ اللہ کی قسم میں اپنے مالک کے خرما کے درخت پر اس کا کچھ کام کر رہا تھا۔ اور میرا مالک میرے نیچے بیٹھا ہوا تھا۔ یکا یک اس کا ایک چچازاد بھائی آیا۔ یہاں تک کہ وہ اس کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا اور اس نے کہا اے فلاں بنی قیلیے کو اللہ برباد کرے اللہ کی قسم وہ اس وقت قبا میں ایک شخص کے پاس جمع ہیں جو ان کے پاس آج ہی مکہ سے آیا ہے ان لوگوں کا دعویٰ ہے کہ وہ نبی ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ قیلہ کاہل بن عذرۃ بن سعد بن زید بن لیث ابن اسود بن اسلم بن الحاف بن قضاعۃ کی بیٹی اور اوس و خزرج کی ماں تھی۔ النعمان بن بشیر انصاری[1] نے اوس و خزرج کی مدح میں کہا ہے۔

بِهَا لِيُلُ مِنْ اَوْلَادِ قَيْلَةَ لَمْ يَجِدْ عَلَيْهِمْ خَلِيْطٌ فِيْ مُخَالَطَةٍ عَتَبَا

وہ لوگ صفات حسنہ کے جامع سردار ہیں قیلہ کی اولاد میں سے ہیں۔ ان کا شریک کار ان کے ساتھ شرکت میں کوئی ناراضی نہیں پاتا۔

مَسَامِيْحُ اَبْطَالٌ يُرَاحُوْنَ لِلنَّدٰى يَرَوْنَ عَلَيْهِمْ فِعْلَ اٰبَائِهِمْ نَحْبَا

کشادہ دل مشاہیر ہیں سخاوت سے انہیں راحت ہوتی ہے۔ اپنے بزرگوں کی خوبیوں کو اپنے لئے بھی لازمی سمجھتے ہیں۔

یہ دونوں بیتیں اس کے ایک قصیدے کی ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادۃ الانصاری[2] نے محمود بن لبید سے انہوں نے عبداللہ بن عباس سے روایت بیان کی انہوں نے کہا کہ سلمان نے کہا پھر جب میں نے یہ سنا تو مجھ پر کپکپی طاری ہونے لگی۔

ابن ہشام نے کہا کہ العرواء کے معنی الرعدہ من البرد والا نتفاض[3] ہیں۔ سردی کی کپکپی یا پھریری۔

---

[1] (الف) میں الانصاری نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

[2] (الف) میں الانصاری نہیں ہے۔ (احمد محمودی)۔

[3] (الف) میں الا نتقاض قاف سے ہے جو غلط معلوم ہوتا ہے۔ (احمد محمودی)

فان کان[1] مع ذلك عرق فهی الرحضاء و کلاهما ممدود.

''اگر اس کے ساتھ پسینہ بھی ہو تو وہ رحضاء یعنی جاڑہ ہے۔ اور یہ دونوں لفظ بھی الف ممدودہ سے ہیں''۔

یہاں تک کہ میں نے خیال کیا کہ میں اب اپنے مالک پر گر پڑوں گا پھر میں کھجور کے درخت سے نیچے اترا اور میں اس کے چچازاد بھائی سے کہنے لگا تم کیا کہتے[2] ہو تو میرا مالک غصے ہوا اور مجھے زور سے ایک مکا مارا اور کہا تجھے کیا کام اسی لئے تو میں تیرے کام کی نگرانی کرتا رہتا ہوں۔ انہوں نے کہا میں نے کہا کچھ بھی نہیں میں نے صرف اس بات کی تصدیق کرنی چاہی کہ وہ کیا کہتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ میرے پاس کچھ (سرمایہ) تھا جس کو میں نے اکٹھا کر رکھا تھا جب شام ہوئی تو وہ لے لیا اور اس کو لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا۔ اور آپ قبا میں تشریف فرما تھے۔ میں آپ کے پاس اندر گیا اور آپ سے عرض کی مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ ایک نیک شخص ہیں اور آپ کے ساتھ آپ کے غریب ساتھی بھی ہیں جو حاجت مند ہیں میرے پاس صدقے کی یہ ذرا سی چیز موجود تھی میں نے آپ لوگوں کو بہ نسبت دوسروں کے اس کا زیادہ مستحق سمجھا۔ کہا کہ میں نے وہ چیز آپ کے نزدیک کر دی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا ''کلوا!'' کھاؤ اور آپ نے اپنا ہاتھ روک رکھا۔ اور اس نہ کھایا۔ کہا کہ میں نے اپنے دل میں کہا یہ ایک (علامت) ہے۔ پھر آپ کے پاس سے چلا گیا۔ اور پھر کچھ جمع کیا۔ اور رسول اللہ ﷺ تبدیل مکان فرما کر مدینہ تشریف لا چکے تھے۔ پھر میں آپ کے پاس آیا اور آپ سے عرض کی میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ صدقہ تناول نہیں فرماتے ہیں اس لئے یہ ہدیہ آپ کے شایان شان حاضر ہے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس میں سے کچھ تناول فرمایا اور اپنے صحابہ کو حکم دیا تو آپ کے ساتھ انہوں نے بھی کھایا تو میں نے اپنے دل میں کہا یہ دو (علامتیں) ہوئیں پھر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو آپ بقیع الغرقد میں تھے اپنے اصحاب میں سے ایک شخص کے جنازے کے ساتھ تشریف لائے تھے۔ مجھ پر میری دو چادریں تھیں۔ اور آپ اپنے صحابیوں کے درمیان تشریف فرما تھے میں نے آپ کو سلام کیا اور چکر لگا کر آپ کی پشت مبارک کو دیکھنے گیا کہ کیا میں اس خاتم کو جس کا وصف میرے دوست نے مجھ سے بیان کیا تھا دیکھ سکتا ہوں (یا نہیں)۔ جب رسول اللہ ﷺ نے دیکھا کہ میں آپ کے گرد گھوم رہا ہوں تو آپ سمجھ گئے کہ میں کسی ایسی شئے کی تحقیق کر رہا ہوں جس کا وصف مجھ سے بیان کیا گیا ہے تو آپ نے اپنی پشت مبارک سے چادر نیچے گرا دی میں نے مہر نبوت دیکھی اور اس کو پہچان

---

[1] (الف) میں خط کشیدہ عبارت نہیں ہے۔ (احمد محمودی)۔

[2] (الف) میں ماذاتقول مکرر ہے۔ (احمد محمودی)

بھی لیا اور روتے ہوئے اس کو بوسہ دینے کے لئے اس پر گرا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''تحول'' ہٹو تو میں ہٹ گیا۔ پھر آپ کے سامنے بیٹھا اور اے ابن عباس میں نے آپ سے اپنے واقعات اسی طرح بیان کئے جس طرح (ابھی ابھی) تم سے بیان کئے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے پسند فرمایا کہ یہ واقعات آپ کے اصحاب بھی سنیں۔ پھر سلمان کو ان کی غلامی نے مصروف رکھا یہاں تک کہ بدر و احد (کی جنگیں) بھی ان سے چھوٹ گئیں۔ سلمان نے کہا کہ پھر مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

''کاتب یا سلمان'' اے سلمان مکاتبت کرلو (یعنی اپنے مالک کو کچھ دے کر آزادی حاصل کرلو) تو میں نے اپنے مالک سے چالیس اوقیے[1] (سونا) اور تین سو کھجور کے درخت اس کے لئے گڑھوں میں نصب کر کے سرسبز کر دینے کے معاوضے میں آزادی لکھوالی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ اپنے بھائی کی امداد کرو۔ تو انہوں نے کھجور کے درختوں سے امداد کی۔ کسی شخص نے تیس کھجور کے پودوں سے کسی نے بیس سے کسی نے پندرہ سے کسی نے دس سے ہر شخص جتنے اس کے پاس تھے اس سے امداد کرتا تھا۔ یہاں تک کہ میرے لئے تین سو کھجور کے پودے اکھٹے ہوگئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِذْهَبْ يَا سَلْمَانُ فَفَقِّرْلَهَا، فَإِذَا فَرَغْتَ فَأْتِنِيْ اَكُنْ اَنَا اَضَعُهَا بِيَدِيْ.

''سلمان جاؤ اور ان کے لئے گڑھے کھودو اور جب (گڑھے کھودنے سے) فارغ ہو جاؤ تو میرے پاس آؤ کہ میں خود اپنے ہاتھوں سے انہیں نصب کروں''۔

کہا کہ پھر تو میں نے گڑھے کھودے اور میرے ساتھیوں نے بھی میری امداد کی یہاں تک کہ جب میں فارغ ہوا تو آپ کے پاس حاضر ہوا اور آپ کو اطلاع دی۔ تو رسول اللہ ﷺ میرے ساتھ اس مقام کی طرف تشریف لے چلے ہم کھجور کے پودے آپ کے پاس لاتے۔ اور رسول اللہ ﷺ اپنے ہاتھ سے اسے نصب فرماتے جاتے تھے یہاں تک کہ ہم فارغ ہوگئے۔ پس اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں سلمان کی جان ہے اس میں سے ایک پودا بھی نہیں سوکھا۔ پس میں نے کھجور کے درخت تو اس کے حوالے کر دیئے۔ اب صرف مجھ پر مال باقی رہ گیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس کسی کان سے مرغی کے انڈے کے برابر سونا پیش کیا گیا تو آپ نے فرمایا:

مَا فَعَلَ الْفَارِسِيُّ الْمُكَاتِبُ.

''فارسی مکاتب نے کیا کیا (یعنی اس نے اپنی مکاتبت کا معاوضہ ادا کر دیا یا نہیں)''۔

---

[1] اوقیہ رطل کا بارھواں حصہ ہوتا ہے اور رطل تقریباً پونڈ کے مساوی۔ (احمد محمودی)

کہا کہ۔ پھر مجھے آپ کے پاس بلایا گیا آپ نے فرمایا:

خُذْ هٰذِهٖ فَاَدِّهَا مِمَّا عَلَيْكَ يَا سَلْمَانُ.

''اے سلمان یہ لو اور جو قرض تم پر ہے اس کے عوض میں یہ دے دو''۔

کہا کہ میں نے کہا یا رسول اللہ جو قرض مجھ پر ہے اس کے (لحاظ سے) یہ کس شمار میں ہوگا (یعنی میرا قرض تو بہت زیادہ ہے اور اسے تو اس سے کچھ نسبت (ہی) نہیں فرمایا:

خُذْهَا فَاِنَّ اللّٰهَ سَيُؤَدِّيْ بِهَا عَنْكَ.

''یہ لے تو لو۔ اللہ اسی کے ذریعے تمہاری طرف سے ادا کر دے گا''۔

تو میں نے اس کو لے لیا۔ اور اس کو انہیں تول دیا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں سلمان کی جان ہے (وہ پورا) چالیس اوقیے (تھا) پس میں نے ان کا حق پورا پورا ادا کر دیا۔ اور سلمان آزاد ہو گیا۔ پھر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جنگ خندق میں آزاد ہو کر حاضر ہوا اس کے بعد آپ کی ہمرکابی میں کوئی جنگ مجھ سے نہ چھوٹی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے یزید بن ابی حبیب نے عبدالقیس میں کے ایک شخص سے اور اس نے سلمان سے روایت بیان کی کہ انہوں نے کہا جب میں نے کہا کہ یا رسول اللہ جو قرض مجھ پر ہے اس کے (لحاظ سے) یہ کسی شمار میں ہوگا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو لے لیا اور اپنی زبان پر اس کو الٹا پلٹا پھر فرمایا۔

خُذْهَا فَاَوْفِهِمْ مِنْهَا.

''یہ لو اور اس سے ان کا پورا حق ادا کر دو''۔

تو میں نے اس کو لے لیا اور اس سے ان کا پورا حق ادا کر دیا جو چالیس اوقیے تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بیان کیا انہوں نے کہا مجھ سے ایسے شخص نے بیان کیا جس کو میں جھوٹا نہیں سمجھتا اس نے عمر بن عبدالعزیز بن مروان سے روایت کی انہوں نے کہا کہ مجھ کو سلمان فارسی سے روایت پہنچی کہ انہوں نے جب رسول اللہ ﷺ کو اپنے حالات کی خبر سنائی تو یہ کہا کہ عموریہ والے شخص نے ان سے کہا کہ تم سرزمین شام کے فلاں مقام پر جاؤ وہاں دو جھاڑیوں کے درمیان ایک شخص ہے ہر سال اس جھاڑی سے نکلتا ہے اور گزرتا ہوا اس جھاڑی کی طرف چلا جاتا ہے۔ بیماریوں والے اس کے راستے میں آ جاتے ہیں اور وہ جس کے لئے دعا کرتا ہے وہ شفا پاتا ہے۔ جس دین کی تم کو تلاش ہے اس سے پوچھو وہ تمہیں اس کے متعلق اطلاع دے گا۔ سلمان نے کہا پس میں نکلا یہاں تک میں اس جگہ آیا جس جگہ کا مجھے پتا دیا گیا تھا تو میں نے دیکھا کہ لوگ اپنے بیماروں کو لے کر وہاں جمع ہو گئے ہیں یہاں تک کہ وہ

اس رات ایک جھاڑی سے نکل کر گزرتے ہوئے دوسری جھاڑی کی طرف چلا۔ لوگ اپنے بیماروں کو لے کر اس پر چھا گئے۔ وہ جس کے لئے دعا کرتا وہ شفا پاتا۔ لوگوں نے اس کے پاس پہنچنے میں مجھ سے سبقت کی۔ اس لئے میں اس تک نہ پہنچ سکا۔ حتیٰ کہ وہ اس جھاڑی میں چلا گیا۔ جس میں وہ جانا چاہتا تھا۔ صرف اس کا مونڈھا باہر تھا۔ کہا کہ میں نے اس کو پکڑ لیا تو اس نے کہا یہ کون ہے اور میری جانب متوجہ ہوا تو میں نے کہا اللہ آپ پر رحمت کرے مجھے طریقۂ حنیفیہ دین ابراہیمی سے آگاہ کیجئے۔ اس نے کہا کہ تم ایسی بات پوچھتے ہو جس کو آج کوئی نہیں پوچھتا۔ حرم والوں میں سے ایک نبی اس دین پر مبعوث ہوگا جس کا زمانہ تم سے قریب ہوگیا ہے۔ تم اس کے پاس جاؤ وہ تمہیں اس پر چلائے گا۔ کہا کہ پھر وہ شخص اندر چلا گیا کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ سن کر سلمان سے فرمایا:

لَئِنْ كُنْتَ صَدَقْتَنِيْ يَا سَلْمَانُ لَقَدْ لَقِيْتَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ.

''اے سلمان! اگر تم نے مجھ سے سچ کہا ہے تو تم نے عیسیٰ ابن مریم سے ملاقات کی''۔

ان چار شخصوں کا بیان جو بتوں کی پوجا چھوڑ کر تلاش ادیان میں اِدھر اُدھر چلے گئے

ابن اسحٰق نے کہا کہ قریش ایک روز اپنی ایک عید میں اپنے بتوں میں سے ایک بت کے پاس جمع ہوئے جس کی وہ تعظیم کرتے' اس کے لئے قربانیاں کرتے' اس کے پاس معتکف رہتے اور اس کے گرد گھومتے تھے۔ ان کی یہ عید ہر سال ایک روز ہوا کرتی تھی۔ ان لوگوں میں سے چار شخصوں نے تنہائی میں گفتگو کی۔ اور ایک نے دوسرے سے کہا کہ سچائی (کا عہد) کرو اور اپنے آپس کے معاملوں کو دوسروں سے چھپاؤ۔ سبھی نے کہا اچھا۔ یہ لوگ ورقہ بن نوفل بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوی اور عبیداللہ بن جحش بن رئاب بن یعمر بن صبرۃ بن مرۃ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ۔ جس کی ماں امیہ بنت عبدالمطلب تھی اور عثمان بن الحویرث بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی اور زید بن عمرو بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن عبداللہ بن قرط بن ریاح[1] بن زراح بن عدی بن کعب بن لوی تھے۔ انہوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ علم حاصل کرو۔ اللہ کی قسم تمہاری قوم کسی ٹھیک راستے پر نہیں ہے۔ وہ اپنے باپ ابراہیم کے دین کو بھول چکے ہیں۔ پتھر کیا چیز ہے جس پر نجاست ڈالی جاتی ہے۔ نہ وہ سنتا ہے نہ دیکھتا ہے۔ نہ نقصان دیتا نہ نفع

---

[1] (الف) میں نہیں ہے۔ (ب ج) میں ریاح یائے تحتانیہ سے ہے اور (ہ) میں ریاح بائے موحدہ سے۔ (احمد محمودی)

پہنچاتا ہے۔لوگو اپنے لئے کوئی دین ڈھونڈو۔ کیونکہ اللہ کی قسم تم کسی صحیح طریقے پر نہیں ہو ملکوں میں طریقہ حنیفیہ دین ابراہیم کی تلاش میں پھیل جاؤ۔ پس ورقہ بن نوفل نے تو نصرانیت میں استحکام اختیار کیا۔ اور علماء سے علوم کتبیہ حاصل کرنے میں لگ گیا۔ یہاں تک کہ اہل کتاب کے علوم کا بڑا حصہ حاصل کرلیا۔ اور عبیداللہ بن جحش شک کی اسی حالت پر جس پر وہ تھا قائم رہا یہاں تک کہ اسلام اختیار کیا اور مسلمانوں کے ساتھ حبشہ کی جانب ایسی حالت میں ہجرت کی کہ اس کے ساتھ اس کی مسلمہ بیوی ابوسفیان کی بیٹی ام حبیبہ بھی تھیں۔ پھر جب وہ وہاں پہنچا تو نصرانیت اختیار کر کے اسلام سے الگ ہو گیا۔ اور وہیں نصرانیت ہی کی حالت میں مرگیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے محمد بن جعفر بن الزبیر نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ عبیداللہ بن جحش جب نصرانی ہو گیا تو اس کے بعد جب رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کے پاس سے گزرتا جو وہیں سرزمین حبشہ میں تھے۔تو وہ اس سے کہتے۔ ''فقحنا و صاصاتم'' ''ہم نے تو آنکھیں کھول دیں اور تم ابھی چوندھیائے ہوئے ہو''۔

یعنی ہم نے تو بینائی حاصل کرلی اور تم بینائی کو ٹٹول رہے ہو اور اب تک تم نے اس کو نہیں دیکھا۔ اور یہ الفاظ اس لئے کہے گئے کہ کتے کا بچہ جب آنکھیں کھولنا چاہتا ہے تو وہ دیکھنے کے لئے آنکھیں نیم باز کرتا ہے۔ (اور اسی حرکت کو صاءصاء کہتے ہیں) اور فقح کے معنی فتح کے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد اس کی بیوی ام حبیبہ بنت ابی سفیان ابن حرب کو اس کے بجائے رسول اللہ ﷺ نے اپنے عقد میں لے لیا۔ ابن اسحٰق نے کہا مجھ سے محمد بن علی بن حسین رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے متعلق نجاشی کے پاس عمرو بن امیہ ضمیری کو روانہ فرمایا تو نجاشی نے رسول اللہ ﷺ کا پیام انہیں دیا۔ اور رسول اللہ ﷺ کی جانب سے اس نے انہیں چار سو دینار مہر کے دیئے۔ محمد بن علی رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ عبدالملک بن مروان کا عورتوں کے مہر کی حد بندی کے لئے چار سو دینار مقرر کرنا اسی سبب سے تھا اور جس نے نبی ﷺ کو ان (ام حبیبہ) کا مالک بنایا وہ خالد بن سعید بن العاص تھے۔) یعنی خالد کی ولایت یا وکالت سے ان کا عقد سرانجام پایا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور عثمان بن الحویرث شاہ روم کے پاس چلا گیا اور نصرانیت اختیار کرلی اور اس کے پاس اس کی بڑی قدر و منزلت ہوئی۔

ابن ہشام نے کہا عثمان بن الحویرث کی قیصر کے پاس (رہنے یا قدر و منزلت حاصل کرنے کے متعلق) ایک قصہ ہے جس کے بیان کرنے سے مجھے اس بات نے روک دیا جس کا ذکر میں نے جنگ فجار

کے بیان میں کر دیا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور زید بن عمرو بن نفیل نے توقف کیا تھا۔ نہ یہودیت اختیار کی (اور) نہ نصرانیت۔ انہوں نے اپنی قوم کے دین کو چھوڑ دیا۔ بتوں' مردار خون اور ان ذبیحہ جانوروں سے علیحدگی اختیار کر رکھی تھی جو بتوں کے پاس ذبح کیے جاتے تھے۔ اور لڑکیوں کو زندہ دفن کرنے سے روکتے تھے وہ کہتے کہ میں رب ابراہیم کی پرستش کرتا ہوں۔ ان کی قوم نے ان سے کھلم کھلا مخالفت اس وجہ سے کی کہ وہ ان حالات کی عیب جوئی کرتے تھے جس حالت پر ان کی قوم تھی۔

ابن اسحٰق نے کہا مجھ سے ہشام بن عمرو نے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنی والدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے زید بن عمرو بن نفیل' کو بہت بڑھاپے کی حالت میں دیکھا ہے۔ اپنی پیٹھ کو کعبہ کا سہارا دیئے ہوئے کہتے تھے اے گروہ قریش اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں زید بن عمرو کی جان ہے۔ آج میرے سوا تم میں کا کوئی شخص دین ابراہیم پر نہیں رہا ہے۔ پھر وہ کہتے یا اللہ اگر میں جانتا کہ کونسا طریقہ تجھے زیادہ پسندیدہ ہے تو اسی طریقے کے موافق میں تیری پرستش کرتا۔ لیکن مجھے اس کا علم نہیں۔ پھر اپنی ہتھیلیوں پر سجدہ کرتے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ان کا بیٹا سعید ابن زید بن عمرو بن نفیل اور عمر بن الخطاب جو ان کے چچا زاد بھائی تھے۔ دونوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ زید ابن عمر کے لئے آپ دعائے مغفرت فرمائیں۔ تو آپ نے فرمایا:

نَعَمْ فَإِنَّهُ يُبْعَثُ أُمَّةً وَّاحِدَةً .

''ہاں (اس کے لئے دعا کی جائے گی)''۔

کیونکہ وہی ایک تو اچھی حالت پر (یا ایسی حالت میں جو اکیلا ایک امت کے برابر ہو) زندہ کیا جائیگا۔ زید بن عمرو بن نفیل نے اپنی قوم کے دین کو چھوڑنے اور اس دین کے ترک کرنے سے جو تکلیفیں ان کے ہاتھوں اٹھائیں اس کے متعلق کہتا ہے۔

أَرَبًّا وَاحِدًا أَمْ أَلْفَ رَبٍّ ۔۔۔ أَدِيْنُ إِذَا تُقُسِّمَتِ الْأُمُوْرُ

جب حکومتیں تقسیم ہوگئیں تو میں ایک ہزار ارباب کی پرستش کروں یا ایک پروردگار کی۔

عَزَلْتُ اللَّاتَ وَالْعُزّٰى جَمِيْعًا ۔۔۔ كَذٰلِكَ يَفْعَلُ الْجَلْدُ الصَّبُوْرُ

(الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

میں نے لات اور عزیٰ سب کو چھوڑ دیا۔ قوت والا اور مستقل مزاج شخص ایسا ہی کرتا ہے۔

فَلَا عُزّٰی اَدِیْنُ وَلَا ابْنَتَیْهَا وَلَا صَنَمَیْ بَنِیْ عَمْرٍو اَزُوْرُ

پس میں نہ عزیٰ کی پوجا کرتا ہوں نہ اس کی دونوں بیٹیوں کی اور نہ میں بنی عمرو کے دونوں بتوں کی زیارت کرتا ہوں۔

وَلَا غَنْمًا اَدِیْنُ وَکَانَ رَبًّا لَنَا فِی الدَّهْرِ اِذْحِلْمِیْ یَسِیْرُ

اور نہ غنم (نامی بت) کی پوجا کرتا ہوں جو اس زمانے میں ہمارا پروردگار (سمجھا جاتا) تھا جبکہ میری عقل کم تھی۔

عَجِبْتُ وَفِی اللَّیَالِیْ مُعْجَبَاتٌ وَفِی الْاَیَّامِ یَعْرِفُهَا الْبَصِیْرُ

مجھے تعجب ہوا۔ اور دیکھو تو دن رات میں بہت سی حیرت انگیز چیزیں ہیں جن کو آنکھ والا ہی پہچانتا ہے۔

بِاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَفْنٰی رِجَالًا کَثِیْرًا کَانَ شَاْنَهُمُ الْفُجُوْرُ

کہ اللہ تعالیٰ نے بہت سے ایسے لوگوں کو فنا کر ڈالا جن کی حالت سرتاپا نافرمانی تھی۔

وَاَبْقٰی آخَرِیْنَ بِبِرِّ قَوْمٍ فَیَرْبِلُ مِنْهُمُ الطِّفْلُ الصَّغِیْرُ

اور دوسرے بہتوں کو بعضوں کو نیکی کے سبب سے باقی رکھا کہ ان میں کے چھوٹے بچے نشوونما پاتے اور تعداد میں بڑھتے چلے جاتے ہیں۔

وَبَیْنَا الْمَرْءُ یَعْثَرُ[1] ثَابَ یَوْمًا کَمَا یَتَرَوَّحُ الْغُصْنُ الْمَطِیْرُ

اور ایسے حال میں کہ آدمی ٹھوکریں کھاتا پھرتا ہے کسی دن اس کی حالت ایسی درست ہو جاتی ہے جیسے بارش سے سرسبز و شاداب ٹہنی۔

وَلٰکِنْ اَعْبُدُ الرَّحْمٰنَ رَبِّیْ لِیَغْفِرَ ذَنْبِیَ الرَّبُّ الْغَفُوْرُ

لیکن میں تو اپنے پروردگار رحمٰن کی عبادت کرتا ہوں تا کہ میرا ڈھانک لینے والا پروردگار میرے گناہ کو ڈھانک لے۔

فَتَقْوَی اللّٰهِ رَبِّکُمُ احْفَظُوْهَا مَتٰی مَا تَحْفَظُوْهَا لَا تَبُوْرُ

پس اے لوگو تم اپنے پروردگار کے تقوے کی حفاظت کرو جب تم اس کی حفاظت کرو گے تو رائیگاں نہ جائے گا۔

---

[1] (الف) میں یعثر یعنی اس حال میں کہ آدمی سست و کاہل ہوتا ہے پھر درست ہو جاتا ہے اگر اس مصرع میں ثاب کے بجائے تاب تائے مثناۃ فوقانیہ سے ہوتا تو معنی زیادہ بہتر ہو جاتے۔ (احمد محمودی)

تَرَى الْاَبْرَارَ دَارُ هُمْ جِنَانٌ وَلِلْكُفَّارِ حَامِيَةٌ سَعِيْرُ

تو دیکھ لے گا کہ نیکوں کا گھر جنت ہے۔ اور کافروں کے لئے گرم بھڑکتی ہوئے آگ۔

وَخِزْيٌ فِي الْحَيَاةِ وَاِنْ يَمُوْتُوْا يُلَاقُوْا مَا تَضِيْقُ بِهِ الصُّدُوْرُ

اور زندگی میں رسوائی۔ اور اگر وہ مر گئے تو ایسی حالت سے دوچار ہوں گے جس سے دل تنگ ہو جائیں گے۔

اور زید بن عمرو بن نفیل نے یہ ابیات کہے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ امیہ بن ابی الصلت کی یہ بیتیں اسی کے قصیدے کی ہیں۔ بجز پہلی دو بیتوں اور پانچویں بیت اور آخری بیت کے دوسرے مصرع کے کیونکہ اس کی روایت ابن اسحٰق کے علاوہ دوسروں سے (کی گئی) ہے۔

اِلَى اللّٰهِ اُهْدِيْ مِدْحَتِيْ وَثَنَائِيَا وَقَوْلًا رَصِيْنًا لَا يَنِيْ الدَّهْرَ بَاقِيَا

اللہ تعالیٰ کی جناب میں میں اپنی مدح وثنا اور ایک ایسی محکم بات کا ہدیہ پیش کرتا ہوں جو باقی زمانہ یعنی ابد تک کمزور نہ ہو۔

اِلَى الْمَلِكِ الْاَعْلَى الَّذِيْ لَيْسَ فَوْقَهُ اِلٰهٌ وَلَا رَبٌّ يَكُوْنُ مُدَانِيَا

اس شہنشاہ اعظم کی جناب میں جس کے اوپر کوئی معبود نہیں ہے۔ اور نہ کوئی ایسا رب ہے جو اس کے قریب قریب یعنی اس کی سی صفتیں رکھنے والا ہو۔

اَلَا اَيُّهَا الْاِنْسَانُ اِيَّاكَ وَالرَّدٰى فَاِنَّكَ لَا تُخْفِيْ مِنَ اللّٰهِ خَافِيَا

خبردار اے انسان اپنے آپ کو ہلاکت سے بچا۔ کیونکہ تو اللہ تعالیٰ سے کوئی بھید بھی چھپا نہیں سکتا۔

وَاِيَّاكَ لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ غَيْرَهُ فَاِنَّ سَبِيْلَ الرُّشْدِ اَصْبَحَ بَادِيَا

(اے انسان) اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کے غیر کو شریک کرنے اپنے کو بچا کہ سیدھی راہ تو نمایاں ہو چکی ہے۔

حَنَانَيْكَ اِنَّ الْجِنَّ كَانَتْ رَجَاءَهُمْ وَاَنْتَ اِلٰهِيْ رَبُّنَا وَرَجَائِيَا

اے میرے معبود میں تیرے الطاف و کرم کا طالب ہوں دوسرے لوگوں کے لئے تو جن امید و رجا کے مرجع بنے ہوئے ہیں اور ہم سب کا پالنے والا اور میرے امید و رجا کا مرجع تو تو ہی ہے۔

رَضِيْتُ بِكَ اللّٰهُمَّ رَبًّا فَلَنْ اُرٰى اَدِيْنُ اِلٰهًا غَيْرَكَ اللّٰهُ ثَانِيَا

یا اللہ میں تیری ربوبیت سے راضی ہوں۔ تیرے سوا کسی دوسرے معبود کو پرستش کے لائق کبھی نہ سمجھوں گا۔

وَاَنْتَ الَّذِیْ مِنْ فَضْلٍ مَنٍّ وَّ رَحْمَةٍ بَعَثْتَ اِلٰی مُوْسٰی رَسُوْلًا مُنَادِیًا

تو ہی وہ ذات ہے جس نے (اپنے) بے انتہا احسان و مہربانی سے موسیٰ علیہ السلام کی جانب (رشد و ہدایت کی) منادی کرنے والے پیامبر (حامل وحی فرشتہ) کو بھیجا۔

فَقُلْتَ لَهٗ یَا اذْهَبْ وَهٰرُوْنَ فَادْعُوْا اِلَی اللّٰهِ فِرْعَوْنَ الَّذِیْ كَانَ طَاغِیًا

اور تو نے ان سے کہا کہ اے موسیٰ تم ہارون کو ساتھ لے کر جاؤ اور اس فرعون کو جو سرکش ہے اللہ تعالیٰ کی طرف بلاؤ۔

وَقُوْلَا لَهٗ آاَنْتَ سَوَّیْتَ هٰذِهٖ بِلَاوَتِدٍحَتّٰی اطْمَاَنَّتْ كَمَاهِیَا

اور تم دونوں اس سے دریافت کرو کہ کیا تو نے اس (زمین) کو بغیر کسی میخ کے قائم رکھا کہ وہ اس حالت پر برقرار ہوگئی جیسی کہ وہ (اب تمہیں نظر آرہی) ہے۔

وَقُوْلَا لَهٗ آاَنْتَ رَفَّعْتَ هٰذِهٖ بِلَا عَمَدٍ اَرْفِقْ اِذًا بِكَ بَانِیًا

اور تم دونوں اس سے پوچھو کہ کیا تو نے اس (آسمان) کو بے کھمبوں کے اونچا کر دیا ہے۔ (اگر ایسا ہی ہے) تو تو بڑا نازک کاریگر ہے۔

وَقُوْلَا لَهٗ آاَنْتَ سَوَّیْتَ وَسْطَهَا مُنِیْرًا اِذَا مَا جَنَّتْهَاالَّیْلُ هَادِیًا

اور اس سے سوال کرو کہ کیا تو نے اس (آسمان) کے بیچ میں روشن (چاند) بنایا ہے کہ جب اس پر رات چھا جاتی ہے تو وہ رہنمائی کرتا ہے۔

وَقُوْلَا لَهٗ مَنْ یُّرْسِلُ الشَّمْسَ غُدْوَةً فَیُصْبِحَ مَا مَسَّتْ مِنَ الْاَرْضِ ضَاحِیَا

اور اس سے کہو کہ صبح سویرے اس آفتاب کو کون بھیجتا ہے جس سے زمین کے جس حصے تک روشنی پہنچتی ہے وہ روشن ہو جاتا ہے۔

وَقُوْلَا لَهٗ مَنْ یُّنْبِتُ الْحَبَّ فِی الثَّرٰی فَیُصْبِحَ مِنْهُ الْبَقْلُ یَهْتَزُّ رَابِیًا

اور اس سے کہو دانے کو گیلی مٹی میں کون اگاتا ہے کہ اس سے ساگ پات لہلہاتی ہوئی ابھر آتی ہے۔

وَیُخْرِجُ مِنْهُ حَبَّهٗ فِیْ رُءُوْسِهٖ وَفِیْ ذَاكَ آیَاتٌ لِّمَنْ كَانَ وَاعِیَا

اور ان ترکاریوں میں سے ان کے سروں پر اس کے بیج نکل آتے ہیں۔ غور کرنے والے کے

لئے ان چیزوں میں (ہزاروں) نشانیاں ہیں۔

وَاَنْتَ بِفَضْلٍ مِّنْكَ نَجَّيْتَ يُوْنُسًا   وَقَدْ بَاتَ فِيْ اَضْعَافِ حُوْتٍ لَيَالِيَا

اور تو نے ہی اپنی مہربانی سے یونس علیہ السلام کو بچالیا حالانکہ انہوں نے مچھلی کے (پیٹ میں) بہت سے پردوں کے اندر کئی راتیں بسر کیں۔

وَاِنِّيْ لَوْ سَبَّحْتُ بِاسْمِكَ رَبَّنَا   لَا كثر اِلَّا مَا غَفَرْتَ خَطَايَا

اے ہمارے پروردگار اگرچہ میں نے تیرے نام کی تسبیح کی (تیری عبادت کرتا رہا)۔ مگر بہت ہی خطا کار ہوں۔ (مجھے اپنے اعمال کے لحاظ سے بخشش کی امید نہیں) مگر یہ کہ تو (اپنے فضل و کرم سے) بخش دے۔

فَرَبَّ الْعِبَادِ الْقِ سَيْبًا وَرَحْمَةً   عَلَيَّ وَبَارِكْ فِيْ بَنِيَّ وَمَالِيَا

اے بندوں کے پالنے والے مجھ پر رحمت کا مینہ برسا اور میرے اولاد اور میرے مال میں برکت دے۔

اور زید بن عمرو نے اپنی عورت صفیہ بنت الحضرمی پر غصہ ہوتے ہوئے کہا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ الحضرمی کا نام عبداللہ بن عباد بن اکبر[1] تھا جو بنی صدف میں کا ایک شخص تھا اور الصدف کا نام عمرو بن مالک تھا جو بنی السکون بن اشرس بن کندی میں کا ایک شخص تھا کہا جاتا ہے کہ کندۃ بن ثور بن مرتع بن عفیر بن عدی بن الحارث بن المرۃ بن ادد بن زید بن ھمیسع بن عمرو بن عریب بن زید بن کہلان بن سبا کا بیٹا تھا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ مرتع بن مالک بن زید بن کہلان بن سبا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ زید بن عمر نے مکہ سے نکل جانے کا (اس لئے) ارادہ کرلیا تھا۔ کہ طریقہ حنیفیہ دین ابراہیم صلی اللہ علیہ وسلم[2] کی طلب میں مسافروں کی طرح گھومتا رہے۔ اور صفیہ بنت الحضرمیہ کی یہ حالت تھی کہ جب اس کو دیکھتی کہ سفر کرنے کا ارادہ کرچکا ہے اور نکلنے کے لئے تیار ہوگیا ہے تو الخطاب بن نفیل کو اس کی اطلاع کردیتی۔ اور الخطاب بن نفیل اس کا چچا بھی تھا اور مادری بھائی بھی۔ اپنی قوم کے دین کو چھوڑنے پر وہ اسے ہمیشہ لتاڑا کرتا اور الخطاب نے صفیہ کو اس کے پیچھے لگادیا تھا اور کہہ دیا تھا کہ جب تو اسے اس کام کا ارادہ کرتے دیکھے تو مجھے اس کی اطلاع کردیا کر۔ تو اس وقت زید بن عمرو نے یہ بیتیں کہیں۔

---

[1] (ب ج د) میں بن اکبر نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

[2] (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

لَا تَحْبِسُنِیْ فِی الْھُوَا نِ صَفِیُّ مَا ذَابِیْ وَدَابُہٗ

اے صفیہ مجھے ذلت میں نہ روک رکھ میری حالت کو اس کی حالت سے کیا نسبت ہے۔

اِنِّیْ اِذَا خِفْتُ الْھُوَا نَ مُشَیَّعٌ ذُلُلٌ رِکَابُہٗ

مجھے کسی ذلت کا خوف ہو تو میں (اس کا) پیچھا کرنے والا ہوں اور اس کے لئے سواریاں (مجھے) آسانی سے مل جانے والی موجود ہیں۔

دُعْمُوْصُ اَبْوَابِ الْمُلُوْ كِ وَجَائِبٌ لِلْخَرْقِ نَابُہٗ

میں بادشاہوں کے دروازوں کا کیڑا ہوں اور وسیع میدانوں کی مسافت طے کرنے والی اونٹنیاں موجود ہیں۔

قَطَّاعَ اَسْبَابٍ تَذِلُّ بِغَیْرِ اَقْرَانٍ صِعَابُہٗ

میں راستوں کا ایسا قطع کرنے والا ہوں کہ دشوار گزار راہیں بھی بغیر کسی ساتھی کے (میرے لئے) آسان ہو جاتی ہیں۔

وَاِنَّمَا اَخَذَ الْھُوَا نِ الْعَیْرَ اِذْ یُوْھَی اِھَابُہٗ

ذلت تو صرف گدھے کو اپنی گرفت میں رکھ سکتی ہے جبکہ اس کی جلد بدن (اس کو) کمزور کر دیتی ہے۔

وَ یَقُوْلُ اِنِّیْ لَا اَذِ لُّ بِصَكِّ جَنْبَیْہِ صِلَابُہٗ

اور وہ کہتا ہے کہ میں سخت افراد کے خم ٹھونکنے (اور مقابلہ پر آنے) پر بھی اطاعت قبول نہیں کرتا۔

وَاَخِی ابْنُ اُمِّیْ ثُمَّ عَمِّ یْ لَا یُوَاتِیْنِیْ خِطَابُہٗ

اس کی بات مجھ سے موافقت نہیں کرتی حالانکہ وہ میری ماں کا بیٹا (مادری بھائی) بھی ہے اور میرا چچا بھی۔

وَاِذَا یُعَاتِبُنِیْ بِسُوْ ءٍ قُلْتُ اَعْیَانِی جَوَابُہٗ

اور جب وہ بری طرح مجھ پر غصہ ہوتا ہے تو میں کہتا ہوں کہ اس کے جواب نے مجھے عاجز کر دیا ہے یعنی میں اس کا جواب نہیں دیتا۔

وَلَوْا شَاء لقلت ما عندی مفاتحه وبابه

اور اگر میں چاہوں تو (اس کے جواب میں) ایسی ایسی باتیں کہوں کے جس کی کنجیاں اور دروازے میرے (ہی) پاس ہیں یعنی ان باتوں تک کسی کی بھی رسائی نہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا۔ زید بن عمرو بن نفیل کے بعض گھر والوں سے مجھے یہ بات معلوم ہوئی کہ زید جب مسجد کے اندر کعبہ کے سامنے جاتا تو کہتا۔

لَبَّيْكَ حَقًّا حَقًّا تَعَبُّدًا ورِقاعُذتُ بِمَا عاذبه ابراهيم مستقبل الكعبة.

''عجز وانکسار کے ساتھ حاضری غلامانہ ذلت کے ساتھ حاضری واقعی تیرے ہی دربار کی حاضری ہے میں اس ذات کی پناہ کا طالب ہوں جس کی پناہ کعبہ کی طرف منہ کر کے ابراہیم نے طلب کی تھی''۔ اور وہ کھڑا ہوا کہہ رہا تھا۔

اَنفِی لَکَ اللّٰھُمَّ عَانٍ رَاغِمُ مَھْمَا تُجَشِّمْنِیْ فَاِنِّیْ جَاشِمُ

یا اللہ میری ناک تیرے لئے ذلت کے ساتھ مٹی کو رگڑ رہی ہے۔ (میں تیرے سامنے سربسجدہ ہوں) جو جو تکلیفیں تو مجھ پر ڈالے میں ان کو برداشت کرنے کے لئے آمادہ ہوں۔

اَلْبِرَّ اَبغی لَا الْخَالَ لَیْسَ مهجرٌ کمن قال

میں نیکی کا طلب گار ہوں تکبر کا نہیں۔ وطن کا چھوڑنے والا دوپہر میں آرام سے سونے والے کا سا نہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض نے ان الفاظ میں روایت کی ہے۔

اَلْبِرّ ابقی لَا الْخَالَ لَیْسَ مُھَجِّرٌ کَمَنْ قَالَ

میں نیکی کو باقی رکھنے والا ہوں تکبر کو نہیں الخ

کہا (ابن ہشام نے) کہ الفاظ'' مستقبل الكعبة'' کعبہ کی جانب منہ کیا ہوا'' کی روایت بعض اہل علم نے کی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا۔ زید بن عمرو بن نفیل نے (یہ بھی) کہا ہے۔

وَاَسْلَمْتُ وَجْهِیْ لِمَنْ اَسْلَمَتْ لَهُ الْاَرْضُ تَحْمِلُ صَخْرًا ثِقَالَا

میں نے اپنی گردن اس ذات کے آگے جھکا دی جس کے آگے بھاری چٹانوں کو اٹھانے والی زمین نے سر خم کیا۔

دَحَاهَا فَلَمَّا رَآهَا اسْتَوَتْ عَلَى الْمَاءِ اَرْسٰی عَلَیْهَا الْجِبَالَا

اس نے اس زمین کو بچھا دیا اور جب دیکھا کہ وہ پانی پر ٹھیک طور پر استوار ہو گئی تو اس نے اس پر پہاڑوں کے لنگر ڈال دیئے۔

وَاَسْلَمْتُ وَجْهِیْ لِمَنْ اَسْلَمَتْ لَهُ الْمُزْنُ تَحْمِلُ عَذْبًا زُلَالَا

میں نے اس ذات کے آگے اپنا سر جھکا دیا جس کے آگے صاف میٹھا پانی اٹھانے والے بادلوں نے اپنی گردنیں جھکا دیں۔

اِذَاهِيَ سِيْقَتْ اِلٰى بَلْدَةٍ اَطَاعَتْ فَصَبَّتْ عَلَيْهَا سِجَالًا

جب وہ (بادل) کسی سرزمین کی طرف ہانکے گئے تو انہوں نے اطاعت کی اور اس پر (ان گنت) ڈول انڈیل دیے۔

الخطاب نے زید کو بہت تکلیف دی یہاں تک کہ ان کو مکہ کی سطح مرتفع کی جانب شہر بدر کر دیا وہ مکہ کے مقابل حرا میں اتر پڑے اور خطاب نے ان کے پیچھے قریش کے نوجوانوں اور جاہلوں کو لگا دیا۔ اور ان سے کہہ دیا کہ اس کو مکہ میں داخل ہونے نہ دو۔ پس وہ مکہ میں چوری چھپے کے سوا داخل نہ ہوتے اور جب ان میں سے کسی کو اس کی خبر ہوتی تو وہ الخطاب کو خبر کر دیتے اور وہ سب مل کر انہیں وہاں سے نکال دیتے اور انہیں تکلیفیں پہنچاتے کہ کہیں وہ ان کا دین نہ بگاڑ دیں اور کہیں ان میں سے کوئی الگ ہو کر ان کا پیرو نہ ہو جائے۔ کعبۃ اللہ کی عظمت و حرمت بیان کرتے ہوئے اپنی قوم کے ان لوگوں کے خلاف جنہوں نے اس کی حرمت کا پاس نہیں کیا تھا انہوں نے کہا۔

لَاهُمَّ اِنِّىْ مُحْرِمٌ لَا حِلَّهْ وَاِنَّ بَيْتِىْ اَوْسَطَ الْمَحِلَّهْ

عِنْدَ الصَّفَا لَيْسَ بِذِىْ مَضَلَّهْ

یا اللہ میں حرم کو حرم سمجھنے والا ہوں' اس کی حرمت توڑنے والا نہیں ہوں میرا گھر محلہ کے بیچ میں صفا کے پاس ہے۔ گمراہ کن مقام نہیں ہے۔

پھر وہ دین ابراہیم علیہ السلام[1] کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے رہبان' احبار' علماء اور نصاریٰ کے مشائخوں سے پوچھتے ہوئے موصل اور الجزیرہ تک پہنچ گئے۔ پھر آ کر شام کے تمام مقاموں میں دوڑ دھوپ کی یہاں تک کہ سرزمین بلقاء کے مقام میفعہ میں ایک راہب کے پاس پہنچے۔ جس کے پاس ان کے دعوے کے لحاظ سے نصرانیوں کا انتہائی علم تھا۔ اس سے انہوں نے ابراہیمی دین کے طریقہ حنفیہ کے متعلق پوچھا تو اس نے کہا تم ایسے دین کی تلاش میں ہو جس پر چلانے والا تم کو آج کل کوئی نہیں ملے گا۔ لیکن ایک نبی کا زمانہ قریب آ چکا ہے جس کا ظہور تمہارے انہیں شہروں میں ہو گا جن سے تم نکل آئے ہو۔ وہ دین ابراہیم حنیفیہ پر مبعوث ہو گا۔ پس تم انہیں شہروں میں جا بسو۔ کیونکہ وہ اب مبعوث ہونے کو ہے۔ یہی اس کا زمانہ ہے۔

---

[1] (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

اور وہ یہودیت اور نصرانیت کا اندازہ تو کر ہی چکے تھے۔ اور ان میں سے کوئی بھی انہیں پسند نہ آیا تھا۔ اس لئے وہ وہاں سے فوراً مکہ کے ارادے سے نکلے۔ جب اس راہب نے ان سے مذکورہ باتیں کیں۔ اور جب وہ بنی لخم کی بستیوں میں پہنچے تو ان لوگوں نے حملہ کر کے انہیں قتل کر ڈالا ورقہ بن نوفل بن اسد نے ان کا مرثیہ کہا۔

رَشِدْتَ وَاَنْعَمْتَ ابْنَ عَمْرٍو وَاِنَّمَا ۔۔۔ تَجَنَّبْتَ تَنُّوْرًا مِنَ النَّارِ حَامِيًا

اے ابن عمرو تو نے سیدھی راہ اختیار کی اور راہ تو نے بڑے سوچ بچار کے بعد اختیار کی اور تو بھڑکتی ہوئی آگ کے تنور سے بچ گیا۔

بِدِيْنِكَ رَبًّا لَيْسَ رَبٌّ كَمِثْلِهٖ ۔۔۔ وَتَرْكِكَ اَوْثَانَ الطَّوَاغِىْ كَمَا هِيَا

تیرے اس پروردگار کا دین اختیار کرنے کے سبب سے جس کا کوئی مثل نہیں، اور سرکشوں کی مورتوں کو ان کی اسی (ذلیل) حالت پر چھوڑ دینے کے سبب سے جس حالت میں کہ وہ تھیں، تو نے نجات پائی۔

وَ اِدْرَاكِكَ الدِّيْنَ الَّذِىْ قَدْ طَلَبْتَهٗ ۔۔۔ وَلَمْ تَكُ عَنْ تَوْحِيْدِ رَبِّكَ سَاهِيَا

جس کی تو تلاش میں تھا اس دین کو پالینے کے سبب سے اور اس سبب سے کہ تو اپنے رب کی توحید کو بھولنے والا نہ تھا۔

فَاَصْبَحْتَ فِىْ دَارٍ كَرِيْمٍ مُقَامُهَا ۔۔۔ تُعَلَّلُ فِيْهَا بِالْكَرَامَةِ لَاهِيَا

پس تو ایسے گھر میں جا پہنچا جہاں کا رہنا عزت ہے۔ جہاں اعزاز کے ساتھ تمام چیزوں سے بے فکر ہو کر (اپنی کوششوں کا) پھل پاتا رہے گا۔

تُلَاقِىْ خَلِيْلَ اللّٰهِ فِيْهَا وَلَمْ تَكُنْ ۔۔۔ مِنَ النَّاسِ جَبَّارًا اِلَى النَّارِ هَاوِيَا

تو وہاں خلیل اللہ سے ملاقات کرے گا تو سرکش لوگوں اور آگ میں گرنے والوں میں سے نہ تھا۔

وَقَدْ تُدْرِكُ الْاِنْسَانَ رَحْمَةُ رَبِّهٖ ۔۔۔ وَلَوْكَانَ تَحْتَ الْاَرْضِ سَبْعِيْنَ وَادِيَا

اگرچہ انسان ستر وادیوں کی گہرائی میں زمین کے نیچے ہو پھر بھی پروردگار کی رحمت اس تک پہنچ جاتی ہے۔

(ابن ہشام نے کہا کہ) پہلی دو بیتیں امیہ بن ابی الصلت کے قصیدے میں بھی روایت کی گئی ہیں۔ آخری بیت بھی اسی کے قصیدے کی ہے اور اوثان الطواغی جس بیت میں ہے اس کی روایت ابن اسحٰق سے نہیں بلکہ دوسروں سے ہے۔

انجیل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفتیں

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھے جو خبریں معلوم ہوئی ہیں ان میں سے یہ خبر بھی ہے کہ عیسیٰ بن مریم علیہ[1] السلام نے انجیل میں اہل انجیل کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ یہ صفت بیان فرمائی ہے جس کو یحنس حواری نے ان کے لئے انجیل لکھتے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا اہل انجیل سے یہ عہد لکھا ہے کہ آپ نے فرمایا جس نے مجھ سے دشمنی کی اس نے پروردگار سے دشمنی کی۔ اور اگر میں ان کے سامنے ایسے کام نہ کرتا جو مجھ سے پہلے کسی نے نہیں کئے۔ تو ان کی کچھ خطا نہ ہوتی لیکن وہ آج سے اترانے لگے ہیں۔ اور انہوں نے سمجھ لیا ہے کہ وہ مجھ پر اور پروردگار پر بھی غلبہ حاصل کر لیں گے۔ لیکن وہ بات جو ناموس (الٰہی) میں ہے اس کا پورا ہونا ضروری ہے کہ انہوں نے مجھ سے ناحق بغض کیا۔ پس کاش منحمنا آ گئے ہوتے جن کو اللہ تمہاری طرف (اپنی) پاک[2] روح (مرتبہ) ربوبیت سے بھیجے گا۔ یہ وہ ہوگا جو رب کے پاس سے نکلا اور میرا گواہ ہے اور تم بھی (میرے گواہ ہو) کیونکہ تم قدیم سے میرے ساتھ رہے ہو۔ میں نے تم سے یہ بات کہہ دی ہے کہ تم شک نہ کر دیا (عدم تبلیغ کی) تمہیں شکایت نہ رہے۔

اور منحمنا سریانی زبان میں محمد (کا ہم معنی) ہے اور رومی زبان میں برقلیطس کے صلی اللہ علیہ وسلم۔

(اس عہد کا ذکر جو اللہ عزوجل نے اپنے رسول کے متعلق تمام انبیا علیہم السلام اجمعین سے لیا)۔

(زہری[3] نے) کہا کہ ابو محمد عبد الملک بن ہشام نے کہا کہ ہم سے زیاد بن عبد اللہ بکائی نے محمد بن اسحٰق مطلبی سے روایت بیان کی انہوں نے کہا کہ جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چالیس سال کے ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عالم کے لئے رحمت اور تمام لوگوں کے لئے بشارت دینے والا بنا کر مبعوث فرمایا اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہر نبی سے جس کو آپ سے پہلے مبعوث فرمایا۔ آپ پر ایمان لانے اور آپ کی تصدیق کرنے اور آپ کے مخالفوں کے مقابل آپ کی امداد کرنے کا وعدہ لے لیا تھا۔ اور ان سے یہ بھی وعدہ لیا تھا کہ ان پر جو لوگ ایمان لائیں اور ان کی تصدیق کریں ان تک بھی یہ بات پہنچا دیں۔ چنانچہ آپ کے متعلق اس بارے میں

---

[1] (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)۔

[2] (ب ج د) میں روح القدس ہے اور الف میں روح القسط ہے یعنی انصاف کی روح۔ (احمد محمودی)

[3] خط کشیدہ الفاظ (الف) میں نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)۔

ان پر جو حق تھا انہوں نے پہنچا دیا۔ اللہ تعالیٰ محمد ﷺ سے فرماتا ہے:

﴿ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَ اَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ (اَيْ ثِقْلَ مَا حَمَّلْتُمْ مِنْ عَهْدِيْ) قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴾

''اس وقت کو یاد کرو) جب اللہ نے انبیا سے پکا وعدہ لیا (اور ان الفاظ میں حکم دیا کہ اے نبیو) میں نے تم کو جو کتاب و حکمت دی ہے (تو اس کا مقتضی یہ ہے کہ) پھر تمہارے پاس کوئی رسول اس چیز کی تصدیق کرنے والا جو تمہارے ساتھ ہے آئے تو تم ضرور اس پر ایمان لاؤ گے۔ اور ضرور اس کی مدد کرو گے۔ پھر فرمایا کیا تم نے اس کو تسلیم کیا اور میرا عہد (یا میرے عہد کا بار اٹھایا) قبول کر لیا۔ انہوں نے کہا ہم نے تسلیم کیا۔ فرمایا تو گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں''۔

غرض اللہ تعالیٰ نے تمام نبیوں سے آپ کی تصدیق اور آپ کے مخالفوں کے مقابلے میں آپ کی امداد کا عہد لیا اور انہوں نے اس عہد کو ان لوگوں تک پہنچا دیا جو ان دونوں کتاب والوں (یعنی اہل انجیل اور اہل توریت) میں سے ان انبیا پر ایمان لائے اور ان کی تصدیق کی تھی۔

ان سچے خوابوں کا بیان جس سے نبی ﷺ کی نبوت کی ابتدا ہوئی

ابن اسحٰق نے کہا کہ زہری نے عروۃ بن زبیر کی روایت کا ذکر کیا ہے جس کو انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا[1] سے روایت کی ہے کہ ام المومنین نے ان سے بیان کیا کہ پہلی چیز جس سے رسول اللہ ﷺ کی (رسالت کی) ابتدا کی گئی وہ سچے خواب تھے۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کی بزرگی (کا اظہار) اور آپ کے ذریعے بندوں پر رحمت نازل کرنی چاہی تو رسول اللہ ﷺ نیند میں جو خواب دیکھتے وہ صبح صادق کی طرح ظاہر ہوتے ام المومنین نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تنہائی آپ کے لئے محبوب بنا دی تھی اور کوئی چیز آپ کو تنہائی میں رہنے سے زیادہ پسندیدہ نہ رہی تھی۔

پتھروں اور درختوں کا نبی ﷺ کو سلام کرنا

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبدالملک بن عبداللہ بن ابی سفیان ابن العلاء بن جاریۃ الثقفی نے جو

---

[1] (الف) میں نہیں ہے۔

خوب یاد رکھنے والے تھے' بعض اہل علم سے روایت کی رسول اللہ ﷺ جب رفع حاجت کے لئے نکلتے تو دور چلے جاتے۔ یہاں تک کہ بستی سے آپ دور ہو جاتے اور مکہ کی گھاٹیوں اور وادیوں کے اندر پہنچ جاتے اور جس پتھر اور درخت کے پاس سے آپ گذرتے وہ اسلام علیک یا رسول اللہ کہتا۔ راوی نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے داہنے بائیں اور پیچھے توجہ فرماتے۔ درختوں اور پتھروں کے سوا کسی کو نہ دیکھتے (غرض اس حالت پر آپ) اتنی مدت تک رہے جس مدت تک اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ پھر رمضان کے مہینے میں بمقام حراء جبریل آئے۔ اور اللہ تعالیٰ کے پاس سے آپ کے اعزاز و اکرام کی وہ عظمت وہ شان والی چیز لائے جس کو سب جانتے ہیں۔

جبرئیل علیہ السلام کے آنے کی ابتدا

ابن اسحٰق نے کہا مجھ سے آل زبیر کے غلام وہب بن کیسان نے بیان کیا انہوں نے کہا کہ میں نے عبداللہ بن الزبیر کو کہتے سنا وہ عبید بن عمر بن قتادۃ اللیثی سے کہتے تھے کہ اے عبید رسول اللہ ﷺ کے پاس جب جبرئیل علیہ[1] السلام آئے تو نبوت کی ابتدا کا ظہور کس طرح ہوا۔ راوی نے کہا کہ میں موجود تھا۔ تو عبید نے عبداللہ بن زبیر اور ان لوگوں سے حدیث بیان کرتے ہوئے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ہر سال ایک مہینہ حراء میں اعتکاف[2] کیا کرتے تھے۔ اور یہ (بات) ان (عادتوں) میں سے تھی جس کو جاہلیت میں بھی قریش عبادت کے طور پر (تحنث) کیا کرتے تھے۔ اور تحنث کے معنی تبرر (نیکی) کے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ابو طالب کہتے ہیں۔

وَثَوْرٍ وَمَنْ أَرْسَى ثَبِيرًا مَكَانَهُ ۔۔۔ وَرَاقٍ لِيَرْقَى فِي حِرَاءٍ وَنَازِلِ

اور جبل ثور کی (پناہ لیتا ہوں) اور اس ذات کی (پناہ لیتا ہوں) جس نے کوہ ثبیر کو اس کی جگہ لنگر انداز کر دیا اور چڑھنے والے اور اترنے والے کی (پناہ لیتا ہوں) جو کوہ ثبیر سے اس لئے اترتا ہے) تا کہ کوہ حراء پر۔

---

[1] (الف) میں نہیں ہے۔

[2] اصل میں اعتکاف کا لفظ نہیں ہے بلکہ "یجاور" ہے جس کے معنی تقریباً اعتکاف ہی کے ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ اگر کوئی دنیا کے مشغلے چھوڑ کر مسجد میں بیٹھے تو اس کو اعتکاف کہا جاتا ہے۔ اور مسجد کے علاوہ کسی دوسری جگہ بیٹھے تو اسے مجاورۃ کہتے ہیں یعنی اعتکاف کے لئے مسجد کی شرط ہے اور مجاورۃ کے لئے مسجد کی شرط نہیں چونکہ اردو میں مجاورۃ کا لفظ مستعمل نہیں ہے۔ اس لئے میں نے اعتکاف کا لفظ استعمال کیا ہے تا کہ عام فہم ہو۔ (مترجم از سہیلی)

چڑھ جائے[1]

ابن ہشام نے کہا کہ عرب تحنث وتحنف دونوں لفظ استعمال کرتے ہیں اور ان دونوں لفظوں سے ان کی مراد حنیفیہ اختیار کرنا (ہی) ہوتی ہے۔ وہ فے کو ثے سے بدل دیتے ہیں۔ جس طرح جدف اور جدث دونوں لفظوں سے مراد قبر ہوتی ہے۔ رؤبۃ العجاج نے کہا ہے۔

''لو کان احجاری مع الاجداف[2]'' ''اگر میرے پتھر قبروں کے ساتھ ہوتے''۔

اجداف سے مراد اجداث ہے جس کے معنی قبریں ہیں۔ یہ بیت اس کے بحر رجز کے قصیدے میں کی ہے۔ اور ابوطالب کی بیت بھی ان کے ایک قصیدے میں کی ہے جس کا ذکر انشاء اللہ اس کے موقع پر کروں گا۔

ابن ہشام نے کہا کہ مجھ سے ابوعبیدہ نے کہا کہ عرب ثم کے بجائے فم کہتے ہیں اور ثے کو فے سے بدل دیتے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے وہب بن کیسان نے بیان کیا کہ عبیدہ نے مجھ سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ اسی مہینے ہر سال اعتکاف فرماتے اور جو مسکین آتا اسے کھانا کھلاتے اور جب رسول اللہ ﷺ اپنے اس مہینے کا اعتکاف پورا فرما لیتے اور لوٹتے تو اپنے گھر میں داخل ہونے سے پہلے کعبۃ اللہ کا سات بار یا اللہ جس قدر چاہتا طواف فرماتے اس کے بعد اپنے گھر لوٹتے۔ یہاں تک کہ اس سال جس میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث فرمایا۔ جب وہ مہینہ آیا جس میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو سرفراز فرمانے کا ارادہ فرمایا اور وہ مہینہ رمضان کا تھا تو جس طرح رسول اللہ ﷺ اپنے اعتکاف کے لئے نکلا کرتے تھے حراء کی جانب نکلے اور آپ کے ساتھ آپ کی اہلیہ بھی تھیں۔ یہاں تک کہ جب وہ رات آئی جس میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو رسالت سے سرفراز فرمایا اور اس کے ذریعے بندوں پر رحم فرمایا۔ جبرئیل علیہ[3] السلام اللہ تعالیٰ کا حکم لئے ہوئے آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

[1] مذکورہ بالا شعر کے سمجھانے کے لئے سہیلی نے ابن عبدالبر کا یہ بیان لکھا ہے کہ کوہ حراء حرم کے ان پہاڑوں میں ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کو پکارا تھا کہ یا رسول ﷺ آپ میری جانب تشریف لائیے۔ جبکہ آپ کوہ ثبیر پر تھے۔ اور کوہ ثبیر نے آپ سے کہا تھا کہ آپ مجھ پر سے اتر جائیے کیونکہ مجھے خوف ہے کہ کہیں آپ مجھ پر قتل نہ کر دیئے جائیں کہ مجھ پر بھی عذاب ہوگا۔ (مترجم از سہیلی)۔

[2] اس مصرع کا ماقبل اور مابعد کیا ہے نہیں ملا۔ اس لئے اس کا مطلب بھی سمجھ میں نہ آیا۔

[3] (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

فَجَاءَنِیْ جِبْرِیْلُ وَاَنَا نَائِمٌ بِنَمَطٍ مِنْ دِیْبَاجٍ فِیْهِ کِتَابٌ.

''میرے پاس جبرئیل اس وقت جب میں سو رہا تھا۔ اور ایک ریشمی کپڑا لائے جس پر کچھ لکھا تھا''۔

فَقَالَ: اقْرَاْ قَالَ: قُلْتُ: مَا اَقْرَاُ قَالَ: فَغَتَّنِیْ بِهٖ حَتّٰی ظَنَنْتُ اَنَّهُ الْمَوْتُ ثُمَّ اَرْسَلَنِیْ فَقَالَ: اقْرَاْ قَالَ: قُلْتُ: مَا اَقْرَاُ قَالَ: فَغَتَّنِیْ بِهٖ حَتّٰی ظَنَنْتُ اَنَّهُ الْمَوْتُ ثُمَّ اَرْسَلَنِیْ فَقَالَ: اقْرَاْ قَالَ: قُلْتُ مَاذَا[1] اَقْرَاُ؟ قَالَ: فَغَتَّنِیْ بِهٖ حَتّٰی ظَنَنْتُ اَنَّهُ الْمَوْتُ ثُمَّ اَرْسَلَنِیْ فَقَالَ: اقْرَاْ قَالَ فَقُلْتُ: مَاذَا اَقْرَاُ مَا اَقُوْلُ ذٰلِكَ اِلَّا افْتِدَاءً مِنْهُ اَنْ یَعُوْدَ لِیْ بِمِثْلِ مَا صَنَعَ بِیْ فَقَالَ: اقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَکْرَمُ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ.

''پھر کہا پڑھیے۔ فرمایا میں نے کہا میں پڑھا نہیں کرتا (یعنی مجھے پڑھنا نہیں آتا) تو انہوں نے مجھے اس (کے پڑھنے) پر مجبور کیا یا تنگ کیا (یا مجھے اس کے لئے پکڑ کر بھینچا) یہاں تک کہ میں نے خیال کیا کہ اب موت ہے پھر انہوں نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا پڑھیے پھر میں نے کہا میں پڑھا نہیں کرتا۔ فرمایا پھر انہوں نے مجھے اس (کے پڑھنے) پر تنگ کیا (یا مجھے بھینچا) یہاں تک کہ میں نے خیال کیا کہ اب موت ہے۔ پھر مجھے چھوڑ دیا۔ پھر کہا پڑھیے۔ فرمایا میں نے کہا کیا پڑھوں فرمایا۔ پھر انہوں نے مجھے تنگ کیا (یا بھینچا) حتیٰ کہ میں نے خیال کیا کہ اب موت ہے پھر انہوں نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا پڑھیے فرمایا میں نے کہا کیا پڑھوں میں یہ بات صرف اس لئے کہہ رہا تھا کہ اون سے چھوٹ جاؤں کہ کہیں پھر ویسا ہی نہ کریں جیسا انہوں نے (پہلے) میرے ساتھ کیا تھا۔ پھر انہوں نے کہا۔ اپنے پروردگار کے نام سے پڑھیے جس نے تخلیق کی یا اندازہ کیا (اور) انسان کو ذرا سی چیز سے یا ایک تعلق کی وجہ سے یا بستہ خون سے یا جونک کی سی شکل سے پیدا کیا۔ پڑھیے آپ کا پروردگار تو بڑی شان والا ہے۔ جس نے قلم کے ذریعے تعلیم دی انسان کو وہ باتیں سکھلائیں جن سے وہ ناواقف تھا''۔

﴿ فَقَرَاْتُهَا ثُمَّ انْتَهٰی فَانْصَرَفَ عَنِّیْ وَهَبَبْتُ مِنْ نَوْمِیْ فَکَاَنَّمَا کُتِبَتْ فِیْ قَلْبِیْ کِتَابًا قَالَ فَخَرَجْتُ حَتّٰی اِذَا کُنْتُ فِیْ وَسَطٍ مِنَ الْجَبَلِ سَمِعْتُ صَوْتًا مِنَ السَّمَاءِ یَقُوْلُ یَا مُحَمَّدُ اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَاَنَا جِبْرِیْلُ قَالَ فَرَفَعْتُ رَاْسِیْ اِلَی السَّمَاءِ اَنْظُرُ فَاِذَا جِبْرِیْلُ فِیْ صُوْرَةِ رَجُلٍ

---

[1] لفظ ذا (الف) میں اس جگہ نہیں ہے۔

صَافٍّ قَدَمَيْهِ فِيْ اُفُقِ السَّمَاءِ يَقُوْلُ يَا مُحَمَّدُ اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَاَنَا جِبْرَئِيْلُ قَالَ فَوَقَفْتُ اَنْظُرُ اِلَيْهِ فَمَا اَتَقَدَّمُ وَمَا اَتَاَخَّرُ وَجَعَلْتُ اُصْرِفُ وَجْهِيْ عَنْهُ فِيْ آفَاقِ السَّمَاءِ قَالَ فَلَا اَنْظُرُ فِيْ نَاحِيَةٍ مِنْهَا اِلَّا رَاَيْتُهٗ كَذٰلِكَ فَمَا زِلْتُ وَاقِفًا مَا اَتَقَدَّمُ اَمَامِيْ وَمَا اَرْجِعُ وَرَائِيْ حَتّٰى بَعَثَتْ خَدِيْجَةُ رُسُلَهَا فِيْ طَلَبِيْ فَبَلَغُوْا اَعْلٰى مَكَّةَ وَرَاجَعُوْا اِلَيْهَا وَ اَنَا وَاقِفٌ فِيْ مَكَانِيْ ذٰلِكَ ثُمَّ انْصَرَفَ عَنِّيْ وَانْصَرَفْتُ رَاجِعًا اِلٰى اَهْلِيْ حَتّٰى اَتَيْتُ خَدِيْجَةَ فَجَلَسْتُ اِلٰى فَخِذِهَا مُضِيْفًا اِلَيْهَا فَقَالَتْ يَا اَبَا الْقَاسِمِ اَيْنَ كُنْتَ فَوَاللّٰهِ لَقَدْ بَعَثْتُ رُسُلِيْ فِيْ طَلَبِكَ حَتّٰى بَلَغُوْا عَلٰى مَكَّةَ وَرَجَعُوْا اِلَيَّ ثُمَّ حَدَّثْتُهَا بِالَّذِيْ رَاَيْتُ فَقَالَتْ اَبْشِرْ يَا ابْنَ عَمِّ وَاثْبُتْ فَوَالَّذِيْ نَفْسُ خَدِيْجَةَ بِيَدِهٖ اِنِّيْ لَاَرْجُوْ اَنْ تَكُوْنَ نَبِيَّ هٰذِهِ الْاُمَّةِ ﴾

''پھر میں نے انہیں پڑھا اور پھر یہ بات ختم ہوگئی تو وہ میرے پاس سے چلے گئے۔ اور میں اپنی نیند سے بیدار ہو گیا اور گویا وہ میرے دل میں اچھی طرح لکھا تھا فرمایا۔ پھر میں نکلا یہاں تک کہ جب میں پہاڑ کے وسط میں تھا تو ایک آواز سنی وہ آواز کہہ رہی تھی اے محمد آپ اللہ کے رسول ہیں اور میں جبرئیل ہوں۔ فرمایا۔ تو میں نے دیکھنے کے لئے اپنا سر آسمان کی جانب اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ آسمان کے کنارے پر ایک آدمی کی شکل میں جبرئیل ہیں جن کے پاؤں صاف ہیں وہ کہہ رہے ہیں اے محمد آپ اللہ کے رسول ہیں اور میں جبرئیل ہوں فرمایا میں ان کی طرف دیکھتا کھڑا رہ گیا نہ آگے بڑھتا ہوں نہ پیچھے ہٹتا ہوں اور میں اپنی توجہ ان کی جانب سے پھیر کر آسمان کے کنارے ڈال رہا ہوں۔ فرمایا تو آسمان کے جس کونے میں نظر ڈالتا ہوں تو انہیں کو اسی حالت میں دیکھتا ہوں پس میں اسی حالت میں کھڑا ہو گیا نہ اپنے سامنے کی جانب بڑھتا ہوں اور نہ اپنے پیچھے کی طرف لوٹتا ہوں یہاں تک کہ میری تلاش میں خدیجہ نے اپنے آدمی بھیجے تو وہ مکہ کے بلند مقام تک پہنچے اور پھر وہ واپس ہو گئے اور میں اپنی اسی جگہ تھا پھر وہ (جبرئیل) میرے پاس سے چلے گئے اور میں بھی اپنے گھر والوں کی طرف چلا آیا۔ یہاں تک کہ خدیجہ کے پاس پہنچا۔ تو ان کے زانو کے پاس بیٹھ گیا۔ اور ان کی طرف جھک پڑا تو انہوں نے کہا اے ابوالقاسم آپ کہاں تھے۔ اللہ کی قسم میں نے آپ کی تلاش میں اپنے آدمی بھیجے یہاں تک کہ وہ مکہ کے بلند حصہ تک پہنچ کر میری طرف واپس بھی آ گئے۔ پھر میں نے ان سے اس چیز کا بیان کیا جو میں نے دیکھا تھا تو انہوں نے کہا اے میرے چچا کے فرزند خوش ہو جایئے اور ثابت قدمی اختیار فرمایئے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں خدیجہ کی جان ہے۔ بے شک میں اس

بات کی امید رکھتی ہوں کہ آپ اس امت کے نبی ہوں گے''۔

پھر وہ اٹھ کھڑی ہوئیں اور اپنے کپڑے پہن لئے اور ورقہ ابن[1] نوفل بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی کی جانب چلی گئیں جو ان کے چچازاد بھائی تھے۔ اور ورقہ نے دین نصرانی اختیار کر رکھا تھا اور کتابیں پڑھی تھیں اور توریت وانجیل والوں کی باتیں سنتے رہے تھے پھر جناب خدیجہ نے ان سے وہ سب باتیں بیان کیں جن کے دیکھنے اور سننے کی خبر رسول اللہ ﷺ نے دی تھی۔ تو ورقہ بن نوفل نے کہا۔ قدوس قدوس پاک ہے پاک ہے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں ورقہ کی جان ہے۔ اے خدیجہ اگر تو نے مجھ سے سچ کہا ہے تو ناموس اکبر جو موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا کرتا تھا وہ ان کے پاس آ پہنچا۔ اور بے شک وہ اس امت کے نبی ہیں تم ان سے کہہ دو کہ ثابت قدمی اختیار کریں۔ تو خدیجہ رسول اللہ ﷺ کی جانب لوٹ آئیں۔ اور آپ سے ورقہ بن نوفل کی باتیں بیان کیں پھر جب رسول اللہ ﷺ نے اپنا اعتکاف پورا فرمالیا تو لوٹے اور ویسا ہی کیا جیسا آپ کیا کرتے تھے کہ کعبۃ اللہ سے ابتدا کی۔ اس کا طواف فرمایا۔ تو ورقہ بن نوفل آپ سے اسی حالت میں ملے کہ آپ کعبۃ اللہ کا طواف فرما رہے تھے تو کہا اے میرے بھائی کے بیٹے جو کچھ تم نے دیکھا اور سنا وہ مجھ سے تو بیان کرو۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے بیان فرمایا تو ورقہ نے کہا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے آپ اس امت کے نبی ہیں۔ بے شک آپ کے پاس وہ ناموس اکبر آ گیا جو موسیٰ کے پاس آتا تھا۔ اور اب آپ کو جھٹلایا جائے گا اور آپ کو تکلیف پہنچائی جائے گی اور آپ کو خارج البلد کیا جائے گا اور آپ سے جنگ کی جائے گی اور اگر مجھے وہ دن نصیب ہو تو میں ضرور آپ کی مدد کروں گا۔ پھر انہوں نے اپنا سر جھکایا اور آپ کے تالو کو بوسہ دیا پھر رسول اللہ ﷺ اپنے گھر تشریف لائے۔ (یہاں سے روایت کا تھوڑا حصہ بمصالح خاص حذف کیا گیا ہے)۔

قرآن کے اترنے کی ابتداء

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ پر وحی کے نازل ہونے کی ابتداء ماہ رمضان میں ہوئی اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ﴾

''رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن لوگوں کے لئے (سرتاسر) ہدایت بنا کر اور (حق کو باطل سے) ممتاز کرنے والی اور راستہ بتانے والی روشن دلیلوں کے ساتھ اتارا گیا''۔

---

[1] خط کشیدہ الفاظ (الف) میں نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)

﴿ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ كُلِّ اَمْرٍ سَلٰمٌ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ﴾

''ہم نے اسے شب قدر میں اتارا ہے تجھے کیا معلوم کہ شب قدر کیا ہے شب قدر ہزار راتوں سے بہتر ہے اس میں فرشتے اور روح اپنے پروردگار کے حکم سے ہر (ایسے) حکم کے ساتھ اترتے ہیں کہ وہ سلامتی ہے' طلوع فجر تک''۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ حٰمٓ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ﴾

''حم روشن کتاب کی قسم ہم نے اسے مبارک رات میں اتارا ہے۔ بے شبہ ہم (برے انجام سے) ڈرانے والے رہے ہیں۔ اس (رات) میں حکمت والی ہر ایک ایسی بات جو ہمارے پاس کی ہوتی ہے واضح اور ممتاز کر دی جاتی ہے۔ ہم ہمیشہ اپنے پیام بھیجنے والے ہی رہے ہیں''۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ﴾

''اگر تم اللہ اور اس چیز پر ایمان لائے ہو جس کو ہم نے اپنے بندے پر امتیاز کے روز۔ جس روز دو جماعتیں مقابل ہو گئی تھیں۔ نازل فرمایا (تو جان لو کہ غنیمت کے احکام مذکورہ بالا ہیں اور اس کی تعمیل کرو)''۔

اور ان (دونوں جماعتوں) سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مشرکوں کا بدر کے روز کا مقابلہ ہے۔

ابن اسحاق نے کہا کہ مجھ سے ابو جعفر محمد بن علی بن حسین رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مشرکوں کا مقابلہ مقام بدر میں جمعہ کے روز سترہ رمضان کی صبح میں ہوا۔

ابن اسحاق نے کہا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب وحی آتی رہی' اور آپ اللہ پر ایمان رکھنے والے اور جو کچھ اس کی جانب سے آپ پر آیا۔ اس کو سچا جاننے والے تھے۔ آپ نے اس کو اپنی پوری توجہ سے قبول فرمایا۔ اور جو بار اس کی جانب سے آپ پر ڈالا گیا اس کو باوجود بعض لوگوں کی رضامندی اور بعض لوگوں کی ناراضی کے برداشت فرمایا قوم کے اس مخالفانہ سلوک اور اس طرز عمل کے سبب سے' جو انبیاء کے پیام کے رد عمل کے طور پر اس سے ظاہر ہوتا ہے' نبوت کے بوجھ اور ذمہ داری کے اٹھانے کی استطاعت اور برداشت

کی قوت بجز اولوالعزم اور صاحب قوت رسولوں کے دوسروں میں نہیں ہوا کرتی۔ اور وہ بھی اللہ تعالیٰ کی امداد اور توفیق سے۔ راوی نے کہا کہ غرض رسول اللہ ﷺ خدائی احکام پر باوجود اپنی قوم کی مخالفت اور ایذا رسانی کے چل پڑے۔

خدیجہ بنت خویلد رحمہا اللہ کا اسلام اختیار کرنا

خدیجہ بنت خویلد آپ پر ایمان لائیں اور ان چیزوں کی تصدیق کی جو آپ کے پاس اللہ عزوجل کے پاس سے آئی تھیں اور آپ کے معاملے میں انہوں نے آپ کی امداد کی۔ اللہ عزوجل اور اس کے رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے اور آپ کے پاس اللہ تعالیٰ کے پاس سے آئی ہوئی چیزوں پر تصدیق کرنے والوں میں سب سے پہلی وہی تھیں۔ انہیں کے سبب سے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے کام میں آسانی پیدا کر دی مخالفوں کی تکذیب اور ناپسندیدہ باتوں کے سننے سے آپ کو صدمہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس حزن وملال کو انہیں کے ذریعے دور فرماتا۔ جب آپ جناب خدیجہ کی طرف تشریف لاتے تو وہ آپ کو ثابت قدمی کی جانب متوجہ کرتیں۔ اور آپ کے بار کو ہلکا کرتیں۔ وہ آپ کی تصدیق کرتیں تو لوگوں کا مذکورہ برتاؤ آپ پر آسان ہو جاتا۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے ہشام بن عروہ نے اور انہوں نے اپنے والد عروہ سے انہوں عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں خدیجہ کو ایک قصب (کھوکھلے موتی کے گھر) کی خوش خبری دوں جس میں نہ شور ہے نہ تکلیف۔ (ابن ہشام نے کہا کہ) مجھ سے ایسے شخص نے بیان کیا جس پر میں بھروسہ رکھتا ہوں کہ جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ خدیجہ کو ان کے رب کی طرف کا سلام پہنچا دے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے خدیجہ یہ جبرئیل ہیں۔ تمہارے پروردگار (کا سلام تمہیں پہنچا رہے ہیں تو جناب خدیجہ نے کہا کہ اللہ تو خود سلام ہی ہے اور سب کو) سلامتی۔ اسی کی جانب سے ملتی ہے۔ جبرئیل پر بھی سلام ہو۔

وحی کا چند دن کے لئے رک جانا اور سورۃ ضحیٰ کا نزول

ابن اسحٰق نے کہا کہ پھر رسول اللہ ﷺ سے کچھ مدت کے لئے وحی رک گئی یہاں تک کہ آپ کو یہ بات بہت شاق گزری اور آپ کو اس سے صدمہ ہوا۔ پھر آپ کے پاس جبرئیل سورہ ضحیٰ لے کر آئے۔ جس میں آپ کا پروردگار آپ سے قسم کھا کر خطاب فرماتا ہے حالانکہ اس نے اس شاندار چیز کے ذریعے آپ کو

اعزاز واکرام کے مراتب عنایت فرمائے۔ کہ آپ کے پروردگار نے نہ آپ کو چھوڑا نہ آپ سے ناراض ہوا۔ پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَالضُّحٰى وَاللَّيْلِ إِذَا سَجٰى مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ﴾

''آفتاب کی بلندی کے وقت کی قسم اور رات کی قسم جب کہ وہ سنسان ہوگئی تجھ سے پروردگار نے علیحدگی اختیار کی نہ ناراض ہوا فرماتا ہے کہ نہ اس نے تجھ سے تعلق ترک کیا کہ تجھ کو چھوڑ دے نہ وہ تجھ سے ناراض ہوا۔ جب سے کہ تجھ سے محبت کی ہے''۔

﴿ وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ﴾

''اور بے شک تیرے لئے بعد کی حالت بہتر ہے پہلی حالت سے یعنی تیری جو حالت میرے پاس لوٹ کر آنے کے بعد کی ہوگی وہ تیرے لئے بہتر ہوگی بہ نسبت اس اعزاز واکرام کے جو میں نے دنیا میں تجھے عنایت فرمایا ہے''۔

﴿ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ﴾

''اور بے شک عنقریب تیرا پروردگار تجھ کو (اتنا یا ایسا) دے گا کہ تو راضی ہو جائے گا۔ یعنی دنیا کی وسعت، فتح مندی اور آخرت کا ثواب''۔

﴿ اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى ﴾

''کیا اس نے تجھ کو یتیم پایا تو پناہ نہیں دی اور تجھ کو سرگرداں پایا تو رہنمائی نہیں کی اور تجھ کو نادار پایا تو بے نیاز نہیں بنا دیا''۔

اللہ تعالیٰ آپ کی ابتدائی حالت کا اظہار فرماتا ہے کہ سردست بھی اس نے آپ کو کیسا اعزاز عنایت فرمایا ہے آپ کی یتیمی ناداری اور سرگردانی میں اس کا کیا احسان رہا اور مذکورہ تمام حالات سے اس نے اپنی رحمت کے ذریعے کیسے نجات دلائی۔

(ابن ہشام نے کہا کہ) سجی کے معنی سکن کے ہیں (خاموش بے حرکت سنسان ہوا)۔ امیہ بن ابی الصلت نے کہا ہے۔

إِذْ أَتَى مَوْهِنًا وَقَدْ نَامَ صَحْبِي وَسَجَى اللَّيْلُ بِالظَّلَامِ الْبَهِيمِ

اس وقت کو یاد کرو جب کہ وہ آدھی رات کے بعد آیا اور میرے ساتھی سو گئے تھے۔ اور رات اندھیرا گپ ہو جانے سے سنسان ہوگئی تھی۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے میں کی ہے۔ اور آنکھ کی جب ٹکٹکی بندھ جاتی ہے اس کو

ساجیہ اور سجی طرفہا کہتے ہیں ۔جریر نے کہا ہے ۔

وَلَقَدْ رَمَيْنَكَ حِيْنَ رُحْنَ بِاَعْيُنٍ يَقْتُلْنَ مِنْ خَلَلِ السُّتُوْرِ سَوَاجِیْ

جب وہ عورتیں جانے لگیں تو (انہوں نے) پردے کی درزوں میں سے ٹکٹکی بندھی ہوئی آنکھوں سے ایسے تیر مارے جو مار ہی ڈالتے ہیں ۔

یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے ۔ اور عائل کے معنی فقیر کے ہیں ۔ابو خراش ہذلی نے کہا ہے ۔

اِلٰى بَيْتِهٖ يَاْوِى الضَّرِيْكُ اِذَاشَتَا وَ مُسْتَنْبِحٌ بَالِى الدر يسبن عَائِلُ[1]

جب قحط ہوتا ہے تو بدحال فقیر مافر میلے کچیلے پھٹے پرانے کپڑوں والے نادار اسی کے گھر میں پناہ لیتے ہیں ۔

اور یہ بیت اس کے قصیدے میں کی ہے جس کا ذکر انشاء اللہ تعالیٰ اس کے موقع پر کروں گا ۔اور عائل اس شخص کو بھی کہتے ہیں جو کنبے کی دیکھ بھال اور پرورش کرتا ہے ۔اور ڈرنے والے کو بھی عائل کہا جاتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں ہے :

﴿ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَلَّا تَعُوْلُوْا ﴾

''ان احکام کی فرماں برداری زیادہ نزدیک کرنے والی ہے اس حالت سے کہ تم عیال دار اور گرنبار نہ ہو جاؤ'' ۔

ابو طالب نے کہا ہے :

بِمِيْزَانِ قِسْطٍ لَا يُخِسُّ شَعِيْرَةً لَهٗ شَاهِدٌ مِنْ نَفْسِهٖ غَيْرُ عَائِلِ

انصاف کی ایسی ترازو میں تول کر جو جو بھر کی کمی بھی نہیں کرتی جس کے متعلق خود اس کا ضمیر گواہی دے کہ وہ سزا ظالمانہ نہیں ۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے میں کی ہے ان شاء اللہ تعالیٰ اس کا ذکر اس کے موقع پر کروں گا اور[2] عائل کے معنی بار ڈالنے والے اور عاجز کر دینے والے کے بھی ہیں ۔لوگ کہتے ہیں **قد عالنی هذا الامر** ۔ یعنی یہ کام مجھ پر بار ہو گیا ۔اس نے مجھے عاجز کر دیا ہے ۔فرزوق کہتا ہے ۔

تَرَى الْغُرَّ الْجَحَاجِحَ مِنْ قُرَيْشٍ اِذَا مَا الْاَمْرُ فِى الْحِدْثَانِ عَالَا

جب کوئی معاملہ کم عمروں نوجوانوں پر بار ہو جائے تو قریش کے چمکتے چہرے والوں کو اس کی جانب جھپٹتے ہوئے دیکھے گا ۔

---

[1] عائل کی جمع عالة اور عیل ہے ۔ [2] ملاحظہ ہو صفحہ (۲۸۶) نسخہ (ب) ۔

یہ بیت اس کے ایک قصیدے میں کی ہے۔

فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ

لیکن یتیم (وہ تو ایسی قابل رحم ہستی ہے کہ) تم اس کو مجبور نہ کرو اور لیکن مانگنے والا اس کو کبھی نہ جھڑکو۔

یعنی اپنی قوت اور بڑائی جتانے والے اول جلول بکنے والے اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے کمزوروں پر سخت دلی کرنے والے نہ ہو جاؤ۔

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ

اور لیکن اپنے پروردگار کی نعمت (یعنی قرآن ونبوت) وہ تو ایسی چیز ہے کہ تم (انہیں لوگوں سے خوب) بیان کرو۔

یعنی اللہ تعالیٰ کے پاس سے نبوت کی جو نعمت اور عزت آپ کو ملی ہے اس کو بیان کیجئے اور اس کی جانب لوگوں کو بلایئے۔ پس رسول اللہ ﷺ ان باتوں کو جنہیں اللہ تعالیٰ نے آپ پر اور آپ کی نبوت کے ذریعے تمام بندوں پر انعامات فرمائے تھے۔ تنہائی میں ان لوگوں سے بیان فرمانے لگے۔ جو آپ کے پہچاننے والوں میں سے آپ پر بھروسہ کرنے والے تھے۔

فرض نماز کی ابتداء

اور جب آپ پر نماز فرض ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی (اور ختم کر کے) سلام پھیرا۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت' برکت اور سلام آپ پر بھی ہو اور ان سب پر بھی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے صالح بن کیسان نے عروہ بن الزبیر سے انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا[1] سے بیان کیا۔ کہا کہ رسول اللہ ﷺ پر جب پہلے پہل نماز فرض ہوئی تو ہر نماز کی دو دو رکعتیں فرض ہوئیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کو پورا کر کے حضر میں چار مقرر فرمایا۔ اور سفر میں ان کی ابتدائی فرضیت دو رکعت برقرار رکھی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے بعض اہل علم نے بیان کیا کہ نماز جب رسول اللہ ﷺ پر فرض ہوئی تو جبرئیل آئے۔ ایسے وقت میں کہ آپ مکہ کے بلند حصے پر تھے پھر وادی کے ایک کنارے اپنی ایڑی سے

---

[1] (الف) میں نہیں ہے۔

ٹھکرایا۔تو وہاں ایک چشمہ بہ نکلا۔جبرئیل علیہ السلام نے وضو فرمایا اس حالت میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو ملاحظہ فرما رہے تھے تاکہ آپ کو بتلائیں کہ نماز کے لئے طہارت کس طرح کی جائے۔پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی وضو فرمایا۔جس طرح جبرئیل کو وضو کرتے ملاحظہ فرمایا تھا۔پھر آپ کو لے کر جبرئیل کھڑے ہوگئے اور آپ کو ساتھ لے کر نماز پڑھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان کے ساتھ نماز پڑھی۔پھر جبرئیل علیہ السلام لوٹ گئے۔اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدیجہ کے پاس تشریف لائے۔اور ان کے (سامنے) اسی طرح وضو فرمایا جیسا کہ آپ کو جبرئیل نے بتایا تھا تاکہ خدیجہ کو بتائیں کہ نماز کے لئے طہارت کیسے کی جاتی ہے۔خدیجہ نے بھی اسی طرح وضو کیا جیسا آپ نے وضو فرمایا تھا۔پھر خدیجہ کو لے کر آپ نے نماز پڑھی جس طرح آپ کو لے کر جبرئیل نے نماز پڑھی تھی۔پس خدیجہ نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عتبہ بن مسلم بنی تمیم کے غلام نے نافع بن جبیر بن مطعم سے بیان کیا اور نافع ابن عباس سے بہت روایتیں کیا کرتے تھے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نماز فرض کی گئی تو آپ کے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور آپ کو ساتھ لے کر نماز ظہر پڑھی جب کہ آفتاب (سمت الراس سے) مائل ہو چکا تھا پھر آپ کو ساتھ لے کر نماز عصر پڑھی جبکہ آپ کا سایہ (طول میں) آپ کے مثل تھا۔پھر آپ کو ساتھ لے کر مغرب کی نماز پڑھی جب کہ سورج ڈوب گیا پھر آپ کو ساتھ لے کر نماز عشاء پڑھی جب کہ شفق نہ رہی۔پھر آپ کو ساتھ لے کر صبح کی نماز پڑھی جب کہ فجر طلوع ہوئی۔پھر وہ آپ کے پاس آئے[۲] اور آپ کو لے کر دوسرے روز نماز ظہر پڑھی جبکہ آپ کا سایہ (طول میں) آپ کے مثل تھا۔پھر آپ کو ساتھ لے کر نماز عصر پڑھی جبکہ آپ کا سایہ (آپ کے طول کا) دونا تھا۔پھر آپ کو ساتھ لے کر نماز مغرب پڑھی جب سورج ڈوب چکا تھا۔اور گزشتہ کل ہی کا وقت تھا۔پھر آپ کو ساتھ لے کر اس کے بعد والی عشا کی نماز (اس وقت) پڑھی جب رات کا ابتدائی تہائی حصہ گزر چکا تھا۔پھر آپ کو ساتھ لے کر (اس وقت) صبح کی نماز پڑھی جب صبح خوب روشن ہو چکی تھی اور سورج ابھی نہیں نکلا تھا۔پھر کہا۔اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم وقت نماز) آپ کی آج کی نماز اور آپ کی کل کی نماز کے درمیان ہے۔

مردوں میں سب سے پہلے علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا اسلام اختیار کرنا

ابن اسحٰق نے کہا کہ پہلا مرد جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا اور آپ کے ساتھ نماز پڑھی اور اس چیز کی تصدیق کی جو آپ کے پاس اللہ تعالیٰ کی جانب سے آئی تھی۔علیؓ بن ابی طالب ابن

---

[۱] (الف) میں نہیں ہے۔ [۲] (الف) میں نہیں ہے۔

عبدالمطلب بن ہاشم تھے آپ پر اللہ کی رضامندی اور سلام ہو اور آپ کی عمر اس وقت دس سال کی تھی اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ پر جو انعامات اللہ تعالیٰ نے کیے ان میں سے یہ بھی ایک تھا کہ آپ اسلام کے پہلے ہی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن ابی نجیح نے مجاہد بن جبیر ابن ابی الحجاج سے یہ روایت بیان کی انہوں نے کہا کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ پر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے جو اللہ تعالیٰ نے ان پر احسان فرمایا اور ان کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرمایا ایک نعمت یہ تھی کی جب قریش پر قحط کی آفت آئی اور ابو طالب بہت بال بچوں والے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا عباس سے جو بنی ہاشم میں سب سے زیادہ خوش حال تھے فرمایا:

يَا عَبَّاسُ اِنَّ اَخَاكَ اَبَاطَالِبٍ كَثِيْرُ الْعِيَالِ وَقَدْ اَصَابَ النَّاسَ مَا تَرٰى مِنْ هٰذِهِ الْاَزْمَةِ فَانْطَلِقْ بِنَا اِلَيْهِ فَلْنُخَفِّفْ عَنْهُ مِنْ عِيَالِهٖ آخُذُ مِنْ بَنِيْهِ رَجُلًا وَ تَاْخُذُ اَنْتَ رَجُلًا فَنَكْفُلُهُمَا عَنْهُ.

''اے عباس تمہارا بھائی ابو طالب بہت بال بچوں والا ہے اور اس قحط کی وجہ سے لوگوں پر جو مصیبت آئی ہے وہ تو تم دیکھ رہے ہو پس ہمارے ساتھ چلو کہ ان کے بوجھ کو کچھ ہلکا کریں۔ ان کے بچوں میں سے ایک کو میں لئے لیتا ہوں اور ایک کو تم لے لو کہ ہم ان کی جانب سے ان کی دیکھ بھال کریں''۔

تو عباس نے کہا۔

اچھا اور دونوں ابو طالب کے پاس آئے۔ دونوں نے ان سے کہا ہم چاہتے ہیں کہ آپ کے بچوں کے بار میں سے آپ پر سے کچھ ہلکا کر دیں۔ اس وقت تک کہ اس آفت سے لوگ نجات پائیں جس میں وہ مبتلا ہیں انہوں نے ان سے کہا تم عقیل کو میرے پاس چھوڑ دو (اور) جو چاہو کرو۔

(ابن ہشام نے کہا کہ) عقیل ہی کو طالب بھی کہا جاتا تھا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ کو لے لیا۔ اور انہیں اپنے ساتھ رکھا۔ اور عباس نے جعفر کو لیا اور اپنے ساتھ رکھا۔ پس علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے ساتھ رہے۔ یہاں تک کہ اللہ تبارک[1] وتعالیٰ نے آپ کے پاس نبوت کا پیام بھیجا تو علی رضی اللہ عنہ نے آپ کی پیروی کی اور آپ پر ایمان لائے اور آپ کی تصدیق کی اور جعفر عباس ہی کے پاس رہے یہاں تک کہ

---

[1] (الف) میں نہیں ہے۔

اسلام اختیار کیا اور ان سے بے نیاز ہو گئے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بعض اہل علم نے ذکر کیا ہے کہ جب نماز کا وقت آتا تو رسول اللہ ﷺ مکہ کی گھاٹیوں کی جانب نکل جاتے اور اپنے والد ابو طالب اور اپنے تمام چچاؤں اور اپنی قوم سے چھپ کر علی ابن ابی طالب بھی آپ کے ساتھ ہو جاتے اور وہیں آپ دونوں نمازیں پڑھا کرتے پھر جب شام ہوتی تو دونوں لوٹ آتے اور اللہ تعالیٰ نے جتنے دنوں تک چاہا یہ دونوں اسی حالت میں رہے۔ ایک روز جب یہ دونوں نماز پڑھ رہے تھے ابو طالب نے دیکھ لیا تو رسول اللہ ﷺ سے کہا۔ اے میرے بھائی کے بیٹے یہ کون سا دین ہے جس کو تم نے اختیار کیا ہے فرمایا:

اَیْ عَمِّ هٰذَا دِیْنُ اللّٰهِ وَ دِیْنُ مَلَآئِکَتِهٖ وَ دِیْنُ رُسُلِهٖ وَ دِیْنُ اَبِیْنَا اِبْرَاهِیْمَ اَوْکَمَا قَالَ ﷺ بَعَثَنِیَ اللّٰهُ بِهٖ رَسُوْلاً اِلَی الْعِبَادِ وَ اَنْتَ اَیْ عَمِّ اَحَقُّ مَنْ بَذَلْتُ لَهُ النَّصِیْحَةَ وَ دَعَوْتُهٗ اِلَی الْهُدٰی وَاَحَقُّ مَنْ اَجَابَنِیْ اِلَیْهِ وَاَعَانَنِیْ عَلَیْهِ۔

''چچا جان یہ اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں اور ہمارے باپ ابراہیم کا دین ہے۔ یا جن[1] الفاظ میں آپ نے فرمایا ﷺ نے مجھے اس دین کا رسول بنا کر لوگوں کی جانب بھیجا ہے چچا جان جن جن لوگوں کی میں نے خیر خواہی کی ہے اور جن کو سیدھی راہ کی جانب دعوت دی ہے ان سب میں آپ زیادہ حق دار ہیں اور اس دعوت پر مجھے قبول کرنے اور اس پر میرے امداد کرنے کے آپ زیادہ سزاوار ہیں''۔

یا آپ نے جن الفاظ میں فرمایا راوی کہتا ہے کہ ابو طالب نے کہا اے میرے بھائی کے بیٹے آباواجداد کے دین اور اس طریقے کو جس پر وہ تھے چھوڑ نہیں سکتا لیکن اللہ کی قسم جب تک میں رہوں تم پر کوئی بات نہ آئے گی۔ جس کو تم ناپسند کرو۔ اور لوگوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ انہوں نے علی سے کہا کہ اے میرے پیارے بیٹے یہ کون سا دین ہے جس پر تم ہو تو انہوں نے کہا بابا جان میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا ہوں اور جو چیزیں آپ نے پیش کی ہیں میں ان میں آپ کو سچا جانتا ہے اور میں نے اللہ کے لئے آپ کے ساتھ نمازیں پڑھی ہیں۔ اور آپ کی پیروی کی ہے لوگوں کا دعویٰ ہے کہ انہوں نے ان (علی رضی اللہ عنہ) سے کہا کہ انہوں نے تمہیں بھلائی ہی کی جانب دعوت دی ہے تم اس پر جمے رہو۔

---

[1] راوی کو ٹھیک ٹھیک الفاظ یاد نہ ہونے کے سبب سے شک کا اظہار کیا گیا ہے (مترجم)

دوسرا زید بن حارثہ کا اسلام اختیار کرنا

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد زید بن حارثہ بن شرجیل بن کعب ابن عبدالعزیٰ بن امری القیس الکلبی رسول اللہ ﷺ کے غلام نے اسلام اختیار کیا اور یہ پہلے مرد تھے جنہوں نے علی بن ابی طالب رضوان اللہ علیہ کے بعد اسلام اختیار کیا اور نماز پڑھی۔

(ابن ہشام نے کہا کہ) زید بن حارثہ بن شرجیل بن عبدالعزیٰ بن امریٔ القیس بن عامر بن النعمان بن عامر بن عبدود بن عوف بن کنانہ بن بکر بن عوف بن عذرۃ بن زید الات بن رفیدہ بن ثور بن کلب بن وبرۃ کے بیٹے تھے۔ حکیم بن حزام بن خویلد شام سے چند غلام لائے تھے جن میں کم عمر زید بن حارثہ بھی تھے ان کے پاس ان کی پھپی خدیجہ بن خویلد گئیں ان دنوں میں جب وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ہی تھیں۔ تو حکیم نے ان سے کہا پھپی جان آپ ان چھوکروں میں سے جسے چاہیں انتخاب فرمالیں وہ آپ کا ہوگا۔ تو جناب خدیجہ نے زید کو منتخب کیا اور لے لیا رسول اللہ ﷺ نے انہیں خدیجہ کے پاس دیکھا تو زید کو ان سے مانگ لیا خدیجہ نے انہیں آپ کے حوالے کر دیا تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں آزاد کر دیا اور متبنّٰی بنا لیا۔ اور یہ واقعہ آپ پر وحی (نازل) ہونے سے پہلے کا تھا۔ ان کے والد حارثہ نے جب انہیں کھو دیا تو بہت بے چین ہوئے اور بہت آہ و زاری کی اور کہا۔

بَکَیْتُ عَلٰی زَیْدٍ وَلَمْ اَدْرِ مَا فَعَلَ　　　اَحَیٌّ فَیُرْجٰی اَمْ اَتٰی دُوْنَہُ الْاَجَلُ

میں نے زید پر آہ و زاری کی خبر نہیں وہ کیا ہو گیا آیا وہ زندہ ہے کہ امید کی جائے یا موت اس کے راستے میں حائل ہو گئی۔

فَوَ اللّٰہِ مَا اَدْرِیْ وَ اِنِّیْ لَسَائِلٌ　　　اَغَالَکَ بَعْدِیَ السَّھْلُ اَمْ غَالَکَ الْجَبَلُ

اللہ کی قسم میں واقف نہیں اور میں پوچھتا ہوں کہ میرے بعد (میری نظروں سے غائب ہونے کے بعد) تجھے میدان نے چرالیا یا پہاڑ نے۔

وَ یَا لَیْتَ شِعْرِیْ ھَلْ لَکَ الدَّھْرَ اَوْبَۃٌ　　　فَحَسْبِیْ مِنَ الدُّنْیَا رُجُوْعُکَ لِیْ بَجَلُ

کاش مجھے یہ بات معلوم ہوتی کہ کبھی تو لوٹ کر بھی آئے گا تو تیرا لوٹنا دنیا میں میری خوشی کے لئے کافی ہوتا۔

تُذَکِّرُنِیْہِ الشَّمْسُ عِنْدَ طُلُوْعِھَا　　　وَ تَعْرِضُ ذِکْرَاہُ اِذَا غَرْبُھَا اَفَلَ

سورج اپنے نکلنے کے وقت مجھے اس کی یاد دلاتا ہے اور جب ڈوبنے کے وقت چھپنے کو ہوتا ہے تو

اسی کی یاد دلاتا ہے۔

وَاِنْ هَبَّتِ الْاَرْوَاحُ هَيَّجْنَ ذِكْرَهُ ۔۔۔ فَيَاطُوْلَ مَا حُزْنِیْ عَلَيْهِ وَمَا وَجَلْ

اور جب ہوائیں چلتی ہیں تو اسی کی یاد کو ابھارتی ہیں اور اس پر خوف کھانے اور اس کے لئے غم کرنے کا زمانہ کس قدر دراز ہو گیا ہے۔

سَاُعْمِلُ نَصَّ الْعِيْسِ فِی الْاَرْضِ جَاهِدًا ۔۔۔ وَلَا اَسْاَمُ التَّطْرَافَ اَوْ تَسْاَمَ الْاِبِلْ

(اس کی تلاش میں) اونٹوں کو روئے زمین پر کوشش کے ساتھ دوڑاتا رہوں گا اور گردش سے اکتاؤں گا نہیں حتیٰ کہ اونٹ بے زار ہو جائیں۔

حَيَاتِیَ اَوْ تَاْتِیْ عَلَیَّ مَنِيَّتِیْ ۔۔۔ فَكُلُّ امْرِئٍ فَانٍ وَاِنْ غَرَّهُ الْاَمَلْ

زندگی بھر دوڑاتا رہوں گا یہاں تک کہ میری موت آ جائے ہر شخص فنا ہونے والا تو ہے ہی اگرچہ آرزوئیں اس کو دھوکے میں رکھیں۔

پھر حارثہ زید کے پاس آیا جبکہ زید رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے رسول اللہ ﷺ نے زید سے فرمایا تم چاہو تو میرے پاس رہو اور چاہو تو اپنے باپ کے ساتھ چلے جاؤ تو زید نے کہا میں تو آپ کے پاس ہی رہوں گا اور وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ہی رہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث فرمایا تو انہوں نے آپ کی تصدیق کی اور اسلام اختیار کیا۔ اور آپ کے ساتھ نماز پڑھی پھر جب اللہ تعالیٰ نے ''ادعوھم لآبائھم'' انہیں ان کے باپ کے نام سے پکارو' فرمایا تو انہوں نے کہا کہ میں زید بن حارثہ ہوں (نہ کہ زید بن محمد)۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اسلام اور آپ کی شان

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد ابوبکر بن ابی قحافہ نے اسلام اختیار کیا آپ کا نام عتیق تھا اور ابو قحافہ کا نام عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد ابن تیم بن مرۃ بن کعب بن لوئی بن غالب ابن فہر تھا۔

(ابن ہشام نے کہا کہ) ابوبکر کا نام عبداللہ تھا اور عتیق لقب تھا اور یہ لقب ان کی خوب صورتی اور شرافت کے سبب سے مشہور ہو گیا (عتیق کے معنی خوب صورت اور شریف کے ہیں۔)

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسلام اختیار کیا تو آپ نے اپنے اسلام کا اظہار کیا اور اللہ اور اس کے رسول کی جانب لوگوں کو دعوت دینا بھی شروع فرما دیا اور ابوبکر اپنی قوم میں بہت تعلقات رکھنے والے' اور ان میں محبوب' اور نرم اخلاق' قریش میں سب سے بہترین نسب والے' اور قریش کے انساب کا

تمام قریش سے زیادہ علم رکھنے والے' اور ان کی بھلائی برائی کو اس سب سے زیادہ جاننے والے تھے' تاجر تھے خوش مزاج تھے ہر ایک کے ساتھ نیک سلوک کرنے والے تھے۔ آپ کے علم' تجارت اور حسن معاملات کے سبب سے آپ کی قوم کے تمام افراد آپ کے پاس آتے۔ اور آپ سے تعلقات رکھتے تھے۔ آپ نے اپنی قوم کے ایسے افراد کو جن پر آپ بھروسہ کرتے تھے۔ اور جو آپ کے پاس آتے جاتے اور آپ کے ساتھ اٹھا بیٹھا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ[1] اور اسلام کی جانب بلانا شروع کر دیا مجھے جو خبریں پہنچی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے۔

صحابہ میں سے ان لوگوں کا بیان جنہوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تبلیغ سے اسلام اختیار کیا

کہ جن لوگوں نے آپ کی تبلیغ کی وجہ سے اسلام اختیار کیا ان میں عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس ابن عبد مناف بن قصی ابن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب اور زبیر بن العوام بن خویلد ابن اسد بن عبد العزیٰ قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوی اور عبد الرحمٰن ابن عوف بن عبد عوف بن عبد بن الحارث بن زہرہ بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوی اور سعد بن ابی وقاص بھی تھے۔ ابو وقاص کا نام مالک بن اہیب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرۃ بن کعب تھا انہیں میں سے طلحہ بن عبید اللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی بھی تھے۔ جب ان لوگوں نے آپ کی دعوت کو قبول کیا تو آپ انہیں ساتھ لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے انہوں نے اسلام اختیار کیا اور نماز پڑھی مجھے جو چیزیں معلوم ہوئی ہیں ان میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے۔ کہ

مَا دَعَوْتُ اَحَدًا اِلَی الْاِسْلَامِ اِلَّا کَانَتْ فِیْهِ عِنْدَهٗ کَبْوَةٌ وَنَظَرٌ وَ تَرَدُّدٌ اِلَّا مَاکَانَ مِنْ اَبِیْ بَکْرِ بْنِ اَبِیْ قُحَافَةَ مَا عَکَمَ عَنْهُ حِیْنَ ذَکَرْتُهٗ لَهٗ وَمَا تَرَدَّدَ فِیْهِ.

"میں نے جس کسی کو اسلام کی دعوت دی اس کے پاس اسلام کے قبول کرنے میں ایک طرح کی تاخیر اور سوچ بچار اور پس و پیش تھا۔ بجز ابوبکر بن ابی قحافہ کی حالت کے کہ جب میں نے ان سے اس کا ذکر کیا تو نہ انہوں نے اس میں تاخیر کی اور نہ پس و پیش کیا"۔

(ابن ہشام نے کہا کہ) عکم کے معنی تلبث یعنی توقف کیا کے ہیں۔ روبۃ[2] بن العجاج نے کہا ہے۔

---

[1] (الف) میں نہیں ہے۔ [2] (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

فَانْصَاعَ وَثَّابٌ بِهَا وَمَا عَكَمْ

وہاں کود پھاند کرنے والا تیزی سے لوٹ آیا اور ٹھہرا نہیں۔

(ابن ہشام نے کہا کہ) روایت میں ''بدعایہ'' کا لفظ جو مذکور ہے وہ ابن اسحٰق کی روایت میں نہیں ہے بلکہ ان کے سوائے دوسروں کی روایت میں کا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ یہ آٹھ آدمی تھے جنہوں نے اسلام لانے میں سب لوگوں سے سبقت کی اور نماز پڑھی اور رسول اللہ ﷺ کے پاس اللہ تعالیٰ کی جانب سے جو کچھ آیا اس کی تصدیق کی۔

ان کے بعد سابقین الاولین رضی اللہ عنہم کا اسلام

اس کے بعد ابو عبیدہ نے اسلام قبول کیا جن کا نام عامر بن عبداللہ بن الجراح بن ہلال بن اہیب بن ضبہ بن الحارث بن فہر تھا۔ اور ابوسلمہ نے جن کا نام عبداللہ بن الاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم بن یقظۃ بن مرۃ بن کعب بن لوی تھا اور ارقم نے ابوالارقم کا نام عبد مناف ابن اسد تھا اور اسد کی کنیت ابوجندب بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم بن یقظۃ ابن مرۃ بن کعب بن لوی تھی اور عثمان بن مظعون بن حبیب بن وہب بن حذافۃ ابن جمح بن عمرو بن ہصیص بن کعب بن لوی نے۔ اور ان کے دونوں بھائیوں قدامۃ اور عبداللہ نے جو مظعون بن حبیب کے بیٹے تھے اور عبیدہ بن الحارث ابن المطلب بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی نے اور سعید بن زید بن عمرو بن نفیلی بن عبدالعزیٰ بن عبداللہ بن قرط بن ریاح بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوی نے۔ اور ان کی بیوی فاطمۃ بن الخطاب بن نفیلی بن عبدالعزیٰ بن عبداللہ بن قرط بن ریاح بن رزاح بن عدی بن کعب ابن لوی' عمر بن الخطاب کی بہن نے اور اسماء بنت ابی بکر نے۔ اور عائشہ بنت ابی بکر نے جو اس وقت کمسن تھیں۔ اور خباب بن الارت بنی زہرہ کے حلیف نے۔

ابن ہشام نے کہا کہ خباب بن الارت بنی تمیم میں کے تھے اور بعض کہتے ہیں وہ بنی خزاعۃ میں کے تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ عمیر بن ابی وقاص۔ سعد بن ابی وقاص کے بھائی نے (بھی اسی زمانے میں اسلام اختیار کیا) اور عبداللہ بن مسعود بن الحارث ابن شمخ بن مخزوم بن صاہلہ بن کاہل بن الحارث بن تمیم بن سعد بن ہذیل۔ بنی زہرہ کے حلیف نے۔

اور مسعود بن القاری نے جو مسعود بن ربیعہ بن عمرو بن سعد ابن عبدالعزیٰ بن حمالۃ بن غالب بن محلم بن عائذۃ بن سبیع بن الہون بن خزیمۃ جو القارۃ میں سے تھے اسلام قبول کیا۔

(ابن ہشام نے کہا کہ) القارۃ ان لوگوں کا لقب تھا انہیں لوگوں کے متعلق کہا جاتا ہے۔

فَقَدْ اَنْصَفَ الْقَارَةَ مَنْ رَامَاهَا

جس نے گروہ قارہ سے تیراندازی میں مقابلہ کیا اس نے انصاف کیا (اس لئے کہ یہ لوگ تیرانداز تھے)۔

ابن اسحٰق نے کہا اور سلیط بن عمرو بن عبدشمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی بن غالب بن فہر اور ان کے بھائی حاطب بن عمرو نے (بھی اسی زمانے میں اسلام اختیار کیا)۔ اور عیاش بن ابی ربیعہ بن المغیرۃ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم بن یقظۃ بن مرہ بن کعب بن لوی اور ان کی عورت اسماء بنت سلامۃ بن مخربۃ التمیمیہ نے اور خنیس بن حذافۃ بن قیس ابن عدی بن سعید بن سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب بن لوی نے۔ اور عامر بن ربیعۃ نے جو بنی غز بن وائل میں سے تھے اور آل خطاب بن نفیل ابن عبدالعزیٰ کے حلیف تھے۔

(ابن ہشام نے کہا کہ) غز بن وائل بکر بن وائل[1] کا بھائی تھا جو بنی ربیعہ ابن نزار میں سے تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور عبداللہ بن جحش بن رئاب بن یعمر بن صبرۃ بن مرۃ ابن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمۃ اور ان کے بھائی ابواحمد بن جحش یہ دونوں (بھائی) بنی امیۃ بن عبدشمس کے حلیف تھے۔ اور جعفر بن ابی طالب نے۔ اور ان کی زوجہ اسماء بنت عمیس بن النعمان بن کعب ابن مالک بن قحافۃ بنی خثعم میں کی۔ اور حاطب بن الحارث بن المعمر بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح بن عمرو بن ہصیص بن کعب بن لوی نے اور ان کی بیوی فاطمۃ بنت المجلل بن عبداللہ بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی بن غالب بن فہر نے۔ اور ان کے بھائی خطاب بن الحارث نے۔ اور ان کی زوجہ فکیہہ بنت یسار نے اور معمر بن الحارث بن معمر بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح بن عمرو ابن ہصیص بن کعب بن لوی نے اور السائب بن عثمان بن مظعون بن حبیب ابن وہب نے۔ اور المطلب بن ازہر بن عبدعوف بن عبد بن الحارث بن زہرہ بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوی نے اور ان کی بیوی رملۃ بنت ابی عوف بن ضبیرۃ بن سعید بن سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب بن لوی نے اور النحام نے۔ جس کا نام نعیم بن عبداللہ بن اسید تھا، یہ بنی عدی والوں میں کا وہ عدی ہے جو کعب بن لوی کا بیٹا تھا۔

(ابن ہشام نے کہا کہ) وہ نعیم بن عبداللہ بن اسید بن عبداللہ بن عوف بن عبید بن عویج بن عدی کعب بن[2] لوی ہے۔ ان کا نام نحام اس لئے مشہور ہو گیا کہ ان کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

لَقَدْ سَمِعْتُ نَحْمَهُ فِي الْجَنَّةِ. ''میں نے جنت میں ان کے کھنکارنے کی آواز سنی''۔

---

[1] (الف) میں نہیں ہے۔ [2] (الف) میں نہیں ہے۔

(ابن ہشام نے کہا کہ) تحمۃ کے معنی ''صوتہ حسہ'' کے ہیں یعنی ان کی آواز اور ان کی آہٹ۔

ابن اسحٰق نے کہا اور عامر بن فہیرۃ ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے غلام نے۔

(ابن ہشام نے کہا کہ) عامر بن فہیرۃ (بنی) اسد کے مولدین[1] میں سے ایک مولد تھے سیاہ فام تھے۔ ابوبکر[2] رضی اللہ عنہ نے ان کو ان لوگوں (بنی اسد) سے خرید لیا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا' اور خالد بن سعید بن العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوی نے۔ اور ان کی بیوی امینہ بنت خلف بن اسد بن عامر بن بیاضہ بن سبیع بن خشعمہ بن سعد بن ملیح بن عمرو نے جو بنی خزاعۃ میں سے تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے ہمینہ بنت خلف بتایا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور حاطب بن عمرو بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لؤی بن غالب بن فہر نے۔ اور ابوحذیفہ بن عتبہ ابن ربیعہ نے ان کا نام ابن ہشام نے مہشم بتلایا ہے۔ ابن عتبہ بن ربیعۃ ابن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لؤی۔ اور واقد بن عبداللہ بن عبد مناف بن عرین بن ثعلبہ بن یربوع بن حنظلہ ابن مالک بن زید مناۃ بن تمیم بن حلیف بن عدی بن کعب نے۔

(ابن ہشام نے کہا کہ) ان کو باہلہ نے لا کر الخطاب بن نفیل کے لوگوں کے ہاتھوں بیچا تھا۔ تو انہوں نے ان کو متبنّیٰ بنا لیا تھا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے۔ ادعو ھم لآبائھم'' نازل فرمایا۔ یعنی ان (متبنٰین) کو ان کے باپوں کے نام سے پکارو تو ابوعمرو المدنی کے قول کے لحاظ سے انہوں نے کہا کہ میں واقد بن عبداللہ ہوں۔

ابن اسحٰق نے کہا اور خالد و عامر و عاقل و ایاس۔ بنو البکیر بن عبد یلیل ابن ناشب بن غیرۃ کے بچوں نے۔ جو بنی سعد بن لیث بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ بنی عدی بن کعب کے حلیف تھے۔ اور عمار بن یاسر۔ بنی مخزوم بن یقظۃ کے حلیف نے۔

(ابن ہشام نے کہا کہ) عمار بن یاسر عنسی (بنی) مذحج میں سے تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا۔ اور صہیب بن سنان نے۔ جو (بنی) النمر بن قاسط میں کے تھے اور بنی تیم بن مرۃ کے حلیف تھے۔

---

[1] ہر نئی شیء کو مولد کہا جاتا ہے جیسے شاعر مولد کلام مولد لفظ مولد۔

[2] (ا[illegible]) [illegible] نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

(ابن ہشام نے کہا کہ) النمر قاسط بن ہنب بن افصی بن جدیلہ بن اسد بن ربیعہ بن نزار کا بیٹا تھا۔ بعض نے افصی بن دعمی بن جدیلہ بن اسد بتلایا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ صہیب۔ عبداللہ بن جدعان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم کے غلام تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ رومی تھے اور بعض نے ذکر کیا ہے کہ وہ بنی النمر بن قاسط میں سے تھے۔ سرزمین روم میں قیدی بن گئے۔ تو ان لوگوں سے خرید لیا گیا تھا۔ حدیث میں نبی ﷺ سے روایت آئی ہے" صهيب ساق الروم "صہیب رومیوں میں سے سب سے سابق ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کی جانب سے تبلیغ اسلام کی ابتدا اور مشرکوں کی جانب سے اس کا جواب

ابن اسحٰق نے کہا۔ اس کے بعد مرد اور عورتیں تمام لوگ بے روک ٹوک اسلام میں داخل ہونے لگے۔ یہاں تک کہ مکہ میں اسلام پھیل گیا۔ اور ہر طرف اسی کا چرچا ہونے لگا۔ اور اللہ عزوجل نے اپنے رسول حکم دیا کہ اسلام کی جو تعلیمات آپ کے پاس پہنچی ہیں ان کو کھلم کھلا بیان کیا جائے۔ اور کسی کی مخالفت کی پروا کیے بغیر اس کے حکم کا اظہار کیا جائے۔ اور اس کی طرف دعوت دی جائے۔ مجھے جو چیزیں پہنچی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی بعثت اور خفیہ تبلیغ اور اللہ تعالیٰ کے آپ کو اعلان دین کا حکم دینے کے درمیان کی مدت تین سال کی تھی (یعنی آپ نے بعثت سے تین سال تک خفیہ تبلیغ فرمائی اور اس کے بعد علانیہ) پھر اللہ تعالیٰ نے آپ سے فرمایا:

﴿ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ﴾

"(اے نبی) جو حکم تمہیں دیا جاتا ہے اسے علانیہ اور تفصیل کے ساتھ بیان کرو اور مشرکین کی جانب سے اپنی توجہ پھیر لو"۔

اور فرمایا:

﴿ وَ اَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ قُلْ اِنِّيْٓ اَنَا النَّذِيْرُ الْمُبِيْنُ ﴾

"اور اپنے خاندان کے قریب کے لوگوں کو (مال بد سے) ڈراؤ اور ایمانداروں میں سے جن لوگوں نے آپ کی پیروی کی ہے ان کے لئے اپنا بازو نرم کر دو۔ (ان کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ) اور کہو کہ میں (تو برے نتیجوں سے) صاف صاف ڈرانے والا ہوں"۔

(ابن ہشام نے کہا کہ) فاصدع کے معنیٰ "افرق بين الحق والباطل" حق و باطل کو ممتاز کر دو

کے ہیں۔ابوذوئب الہذلی نے جس کا نام خویلد بن خالد تھا جنگلی گدھیوں اوران کے نر کی حالت بیان کرتے ہوئے کہتا ہے۔

وَكَأَنَّهُنَّ رِبَابَةٌ وَكَأَنَّهُ يَسَرٌ يَفِيضُ عَلَى الْقِدَاحِ وَيَصْدَعُ

گویا وہ جنگلی گدھیاں جوے کے تیروں کی تھیلی ہیں اور گویا وہ نر جواری ہے جو تیروں پر چھا جاتا۔اور انہیں الگ الگ کرتا ہے یعنی وہ تیروں کو الگ الگ کرتا ہے اور ان کے حصوں کی تفصیل کر دیتا ہے۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے اور رؤبۃ بن العجاج نے کہا ہے۔

أَنْتَ الْحَلِيمُ وَالْأَمِيرُ الْمُنْتَقِمْ تَصْدَعُ بِالْحَقِّ وَ تَنْفِي مَنْ ظَلَمْ

تو ایسا امیر ہے کہ جلد غصہ ہونے والا نہیں (لیکن جب غضب ناک ہوتا ہے تو) انتقام لینے والا ہے حق کو ممتاز کر کے بیان کرتا ہے اور ظالم کے ظلم کو دور کر دیتا ہے۔

یہ دونوں بیتیں اس کے بحر رجز کے قصیدے کی ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابیوں کی حالت یہ تھی کہ جب نماز پڑھنا ہوتا تو گھاٹیوں میں چلے جاتے اور اپنی قوم سے چھپ کر نماز پڑھتے ایک وقت سعد بن ابی وقاص رسول اللہ ﷺ کے صحابیوں کی ایک جماعت کے ساتھ مکہ کی گھاٹیوں میں سے کسی گھاٹی میں نماز پڑھ رہے تھے۔مشرکوں کی ایک جماعت ان کے پاس آ پہنچی۔اور انہوں نے ان سے نفرت ظاہر کی اور ان کے اس کام پر عیب لگایا یہاں تک کہ آخر وہ ان سے لڑنے لگے تو سعد بن ابی وقاص نے اس روز ان کے ایک شخص کو اونٹ کے جبڑے کی ہڈی سے مارا اور سر کو زخمی کر دیا اور یہ پہلا خون تھا جو اسلام کے بارے میں بہایا گیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے اپنی قوم پر اسلام کا اظہار کیا اور جس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا تھا اس کا اظہار مفصل اور علانیہ فرمایا تو مجھے جہاں تک معلوم ہے آپ کی قوم نے آپ سے نہ دوری اختیار کی نہ آپ کا رد کیا۔یہاں تک کہ آپ نے ان کے بتوں کی حالت بیان فرمائی اور ان کی برائیاں بتائیں۔جب آپ نے ایسا کیا تو انہوں نے اس معاملے کو اہمیت دی اور آپ سے اجنبیت برتنے لگے۔اور آپ کی مخالفت اور دشمنی میں ایک دل ہو گئے۔بجز ان لوگوں کے جن کو اللہ تعالیٰ نے ان میں سے اسلام کے لئے محفوظ کر لیا تھا۔اور ایسے لوگ تھوڑے اور چھپے ہوئے تھے اور آپ کے چچا ابو طالب نے آپ پر مہربانی کا اظہار کیا اور آپ کی حفاظت کی (آپ کی امداد کے لئے) سینہ سپر ہو گئے۔اور رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے حکم پر اس کے احکام کا اعلان کرتے۔اس طرح نکلے کہ آپ کو اس کام سے کوئی چیز لوٹا نہ سکتی تھی۔

جب قریش نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ ان کے معبودوں کی عیب جوئی سے باز نہیں آتے اور آپ کی جو بات انہیں ناپسند تھی اس سے معذرت خواہ نہیں ہوتے اور انہوں نے یہ بھی دیکھا کہ آپ کے چچا ابوطالب آپ پر مہربان اور آپ کے لئے سینہ سپر ہیں اور آپ کو ان کے حوالے نہیں کرتے تو قریش کے بڑے بڑے سردار ابوطالب کے پاس گئے جن میں یہ لوگ بھی تھے۔ عتبہ۔ شیبہ۔ ربیعہ بن عبدشمس بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب کے دونوں بیٹے اور ابوسفیان بن حرب بن امیہ بن عبدشمس بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب[1] بن فہر۔

(ابن ہشام نے کہا کہ) ابوسفیان کا نام صخر تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا۔ اور ابوالبختری کا نام العاص بن ہشام بن الحارث ابن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی تھا۔

(ابن ہشام نے کہا کہ) ابوالبختری کا نام العاص بن الہاشم تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا۔ اور الاسود بن المطلب بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوی اور ابوجہل بن ہشام[1] جس کا نام عمرو اور کنیت ابوالحکم بن ہشام بن المغیرۃ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم بن یقظہ بن مرۃ ابن کعب بن لوی اور الولید بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم بن یقظ بن مرۃ ابن کعب بن لوی اور نبیہ اور منبہ' الحجاج بن عامر بن حذیفہ بن سعد بن سہم بن عمرو ابن ہصیص بن کعب بن لوی کے دونوں بیٹے۔ اور العاص بن وائل۔

(ابن ہشام نے کہا کہ) العاص وائل بن ہاشم بن سعید بن سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب بن لوی کا بیٹا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اور بھی ان میں کے جو جو لوگ ہوں (گئے) اور ان سے کہا۔ اے ابوطالب آپ کے بھتیجے نے ہمارے معبودوں کو گالیاں دیں اور ہمارے دین میں عیب نکالنے اور ہم میں کے عقلمندوں کو بے وقوف بنایا اور ہمارے بزرگوں کو گمراہ بتایا۔ لہٰذا اب یا تو اس کو ہم سے روک دیجئے یا ہمارے اور اس کے درمیان دخل نہ دیجئے۔ کیونکہ آپ بھی اس کے خلاف اسی (دین) پر ہیں جس پر ہم ہیں۔ ہم آپ کی جانب سے بھی اس کا بندوبست کرلیں گے تو ابوطالب نے ان سے نرمی سے باتیں کیں اور انہیں حسن تدبیر سے واپس کر دیا تو وہ ان کے پاس سے لوٹ گئے۔ اور رسول اللہ ﷺ اپنی اسی حالت پر قائم اور اللہ کے دین کی

---

[1] (الف) میں نہیں ہے۔

اشاعت اوراس کی جانب دعوت دیتے رہے اس کے بعد بعض معاملوں کے سبب سے آپ کے اور کافروں کے درمیانی تعلقات اور زیادہ سخت ہو گئے یہاں تک کہ ایک دوسرے سے الگ الگ رہنے لگا اور ایک دوسرے سے کینہ رکھنے لگا۔ اور قریش کے درمیان رسول اللہ ﷺ کا تذکرہ عام طور سے رہنے لگا وہ آپ کے متعلق ایک دوسرے پر ملامت کرتے اور آپ کے خلاف ایک دوسرے کو ابھارتے۔ پھر وہ سب مل کر ابوطالب کے پاس دوبارہ گئے اور ان سے کہا اے ابوطالب! آپ ہم میں بلحاظ عمر و نسب و رتبہ ایک خاص درجہ رکھتے ہیں اور ہم نے آپ سے استدعا کی تھی کہ آپ اپنے بھتیجے کو ہم سے روکے رکھیں لیکن آپ نے انہیں ہم سے نہیں روکا اور واللہ ہم اس حالت پر صبر نہیں کر سکتے کہ ہمارے بزرگوں کو گالیاں دی جائیں اور ہم میں کے عقلمندوں کو بے وقوف بنایا جائے اور ہمارے معبودوں میں عیب نکالے جائیں۔ یا تو ہم اسے اپنے متعلق ایسی باتیں کرنے سے روک دیں گے یا پھر اس سے مقابلے کی ٹھہرائیں گے۔ اور پھر آپ اس میں دخل نہ دینا۔ یہاں تک کہ دونوں گروہ میں سے کوئی ایک برباد ہو جائے۔ یا ان لوگوں نے جن[1] الفاظ میں ان سے کہا ہو اس کے بعد وہ تو لوٹ گئے لیکن ابوطالب پر اپنی قوم کی جدائی اور ان کی دشمنی بہت شاق گزری اور رسول اللہ ﷺ کو ان کے حوالے کرنے اور آپ کو بے یارومددگار چھوڑ دینے کو بھی دل گوارا نہ کرتا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے یعقوب بن عتبہ بن المغیرہ بن الاخنس نے بیان کیا کہ ان سے کسی نے کہا کہ قریش نے جب ابوطالب سے یہ بات کہی تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو بھیجا اور آپ سے کہا: اے میرے بھائی کے بیٹے! تمہاری قوم میرے پاس آئی تھی اور انہوں نے مجھ سے اس طرح کی باتیں کیں اور وہ باتیں بیان کیں جو انہوں نے ان سے کہی تھیں۔ پس مجھ پر بھی رحم کرو اور خود اپنی جان پر بھی رحم کرو اور مجھ پر ایسا بار نہ ڈالو جس جو میں برداشت نہ کر سکوں۔ راوی نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے خیال فرمایا کہ آپ کے چچا کی کچھ ایسی رائے ہو گئی ہے کہ وہ آپ کی امداد ترک کر دیں گے اور آپ کو ان کے حوالے کر دیں گے اور اب وہ آپ کی امداد اور حمایت سے عاجز ہو چکے ہیں راوی کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

يَا عَمِّ وَاللّٰهِ لَوْ وَضَعُوا الشَّمْسَ فِيْ يَمِيْنِيْ وَالْقَمَرَ فِيْ يَسَارِيْ عَلٰى اَنْ اَتْرُكَ هٰذَا الْاَمْرَ حَتّٰى يُظْهِرَهُ اللّٰهُ اَوْ اَهْلِكَ فِيْهِ مَا تَرَكْتُهٗ.

''چچا جان واللہ اگر میری دائیں جانب سورج اور بائیں جانب چاند رکھ دیں کہ میں اس معاملے کو چھوڑ دوں۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ خود اس کو غلبہ دے یا میں مر جاؤں تو بھی اسے نہ چھوڑوں گا''۔

---

[1] راوی کی جانب سے شک کے اظہار کے لئے یہ الفاظ بڑھائے گئے ہیں۔ (احمد محمودی)

راوی نے کہا کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے اور آپ آب دیدہ ہوئے۔ پھر آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور جب آپ وہاں سے واپس ہو گئے تو ابو طالب نے آپ کو پکارا اور کہا۔ بابا! ادھر آؤ۔ راوی نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس گئے تو انہوں نے کہا بابا جاؤ اور جو چاہو کہو۔ اللہ کی قسم کسی معاوضے پر بھی میں تمہیں ان کے حوالے ہرگز نہ کروں گا۔

قریش کا ابو طالب کے پاس تیسری بار عمارۃ ابن الولید المخزومی کے ساتھ جانا

ابن اسحٰق نے کہا کہ پھر جب قریش نے یہ سمجھ لیا کہ ابو طالب نے رسول اللہ ﷺ کی امداد نہ دینے سے بھی انکار کر دیا اور آپ کو ان کے حوالہ کرنے سے بھی اور اس معاملے میں ان سب سے الگ ہو جانے اور ان سب کی مخالفت پر ان کا عزم مصمم دیکھا تو عمارۃ بن الولید بن المغیرہ کو لے کر ان کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ اے ابو طالب یہ عمارۃ بن الولید ہے جو قریش میں سے زیادہ طاقتور اور سب سے زیادہ خوبصورت ہے اس کو لے لیجئے کہ اس کا نفع ونقصان سارا آپ سے متعلق رہے گا اس کو اپنا بیٹا بنا لیجئے یہ آپ ہی کا ہے اور آپ اپنے اس بھتیجے[1] کو ہمارے حوالے کر دیجئے۔ کہ ہم اسے قتل کر ڈالیں۔ جس نے آپ کے اور آپ کے بزرگوں کے دین کی مخالفت کی ہے اور آپ کی قوم کی جماعت میں پھوٹ ڈال دی ہے اور ان میں کے عقلمندوں کو بیوقوف بنایا ہے۔ غرض آپ کو ایک شخص[2] کے عوض ایک شخص دیا جا رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ واللہ تم کتنا برا معاملہ میرے ساتھ کر رہے ہو کیا تم مجھے اپنا لڑکا اس لئے دے رہے ہو کہ میں اسے تمہاری خاطر کھلاؤں پلاؤں اور تمہیں اپنا لڑکا دے دوں کہ تم اسے قتل کر ڈالو۔ واللہ یہ تو ایسی بات ہے کہ کبھی بھی نہیں ہو سکتی۔ راوی کہتا ہے کہ مطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف بن قصی نے کہا۔ واللہ اے ابو طالب تمہاری قوم نے تمہارے ساتھ انصاف کیا ہے اور جس بات کو تم ناپسند کرتے ہو اس سے بچنے کی انہوں نے پوری کوشش کی ہے میں سمجھتا ہوں کہ تم ان کی کوئی بات بھی ماننا نہیں چاہتے۔ تو ابو طالب نے مطعم سے کہا واللہ انہوں نے تو میرے ساتھ کوئی انصاف نہیں کیا لیکن تو نے پکا ارادہ کر لیا ہے کہ میرے خلاف اپنی قوم کی حمایت کرے اور میری طرف کی کوئی بات نہ کرے۔ اچھا تیرے جو جی میں آئے کر جیسا[3] کچھ انہوں نے کہا ہو۔

---

[1] اصل میں ابن اخی کے الفاظ ہیں۔ (احمد محمودی)۔

[2] (ب ج د) میں انما ھو رجل برجل ہے جس کے معنی میں نے ترجمے میں لکھے ہیں لیکن (الف) میں انما ھو رجل کرجل ہے یعنی وہ بھی دوسرے آدمی کے جیسا ایک آدمی ہے۔ (احمد محمودی)

[3] راوی کی جانب سے اظہار شک ہے کہ یہی الفاظ کہے یا اور کچھ۔ (احمد محمودی)

راوی نے کہا کہ اس کے بعد معاملے نے شدت اختیار کر لی اور گرما گرم جنگ ہوگئی اور آپ کے عہد توڑ دیئے گئے اور ایک دوسرے کے کھلے دشمن بن گئے تو مطعم بن عدی کے متعلق خاص طور پر اور بنی عبد مناف میں سے جن لوگوں نے ابوطالب کی حمایت سے دست برداری کی اور قریش کے قبیلوں میں سے جن لوگوں نے ان سے دشمنی کی۔ ان کے متعلق عام طور پر تعریض کرتے ہوئے اور ان سوالوں کا ذکر کرتے ہوئے جو انہوں نے کئے اور جو دوراز کار باتیں انہوں نے کیں ان سب کا بیان کرتے ہوئے ابوطالب نے کہا۔

اَلَا قُلْ لِعَمْرٍو وَالْوَلِيْدِ وَمُطْعِمٍ[1] اَلَا لَيْتَ حَظِّيْ مِنْ حَيَاطَتِكُمْ بَكْرُ

ہاں سن لو اور عمرو و ولید و مطعم سے کہہ دو کہ کاش تمہاری نگرانی میں کا ایک جوان اونٹ مجھے مل جاتا۔

مِنَ الْخُوْرِ حَبْحَابٌ كَثِيْرٌ رُغَاؤُهٗ يُرَشُّ عَلَى السَّاقَيْنِ مِنْ بَوْلِهٖ قَطْرُ

جو کمزوری کے سبب سے (جھک کر) پست قد ہوگیا ہو اور جس کا بلبلانا بہت ہو اور اس کے پیشاب کے قطرے اس کی پنڈلی پر ٹپکے پڑتے ہوں۔

يُخَلَّفُ خَلْفَ الْوِرْدِ لَيْسَ بِلَاحِقٍ اِذَا مَا عَلَا الْفَيْفَاءَ قِيْلَ لَهٗ وَبْرُ[2]

پانی پینے کو جانے والے اونٹوں سے پیچھے رہ گیا ہو اور انہیں ملا نہ سکتا ہو جب کسی وسیع میدان میں چلا جائے تو لوگ اسے بلی سمجھیں۔

اَرَى اَخَوَيْنَا مِنْ اَبِيْنَا وَ اُمِّنَا اِذَا سُئِلَا قَالَا اِلَى غَيْرِنَا الْاَمْرُ

میں اپنے حقیقی بھائیوں کی حالت یہ دیکھتا ہوں کہ جب ان سے کوئی بات پوچھی جاتی ہے تو وہ کہتے ہیں (کہ اس معاملے میں ہمیں کوئی اختیار نہیں) یہ دوسروں کے اختیار کی چیز ہے۔

بَلٰى لَهُمَا اَمْرٌ وَلٰكِنْ تَجَرْجَمَا كَمَا جَرْجَمَتْ مِنْ رَاْسِ ذِيْ عَلَقٍ صَخْرُ

کیوں نہیں اختیار تو ان دونوں کو ہے لیکن وہ دونوں (اپنے اختیارات کی چوٹی سے اس طرح) گر پڑے ہیں جس طرح کوہ ذی علق کی چوٹی سے کوئی بڑا پتھر لڑھکایا گیا ہو۔

اَخُصُّ خُصُوْصًا عَبْدَ شَمْسٍ وَنَوْفَلًا هُمَا نَبَذَانَا مِثْلَ مَا يُنْبَذُ[3] الْجَمْرُ

میری شکایت خاص طور پر (بنی) عبد شمس اور (بنی) نوفل سے ہے کہ انہیں دونوں نے ہمیں ایسا

---

[1] (الف) میں معطم لکھ دیا ہے جو غلط ہے۔

[2] وبر ایک جانور کا نام ہے جو بلی سے چھوٹا اور بلی ہی کے جیسا ہوتا ہے۔ منتہی الادب میں لکھا ہے کہ فارسی میں اسے دنک کہتے ہیں۔ (احمد محمودی)۔

[3] (الف) نبذ ہے۔

الگ کر ڈالا جیسے کنکریاں علیحدہ کر ڈالی جاتی ہیں۔

[1] هُمَا اَغْمَزَا لِلْقَوْمِ فِیْ اَخَوَیْهِمَا   فَقَدْ اَصْبَحَا مِنْهُمْ اَكُفُّهُمَا صِفْرُ

انہیں دونوں نے بر سر مجلس اپنے بھائیوں کی بے عزتی کی اور اب یہ حالت ہوگئی کہ ان دونوں کے ہاتھ ان کے بھائیوں سے خالی ہیں۔ یعنی خود ان کے بھائیوں سے ان کے تعلقات نہیں رہے۔

هُمَا اَشْرَكَا فِی الْمَجْدِ مَنْ لَا اَبَا لَهٗ   مِنَ النَّاسِ اِلَّا اَنْ یُرَسَّ لَهٗ ذِكْرُ

انہیں دونوں نے ایسے شخص کو اعزاز و مفاخر میں شریک بنا لیا جس کا باپ مشہور لوگوں میں سے نہیں ہاں اس کی شہرت کچھ تھوڑی ہو تو ہو۔

وَتَیْمٌ وَ مَخْزُوْمٌ وَ زُهْرَةُ مِنْهُمْ   وَكَانُوْا لَنَا مَوْلًى اِذَا بُغِیَ النَّصْرُ

بنی تیم بنی مخزوم اور بنی زہرہ بھی انہیں میں کے ہو گئے حالانکہ امداد کی طلب کے وقت تو ہمارے دوست تھے۔

فَوَ اللّٰهِ لَا تَنْفَكُّ مِنَّا عَدَاوَةٌ   وَلَا مِنْهُمْ مَا كَانَ مِنْ نَسْلِنَا شَفْرُ

پس اللہ کی قسم جب تک کہ ہماری نسل میں کا ایک بھی رہے ہماری اور ان کی دشمنی نہ جائے گی۔

فَقَدْ سَفُهَتْ اَحْلَامُهُمْ وَ عُقُوْلُهُمْ   وَكَانُوْا كَجَفْرٍ بِئْسَ مَا صَنَعَتْ جَفْرُ

کیونکہ ان میں متانت رہی نہیں ہے اور ان کی عقلیں ماری گئی ہیں اور یہ لوگ جفر[2] کے سے ہو گئے اور جفر نے جو کچھ کیا وہ بہت برا کیا۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس قصیدے میں کی دو بیتیں ہم نے چھوڑ دی ہیں جن میں فحش گوئی کی گئی ہے۔

قریش کا ایمان داروں کو تکلیفیں دینا اور ایمان سے برگزشتہ کرنے کی کوشش کرنا

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کے صحابیوں میں کے ان افراد کے خلاف جنہوں نے آپ کے ساتھ اسلام اختیار کر لیا تھا اور قریش کے قبیلوں میں رہا کرتے تھے قریش نے ایک دوسرے کو ابھارا تو ہر ایک قبیلہ اپنے میں کے مسلمانوں پر چل پڑا اور وہ انہیں ایذائیں دینے لگے۔ اور ان کو ان کے دین سے

[1] (الف) میں اغمرا ہے۔ جس کے معنی انہوں نے قوم کو جری بنا دیا۔ ہوں گے۔ (احمد محمودی)

[2] (الف) میں یہ شعر نہیں ہے۔ اور یہ جفر کون تھی اور اس کا واقعہ کیا ہے ہمیں اس کے متعلق کوئی مواد نہیں ملا۔ (احمد محمودی)

برگزشتہ کرنے کی تدبیریں کرنے لگے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو آپ کے چچا ابوطالب کے سبب سے محفوظ رکھا۔ جب ابوطالب نے قریش کی مذکورہ کاروائیاں بنی ہاشم اور بنی المطلب کے متعلق دیکھیں تو اٹھ کھڑے ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کی حفاظت اور آپ کے واسطے سینہ سپر ہونے کے لئے ان سب (یعنی بنی ہاشم) کو فراہم کیا جس پر وہ خود بھی جمے ہوئے تھے تو بجز اللہ کے دشمن ملعون ابولہب کے وہ سب کے سب ان کے پاس جمع ہو گئے۔ اور جس بات کے لئے انہوں نے دعوت دی تھی اس کو قبول کیا اور ان کے ساتھ ہو گئے۔ اور جب ابوطالب نے اپنی قوم کی اس حالت کو دیکھا جو ان کے لئے مسرت کا سبب تھی کہ وہ ان کے ساتھ کوشش کرنے اور رسول اللہ ﷺ سے محبت کرنے میں ان کے ساتھ شریک ہیں۔ تو ان کی مدح وستائش کی اور انہیں ان کے پرانے واقعات یاد دلائے۔ اور رسول اللہ ﷺ کی فضیلت اور آپ کا ان میں جو مرتبہ تھا اسے یاد دلایا تا کہ ان کو ان کی رائے میں مستقل بنائیں اور وہ بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ محبت کرنے میں ان کے ساتھ ہوں چنانچہ انہوں نے کہا۔

اِذَا اجْتَمَعَتْ یَوْمًا قُرَیْشٌ لِمَفْخَرٍ ۔۔۔ فَعَبْدُ مَنَافٍ سِرُّهَا وَصَمِیْمُهَا

جب کبھی قریش کسی قابل فخر کام کے لئے مستعد ہوئے تو ان میں (بنی) عبد مناف ان کی جان اور ان کی روح رواں رہے۔

فَاِنْ حُصِّلَتْ اَشْرَافُ عَبْدِ مَنَافِهَا ۔۔۔ فَفِیْ هَاشِمٍ اَشْرَافُهَا وَ قَدِیْمُهَا

پھر جب ان میں سے (بنی) عبد مناف کے شریفوں کا شمار کیا گیا تو ان میں کے بڑے مرتبے والے اور آگے بڑھائے جانے کے قابل بنی ہاشم ہی میں کے لوگ نکلے۔

وَ اِنْ فَخَرَتْ یَوْمًا فَاِنَّ مُحَمَّدًا ۔۔۔ هُوَالْمُصْطَفٰی مِنْ سِرِّهَا وَكَرِیْمُهَا

اور جب کبھی بنی ہاشم نے فخر کیا تو ان میں سے محمد ہی منتخب اور اس قبیلے کی جان اور ان میں بڑے مرتبے والے نکلے۔

تَدَاعَتْ قُرَیْشٌ غَثُّهَا وَ سَمِیْنُهَا ۔۔۔ عَلَیْنَا فَلَمْ تَظْفَرْ وَطَاشَتْ حُلُوْمُهَا

قریش کے اچھے اور برے تمام لوگوں نے ایک دوسرے کو ہماری مخالفت میں ابھارا تاہم انہیں کوئی کامیابی نصیب نہ ہوئی بلکہ ان کی متانت اور عقلیں چلیں گئیں۔

وَكُنَّا قَدِیْمًا لَا نُقِرُّ ظُلَامَةً ۔۔۔ اِذَا مَا ثَنَوْا صُعْرَ الْخُدُوْدِ نُقِیْمُهَا

ہمیشہ سے ہماری حالت یہ رہی ہے کہ ہم کسی ظلم کو قائم رہنے نہیں دیتے جب کبھی لوگوں نے تکبر سے گالوں کے جھکاؤ کو ٹیڑھا کیا تو ہم انہیں سیدھا کرتے رہے۔

وَ نَحْمِیْ حِمَاھَا کُلَّ یَوْمِ کَرِیْھَۃٍ وَنَضْرِبُ عَنْ اَحْجَارِھَا مَنْ یَرُوْمُھَا

ہر خوفناک موقع' یا ہر جنگ کے وقت' اس قوم کے رمنوں کی نگرانی ہم ہی کرتے رہے ہیں اور اس کے حدود کی جانب جو کوئی ارادہ کرتا ہے' اس سے ان حدود کی مدافعت ہم ہی کرتے رہتے ہیں۔

بِنَا انْتَعَشَ الْعُوْدُ الذَّوَاءُ وَاِنَّمَا بِاَکْنَافِنَا تَنْدَی وَ تَنْمِی اَرُوْمُھَا

سوکھی لکڑیاں ہمارے طفیل میں سرسبز ہو گئیں ہمارے اضلاع میں سوکھی لکڑیوں کی جڑیں تروتازہ ہوتی اور نشوونما پاتی ہیں۔

قرآن کی توصیف میں ولید بن مغیرہ کی حیرانی

اس کے بعد ولید بن المغیرۃ کے پاس قریش کے چند لوگ جمع ہوئے کیونکہ وہ ان سب میں زیادہ عمر والا تھا۔ اور حج کا زمانہ قریب آ چکا تھا تو ولید نے ان سے کہا اے گروہ قریش یہ لو زمانہ حج تو قریب آ چکا ہے اور عنقریب عرب کے مہمان تمہارے پاس آئیں گے۔ اور انہوں نے تمہارے اس دوست (مراد نبی کریم ﷺ) کا حال تو سن ہی لیا ہے۔ پس تمہیں چاہئے کہ تم اس کے متعلق ایک متحدہ رائے قرار دے لو کہ تم میں آپس میں اختلاف نہ ہو کہ ایک دوسرے کو جھٹلانے لگے اور ایک دوسرے کی بات کا رد کرنے لگے۔ انہوں نے کہا کہ اے ابو عبد شمس تم ہی کچھ کہو اور ہمارے لئے ایک ایسی رائے دو' کہ ہم وہی کہیں۔ اس نے کہا نہیں تم ہی کچھ کہو' میں سنتا ہوں۔ انہوں نے کہا ہم کہیں گے۔ کہ وہ کاہن ہے اس نے کہا نہیں واللہ وہ کاہن نہیں۔ ہم نے کاہنوں کو دیکھا ہے وہ کاہنوں کا گنگنانا یا کاہنوں کی قافیہ پیمائی نہیں ہے۔ انہوں نے کہا تو ہم اسے دیوانہ کہیں گے۔ اس نے کہا نہیں وہ دیوانہ بھی نہیں ہے ہم نے جنونیوں کو دیکھا ہے اور اس کو جانتے ہیں اس کی حالت اختناق کی نہیں اور نہ اختلاج کی سی کیفیت ہے اور نہ وہ شیطانی وسوسے کی سی کیفت ہے۔ انہوں نے کہا تم ہم اسے شاعر کہیں گے۔ اس نے کہا وہ شاعر بھی نہیں۔ ہم شعر کے تمام اقسام رجز و ہزج و قریض و مقبوض و مبسوط کو جانتے ہیں۔ وہ شاعر بھی نہیں۔ انہوں نے کہا تو جادوگر کہیں گے اس نے کہا وہ جادوگر بھی نہیں۔ ہم نے بڑے بڑے جادوگروں اور ان کے جادو کو دیکھا ہے اس میں نہ ان کا سا پھونکنا ہے نہ ان کی سی گرہیں ہیں۔ انہوں نے کہا۔ اے ابو عبد شمس پھر کیا کہیں۔ اس نے کہا واللہ اس کی بات میں ایک قسم کی شیرینی ہے اور اس کی جڑیں[1] بہت شاخوں والی یا زیادہ پانی والی ہیں۔ یا زمین سے چمٹی ہوئی مستحکم ہیں اور اس

---

[1] (الف ب) میں علذق ہے اور (ج) میں غدق ہے۔ (د) میں عزق ہے۔ عذق کے معنی کثیر الشعب یعنی زیادہ شاخوں والی۔ اور غدق کے معنی کثیر الماء یعنی زیادہ پانی والی۔ عزق کے معنی لصق یعنی چمٹی ہوئی۔ (احمد محمودی)

کی شاخیں پھلوں والی ہیں۔ ابن ہشام نے کہا کہ بعض کی روایت لغدق ہے تم ان تمام باتوں میں سے جو کہو گے اس کا جھوٹ ہونا ظاہر ہو جائے گا ہاں اس کے متعلق صحت سے قریب تر بات یہ ہے کہ تم اس کے متعلق کہو کہ وہ جادوگر ہے وہ اپنا ایک جادو بھرا کلام لے کر آیا ہے جس کے ذریعے باپ بیٹے‘ بھائی بھائی‘ میاں بیوی‘ اور فرد خاندان اور خاندان‘ کے درمیان جدائی ڈالتا ہے۔ غرض سب کے سب اسی بات پر متفق ہو کر ادھر ادھر چلے گئے۔ اس کے بعد جب حج کے زمانے میں لوگ آنے لگے تو یہ لوگ ان لوگوں کے راستوں پر بیٹھ جاتے اور جو شخص ان کے پاس سے گزرتا اس کو آپ سے ڈراتے اور آپ کا حال اس سے کہتے اس لئے اللہ تعالیٰ نے الولید ابن المغیرہ اور ان حالات کے متعلق یہ آیتیں نازل فرمائیں۔

﴿ ذَرْنِي وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيدًا وَّجَعَلْتُ لَهُ مَالًا مَّمْدُودًا وَّبَنِينَ شُهُودًا وَّمَهَّدْتُّ لَهُ تَمْهِيدًا ثُمَّ يَطْمَعُ أَنْ أَزِيدَ كَلَّا إِنَّهُ كَانَ لِآيَاتِنَا عَنِيدًا (أَيْ خَصِيمًا) ﴾

’’جس کو میں نے پیدا کیا ہے اس کو اور مجھے تنہا چھوڑ دے میں نے اس کے لئے بہت سا مال فراہم کر دیا ہے اور (اس کو) بیٹے (دیے جو اس کے احکام کی تعمیل کے لئے) حاضر (ہیں) اس کے لئے میں نے بڑی بڑی تیاریاں کیں۔ اس کے بعد بھی وہ خواہش رکھتا ہے کہ میں اور زیادہ دوں۔ ایسا نہیں (ہوسکتا کیونکہ) وہ تو میری آیتوں کا مخالف ہے‘‘۔

ابن ہشام نے کہا۔ عنید کے معنی معاند اور مخالف کے ہیں۔ رؤبۃ العجاج نے کہا ہے۔

وَنَحْنُ ضَرَّابُونَ رَأْسَ[1] الْعُنَّدِ

ہم مخالفوں کے سر پر ضرب لگانے والے ہیں۔

یہ بیت (یا مصرع) اس کے بحر رجز کے قصیدے کی ہے۔

﴿ سَأُرْهِقُهُ صَعُودًا إِنَّهُ فَكَّرَ وَقَدَّرَ فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ثُمَّ نَظَرَ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ﴾

’’قریب میں میں اس پر سخت محنت کا بار ڈالوں گا صعود نامی پہاڑ کی (جو دوزخ میں ہے) چڑھائی پر مجبور کروں گا۔ بے شبہ اس نے فکر کی اور اندازہ لگایا جس کے نتیجے میں وہ ہلاک ہو گیا۔ اس نے کیسا اندازہ لگایا۔ پھر (سن لو کہ) وہ برباد ہو گیا۔ اس نے کیسا اندازہ لگایا۔ پھر اس نے غور کی۔ پھر اس نے تیوری چڑھائی اور مکروہ صورت بنائی‘‘۔

---

[1] (الف) میں راس کے بجائے ھام ہے۔ معنی ھام کے بھی سر ہی کے ہیں۔ (احمد محمودی)

ابن ہشام نے کہا کہ بسر کے معنی کرہ وجھہ یعنی مکروہ صورت بنائی العجاج نے کہا ہے۔

مُضَبَّرُ اللَّحْيَيْنِ بَسْرًا مِنْهَسَا

وہ موٹے جبڑوں والا مکروہ صورت چہرے پر زخموں کے نشانات والا ہے۔

شاعر چہرے کی مکروہ حالت کا بیان کر رہا ہے۔ اور یہ بیت (مصرع) اس کے بحر رجز کے قصیدے کی ہے۔

﴿ ثُمَّ أَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ فَقَالَ إِنْ هٰذَا إِلَّا سِحْرٌ يُؤْثَرُ إِنْ هٰذَا إِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ﴾

''پھر پیٹھ پھیری اور تکبر ظاہر کیا۔ پھر کہا یہ تو بس پرانے جادو کے آثار باقیہ ہیں۔ یہ آدمی کے کلام کے سوا اور کچھ نہیں''۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ ﷺ کے متعلق اور اس چیز کے متعلق جس کو اللہ کے پاس سے لائے تھے اور ان لوگوں کے متعلق جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور انہوں نے آپ کے متعلق اور اس چیز کے متعلق جس کو آپ اللہ کے پاس سے لائے تھے باتیں بنایا کرتے تھے ان کے متعلق اللہ تعالیٰ نے (یہ آیتیں) نازل فرمائیں۔

﴿ الَّذِيْنَ جَعَلُوا الْقُرْآنَ عِضِيْنَ فَوَرَبِّكَ لَنَسْأَلَنَّهُمْ أَجْمَعِيْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴾

''(اے محمد ﷺ)۔ جن لوگوں نے قرآن کو قسم قسم کا بنا دیا قسم ہے تیرے پروردگار کی ہم ان تمام لوگوں سے۔ ان کے ان اعمال کے متعلق جو وہ کیا کرتے تھے باز پرس کریں گے''۔

ابن ہشام نے کہا۔ کہ عضین کا واحد عضۃ ہے۔ عضو محاورہ ہے جس کے معنی ''فرقوہ'' کے ہیں (یعنی الگ الگ کر ڈالا) رؤبۃ بن العجاج نے کہا ہے۔

وَلَيْسَ دِيْنُ اللّٰهِ بِالْمُعَضَّى   دین الٰہی قسم قسم کا نہیں ہے۔

اور یہ بیت (مصرع) اس کے بحر رجز کے ایک قصیدے میں کی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ پھر تو وہ لوگ وہی بات رسول اللہ ﷺ کے متعلق ان تمام لوگوں سے جن سے وہ ملتے کہنے لگے۔ اس حج کے زمانے کے بعد جب لوگ اپنے شہروں کو واپس ہوئے تو رسول اللہ ﷺ کے متعلق وہی خبر لے کر واپس ہوئے اور اس کی شہرت عرب کے تمام شہروں میں ہوگئی۔

ابو طالب کے شعر جو انہوں نے قریش کی دلجوئی کے لئے کہے اور ابو قیس بن الاسلت کے شعر اور قریش کا نبی ﷺ کو تکلیفیں دینا

اور جب ابو طالب کو عرب کے عام لوگوں کا خوف ہوا کہ کہیں وہ آپ کے اور آپ کی قوم کے پیچھے

نہ پڑ جائیں تو انہوں نے وہ قصیدہ کہا جس میں انہوں نے حرم مکہ کی پناہ لی اور اپنے اس رتبے کی پناہ کی جوان کو اس کی سکونت کے سبب حاصل تھا۔ اور اپنی قوم کے بلند مرتبہ لوگوں پر اپنی محبت جتائی اس کے علاوہ اپنے اشعار میں انہیں اور ان کے علاوہ دوسروں کو یہ بھی بتایا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو ان کے حوالے کرنے والے یا آپ کو کسی بڑی سے بڑی چیز کے معاوضے میں کبھی بھی چھوڑنے والے نہیں۔ حتیٰ کہ وہ آپ کی حفاظت میں خود بھی ہلاک ہو جائیں۔ پس ابو طالب[1] نے کہا۔

وَلَمَّا رَاَیْتُ الْقَوْمَ لَا وُدَّ فِیْھِمْ ... وَقَدْ قَطَعُوْا کُلَّ الْعُرٰی وَالْوَسَائِلِ

جب میں نے قوم کو دیکھا کہ ان میں محبت نہیں رہی اور انہوں نے تمام تعلقات اور رشتوں کو توڑ دیا ہے۔

وَقَدْ صَارَحُوْنَا بِالْعَدَاوَۃِ وَالْاَذٰی ... وَقَدْ طَاوَعُوْا اَمْرَ الْعَدُوِّ الْمُزَائِلِ

انہوں نے ہمارے ساتھ کھلی دشمنی اور ایذا رسانی شروع کی انہوں نے ہم سے الگ ہو جانے والے دشمن کی بات مانی۔

وَقَدْ حَالَفُوْا قَوْمًا عَلَیْنَا اَظِنَّۃً ... یَعَضُّوْنَ غَیْظًا خَلْفَنَا بِالْاَنَامِلِ

انہوں نے ہمارے خلاف تہمت زدہ لوگوں سے معاہدے کئے جو ہماری پیٹھ پیچھے غصے سے انگلیاں چباتے ہیں۔

صَبَرْتُ لَھُمْ نَفْسِیْ بِسَمْرَاءَ سَمْحَۃٍ ... وَ اَبْیَضَ عَضْبٍ مِنْ تُرَاثِ الْمَقَاوِلِ

تو میں بذات خود ایک لچکدار نیزہ اور شاہان سلف کی وارثت میں ملی ہوئی ایک چمکدار تلوار لے کر ان کے مقابلے میں ڈٹ گیا۔

وَاَحْضَرْتُ عِنْدَ الْبَیْتِ رَھْطِیْ وَ اِخْوَتِیْ ... وَ اَمْسَکْتُ مِنْ اَثْوَابِہٖ بِالْوَصَائِلِ

اور میں نے اپنی جماعت اور اپنے بھائیوں کو بیت اللہ کے پاس بلوایا اور اس (بیت اللہ) کی سرخ دھاری دار چادروں کو پکڑ لیا۔

قِیَامًا مَعًا مُسْتَقْبِلِیْنَ رِتَاجَہٗ ... لَدٰی حَیْثُ یَقْضِیْ حَلْفَہٗ کُلُّ نَافِلِ

اس کے عظیم الشان دروازے کے مقابل اس مقام پر جہاں برات ثابت کرنے والا حلف اٹھاتا ہے۔ سب کے ساتھ مل کر کھڑے ہو کر (اس کی چادر کو پکڑ لیا)۔

---

[1] (الف) میں نہیں ہے۔

وَحَيْثُ يُنِيخُ الْاَشْعَرُوْنَ رِكَابَهُمْ بِمُفْضَى السُّيُوْلِ مِنْ إِسَافٍ وَنَائِلٍ

جہاں اشعری لوگ اپنے اونٹ بٹھاتے ہیں۔ اساف و نائلہ نامی بتوں کے پاس سے سیلابوں کے پہنچنے کی جگہ۔

مُوَسَّمَةُ الْاَعْضَادِ اَوْ قَصَرَاتِهَا مُخَيَّسَةٌ بَيْنَ السَّدِيْسِ وَ بَازِلٍ

وہ اونٹ جن کے بازوؤں یا گردنوں کے جوڑوں کے پاس (قربانی کی) علامتیں ہیں یا جو قربانی کے لئے بندھے ہوئے ہوں اور آٹھ نو سال کی عمر کے درمیان ہیں۔

تَرَى الْوَدْعَ فِيْهَا وَالرُّخَامَ وَزِيْنَةً بِاَعْنَاقِهَا مَعْقُوْدَةً كَالْعَثَاكِلِ

تو ان کی گردنوں میں منکے اور سنگ رخام اور زینت کی دوسری چیزیں بندھی ہوئی کھجور کے خوشوں کے مانند دیکھے گا۔

اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ مِنْ كُلِّ طَاعِنٍ عَلَيْنَا بِسُوْءٍ اَوْ مُلِحٍّ بِبَاطِلٍ

میں لوگوں کے پروردگار کی پناہ لیتا ہوں ہر اس شخص سے جو ہم پر برائی کے الزامات لگانے والا اور ناحق پر اصرار کرنے والا ہے۔

وَ مِنْ كَاشِحٍ يَسْعٰى لَنَا بِمَعِيْبَةٍ وَمِنْ مُلْحِقٍ فِي الدِّيْنِ مَالَمْ نُحَاوِلِ

اور ایسے کینہ دار شخص سے جو ہم پر عیب لگانے کی کوشش کرتا رہتا ہے۔ اور ہمیں ایسے دین میں ملا دیتا ہے جس کی جانب ہم نے کبھی قصد نہیں کیا۔

وَ ثَوْرٍ وَ مَنْ اَرْسٰى ثَبِيْرًا مَكَانَهٗ وَ رَاقٍ لِيَرْقٰى فِيْ حِرَاءَ وَ نَازِلٍ

اور جبل ثور اور اس ذات کی پناہ جس نے کوہ ثبیر کو اس کی جگہ پر گاڑ دیا اور چڑھنے والے اور اترنے والے کی پناہ (جو کوہ ثبیر سے اس لئے اترتا ہے) تاکہ کوہ حرا پر چڑھ جائے (مراد نبی کریم ﷺ ہیں[1] (دیکھو باب بعثت)

---

[1] سہیلی نے لکھا ہے کہ ''وراق لیرقی فی خراء ونازل'' کے متعلق ہم نے پہلے تشریح کردی ہے۔ لیکن یہاں ایک دوسری روایت بھی ہے جو اس سے زیادہ صحیح ہے اور وہ ''وراق لبرقی حراء ونازل'' ہے۔ یعنی اس ذات کی پناہ جو نیکی حاصل کرنے کے لئے کوہ حرا پر چڑھنے والا اور پھر وہاں سے احکام الٰہی لے کر اترنے والا ہے۔ البرقی نے کہا ہے کہ ابن اسحٰق اور ان کے علاوہ دوسروں نے بھی یہی روایت کی ہے اور یہی ٹھیک ہے۔ سہیلی کہتے ہیں کہ پھر تو اس میں غلطی ابن ہشام کو ہوگئی ہے یا بکائی کو۔ واللہ اعلم بالصواب۔ (مترجم از سہیلی)

وَ بِالْبَیْتِ حَقِّ الْبَیْتِ مِنْ بَطْنِ مَکَّۃٍ وَ بِاللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ لَیْسَ بِغَافِلِ

اور بیت اللہ کی پناہ اور حق بیت اللہ کی پناہ جو مکہ کی وادی میں واقع ہے۔ اور اللہ کی پناہ لیتا ہوں۔ بے شبہ اللہ غافل نہیں ہے۔

وَ بِالْحَجَرِ[1] الْمُسْوَدِّ اِذْ یَمْسَحُوْنَہٗ اِذَا اکْتَنَفُوْہُ بِالضُّحٰی وَالْاَصَائِلِ

اور حجر اسود کی پناہ کہ لوگ اس کو صبح وشام گھیرے رہتے اور (برکت حاصل کرنے کے لئے) اس پر ہاتھ پھیرتے رہتے ہیں۔

وَ مَوْطِئُ اِبْرَاھِیْمَ فِی الصَّخْرِ رَطْبَۃً[2] عَلٰی قَدَمَیْہِ حَافِیًا غَیْرَ نَاعِلِ

اور ابراہیم علیہ السلام کے پامال پتھر کی پناہ جو ان کے بے نعلین ننگے پاؤں کے لئے نرم تھا۔

وَ اَشْوَاطٌ بَیْنَ الْمَرْوَتَیْنِ اِلَی الصَّفَا وَمَا فِیْھِمَا مِنْ صُوْرَۃٍ وَ تَمَاثِلِ

اور کوہ صفا اور کوہ مروہ کی درمیانی دوڑ دھوپ کی اور ان دونوں کے درمیان جو تصویریں اور جو مورتیں ہیں ان کی پناہ۔

وَ مَنْ حَجَّ بَیْتَ اللّٰہِ مِنْ کُلِّ رَاکِبٍ وَ مِنْ کُلِّ ذِیْ نَذْرٍ وَمِنْ کُلِّ رَاجِل

اور ہر ایک سوار اور پیادہ پا بیت اللہ کا حج کرنے والے اور نذریں گزارنے والے کی پناہ۔

وَ بِالْمَشْعَرِ الْاَقْصٰی اِذَا عَمَدُوْا لَہٗ اِلَالٍ اِلٰی مُفْضَی الشِّرَاجِ الْقَوَابِلِ

اور میدان عرفات کی پناہ جبکہ لوگ اس کا قصد کریں اور کوہ[3] الال کے اس مقام تک کی پناہ جہاں نالے ایک دوسرے کے مقابل سے آ کر پھیل جاتے ہیں۔

وَ تَوْقَافِھِمْ فَوْقَ الْجِبَالِ عَشِیَّۃً یُقِیْمُوْنَ بِالْاَیْدِیْ صُدُوْرَ الرَّوَاحِلِ

اور شام کے وقت کے پہاڑوں پر ان کے کھڑے ہونے کی پناہ جہاں سواریوں کے اگلے حصے کو ہاتھوں سے سیدھا کرتے یا تھامتے ہیں۔

وَلَیْلَۃِ جَمْعٍ وَالْمَنَازِلِ مِنْ مِنًی وَھَلْ فَوْقَھَا مِنْ حُرْمَۃٍ وَمَنَازِلِ

اور اس رات کی پناہ جس میں لوگ منیٰ میں جمع ہوتے ہیں اور منیٰ کے ان مقامات کی پناہ جہاں لوگ اترتے ہیں کیا ان سے بڑھ کر بھی کوئی عظمت والی چیزیں اور مقامات ہیں۔

وَجمع اِذَا مَا الْمُقْرَبَاتُ اَجَزْنَہٗ سِرَاعًا لَمَّا یَخْرُجْنَ مِنْ وَقْعِ وَابِلِ

---

[1] (الف) میں الاسود ہے۔ [2] (الف) میں وطئۃ ہے۔ (احمد محمودی)

[3] کوہ الال جبل عرفات کے پاس ہے۔ (احمد محمودی)۔

اورعرفات کی پناہ جہاں شریف گھوڑے موقف میں جگہ حاصل کرنے کے لئے ایسی تیزی سے گزرتے ہیں جیسے موسلا دھار بارش ہوتے وقت اس سے بچنے کے لئے بھاگتے ہیں۔

وَ بِالْجَمْرَةِ[1] الْكُبْرٰى اِذَا صَمَدُوْالَهَا　　يَؤُمُّوْنَ قَذْفًا رَأْسَهَا بِالْجَنَادِلِ

اور بڑے جمرہ کی پناہ جبکہ لوگ اس کی جانب ارادہ کرتے اوراس کے سر کو پتھروں سے مارنا چاہتے ہیں۔

وَكِنْدَةَ اِذْهُمْ بِالْحِصَابِ عَشِيَّةً　　تُجِيْزُبِهِمْ حُجَّاجُ بَكْرُ بْنُ وَائِلِ

اور بنی کندۃ کی پناہ جبکہ وہ شام کے وقت سنگ باری کے مقام پر ہوتے ہیں اوران کے پاس سے بکر بن وائل کے حج کرنے والے لوگ گزرتے ہیں۔

حَلِيْفَانِ شَدَّا عَقْدَمَا اخْتَلَفَالَهٗ　　وَرَدَّا عَلَيْهِ عَاطِفَاتِ الْوَسَائِلِ

وہ دونوں ایسے حلیف ہیں کہ انہوں نے جس بات پر حلف کی اس کو مستحکم کیا اور تعلقات کی مہربانیوں کو اس کی جانب پھیر دیا۔

وَحَطْمِهِمْ سُمْرَالرِّمَاحِ وَ سَرْحَهٗ　　وَ شِبْرِقَهٗ وَخْدَ النَّعَامِ الْجَوَافِلِ

دامن کوہ کے موز کے درختوں اور درخت سرخ اور نبات شبرق کو تیز بھاگنے والے شتر مرغ کی سی تیز چال سے ان کے توڑ دینے کی پناہ۔

فَهَلْ بَعْدَ هٰذَا مِنْ مُعَاذٍ لِعَائِذٍ　　وَهَلْ مِنْ مُعِيْذٍ يَتَّقِى اللّٰهَ عَادِلِ[2]

کیا پناہ لینے والے کے لئے ان پناہوں کے علاوہ اور بھی کوئی پناہ گاہ ہے اور کیا کوئی عدل و انصاف کرنے والا اللہ سے ڈر کر پناہ دینے والا بھی ہے۔

يُطَاعُ بِنَا الْعُدّٰى وَ اوداننا[3]　　تُسَدُّبِنَا اَبْوَابُ تُرْكٍ وَكَابُلِ

ہمارے متعلق ظالموں کی بات سنی جاتی ہے حالانکہ وہ تو چاہتے ہیں کہ ہمارے لئے ترک و کابل کے دروازے بند ہوں۔

كَذَبْتُمْ وَ بَيْتِ اللّٰهِ نَتْرُكُ مَكَّةَ　　وَ نَظْعَنُ اِلَّا اَمْرُكُمْ فِىْ بَلَابِلِ

---

[1] اس کی جمع جمرات ہے اور یہ مناسک حج میں کے تین مقامات ہیں جہاں ستونوں کی جانب کنکریاں پھینکی جاتی ہیں انہیں میں سے ایک جمرۃ الکبری ہے۔ (احمد محمودی)۔

[2] (ب ج د) میں عاذل ہے جس کے معنی کیا کوئی سلامت کرنے والا اللہ سے ڈر کر پناہ دینے والا بھی ہے۔ (احمد محمودی)

[3] الف کے سوا دوسرے نسخوں میں پہلا مصرع اس طرح ہے۔ یطاع بنا امر العدا ودانا۔ ہمارے متعلق دشمنوں کی بات سنی جاتی ہے۔ الخ

بیت اللہ کی قسم ۔تم نے جھوٹ کہا یعنی یہ خیال غلط ہے کہ ہم مکہ چھوڑ دیں گے اور یہاں سے سفر کر جائیں گے یہ صرف تمہارے خیالی وسوسے ہیں۔

كَذَبْتُمْ وَ بَيْتِ اللّٰهِ نُبْزٰى مُحَمَّدًا   وَلَمَّا نُطَاعِنْ دُوْنَهٗ وَ نُنَاضِلِ

بیت اللہ کی قسم تم نے غلط خیال کیا کہ ہم محمد کے متعلق مغلوب ہو جائیں گے حالانکہ ابھی تک ہم نے ان کے بچاؤ کے لئے نہ نیزہ زنی کی ہے نہ تیر اندازی۔

وَ نُسْلِمُهٗ حَتّٰى نُصَرَّعَ حَوْلَهٗ   وَ نُذْهَلَ عَنْ اَبْنَائِنَا وَالْحَلَائِلِ

تم نے غلط خیال کیا کہ ہم انہیں تمہارے حوالے کر دیں گے ہرگز نہیں حتیٰ کے ہم ان کے اطراف پچھڑ جائیں گے اور ہم اپنے بیوی بچوں کو بھول جائیں گے۔

وَ يَنْهَضَ قَوْمٌ بِالْحَدِيْدِ اِلَيْكُمْ   نُهُوْضَ الرَّوَايَا تَحْتَ ذَاتِ الصَّلَاصِلِ

تمہارے مقابلے کے لئے ہتھیار بند لوگ ایسے اٹھیں گے جیسے پانی پلانے والی اونٹنیاں آواز کرنے والی پکھالوں کے نیچے سے ان کو لے کر اٹھتی ہیں۔

وَحَتّٰى نَرٰى ذَا الضِّغْنِ يَرْكَبُ رَدْعَهٗ   مِنَ الطَّعْنِ فِعْلَ الْاَنْكَبِ الْمُتَحَامِلِ

حتیٰ کہ ہم دیکھ لیں کہ کینہ ور برچھی کا زخم کھا کر ایک جانب جھوک دے کر شکل سے چلنے والے کی طرح خوں میں نہا کر منہ کے بل گر رہا ہے۔

وَ اِنَّا لَعَمْرُ اللّٰهِ اِنْ جَدَّ مَا اَرٰى   لَتَلْتَبِسًا اَسْيَافُنَا بِالْاَمَاثِلِ

اللہ تعالیٰ کی بقا کی قسم جن واقعات کا میں خیال کرتا ہوں کہ سچ مچ وہی واقع ہوئے تو ہماری تلواریں بڑے بڑے لوگوں کو پہن لیں گی (یعنی ان کے پیٹوں میں ماردی جائیں گی) یا بڑے بڑے لوگوں کے ہاتھوں میں ہوں گی۔

بِكَفّٰى فَتًى مِثْلِ الشِّهَابِ سَمَيْدَعٍ   اَخِىْ ثِقَةٍ حَامِى الْحَقِيْقَةِ بَاسِلِ

ایسے جواں مرد کے ہاتھوں میں ہوں گی جو شہاب کا سا (روشن چہرے والا یا بے دھڑک گھس پڑنے والا) سردار۔ بھروسے کے قابل صداقت کی حمایت کرنے والا بہادر ہو۔

[1]شُهُوْرًا وَ اَيَّامًا وَ حَوْلًا مُجَرَّمًا   عَلَيْنَا وَ تَاْتِىْ حِجَّةٌ بَعْدَ قَابِلِ

---

[1] (الف ج د) میں محرما حائے حطی سے ہے اور (ب) میں مجرما جیم سے ہے۔ دوسرا نسخہ ہی بہتر معلوم ہوتا ہے جس کو ہم نے ترجمے میں اختیار کیا ہے کیونکہ شہور وایام تو محرم ہو سکتے ہیں لیکن پورا سال کس طرح محرم ہو جائے گا۔ مجرم کے معنی کامل کے ہیں اور نسخہ (الف) میں حجۃ کی حا کو ضمہ بھی دیا ہے حالانکہ حا کو کسرہ ہونا چاہئے۔ جس کے معنی حج کے ہیں۔ (احمد محمودی)

اسی حالت میں ہم پر کئی دن اور کئی مہینے اور کئی پورے سال گزر جائیں گے اور آنے والے حج کے بعد اور حج آئیں گے۔

وَمَا تَرْكُ قَوْمٍ لَا اَبَالَكَ سَيِّدًا بِحُوْطُ الذِّمَا رَغَيْرَ ذَرْبٍ مُوَاكِلِ

تیرا باپ مر جائے۔ ایسے سردار کو چھوڑ دینا کیسی (بدترین) بات ہے۔ جو حمایت کے قابل چیزوں کی نگرانی کرتا ہے نہ فسادی ہے اور نہ اپنے کام کو دوسروں پر چھوڑنے والا ہے۔

وَ اَبْيَضَ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ ثِمَالَ الْيَتَامٰى عِصْمَةً لِلْاَرَامِلِ

جو ایسے روشن چہرے والا ہے کہ اس کے وسیلے سے بارش طلب کی جاتی ہے یتیموں کی سرپرستی کرنے والا اور بیواؤں کی پناہ ہے۔

يَلُوْذُ بِهِ الْهُلَّاكُ مِنْ آلِ هَاشِمٍ فَهُمْ عِنْدَهٗ فِیْ رَحْمَةٍ وَ فَوَاضِلِ

بنی ہاشم کے مفلس اس کے پاس پناہ لیتے ہیں اور وہ اس کے پاس ناز و نعم میں اور اعلیٰ مراتب پر ہیں۔

لَعَمْرِیْ لَقَدْ اَجْرٰی اَسِيْدٌ وَ بَكْرُهٗ اِلٰی بُغْضِنَا وَجَزَّآنَا لِاٰكِلِ

میری عمر کی قسم۔ اسید اور اس کے جوان لڑکے نے ہم سے دشمنی کرنی چاہی اور ہمیں کھانے والے کے لئے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔

وَ عُثْمَانُ لَمْ يَرْبَعْ عَلَيْنَا وَقُنْفُذٌ وَلٰكِنْ اَطَاعَا اَمْرَ تِلْكَ الْقَبَائِلِ

اور عثمان نے ہماری جانب توجہ ہی نہیں کی اور نہ قنفذ نے بلکہ انہوں نے ان ہی قبیلوں کے احکام کی اطاعت کی۔

اَطَاعَا اُبَيًّا وَابْنَ عَبْدِ يَغُوْثِهِمْ وَلَمْ يَرْقُبَا فِيْنَا مَقَالَةَ قَائِلِ

انہوں نے ابی کی اور اپنے ابن عبد یغوث کی بات مانی اور ہمارے متعلق کسی کہنے والے کی بات کی جانب توجہ بھی نہ کی۔

كَمَا قَدْ لَقِيْنَا مِنْ سُبَيْعٍ وَ نَوْفَلٍ وَكُلٌّ تَوَلّٰی مُعْرِضًا لَمْ يُجَامِلِ

سبیع اور نوفل کا بھی ہم نے یہی برتاؤ پایا ہر ایک منہ پھیر کر پلٹ گیا کسی نے حسن سلوک نہیں کیا۔

فَاِنْ يُلْفَيَا[1] اَوْ يُمْكِنِ اللّٰهُ مِنْهُمَا نَكِلْ لَهُمَا صَاعًا بِصَاعِ الْمُكَايِلِ

---

[1] یہاں "یلفیا" کے عوض (الف) میں "یلقیا" یعنی بجائے فے کی قاف ہے اگرچہ اس کے بھی معنی بن سکتے ہیں۔ لیکن بے تکلف۔ (احمد محمودی)

پھر اگر وہ کہیں پائے جائیں یا اللہ تعالیٰ ان سے بدلہ لینے کی قدرت دے تو ہم بھی انہیں بازار کے بھاؤ سے سیر کو سیر ماپ دیں گے۔

وَذَاكَ اَبُوْعَمْرٍو اَبٰی غَیْرَ بُغْضِنَا لِیُظْعِنَا فِیْ اَھْلِ شَاءٍ وَجَامِلِ

اس ابوعمرو کی تو یہ حالت ہے کہ ہماری دشمنی کے سوا ہر چیز کا منکر ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ ہمیں بکریاں والوں اور اونٹوں والوں میں جا بسنے پر مجبور کرے۔

یُنَاجِیْ بِنَا فِیْ کُلِّ مُمْسًی وَ مُصْبَحٍ فَنَاجِ اَبَا عَمْرٍو بِنَا ثُمَّ خَاتِلِ

صبح و شام ہمارے متعلق کانا پھوسی کرتا رہتا ہے اے ابوعمرو ہمارے متعلق خوب کانا پھوسی کر لے اور پھر دھوکہ بازی کر۔

وَ یُؤْلِیْ لَنَا بِاللّٰهِ مَا اِنْ یَغُشُّنَا بَلٰی قَدْ تَرَاهُ جَهْرَةً غَیْرَ حَائِلِ

ہم سے اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہے کہ دغا بازی نہیں کرے گا کیوں نہیں ہم تو بے پرواہ علانیہ یہی دیکھ رہے ہیں۔

اَضَاقَ عَلَیْهِ بُغْضُنَا کُلَّ تَلْعَةٍ مِنَ الْاَرْضِ بَیْنَ اَخْشَبٍ فَمَجَادِلِ

کوہ اخشب و کوہ مجادل کی درمیانی زمین کی ہر وادی ہماری دشمنی میں اس کے لئے تنگ ہوگئی ہے۔

وَ سَائِلَ اَبَا الْوَلِیْدِ مَاذَا حَبَوْتَنَا بِسَعْیِكَ فِیْنَا مُعْرِضًا کَالْمُخَاتِلِ

ابوالولید سے دریافت کرو کہ دھوکہ بازوں کی طرح منہ پھیر کر ہمارے خلاف کوشش کر کے تو نے ہمیں کیا نقصان پہنچایا۔

وَکُنْتَ امْرَاً مِمَّنْ یُعَاشُ بِرَاْیِهٖ وَ رَحْمَتُهٗ فِیْنَا وَ لَسْتَ بِجَاهِلِ

تو اس بات سے ناواقف نہیں کہ ہم سے متعلقہ معاملات میں تیری حالت اس شخص کی سی ہوگئی ہے جو خودرائی اور جذبات کے تحت زندگی گزارتا ہے۔

فَعُتْبَةُ لَا تَسْمَعُ بِنَا قَوْلَ کَاشِحٍ حَسُوْدٍ کَذُوْبٍ مُبْغِضٍ ذِیْ دَغَاوِلِ

اے عتبہ ہمارے متعلق ایسے کپٹ رکھنے والوں کی بات کی جانب توجہ نہ کر جو حاسد جھوٹے دشمنی رکھنے والے اور فسادی ہیں۔

وَمَرَّ اَبُوْسُفْیَانَ عَنِّیَ مُعْرِضًا کَمَا[ل] مَرَّ قَیْلٌ مِنْ عِظَامِ الْمَقَاوِلِ

[ل] (الف) میں کماھر کے بجائے کانہ ہے جس کے معنی تو ٹھیک ہوتے ہیں لیکن وزن شعر میں کسر آ جاتی ہے۔

اورابوسفیان میرے پاس سے منہ پھیر کراس طرح گزر گیا جس طرح بڑے نوابوں میں کا کوئی نواب۔

يَفِرُّ اِلٰى نَجْدٍ وَ بَرْدِ مِيَاهِهٖ　　وَ يَزْعُمُ اَنِّىْ لَسْتُ عَنْكُمْ بِغَافِلِ

اونچے مقامات اور سرد پانی کی جگہوں کی جانب بھاگ جاتا ہے اور دعویٰ یہ ہے کہ میں تم سے غافل نہیں ہوں۔

وَ يُخْبِرُنَا فِعْلَ الْمُنَاصِحِ اَنَّهٗ　　شَفِيْقٌ وَ يُخْفِىْ عَارِمَاتِ الدَّوَاخِلِ

اور خیر خواہوں کی طرح ہمیں بتاتا ہے کہ وہ مہربان ہے اور سخت فسادوں کو چھپائے رکھتا ہے۔

اَمُطْعِمُ لَمْ اَخْذُلْكَ فِىْ يَوْمِ نَجْدَةٍ　　وَلَا مُعْظِمٍ عِنْدَالْاُمُوْرِ الْجَلَا ئِلِ

اے مطعم! میں نے تجھے کبھی بے یارو مددگار نہیں چھوڑا نہ خطروں کے وقت اور نہ بڑے بڑے اہم معاملوں میں۔

وَلَا يَوْمِ خَصْمٍ اِذْ اَتَوْكَ اَلِدَّةٍ[1]　　اُوْلِىْ جَدَلٍ مِنَ الْخُصُوْمِ الْمَسَاجِلِ[2]

اور نہ جھگڑے کے وقت جبکہ جھگڑالو بڑی مقابلہ کرنے والے دشمن تیرے پاس آ گئے۔

اَمُطْعِمُ اِنَّ الْقَوْمَ سَامُوْكَ خُطَّةً　　اِنِّىْ مَتٰى اُوْكَلْ فَلَسْتُ بِوَكَائِلِ

اے مطعم لوگوں نے تیرے ساتھ سخت برتاؤ کیا لیکن میں جب ہمہ تن تیرا پیچھا کروں گا تو تو چھوٹ نہ سکے گا۔

جَزَى اللّٰهُ عَنَّا عَبْدَ شَمْسٍ وَنَوْفَلاً　　عُقُوْبَةَ شَرٍّ عَاجِلاً غَيْرَ آجِلِ

اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے بنی عبد شمس اور بنی نوفل کو ایسا بدلہ دے کہ اس سزا کی برائی فوری ہو آئندہ کے لئے باقی نہ چھوڑی جائے۔

بِمِيْزَانِ قِسْطٍ لَا يَخِسُّ شَعِيْرَةً　　لَهٗ شَاهِدٌ مِنْ نَفْسِهٖ غَيْرُ عَائِلِ

انصاف کی ترازو میں تول کر جو جو بھر کمی بھی نہیں کرتی جس کے متعلق خود اس کا ضمیر گواہی دے کہ وہ سزا ظالمانہ نہیں۔

لَقَدْ سَفُهَتْ اَحْلَامُ قَوْمٍ تَبَدَّلُوْا　　بَنِىْ خَلَفٍ قَيْضًا بِنَا وَالْغَيَاطِلِ

ان لوگوں کی عقلیں ماری گئیں جنھوں نے ہمارے بجائے بنی خلف اور بنی غیاطل کو اختیار کیا۔

وَ نَحْنُ الصَّمِيْمُ مِنْ ذُؤَابَةِ هَاشِمٍ　　وَآلِ قُصَيٍّ فِى الْخُطُوْبِ الْاَوَائِلِ

---

[1] (الف) میں اشدۃ ہے۔ [2] (الف) میں مساعل ہے جس کے معنی فصیح و بلیغ ہیں۔ (احمد محمودی)

ہم اہلم معاموں میں قدیم ہی سے بنی ہاشم اور بنی قصی میں کے اعلیٰ افراد اوران کی جان رہے ہیں۔

وَ سَهْمٌ وَ مُخْزُوْمٌ تَمَالَوْا وَ اَلَّبُوْا　　عَلَيْنَا الْعِدَا مِنْ كُلِّ طِمْلٍ وَخَامِلٍ

بنی سہم و بنی مخزوم نے ہم پر کمینوں اور احمقوں کو اکسا کر فتنہ وفساد کیا۔

فَعَبْدَ مَنَافٍ اَنْتُمْ خَيْرُ قَوْمِكُمْ　　فَلَا تُشْرِكُوْا فِىْ اَمْرِكُمْ كُلَّ وَاغِلٍ

اے بنی عبد مناف تم تو قوم میں کے بہترین افراد ہو اپنے معاملوں میں تم دوغلوں کو نہ شریک کرو۔

لِعَمْرِىْ لَقَدْ وَهَنْتُمْ وَعَجَزْتُمْ　　وَجِئْتُمْ بِاَمْرٍ مُخْطِئٍ لِلْمَفَاصِلِ

میری عمر کی قسم تم کمزور اور عاجز ہو گئے ہو اور تم نے ایسا رویہ اختیار کیا ہے جو جوڑ بند پر پڑنے والی ضرب نہیں (یعنی صحیح رویہ نہیں)۔

وَكُنْتُمْ حَدِيْثًا حَطْبَ قِدْرٍ وَاَنْتُمْ　　اَلْاٰنَ حِطَابُ اَقْدُرٍ وَ مَرَاجِلِ

ابھی کچھ دن پہلے تم ایک دیگ کا ایندھن تھے اور اب تو تم بہت سی دیگوں کا ایندھن بن گئے ہو۔

لِيَهْنِ بَنِىْ عَبْدِ مَنَافٍ عُقُوْقُنَا　　وَخِذْلَانُنَا وَتَرْكُنَا فِى الْمَعَاقِلِ

ہماری مخالفت ہماری امداد سے علیحدگی اور ہمیں ڈنڈ بھرنے کے لئے تنہا چھوڑ دینا بنی عبد مناف کو مبارک ہو۔

فَاِنْ نَكُ قَوْمًا نَبْتَئِرْ مَا صَنَعْتُمْ　　وَ تَحْتَلِبُوْهَا لِقْحَةً غَيْرَ بَاهِلِ

اگر ہم لوگوں کی حالت یہ ہے کہ تم جو کچھ کرتے ہو (اس کا بدلہ نہ لے کر ہم) دل میں رکھتے ہیں تو تم لوگ وقوفہ اونٹنی کے دودھ کی طرح دودھ لیتے جاتے ہو۔

وَسَائِطُ[۱] كَانَتْ فِىْ لُؤَىِّ بْنِ غَالِبٍ　　نَفَاهُمْ اِلَيْنَا كُلُّ صَقْرٍ حُلَاحِلِ.

جو تعلقات بنی لوی بن غالب میں تھے سمجھ والوں اور بامروت لوگوں نے ان کا انکار کردیا۔

وَ رَهْطُ نُفَيْلٍ شَرُّ مَنْ وَطِئَ الْحَصٰى　　وَاَلْاَمُ حَافٍ مِنْ مَعَدٍّ وَ نَاعِلِ

بنی نفیل کی جماعت روئے زمین پر چلنے والوں میں سب سے بدترین ہے اور بنی معد میں کے جوتے پہننے والوں اور ننگے پیر پھرنے والوں میں سب سے زیادہ کمینے ہیں۔

فَاَبْلِغْ[۲] قُصَيًّا اَنْ سَيُنْشَرُ اَمْرُنَا　　وَ بَشِّرْ قُصَيًّا بَعْدَنَا بِالتَّخَاذُلِ

بنی قصی کو یہ پیام پہنچا دو اور انہیں خوشخبری سنا دو کہ عنقریب ہمارے یہ تعلقات مشتہر ہوں گے اور

---

[۱] یہ دونوں شعر (الف) میں نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)۔

[۲] (الف) میں بلغ ہے۔ (احمد محمودی)

پھر ہماری جانب سے کوئی مدد نہیں دی جائے گی۔

وَلَوْ طَرَقَتْ لَيْلاً قُصَيًّا عَظِيمَةٌ   إِذَا مَالَجَانَا دُوْنَهُمْ فِي الْمَدَاخِلِ

اگر راتوں رات بنی قصی پر کوئی بڑی آفت آ گئی تو ان کے بچاؤ کے لئے دخل دینے پر ہم مجبور نہ ہوں گے۔

وَلَوْ صَدَقُوْا ضَرْبًا خِلَالَ بُيُوْتِهِمْ   لَكُنَّا أُسًى عَبْدَالنِّسَاءِ الْمَطَافِلِ

اور اگر لوگوں نے سخت حملہ کیا اور ان کے گھر میں گھس گئے تو ہم بچوں والی عورتوں کے پاس رہنے میں ایک دوسرے کے لئے نمونہ ہوں گے۔

فَكُلِّ صَدِيْقٍ وَابْنُ أُخْتٍ نَعُدُّهُ   لَعَمْرِيْ وَجَدْنَا غِبَّهُ غَيْرَ طَائِلِ

اپنی عمر کی قسم وہ شخص جس کو ہم بھانجا یا دوست سمجھتے ہیں اس کے ایک روز غائب ہو کر دوسرے روز آنے کو ہم نے بے فائدہ پایا۔

سِوَى أَنَّ رَهْطًا مِنْ كِلَابِ بْنِ مُرَّةٍ   بَرَاءٌ إِلَيْنَا مِنْ مَعَقَّةِ خَاذِلِ

سوائے بنی کلاب بن مرۃ کی ایک جماعت کے وہ تو ہمارے پاس دوستی ترک کرنے کے الزام سے بری ہیں۔

وَهُنَّا لَهُمْ حَتّٰى تَبَدَّدَ جَمْعُهُمْ[1]   وَ يَحْسُرُ عَنَّا كُلُّ بَاغٍ وَجَاهِلِ

ہم نے انہیں ایسا کمزور کیا کہ ان کی جماعت منتشر ہو گئی۔ ہر طرح کا باغی اور جاہل ہمارے مقابلے سے کمزور ہو کر ہٹ جاتا ہے۔

وَكَانَ لَنَا حَوْضُ السِّقَايَةِ فِيهِمْ   وَ نَحْنُ الْكُدٰى مِنْ غَالِبٍ وَالْكَوَاهِلِ

پانی پلانے کا ہمارا ایک حوض انہیں کی بستیوں میں تھا ہم تو بنی غالب میں بڑے پتھر کی چٹان (یعنی عزت والے) اور مرجع خاندان ہیں۔

شَبَابٌ مِنَ الْمُطَيَّبِيْنَ وَ هَاشِمٍ   كَبِيْضِ السُّيُوْفِ بَيْنَ أَيْدِي الصَّيَاقِلِ

ہم میں کے وہ نوجوان جنہوں نے عطر میں ہاتھ ڈال کر معاہدہ کیا اور بنی ہاشم میں کے جوان ایسے ہیں گویا صیقل گروں کے ہاتھ میں چمکتی تلواریں۔

فَمَا أَدْرَكُوْا ذَحْلًا وَلَا سَفَكُوْا دَمًا   وَلَا خَالَفُوْا إِلَّا شِرَارَ الْقَبَائِلِ

نہ انہوں نے انتقام لیا نہ خون بہایا نہ انہوں نے قبیلے کے بدترین افراد کے سوا کسی سے مخالفت کی۔

---

[1] یہاں سے سات شعر (الف) میں نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)

بِضَرْبٍ تَرَی الْفِتْیَانَ فِیْهِ کَاَنَّهُمْ صَوَارِیْ اُسُوْدٍ فَوْقَ لَحْمٍ خَرَادِلِ

ایک ایسی ضرب سے جس میں جوان مردوں کو تو اس حال میں دیکھے گا گویا گوشت کے ٹکڑوں پر شیر درندہ ہیں۔

بَنِیْ اَمَةٍ مَحْبُوْبَةٍ هِنْدِکِیَّةٍ بَنِیْ جُمَحٍ عُبَیْدِ قَیْسِ بْنِ عَاقِلِ

اے ہندی محبوبہ چھوکری کے بچو! اے بنی جمح عبید قیس بن عاقل۔

وَلٰکِنَّنَا نَسْلٌ کِرَامٌ لِسَادَةٍ بِهِمْ نُعِیَ الْاَقْوَامُ عِنْدَ الْبَوَاطِلِ

لیکن ہم تو شریف سرداروں کی اولاد میں سے ہیں جن کے ذریعے غلط کاری کے وقت لوگوں کو موت کا پیام دیا جاتا ہے۔

وَنِعْمَ ابْنُ اُخْتِ الْقَوْمِ غَیْرَ مُکَذَّبٍ زُهَیْرٌ حُسَامًا مُفْرَدًا مِنْ حَمَائِلِ

زہیر قوم کا بہترین بھانجا ہے' سچا ہے جھٹلایا ہوا نہیں ہے۔ گویا وہ حمائل سے الگ کی ہوئی تلوار ہے۔

اَشَمُّ مِنَ الشُّمِّ الْبَهَالِیْلِ یَنْتَمِی اِلٰی حَسَبٍ فِیْ حَوْمَةِ الْمَجْدِ فَاضِلِ

سربلند سرداروں میں کا ایک سربلند ہے۔ وہ ایسی شرافت کی جانب نسبت رکھتا ہے جو عزت کی بڑائی میں بڑھا ہوا ہے۔

لَعَمْرِیْ لَقَدْ کَلِفْتُ وَجْدًا بِاَحْمَدٍ وَاِخْوَاتِهٖ دَاْبَ الْمُحِبِّ الْمُوَاصِلِ

اپنی عمر کی قسم جس طرح دائمی محبت کرنے والوں کی حالت ہوتی ہے میں بھی احمد (ﷺ) اوران کے بھائیوں[1] کے عشق میں مبتلا کیا گیا ہوں۔

فَلَا[2] زَالَ فِی الدُّنْیَا جَمَالًا لِاَهْلِهَا وَ زَیْنًا لِمَنْ وَالَاهُ رَبُّ الْمَشَاکِلِ

ایک دوسرے سے مشابہ شکلیں بنانے والا پروردگار احمد (ﷺ) اور ان کے بھائیوں سے تعلقات رکھنے والوں کے لئے جمال دنیوی ہمیشہ رکھے۔ اور جن لوگوں کی اس نے سرپرستی کی ہے ان کی زینت کو دوام عطا فرمائے۔

فَمَنْ مِثْلُهٗ فِی النَّاسِ اَیُّ مُؤَمَّلٍ اِذَا قَاسَهُ الْحُکَّامُ عِنْدَ التَّفَاضُلِ

احمد (ﷺ) کا سا لوگوں میں ہے کون فیصلہ کرنے والوں نے جب فضائل کا مقابلہ کرنے کے

---

[1] آپ کے بھائیوں سے مراد آپ کے چچا زاد بھائی ہوں گے۔ مثلاً حضرت علی وغیرہ۔ (احمد محمودی)۔

[2] یہ شعر بھی (الف) میں نہیں ہے۔

لئے اس (کے مرتبے) کا اندازہ کیا تو اس کے لئے ان لوگوں میں جن سے امیدیں وابستہ کی جاتی ہیں۔ عجیب قسم کی برتری پائی۔

حَلِيْمٌ رَشِيْدٌ عَادِلٌ غَيْرُ طَائِشٍ يُوَالِيْ اِلٰهًا لَيْسَ عَنْهُ بِغَافِلِ

وہ بردبار سیدھی راہ پر چلنے والا منصف ہے جلد باز نہیں ایسے معبود سے تعلقات رکھنے والا ہے جو اس سے غافل نہیں۔

فَوَاللّٰهِ لَوْلَا اَنْ اَجِيَ بِسُبَّةٍ تَجُرُّ عَلٰى اَشْيَاخِنَا فِي الْمَحَافِلِ

واللہ اگر میری وجہ سے ہمارے بزرگوں پر مجمعوں میں (یعنی میرے اسلام اختیار کرنے کی وجہ سے) گالیاں پڑنے کا خوف نہیں ہوتا (یعنی گمراہی کا الزام)۔

لَكُنَّا اتَّبَعْنَاهُ عَلٰى كُلِّ حَالَةٍ مِنَ الدَّهْرِ جِدًّا غَيْرَ قَوْلِ التَّهَازُلِ

تو ہم اس کی پیروی ضرور کرتے۔ خواہ زمانے کی کچھ ہی حالت کیوں نہ ہو اور یہ بات میں نے حقیقت کے لحاظ سے کہی ہے دل لگی یا مذاق کے طور پر نہیں کہی ہے۔

لَقَدْ عَلِمُوْ اَنَّ ابْنَنَا لَا مُكَذَّبٌ لَدَيْنَا وَلَا يُعْنٰى[1] بِقَوْلِ الْاَبَاطِلِ

سب لوگ اس بات کو جانتے ہیں کہ ہمارے لڑکے پر جھوٹ کا الزام لگانے والا ہم میں کوئی نہیں اور جھوٹے الزامات لگانے والوں کی باتوں پر تو کوئی توجہ نہیں کی جا سکتی۔

فَاَصْبَحَ فِيْنَا اَحْمَدٌ فِيْ اَرُوْمَةٍ تُقَصِّرُ عَنْهُ سُوْرَةُ[2] الْمُتَطَاوِلِ

ہم میں احمد نے (ﷺ) ایسی جڑوں سے ظہور کیا ہے (یعنی ایسے ماں باپ سے پیدا ہوا ہے) کہ دست درازی کرنے والوں کی سختیاں اس کو ضرر پہنچانے سے قاصر ہیں یا اس کا رتبہ اور منزلت حاصل کرنے سے قاصر ہیں۔

حَدِبْتُ بِنَفْسِيْ دُوْنَهٗ وَحَمَيْتُهٗ وَدَافَعْتُ عَنْهُ بِالذُّرَا وَالْكَلَاكِلِ

اس کی مدافعت کی خاطر میں نے اپنی جان خطرے میں ڈال دی اپنی پیٹھ کی انتہائی بلندی اور سینے کے بڑے حصے سے اس کی حفاظت کی (یعنی اپنے تمام اعضا و جوارح سے)۔

فَاَيَّدَهٗ[3] رَبُّ الْعِبَادِ بِنَصْرِهٖ وَاَظْهَرَ دِيْنًا حَقُّهٗ غَيْرُ بَاطِلِ

---

[1] (الف) میں لا یغنی ہے اس کے معنی یہ ہوں گے کہ جھوٹے الزامات لگانے والوں کی باتوں سے تو کوئی فائدہ حاصل نہیں کیا جا سکتا۔

[2] یہاں دو شکلیں ہیں فتح سین وضم سین بصورت اول بمعنی شدت اور بصورت ثانی بمعنی منزلت۔ (احمد محمودی)

[3] یہ اور اس کے بعد کے دونوں شعر بھی (الف) میں نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)

پس بندوں کی پالنے والی ذات نے اس کی امداد کی اور اپنے سچے دین کو جو جھوٹا نہیں غلبہ دیا۔

رِجَالٌ كِرَامٌ غَيْرُ مِيلٍ نَمَا هُمْ　　اِلَى الْخَيْرِ آبَاءٌ كِرَامُ الْمَحَاصِلِ

یہ لوگ شریف ہیں بزدل نہیں ہیں ان کے آباواجداد نے جن کے مقاصد اعلیٰ تھے انہیں نیکی کی طرف متوجہ رہنے کی تربیت دی۔

فَاِنْ تَكُ كَعْبٌ مِنْ لُؤَيٍّ صَقِيبَةً　　فَلَا بُدَّ يَوْمًا مَرَّةً مِنْ تَزَايُلِ

اگر بنی کعب کو بنی لوی سے قریب کا رشتہ ہے تو اس رشتے کا ٹوٹنا بھی ممکن ہے اور کسی نہ کسی دن اور کبھی نہ کبھی ان کے جتھے کا منتشر ہونا بھی ضروری ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ وہ اشعار ہیں جو اس قصیدے میں سے میرے پاس صحیح ثابت ہوئے لیکن اکثر اہل علم ان میں سے بہت سے اشعار سے انکار کرتے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا مجھ سے ایسے شخص نے بیان کیا جس پر میں بھروسہ رکھتا ہوں کہ مدینہ والوں پر قحط کی بلا نازل ہوئی تو وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے اس کی شکایت کی تو رسول اللہ ﷺ نے منبر پر جا کر بارش کے لئے دعا فرمائی پھر تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ اتنی بارش ہوئی کہ آس پاس کے لوگ ڈوبنے کے ڈر کی شکایت لے کر پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا.

''یا اللہ ہمارے اطراف پانی برسا ہم پر نہ برسا''۔

پھر تو مدینہ پر سے ابر چھٹ گیا اور اس کے اطراف دائرے[1] کی شکل میں ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَوْ اَدْرَكَ اَبُوْطَالِبٍ هٰذَا الْيَوْمَ لَسَرَّهٗ.

''اگر آج ابوطالب ہوتے تو انہیں اس سے خوشی ہوتی''۔

تو آپ سے بعض صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ گویا آپ ان کے اس شعر کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں۔

وَاَبْيَضَ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ　　ثِمَالَ الْيَتَامٰى عِصْمَةً لِلْاَرَامِلِ

آپ نے فرمایا۔ اجل۔ ہاں

ابن ہشام نے کہا دشبرقہ جس شعر میں ہے وہ ابن اسحٰق کے سوا دوسروں سے مروی ہے۔

---

[1] یہاں لفظ الکلیل ہے اور اکلیل کے معنی سر پٹی یا اس گوشت کے ہیں جو ناخن کو اطراف سے گھیرے ہوئے ہوتا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا الغیاطل بنی سہم بن عمرو بن ھصیص میں کے لوگ ہیں اور ابوسفیان کا باپ حرب بن امیہ ہے۔اور مطعم کا باپ عدی بن نوفل بن عبد مناف اور زہیر کا باپ ابی امیہ بن المغیرۃ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم۔ اور مطعم کی ماں عاتکہ بنت عبدالمطلب۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اسید اور اس کا جوان لڑکا جس کا شعر میں ذکر ہے اس سے مراد عتاب بن اسید بن ابی العیص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی ہے اور عثمان کا باپ عبیداللہ تھا جو طلحہ بن عبیداللہ التیمی کا بھائی تھا اور قنفذ کا باپ عمر بن جدعان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرۃ اور ابوالولید عتبہ ربیعہ کا بیٹا تھا اور ابی الاخنس بن شریف الثقفی وہ ہے جو بنی زہرہ بن کلاب[1] کا حلیف تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابی کا نام اخنس اس لئے ہو گیا کہ وہ جنگ بدر کے روز لوگوں کو لے کر پیچھے ہٹ گیا تھا۔ (خنس کے معنی پیچھے ہٹنا ہیں) اور یہ بنی علاج میں سے تھا اور علاج کے باپ کا نام ابوسلمہ بن عوف بن عقبہ تھا۔اور الاسود کے باپ کا نام عبد یغوث بن وہب بن عبد مناف ابن زہرہ بن کلاب تھا اور سبیع خالد کا بیٹا اور بلحارث بن فہر والوں میں کا تھا اور نوفل کے باپ کا نام خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی۔اور اس کی ماں کا نام عدویہ تھا۔اور یہ قریش کے شیاطین میں سے تھا۔اسی نے ابوبکر الصدیق اور طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہما کو ایک رسی میں باندھ دیا تھا جبکہ ان دونوں نے اسلام اختیار کیا تھا۔اور اسی لئے ان دونوں کو قرینین کا لقب ملا تھا۔اور اس نوفل کو علی بن ابی طالب رضوان اللہ علیہ نے جنگ بدر کے روز قتل کیا اور ابوعمرو قرظہ کے باپ کا نام عبد عمرو بن نوفل بن عبد مناف تھا۔''اور قوم علینا اظنہ''۔ ہمارے خلاف تہمت زدہ لوگوں'' سے مراد بنو بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ ہیں یہ تمام ان لوگوں کے نام ہیں جن کا ذکر ابوطالب نے اپنے اشعار میں کیا ہے۔

پھر جب رسول اللہ ﷺ کی نبوت کے دعوے کی شہرت تمام عرب میں پھیل گئی اور تمام شہروں میں پہنچ گئی تو مدینہ میں بھی آپ کے چرچے ہونے لگے اور قبیلہ اوس وخزرج سے بڑھ کر کوئی قبیلہ رسول اللہ ﷺ کی نبوت کے متعلق زیادہ جاننے والا نہ تھا۔نہ اس شہرت کے وقت اور نہ اس سے پہلے۔اس لئے کہ وہ یہود کے عالموں سے' جو ان کے حلیف تھے' اور انہیں کے ساتھ انہیں کی بستیوں میں رہنے والے تھے' آپ کے حالات سنا کرتے تھے۔جب آپ کی شہرت مدینہ میں ہوئی اور قریش کی آپ سے مخالفت کا ذکر بھی ان سے بیان کیا گیا تو ابوقیس بن الاسلت بنی واقف کے قبیلے والے نے ذیل کا (قصیدہ) کہا۔

---

[1] (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

ابن ہشام نے کہا کہ ابن اسحٰق نے یہاں تو ابوقیس کو بنی واقف کے نسب میں بتایا ہے اور حدیث فیل میں ۔اس کا نسب خطمہ سے بتایا ہے اس کا سبب یہ ہے کہ عرب بعض وقت دادا کے بھائی سے نسب بتا دیتے ہیں جبکہ دادا کا بھائی دادا سے زیادہ مشہور ہو۔

ابن ہشام نے کہا کہ مجھ سے عبیدہ نے بیان کیا کہ حکم بن عمرو الغفاری نعیلہ کی اولاد میں سے ہے۔ جو غفار میں کا شخص تھا اور اس غفار سے مراد غفار ملیل ہے اور نعیلہ کا باپ ملیل بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ تھا۔ اسی لئے انہوں نے عتبہ کو غزوان السلمی کا بیٹا بتایا ہے حالانکہ وہ مازن ابن منصور کی اولاد میں تھا اور سلیم بھی منصور کا بیٹا تھا۔

ابن ہشام نے کہا پس ابوقیس بن الاسلت بنی وائل میں سے ہے اور وائل اور واقف اور خطمہ ایک دوسرے کے بھائی ہیں اور قبیلہ اوس میں کے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ابوقیس بن الاسلت[1] نے یہ (قصیدہ) کہا ہے حلانکہ وہ قریش سے محبت رکھتا تھا اور ان لوگوں کا داماد بھی تھا اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی کی بیٹی ارنب اس کی بیوی تھی اور وہ اپنی زوجہ کو لے کر ان کے پاس برسوں رہتا تھا۔ وہ اس قصیدے میں حرم کعبہ کی عظمت جتاتا ہے۔اور قریش کو اس میں جنگ کرنے سے روکتا ہے۔اور انہیں ایک دوسرے سے ہاتھ روکنے کا حکم دیتا ہے۔انہیں ان کی فضیلتوں اور عقلمندیوں کی یاد دلاتا ہے۔اور رسول اللہ ﷺ سے باز رہنے کا حکم دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے جو آفتیں ان پر آئیں اور جو آزمائشیں ان کی ہوئی ہاتھی والوں کو جو اس نے ان سے دور کیا اور اس کی تدبیر (جو اس نے ان کے خلاف کی) تمام باتوں کی وہ انہیں یاد دلاتا ہے۔وہ کہتا ہے۔

يَا رَاكِبًا اِمَّا عَرَضْتَ[2] فَبَلِّغًا　　مُغَلْغَلَةً عَنِّيْ لُؤَيَّ بْنِ غَالِبِ

اے سوار اگر حرم کی جانب تیرا جانا ہو تو بنی لوی ابن غالب کو میرا (یہ) پیام پہنچا دینا۔

رَسُوْلَ امْرِئٍ قَدْرَاعَهٗ ذَاتُ بَيْنِكُمْ　　عَلَى النَّاْئِ مَحْزُوْنٍ بِذٰلِكَ نَاصِبِ

اس شخص کا پیام جس کو تمہارے آپ کے تعلقات نے خوفزدہ کر دیا ہے جو ہجر میں غم زدہ ہے اس کی وجہ سے تکلیف اٹھا رہا ہے۔

وَقَدْ كَانَ عِنْدِيْ لِلْهُمُوْمِ مُعَرَّسٌ　　فَلَمْ اَقْضِ مِنْهَا حَاجَتِيْ وَمَآرِبِيْ

میں فکروں میں گھرا رہا۔لیکن نہ ان سے میری کوئی حاجت براری ہوئی نہ مقصد حاصل ہوا۔

---

1. (الف) میں نہیں ہے۔
2. (الف) میں اس مقام پر عرضت بتائے مشدد لکھا ہے جو غلط ہے۔(احمد محمودی)

نُبِّئْتُكُمْ شَرْجَيْنِ كُلٌّ قَبِيْلَةٍ لَهَا أَزْمَلٌ مِنْ بَيْنِ مُذْكٍ وَحَاطِبِ

مجھے خبر ملی ہے کہ تم لوگ دو جماعتیں ہو گئے ہو۔ اور ہر جماعت میں ایک شور ہے کہ کوئی ایندھن جمع کر رہا ہے اور کوئی آگ بھڑکا رہا ہے۔

أُعِيْذُكُمْ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ صُنْعِكُمْ وَ شَرِّ بَاغِيْكُمْ وَدَسِّ الْعَقَارِبِ

تمہارے اعمال کی برائی تمہاری آپس کی بغاوت اور بچھوں کی سی چھپی عداوت سے تمہیں اللہ تعالیٰ کی پناہ میں دیتا ہوں۔

وَ إِظْهَارِ أَخْلَاقٍ وَنَجْوٰى سَقِيْمَةٍ كَوَخْزِ الْأَشَافِيْ وَقْعُهَا حَقٌّ صَائِبِ

اخلاق کے ظاہر کرنے اور ایسے جھگڑوں کی کانا پھوسی کرنے سے جن کی چبھن آریوں کی طرح سیدھی پڑتی ہے۔

فَذَكِّرْ هُمْ بِاللّٰهِ أَوَّلَ وَهْلَةٍ وَ إِحْلَالِ أَحْرَامِ الظِّبَاءِ الشَّوَازِبِ

(اے سوار) پہلے انہیں اللہ کا نام لے کر نصیحت کر اور انہیں حرم کی سرحد میں رہنے والی پتلی کمر والی ہرنوں کے شکار حلال سمجھنے سے ڈرا۔

وَ قُلْ لَهُمْ وَاللّٰهُ يَحْكُمُ حُكْمَهُ ذَرُوا الْحَرْبَ تَذْهَبْ عَنْكُمْ فِي الْمَرَاحِبِ

اور ان سے کہہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے احکام دیتا ہے تم اپنی جنگ وسیع میدانوں کے لئے اٹھا رکھو (یعنی حرم کے حدود کے باہر جنگ کیا کرو حرم میں جنگ نہ ہونے دو۔

مَتٰى تَبْعَثُوْهَا تَبْعَثُوْهَا ذَمِيْمَةً هِيَ الْغُوْلُ لِلْأَقْصَيْنَ أَوْلِلْأَقَارِبِ

جب کبھی بھی تم جنگ کرو گے وہ بری ہی ہوگی اپنوں سے ہو یا بیگانوں سے جنگ تو ایک چڑیل ہے۔

تُقَطِّعُ أَرْحَامًا وَتُهْلِكُ أُمَّةً وَ تَبْرِي السَّيْفَ مِنْ سَنَامٍ وَغَارِبِ

وہ تو رشتوں کو قطع کر دیتی اور قوموں کو ہلاک کر دیتی ہے اور پیٹھ کے اوپر کے حصے اور کوہان کے گوشت کو کاٹ دیتی ہے۔

وَ تَسْتَبْدِلُوْا بِالْأَتْحَمِيَّةِ بَعْدَهَا شَلِيْلاً وَ أَصْدَاءً ثِيَابَ الْمُحَارِبِ

جنگ چھڑ جانے کے بعد بجائے اعلیٰ درجے کے یمنی کپڑوں کے پہننے کے تمہیں زنگ لگی زرہیں اور زرہوں کے نیچے پہننے کے قابل جنگی کپڑے پہننا ہوں گے۔

(الف) میں وجز جیم سے لکھا ہے جس کے کوئی معنی یہاں کے مناسب نہیں۔ (احمد محمودی)

وَ بِالْمِسْكِ وَالْكَافُوْرِ غُبْرًا سَوَابِغًا كَانَ قَتِيْرِيْهَا عُيُوْنُ الْجَنَادِبِ

اور مشک و کافور کے بجائے سر سے پاؤں تک گرد و غبار کی لمبی لمبی زر ہیں پہننا ہوں گی جن کے لئے نڈیوں کی آنکھوں کے سے ہوں گے۔

فَإِيَّاكُمْ وَالْحَرْبَ لَا تَعْلَقَنَّكُمْ وَحَوْضًا وَخِيْمَ الْمَاءِ مُرَّ الْمَشَارِبِ

پس جنگ سے خود کو بچاؤ کہ کہیں وہ تمہیں چمٹ نہ جائے۔ جنگ ایک ایسا حوض ہے جس کا پانی پینے میں کڑوا اور خاصیت میں بدہضمی پیدا کرنے والا ہے۔

تَزَيَّنُ لِلْاَقْوَامِ ثُمَّ يَرَوْنَهَا بِعَاقِبَةٍ اِذْ بَيَّنَتْ اُمَّ صَاحِبِ

جنگ لوگوں کے سامنے بن ٹھن کر آتی ہے۔ (تو وہ اس پر لٹو ہو جاتے ہیں) پھر جب وہ بے پردہ ہو جاتی ہے اور اس پر انجام کار کے لحاظ سے نظر ڈالتے ہیں تو کسی دوست کی ماں کی طرح بڑھیا دکھائی دیتی ہے۔

تُحَرِّقُ لَا تُشْوِیْ ضَعِيْفًا وَ تَنْتَحِیْ ذَوِ الْعِزِّ مِنْكُمْ بِالْحُتُوْفِ الصَّوَائِبِ

جلاتی ہے اور کمزور کو جلانے میں تو غلطی ہی نہیں کرتی اور عزت و جاہ والوں کی جانب تو نشانہ موت بن کر پہنچتی ہے۔

اَلَمْ تَعْلَمُوْا مَا كَانَ فِیْ حَرْبِ دَاحِسٍ فَتَعْتَبِرُوْا اَوْكَانَ فِیْ حَرْبِ حَاطِبِ

جنگ داحس اور جنگ حاطب میں کیا کیا ہوا کیا تمہیں اس کا علم نہیں کہ تم اس سے سبق لو۔

وَكَمْ قَدْ اَصَابَتْ مِنْ شَرِيْفٍ مُسَوَّدٍ طَوِيْلِ الْعِمَادِ ضَيْفُهٗ غَيْرُ خَائِبِ

اونچی اونچی ڈیوڑھیوں والے نوجوانوں پر جن کا مہمان کبھی محروم نہ جاتا تھا جنگ نے آفت ڈھائی۔

عَظِيْمِ رَمَادِ النَّارِ يُحْمَدُ اَمْرُهٗ وَذِیْ شِيْمَةٍ مَحْضٍ كَرِيْمِ الْمَضَارِبِ

جس کی آگ کی راکھ ڈھیروں ہوتی (یعنی روزانہ اس کے پاس ڈھیروں کھانا پکتا اور کھلایا جاتا تھا) جس کے کاموں کی (ہر جگہ) تعریف ہوتی تھی جو بڑے خلق والا تلوار کا دھنی تھا۔

وَمَاءٍ هُرِيْقَ[1] فِی الضَّلَالِ كَاَنَّمَا اَذَاعَتْ بِهٖ رِيْحُ الصَّبَا وَالْجَنَائِبِ

اور جس کے پاس (پکوان میں) ایسا زیادہ پانی بہایا جاتا تھا گویا مشرقی اور جنوبی ہواؤں نے

---

[1] (الف) میں اھریق ہمزہ زائدہ ہے جس سے وزن شعر باقی نہیں رہتا (احمد محمودی)

او نڈیل دیا ہے۔

یُخَبِّرُکُمْ عَنْهَا امْرُؤٌ حَقُّ عَالِمٍ　　بِاَیَّامِهَا وَالْعِلْمُ عِلْمُ التَّجَارِبِ

ان جنگوں کی حالت کے متعلق تمہیں وہ شخص خبر دے رہا ہے جو ان کے متعلق پورے طور پر علم رکھتا ہے حقیقت تو یہ ہے کہ تجربوں ہی کا نام علم ہے۔

فَبِیْعُو الْحِرَابَ مِلْمُحَارِبِ وَاذْکُرُوْا　　حِسَابَکُمْ وَاللّٰهُ خَیْرُ مُحَاسِبِ

اس لئے جنگی آلات کو عبادت گاہوں کے بدلے میں بیچ ڈالو (یعنی جنگی آلات کو چھوڑ کر عبادت گاہوں کو اختیار کرو) اور اپنے حساب کتاب کو یاد کرو کہ اللہ تعالیٰ بڑا حساب لینے والا ہے۔

وَلِیُّ امْرِئٍ فَاخْتَارَ دِیْنًا فَلَا یَکُنْ　　عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا غَیْرَ رَبِّ الثَّوَاقِبِ

اللہ تعالیٰ اس شخص کا سرپرست ہے جس نے دین داری اختیار کی پس تم اپنا نگرانکار ستاروں کے پروردگار کے سوا کسی (ستارے) کو نہ بناؤ۔

اَقِیْمُوْا لَنَا دِیْنًا حَنِیْفًا فَاَنْتُمْ　　لَنَا غَایَةٌ قَدْ یُهْتَدٰی بِالذَّوَائِبِ

ہمارے لئے دین ابراہیمی کو قائم کرو کیونکہ تم ہمارے نصب العین ہو اور بعض وقت چوٹیوں (کے بالوں) سے بھی راستہ مل جاتا ہے۔ (شاید اس سے مراد پیرو ہوں)

وَ اَنْتُمْ لِهٰذَا لنَّاسِ نُوْرٌ وَعِصْمَةٌ　　تُؤَمُّوْنَ وَالْاَحْلَامُ غَیْرُ عَوَازِبِ

اور تم لوگ ان لوگوں کے لئے شمع (ہدایت) اور آفات سے بچاؤ کا سامان ہو۔ تمہاری پیروی کی جاتی ہے۔ مجرد رہنا الگ چیز ہے اور عقل مند ہونا علیحدہ چیز ہے۔ (یعنی مجرد لوگ یا کم عمر بھی عقل مند ہو سکتے ہیں)۔

وَاَنْتُمْ اِذَا مَا حُصِّلَ النَّاسُ جَوْهَرٌ　　لَکُمْ سُرَّةُ الْبُطْحَاءِ شُمُّ الْاَرَانِبِ

جب لوگوں کے حالات دیکھے جائیں تو تم جوہر نکلو گے تم بطحاء میں سب سے اعلیٰ ہو اونچی ناکوں والے ہو۔ (یعنی عزت دار ہو)۔

تَصُوْنُوْنَ اَجْسَادًا کِرَامًا عَتِیْقَةً　　مُهَذَّبَةَ الْاَنْسَابِ غَیْرَ اَشَائِبِ

تم آزاد اور شریف اجسام کی حفاظت کرتے ہو جن کے نسب چھٹے ہوئے ہیں۔ ان میں کوئی دوسرا مخلوط نہیں۔

یَرَی[1] طَالِبُ الْحَاجَاتِ نَحْوَ بُیُوْتِکُمْ　　عَصَائِبَ هَلْکٰی تَهْتَدِیْ بِعَصَائِبِ

[1] (الف) میں تری تائے فوقانیہ مفتوحہ سے لکھا ہے۔ (احمد محمودی)

ہر ایک حاجت مند تباہ کار گروہ تمہارے گھروں کی جانب ٹکٹکی باندھے ایک دوسرے کے پیچھے چلا آرہا ہے۔

لَقَدْ عَلِمَ الْاَقْوَامُ اَنَّ سَرَاتَكُمْ عَلٰى كُلِّ حَالٍ خَيْرُ اَهْلِ الْجَبَاجِبِ

لوگ اس بات کو جانتے ہیں۔ کہ تم میں کے سردار بہر حال تمام گھرانوں میں بہترین گھرانے والے ہیں۔

وَ اَفْضَلُهُ رَاْيًا وَاَعْلَاهُ سُنَّةً وَ اَقْوَلُهُ لِلْحَقِّ وَسْطَ الْمَوَاكِبِ

عقل ورائے کے لحاظ سے بھی سب میں بہترین اور طریقے کے لحاظ سے بھی سب سے بڑھ کر اور جماعتوں کے درمیان سب سے زیادہ سچی بات کہنے والے۔

فَقُوْمُوْا فَصَلُّوْا رَبَّكُمْ وَتَمَسَّحُوْا بِاَرْكَانِ هٰذَا الْبَيْتِ بَيْنَ الْاَخَاشِبِ

پس اٹھو اپنے پروردگار کی نماز پڑھو۔ اور اس بیت اللہ کے ارکان کو چھوؤ جو اخشب نامی پہاڑوں کے درمیان ہے۔

فَعِنْدَكُمْ مِنْهُ بَلَاءٌ وَ مَصْدَقٌ غَدَاةَ اَبِىْ يَكْسُوْمَ هَادِى الْكَتَائِبِ

اس بیت اللہ کے متعلق آزمودہ اور مسلمہ واقعات تمہارے حافظوں میں موجود ہیں اس روز کے واقعات جس روز ابو یکسوم یعنی ابرہہ لشکروں کی قیادت کررہا تھا۔

كَتِيْبَتُهُ بِالسَّهْلِ تَمْشِىْ وَ رَجْلُهُ عَلَى الْقَاذِفَاتِ فِىْ رُءُوْسِ الْمَنَاقِبِ

جس روز اس کا ایک دستہ ہموار زمین پر چلا آرہا تھا اور اس کی پیادہ فوج پہاڑوں کی چوٹیوں پر راستوں کے دہانوں پر (ڈٹی ہوئی تھی)۔

فَلَمَّا اَتَاكُمْ نَصْرُ ذِى الْعَرْشِ رَدَّهُمْ جُنُوْدُ الْمَلِيْكِ بَيْنَ سَافٍ وَحَاصِبِ

پھر جب تمہارے پاس عرش والے کی مدد آ پہنچی تو اس بادشاہ کی فوج نے جو دھول اڑانے والی اور پتھر برسانے والی تھی انہیں لوٹا دیا۔

فَوَلَّوْا سِرَاعًا هَارِبِيْنَ وَلَمْ يَؤُبْ اِلٰى اَهْلِهِ مِلْحَبْشِ[1] غَيْرُ عَصَائِبِ

پس وہ تیزی سے پیٹھ پھیر کر بھاگے اور حبشیوں میں سے کوئی شخص ایسے گھر والوں کی جانب تتر بتر ہوئے واپس نہیں ہوا۔

---

1 (الف) میں ملجیش ہے جس کے معنی لشکر میں سے ہوں گے۔ (احمد محمودی)۔

فَإِنْ تَهْلِكُوْا نَهْلِكْ وَ تَهْلِكْ مَوَاسِمٌ يُعَاشُ بِهَا قَوْلُ امْرِئٍ غَيْرِ كَاذِبِ

پھر اگر تم برباد ہو جاؤ گے تو ہم بھی برباد ہو جائیں گے اور حج کے زمانوں پر بھی بربادی آئے گی۔ جن کے ذریعے سچے آدمی کی بات پرورش پاتی ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابوزید انصاری وغیرہ نے مجھے اس کے وہ اشعار سنائے جن میں ''ماء هريق[1]'' نبيعوا الجواب ''ولی امریء فاختار ''اور''علی القاذفات فی رؤس المناقب'' کے الفاظ ہیں۔

ابن ہشام نے کہا اس کا قول''الم تعلموا ما کان فی حرب داحس'' کے متعلق ابوعبیدۃ النحوی نے مجھ سے بیان کیا کہ قیس بن زہیر حذیمہ ابن رواۃ بن ربیعہ بن الحرث بن مازن بن قطیعۃ بن عبس بغیض بن ریث ابن غطفان کا ایک گھوڑا ''داحس'' نامی تھا جس کو اس نے الغبراء نامی ایک گھوڑے کے ساتھ دوڑایا جو حذیفۃ بن بدر بن عمرو بن زید[2] بن جویۃ بن لوذان بن ثعلبۃ بن عدی بن فزارۃ بن ذبیان بن بغیض بن ریث بن غطفان کا تھا۔ حذیفہ نے چند لوگوں کو گھات میں بٹھا دیا تھا اور انہیں حکم دے رکھا تھا کہ اگر وہ داحس کو دوڑ میں آگے دیکھیں تو اس کے منہ پر ماریں۔ چنانچہ داحس دوڑ میں آگے نکل آیا تو ان لوگوں نے اس کے منہ پر مارا اور الغبراء نامی گھوڑا اول آ گیا۔ پھر جب داحس کا سوار آیا تو اس نے اس واقعے کی خبر قیس کو دی تو قیس کے بھائی مالک بن زہیر نے الغبراء پر حملہ کیا اور اس کے منہ پر مارا تو حمل بن بدر اٹھا اور مالک کے منہ پر تھپڑ لگایا۔ پھر ابوالجنید بن العبسی عوف بن حذیفہ سے ملا تو اس کو قتل کر ڈالا۔ پھر بنی فزارۃ میں کا ایک شخص مالک سے ملا تو اس کو قتل کر ڈالا۔ تو حمل بن بدر حذیفہ بن[3] بدر کے بھائی نے کہا۔

قَتَلْنَا بِعَوْفٍ مَالِكًا وَهُوَ ثَأْرُنَا فَإِنْ تَطْلُبُوْا مِنَّا سِوَى الْحَقِّ تَنْدَمُوْا

ہم نے عوف کے بدلے میں مالک کو قتل کر ڈالا اور یہ ہمارا بدلہ تھا اب اگر تم حق کے سوا کسی اور چیز کے طالب ہو تو پچھتاؤ گے۔ یہ شعر اسی کے اشعار میں کا ہے۔

الربیع بن زیاد العبسی نے کہا۔

افَبَعْدَ مَقْتَلِ مَالِكِ بْنِ زُهَيْرٍ تَرْجُو النِّسَاءُ عَوَاقِبَ الْأَطْهَارِ

کیا مالک بن زہیر کے قتل ہو جانے کے بعد بھی عورتیں طہرون کے نتیجوں یعنی اولاد کی بقا کی امید رکھ سکتی ہیں۔

---

[1] اس مقام پر بھی الف میں اہریق ہے۔ (احمد محمودی)

[2] (الف ج) میں بن زید نہیں ہے۔ بلکہ عمرو بن جویۃ ہے۔ (ب د) میں بن زید زیادہ ہے۔

[3] (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

یہ شعر اسی کے اشعار میں کا ہے۔

اس کے بعد بنی عبس اور بنی فزارہ میں جنگ چھڑ گئی اور حذیفہ بن بدر اور اس کے بھائی نے حمل بن بدر کو قتل کر ڈالا تو قیس بن زہیر بن جذیمہ[1] نے حذیفہ کے لئے بے قرار ہو کر مرثیہ لکھا۔

كَمْ فَارِسٍ يُدْعَى وَلَيْسَ بِفَارِسٍ وَعَلَى الْهَبَاءَةِ فَارِسٌ ذُو مَصْدَقِ

کتنے لوگ ایسے ہیں جنہیں شہسوار کہا جاتا ہے حالانکہ وہ شہسوار نہیں۔ ہاں مقام الہباءۃ میں ایک بڑا شہسوار ہے۔

فَابْكُوا حُذَيْفَةَ لَنْ تُرَثُّوا مِثْلَهُ حَتَّى تَبِيْدَ قَبَائِلٌ لَمْ تُخْلَقِ

پس حذیفہ پر رو کر مرثیہ کہنے کے لئے اس کا سا کوئی نہ ملے گا یہاں تک کہ وہ لوگ بھی مر جائیں جو ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے ہیں۔

یہ دونوں شعر اسی کے اشعار میں کے ہیں۔

عَلَى اَنَّ الْفَتَى حَمَلَ بْنَ بَدْرٍ بَغَى وَالظُّلْمُ[2] مَرْتَعُهُ وَخِيْمٌ

باوجود اس کے کہ جوانمرد حمل بن بدر نے زیادتی کی اور ظلم تو بدہضمی پیدا کرنے والی چراگاہ ہے۔

یہ شعر اسی کے اشعار میں کا ہے۔

قیس بن زہیر[3] کے بھائی حرث بن زہیر نے کہا۔

تَرَكْتُ عَلَى الْهَبَاءَةِ غَيْرَ فَخْرٍ حُذَيْفَةَ عِنْدَهُ قِصَدُ الْعَوَالِي

میں نے حذیفہ کو مقام الہباءہ میں (مردہ کر) چھوڑا اس کے پاس ٹوٹے ہوئے نیزوں کے ٹکڑے بھی پڑے ہوئے ہیں۔ اور (یہ واقعہ ہے) کوئی فخر کی بات نہیں۔ یہ شعر اسی کے اشعار میں کا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں کا خیال یہ ہے کہ قیس نے داحس اور الغبراء نامی گھوڑے بھیجے تھے اور حذیفہ نے الخطار اور الحنفاء نامی گھوڑے۔ ان دونوں باتوں میں پہلی بات زیادہ صحیح ہے۔ اور اس کا قصہ بہت دراز ہے۔ حدیث سیرۃ رسول اللہ ﷺ کا انقطاع مجھے اس کے پورے طور پر بیان کرنے سے روکتا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابو قیس بن الاسلت نے جو حرب حاطب کا ذکر کیا ہے اس سے اس کی مراد

---

[1] (الف) میں نہیں ہے۔ [2] (الف) میں والبغی ہے۔ (احمد محمودی) [3] (الف) میں نہیں ہے۔

حاطب بن الحارث بن قیس بن ہیشہ ابن الحارث بن امیۃ بن معاویہ بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن الاوس ہے۔ اس نے خزرج کے ایک یہودی پڑوسی کو قتل کر دیا تھا۔ تو یزید بن الحارث بن قیس بن مالک بن احمر بن حارثہ بن ثعلبۃ ابن کعب بن الخزرج بن الحارث بن الخزرج جو ابن فسحم کے نام سے مشہور تھا۔ فسحم اس کی ماں کا نام تھا اور وہ القین بن جسر میں کی ایک عورت تھی۔ رات کے وقت بنی حارث بن الخزرج میں کے چند لوگوں کو لے کر نکلا اور انہوں نے اس کو (حاطب کو) قتل کر دیا۔ اس لئے اوس اور خزرج کے درمیان جنگ چھڑ گئی۔ اور ان میں بڑی سخت جنگ ہوئی۔ اور اوس پر خزرج کو فتح ہوئی۔ اس روز سوید بن صامت بن خالد بن عطیہ بن حوط بن حبیب ابن عمرو بن عوف بن مالک بن الاوس قتل ہوا۔ اس کو المجذر بن زیاد البلوی نے قتل کیا اور المجذر کا نام عبداللہ بن زیاد البلوی تھا۔ جو بنی عوف بن الخزرج کا حلیف تھا۔ جنگ احد کے روز جب المجذر بن[1] زیاد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلا اور الحارث بن سوید بن صامت بھی نکلا تو الحارث بن سوید نے المجذر کو غفلت میں پا کر اس کو اس کے باپ سمیت قتل کر ڈالا۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس امر کا ذکر اس کے مقام پر کروں گا۔ اس کے بعد ان میں بہت سی لڑائیاں ہوئی۔ ان کا ذکر کرنے اور ان امور کو پوری طرح بیان کرنے سے مجھے وہی بات روکتی ہے جس کا ذکر میں نے جنگ داحس کے بیان میں کر دیا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ حکیم بن امیہ بن حارثہ بن الاوقص السلمی نے جو بنی امیہ کا حلیف تھا اور جس نے اسلام اختیار کر لیا تھا رسول اللہ ﷺ کی دشمنی سے جس کا اس کی قوم نے ارادہ کر لیا تھا روکتے ہوئے کہا۔

هَلْ قَائِلٌ قَوْلاً مِنَ[2] الْحَقِّ قَاعِدٌ[3] عَلَيْهِ وَهَلْ غَضْبَانُ لِلرُّشْدِ سَامِعُ

کیا کسی حق بات کا کہنے والا اس کو چھوڑ کر[4] بیٹھا بھی رہ سکتا ہے' اور کیا کوئی غصیلا سیدھی بات سن بھی سکتا ہے۔

---

[1] (الف) میں نہیں ہے۔

[2] (الف) میں من کی بجائے ھو ہے۔ (احمد محمودی)۔

[3] مدعلی بمعنی عن سمجھا گیا ہے۔ (ب) کے حاشیے پر ایک نسخہ عاقد بھی ہے۔ تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ کیا کسی حق بات کا کہنے والا اس پر مضبوطی سے جمہ رہنے والا بھی ہے۔ پہلی صورت رسول اللہ ﷺ کی نعت شریف ہوگی کہ آپ حق بات فرما رہے ہیں اس لئے اس کو چھوڑ کر بیٹھ نہیں سکتے دوسری صورت میں عام خطاب ہوگا کہ کوئی حق بات کو قبول کرنے والا اور اس پر عمل کرنے والا اس طرف متوجہ ہو۔ (احمد محمودی)۔

[4] (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)۔

وَهَلْ سَيِّدٌ تَرْجُو الْعَشِيرَةُ نَفْعَهٗ لِاَقْصَى الْمَوَالِيْ وَالْاَقَارِبِ جَامِعُ

اور کیا کوئی ایسا سردار ہے جس سے خاندان نفع رسانی کی امید کر سکے اور وہ دور والے دوستوں اور نزدیک کے رشتہ داروں کو ایک جگہ جمع کر دے۔

تَبَرَّاْتُ اِلَّا وَجْهَ مَنْ يَّمْلِكُ الصِّبَا وَاهْجُرُكُمْ مَادَامَ مُدْلٍ وَنَازِعُ

بجز اس شخص کی رضا جوئی کے جو جذبات پر قابو رکھتا ہے میں نے ہر شخص سے علیحدگی اختیار کر لی ہے اور جب تک تم میں کشمکش اور کھینچا تانی رہے گی میں تم سے الگ رہوں گا۔

وَ اُسْلِمُ وَجْهِيْ لِلْاِلٰهِ وَ مَنْطِقِيْ وَلَوْ رَاعَنِيْ مِنَ الصَّدِيْقِ رَوَائِعُ

اور میں اپنی ذات کو اور اپنی بول چال کو معبود حقیقی کے حوالے کرتا ہوں اگرچہ دوست کی جانب سے مجھے دھمکیاں دی جاتی رہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کی قوم کا سلوک

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد تو قریش کی بدنصیبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان لوگوں کی دشمنی میں جنہوں نے آپ کے ساتھ اسلام اختیار کر لیا تھا اور سخت ہوگئی۔ انہوں نے اپنے یہاں کے کمینوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اکسایا تو انہوں نے آپ کو جھٹلایا اور تکلیفیں دیں اور آپ پر شاعری اور جادوگری اور کہانت و جنون کی تہمتیں لگائیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برابر احکام خداوندی کا اظہار فرماتے رہے اور کسی حکم کو آپ نے نہیں چھپایا۔ ان کے دین کی برائیاں کھلم کھلا ظاہر فرماتے رہے۔ جس کو وہ ناپسند کرتے تھے۔ ان کے بتوں سے علیحدگی اور ان کے کفر کے حالات سے بےزاری کا اظہار فرماتے رہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے یحییٰ بن عروۃ بن[1] الزبیر نے اپنے والد عروۃ بن الزبیر سے اور انہوں نے عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت کی ہے۔ عروۃ نے کہا کہ میں نے عبداللہ سے کہا کہ قریش جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنی کا اظہار کیا کرتے تھے زیادہ سے زیادہ کس قدر تم نے انہیں آپ کو تکلیف پہنچاتے دیکھا عبداللہ نے کہا میں ان لوگوں کے پاس ایک روز ایسے وقت گیا کہ قریش کے بلند مرتبہ لوگ مقام حجر میں جمع تھے۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر چھیڑا تو انہوں نے کہا کہ ہم نے تو اس شخص کے متعلق اتنا صبر کیا کہ کسی دوسرے معاملے میں ہم نے کبھی اتنا صبر نہیں کیا اس نے ہمارے عقل مندوں کو احمق بنایا ہمارے بزرگوں کو گالیاں دیں۔

---

[1] (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)۔

ہمارے دین میں عیب نکالے۔ ہماری جماعت کو منتشر کر دیا اور ہمارے معبودوں کو برا بھلا کہا۔ ہم نے اس کی بڑی بڑی باتوں پر صبر کیا (یہی الفاظ) یا اسی طرح کے الفاظ کہے۔ وہ یہی باتیں کر رہے تھے کہ یکا یک رسول اللہ ﷺ برآمد ہوئے اور ٹہلتے ہوئے تشریف لائے۔ اور حجر اسود کا بوسہ لیا اور پھر بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے ان کے پاس سے گزرے اور جب آپ ان کے پاس سے گزر رہے تھے تو انہوں نے کچھ باتیں طعن کے طور کہیں۔ راوی نے کہا کہ میں نے اس کا اثر رسول اللہ ﷺ کے چہرۂ مبارک پر محسوس کیا۔ انہوں نے کہا کہ پھر آپ چلے گئے۔ اور جب آپ دوسری مرتبہ ان کے پاس سے گذرے تو انہوں نے اس طرح طعنہ زنی کی تو میں نے اس کا اثر رسول اللہ ﷺ کے چہرۂ مبارک پر محسوس کیا پھر آپ ان کے پاس سے تیسری بار گزرے تو انہوں نے اسی طرح طعنہ زنی کی تو آپ ٹھہر گئے۔ اور فرمایا۔

أَتَسْمَعُوْنَ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ أَمَا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ[1] بِيَدِهٖ لَقَدْ جِئْتُكُمْ بِالذَّبْحِ[2]

''اے گروہ قریش۔ کیا تم سن رہے ہو۔ سن لو۔ اس ذات کی قسم۔ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ میں تمہارے پاس ایک پاک صاف چیز لایا ہوں''۔

پھر تو آپ کے ان الفاظ نے ان لوگوں کو قابو میں لے لیا۔ یہاں تک کہ ان میں کے ہر ایک شخص کی یہ حالت تھی کہ گویا اس کے سر پر کوئی پرندہ آبیٹھا ہے۔ یہاں تک کہ ان میں کے وہ سخت افراد جو آپ کے متعلق لوگوں کو ابھارا کرتے تھے۔ وہ بھی بہتر سے بہتر الفاظ میں جو انہیں ملے آپ کی مدارات و دلجوئی کرنے لگے۔ حتیٰ کہ وہ کہنے لگے۔ اے ابوالقاسم جایئے۔ واللہ آپ نے کبھی بھی نادانی کی باتیں نہیں کیں۔ راوی نے کہا۔ کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ لوٹ آئے۔ پھر جب دوسرا روز ہوا تو وہ مقام حجر میں جمع ہوئے۔ اور میں بھی ان کے ساتھ ہی تھا۔ اور ان میں کے بعضوں نے بعض سے کہا کچھ یاد ہے کہ تمہاری جانب سے کیا پیام دیا گیا اور اس کی جانب سے تمہیں کیا جواب ملا۔ حتیٰ کہ جب اس نے ڈنکے کی چوٹ وہ باتیں کہیں۔ جس کو تم ناپسند کرتے ہو تو تم نے اس کو چھوڑ دیا۔ وہ انہیں باتوں میں (مصروف) تھے کہ رسول اللہ ﷺ برآمد ہوئے اور ایک دم ان سبھی نے آپ پر حملہ کر دیا۔ اور یہ کہتے ہوئے انہوں نے آپ کو گھیر لیا

---

[1] (الف) میں نفس محمد (ﷺ) ہے۔

[2] (الف ب) میں بالذبح ہے اور (ج د) میں بالذبیحہ ہے۔ میں نے ذبیح کے معنی مذبوح یا پاک صاف چیز سمجھے ہیں۔ مگر اس مقام کے قرینے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کھلی اور ظاہر چیز کے ہونا چاہئے لیکن لغت میں ذبح کے یہ معنی نہیں آئے ہیں اللہ تعالیٰ و رسولہ اعلم بمرادہ۔ (احمد محمودی)

کہ کیا تو ہی وہ شخص ہے جس نے ایسا ایسا کہا ہے۔ان عیوب کے متعلق جو رسول اللہ ﷺ ان کے دین اور ان کے معبودوں کے متعلق فرمایا کرتے تھے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

نَعَمْ اَنَا الَّذِیْ اَقُوْلُ ذٰلِكَ.

''ہاں میں ہی وہ شخص ہوں جو ایسی باتیں کہا کرتا ہوں''۔

راوی نے کہا کہ میں نے ان میں کے ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کی چادر مبارک کے (دونوں پلو) ملنے کی جگہ کو پکڑ لیا راوی نے کہا پھر تو ابو بکر رضی اللہ عنہ[1] آپ کی مدافعت کے لئے کھڑے ہو گئے۔اور وہ روتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے ارے لوگو۔کیا تم ایسے شخص کو قتل کرتے ہو جو اللہ کو اپنا پروردگار کہتا ہے۔پھر وہ سب لوٹ گئے۔پس یہی وہ حالت تھی جو میں نے قریش کو آپ پر سخت سے سخت غلبہ کبھی حاصل ہوتے ہوئے دیکھا۔

ابن اسحٰق نے کہا مجھ سے ام کلثوم بنت ابی بکر کے بعض لوگوں نے بیان کیا کہ ام کلثوم نے کہا کہ اس روز ابو بکر ایسی حالت سے لوٹے ہیں کہ آپ کے سر اور ڈاڑھی کے بال جو انہوں نے کھینچے اس کے سبب سے آپ دردِ سر میں مبتلا تھے اور آپ زیادہ بال والے بھی تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ مجھ سے بعض اہل علم نے بیان کیا ہے کہ سخت ترین اذیت جو رسول اللہ ﷺ نے قریش سے پائی وہ یہ تھی کہ ایک روز آپ نکلے تو جو بھی آزاد یا غلام آپ سے ملا اس نے آپ کو جھٹلایا اور ایذا دی تو رسول اللہ ﷺ اپنے گھر واپس ہوئے اور جو سختی آپ پر پڑی اس کے سبب سے آپ نے کمبل اوڑھ لیا۔تو اللہ تعالیٰ نے (یٰٓاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ) اے کملی اوڑھے ہوئے شخص اٹھ۔اور لوگوں کو برے نتیجوں سے) ڈرا۔آپ پر (یہ سورہ) نازل فرمائی۔

حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ[2] رسول ﷺ کے چچا کا اسلام اختیار کرنا

ابن اسحٰق نے کہا مجھ سے بنی اسلم کے ایک شخص نے جو بڑا یادر کھنے والا تھا بیان کیا کہ کوہ صفا کے قریب رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ابو جہل گزرا تو اس نے آپ کو تکلیف دی اور سخت سست کہا اور آپ کے دین کی عیب جوئی اور آپ کے معاملے کو کمزور بتانے کا کچھ موقع پالیا۔جس کو آپ ناپسند فرماتے تھے۔تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے کچھ نہ فرمایا اور عبداللہ بن جدعان بن عمرو بن کعب بن تیم بن مرۃ کی ایک لونڈی جو اپنے

---

[1] (الف) میں نہیں ہے۔ [2] (الف) میں نہیں ہے۔

گھر میں تھی اس کی یہ باتیں سن رہی تھی۔ اس کے بعد آپ اس کے پاس سے لوٹے تو آپ نے قریش کی مجلس کا قصد فرمایا جو کعبۃ اللہ کے پاس تھی اور ان لوگوں کے ساتھ بیٹھ گئے تھوڑی ہی دیر بعد حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ[1] کمان گلے میں ڈالے شکار سے واپس ہوتے ہوئے وہاں آ گئے۔ وہ شکاری تھے تیر سے شکار کیا کرتے۔ اور اکثر شکار کے لئے نکل جایا کرتے تھے اور جب کبھی وہ شکار سے واپس ہوتے تو اپنے گھر والوں کے پاس نہ جاتے۔ جب تک کہ کعبۃ اللہ کا طواف نہ کر لیتے اور جب طواف کر چکتے تو قریش کی مجلس میں ٹھہرتے اور سلام کرتے۔ اور ان سے بات چیت کئے بغیر نہ جاتے۔ اور وہ قریش میں اعزاز رکھنے والے جواں مرد اور سخت طبیعت تھے۔ جب وہ اس لونڈی کے پاس سے گزرے جبکہ رسول اللہ ﷺ اپنے گھر واپس ہو چکے تھے۔ تو اس لونڈی نے حمزۃ رضی اللہ عنہ سے کہا۔ اے ابو عمارۃ کاش آپ اس آفت کو دیکھتے۔ جو آپ کے بھتیجے محمد پر ابوالحکم بن ہشام کی جانب سے آئی۔ اس نے انہیں یہاں بیٹھا ہوا پایا تو انہیں ایذا پہنچائی اور گالیاں دیں۔ اور جو باتیں انہیں ناپسند ان کی انتہا کر دی اور پھر چلتا بنا۔ اور محمد ﷺ[2] نے اس سے بات بھی نہ کی۔ چونکہ اللہ تعالیٰ آپ کو با اعزاز رکھنا چاہتا تھا۔ حمزہ کو غصے نے برانگیختہ کر دیا اور وہ وہاں سے تیزی سے نکلے اور کسی کے پاس نہ رکے کہ ابوجہل کے لئے تیار ہو جائیں۔ اور جب اس سے مقابلہ ہو تو اس سے چمٹ جائیں۔ پھر جب مسجد میں داخل ہوئے تو اس کو دیکھا کہ لوگوں میں بیٹھا ہوا ہے۔ تو یہ اسی کی طرف چلے۔ اور جب اس کے سر پر پہنچ گئے تو کمان اٹھائی اور رسید کی۔ اور اس کا سر سخت زخمی کر دیا اور کہا کیا تو انہیں گالیاں دیتا ہے۔ لے میں بھی انہیں کے دین پر ہوں۔ میں بھی وہی کہتا ہوں جو وہ کہتے ہیں۔ اگر تجھ سے ہو سکے تو وہی برتاؤ مجھ سے بھی کر۔ پس بنی مخزوم کے لوگ حمزۃ کی جانب اٹھ کھڑے ہوئے کہ ابوجہل کی امداد کریں۔ ابوجہل نے کہا۔ ابو عمارۃ کو جانے دو کیونکہ واللہ میں نے بھی ان کے بھتیجے کو بری بری گالیاں دی ہیں۔

آخر حمزہ رضی اللہ عنہ[3] نے اپنے اسلام کو مکمل کر لیا۔ اور رسول اللہ ﷺ کی پیروی زبان سے بھی کی۔

جب حمزہ نے اسلام اختیار کر لیا تو قریش کو معلوم ہو گیا کہ رسول اللہ ﷺ اب قوی اور محفوظ ہو گئے۔ اور اب حمزہ ان کی جانب سے مدافعت کریں گے۔ تو آپ پر موقع پانے کے باوجود بھی وہ آپ کی ایذا رسانی سے دست کش رہنے لگے۔

---

[1] (الف) میں رحمہ اللہ ہے اور باقی خط کشیدہ الفاظ نہیں ہیں۔

[2] (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

[3] (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)۔

رسول اللہ ﷺ کے متعلق عتبہ بن ربیعہ کا قول

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے یزید بن زیاد نے محمد بن کعب القرظی کی روایت سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا گیا ہے کہ عتبہ بن ربیعہ جو ایک سردار تھا۔ ایک روز قریش کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا اور رسول[1] اللہ ﷺ بھی مسجد میں تنہا تشریف رکھتے تھے اس نے کہا اے گروہ قریش میں اٹھ کر محمد سے کچھ گفتگو کیوں نہ کروں۔ اور اس کے سامنے بعض ایسی باتیں پیش کیوں نہ کروں جن میں سے کچھ نہ کچھ وہ قبول کر لے اور وہ ان میں سے جو رعایتیں چاہے ہم اسے دے دیں اور وہ ہم سے باز رہے۔ اور یہ اس وقت کی باتیں ہیں جب حمزہؓ نے اسلام اختیار کر لیا تھا اور انہوں نے دیکھ لیا کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ زیادہ ہو رہے ہیں اور بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ ان لوگوں نے کہا۔ کیوں نہیں۔ اے ابوالولید اٹھ اور رسول اللہ ﷺ کے پاس جا کر گفتگو کر۔ تو عتبہ اٹھا اور آپ کی طرف چلا۔ اور رسول اللہ ﷺ کے پاس جا بیٹھا اور کہا۔ بابا۔[2] تمہیں معلوم ہے۔ کہ تم ہماری نظروں میں باعتبار خاندان بڑے رتبے والے ہو اور نسب کے لحاظ سے بھی اعلیٰ ہو تم اپنی قوم کے پاس بڑی اہمیت رکھنے والا مسئلہ لائے ہو۔ جس کے ذریعے تم نے اس کی جماعت کو تتر بتر کر دیا ہے۔ ان میں کے عقل مندوں کو بیوقوف بنا دیا ہے۔ ان کے معبودوں اور ان کے دین کو عیب دار کر دیا ہے۔ اور ان کے اگلے بزرگوں کو کافر بنا دیا۔ میری گفتگو سنو۔ میں چند باتیں تمہارے غور کرنے کے لئے تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں۔ شاید کہ تم اس میں سے کچھ نہ کچھ قبول کر لو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ''قل یا اباالولید''۔ اسمع۔ اے ابوولید کہو میں سنتا ہوں۔ اس نے کہا۔ بابا۔ اگر تم اس مسئلے کے ذریعے جسے تم لائے ہو۔ صرف مال چاہتے ہو تو ہم تمہارے لئے اس قدر مال جمع کر دیں گے کہ تم ہم سب میں سب سے زیادہ مالدار ہو جاؤ۔ اور اگر تم اس کے ذریعے اعلیٰ مرتبہ چاہتے ہو تو ہم تمہیں اپنا سردار بنا لیں گے۔ کہ کوئی بات تمہارے بغیر قطعی نہ ہو۔ اگر تم اس کے ذریعے حکومت چاہتے ہو تو ہم تمہیں اپنا بادشاہ بنا لیتے ہیں۔ اور اگر یہ تمہارے پاس جو آتا ہے کوئی رئی[3] ہے جس کو تم دیکھتے ہو اور اس کو تم اپنے پاس سے دور کرنے کی قدرت نہیں رکھتے ہو تو ہم تمہارے لئے جھاڑ پھونک کا انتظام کریں گے۔ اور اس کے لئے ہم اپنا مال خرچ کریں

---

1. (الف) میں والنبی ﷺ ہے۔ 2. اصل میں یا ابن اخی ہے۔ (احمد محمودی)

3. کسی شخص کے تابع جن یا موکل کو عرب رئی کہتے ہیں۔ اصل میں یہ رای سے فعیل کا وزن ہے بمعنی مفعول کے یعنی مرئی چیز' دیکھنے والی چیز۔ (احمد محمودی)

گے۔ کہ اس سے تمہیں نجات دلائیں کیونکہ بعض وقت تابع (موکل یا جن) آدمی پر غلبہ حاصل کر لیتا ہے تو پھر اس کا علاج معالجہ کئے بغیر نہیں جاتا۔ (یہی الفاظ کہے) یا اسی قسم کے الفاظ اس نے آپ سے کہے۔ اور رسول اللہ ﷺ اس کی باتیں سنتے رہے۔ اور جب عتبہ اپنی گفتگو ختم کر چکا تو آپ نے فرمایا:

اَقَدْ فَرَغْتَ يَا اَبَا الْوَلِيْدِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاسْتَمِعْ[1] مِنِّيْ۔ قَالَ اَفْعَلُ فَقَالَ.

﴿ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ' حٰمٓ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ كِتَابٌ فُصِّلَتْ آيَاتُهٗ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ وَ قَالُوْا قُلُوْبُنَا[2] فِيْ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَا اِلَيْهِ ﴾

اے ابوالولید کیا تم نے اپنی گفتگو ختم کر لی۔ اس نے کہا ہاں آپ نے فرمایا۔ میری بھی سن لو۔ اس نے کہا اچھا سناؤ آپ نے فرمایا۔

"رحم کرنے والے مہربان اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں۔ حٰمٓ۔ (یہ) رحم کرنے والے مہربان کی جانب سے اتاری ہوئی کتاب ہے۔ اس کی آیتوں میں خوب تفصیل کی گئی ہے۔ جاننے والے لوگوں کے لئے۔ صاف بیان مجموعہ ہے' خوش خبریاں سنانے والا۔ اور (انجام سے) ڈرانے والا ہے۔ پھر بھی اکثر لوگوں نے روگردانی کی (اور اس کی طرف توجہ نہیں کی) جس کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ سنتے ہی نہیں۔ انہوں نے کہہ دیا کہ ان (خرافات سے) جن کی جانب تو ہمیں بلا رہا ہے ہمارے دل غلافوں میں (محفوظ) ہیں۔

پھر رسول اللہ ﷺ اسی صورت کو اس کے آگے پڑھتے چلے گئے اور جب عتبہ نے آپ کی تلاوت سنی خاموش سنتا رہا اور اپنے ہاتھ پیچھے رکھ لئے اور ان پر سہارا دیئے ہوئے آپ سے سنتا رہا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ سجدہ تک پہنچے تو سجدہ کیا۔ پھر فرمایا:

قَدْ سَمِعْتَ يَا اَبَا الْوَلِيْدِ مَا سَمِعْتَ فَاَنْتَ وَذَاكَ .

"اے ابوالولید جو تم نے سنا وہ تو سن ہی لیا۔ اب تم جانو اور وہ"۔

اس کے بعد عتبہ اٹھا۔ اور اپنے ساتھیوں کے پاس چلا گیا تو ان کے بعض نے بعض سے کہا ہم اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ ابوالولید کا تمہارے پاس آنا اس طرح کا نہیں ہے۔ جس طرح کا جانا تھا۔ اور جب وہ ان کے پاس جا کر بیٹھا تو انہوں نے کہا۔ اے ابوالولید وہاں کی کیا خبر ہے۔ اس نے کہا کہ وہاں کی خبر یہ ہے کہ

---

[1] (الف) میں فاسمع ہے۔ [2] خط کشیدہ کلام مجید کا حصہ (الف) میں نہیں ہے۔

میں نے ایسی بات سنی ہے کہ واللہ ایسی بات میں نے کبھی بھی نہیں سنی تھی۔ واللہ وہ نہ شعر ہے نہ جادو ہے۔ اور نہ کہانت اے گروہ قریش۔ میری بات سنو۔ اور اس کام کو میری رائے کے موافق کرو۔ اور اس شخص کو اس کی حالت پر چھوڑ دو۔ اور اس سے الگ رہو۔ کیونکہ واللہ اس کی جو بات میں نے سنی ہے اس کو ایک بڑی اہمیت حاصل ہوگی پھر اگر عربوں نے اس کا خاتمہ کر دیا تو اغیار نے تم کو اس سے بے نیاز کر دیا اور اگر اس نے عربوں پر غلبہ حاصل کر لیا تو اس کی حکومت تمہاری حکومت ہوگی اور اس کی عزت تمہاری عزت ہوگی۔ اور تم اس کے طفیل سے تمام لوگوں میں سب سے زیادہ خوش حال ہو جاؤ گے۔ ان لوگوں نے کہا۔ اے ابوالولید۔ واللہ اس نے تجھ پر اپنی زبان کا جادو کر دیا۔ اس نے کہا۔ میری رائے تو اس کے متعلق یہی ہے۔ تمہیں جو مناسب معلوم ہو تم کرو۔

رسول اللہ ﷺ اور قریش کے رئیسوں کے درمیان بات چیت اور سورۂ کہف کی تفسیر

ابن اسحٰق نے کہا کہ پھر تو اسلام مکہ میں قریش کے قبیلوں میں پھیلنے لگا مردوں میں بھی اور عورتوں میں بھی۔ اور قریش کی یہ حالت ہوگئی کہ مسلمانوں میں سے جس پر ان کا بس چلتا اس کو قید کر لیتے۔ اور جس کو تکلیفیں دے سکتے اس کو تکلیفیں دیتے مجھ سے بعض اہل علم نے سعید بن جبیر سے اور ابن عباس کے غلام عکرمہ سے اور انہوں نے عبداللہ میں عباس رضی اللہ عنہما[1] کی روایت سے بیان کیا کہ قریش کے ہر قبیلے کے بڑے بڑے سردار عتبہ بن ربیعہ۔ شیبہ بن ربیعہ۔ ابوسفیان ابن حرب۔ النضر بن الحارث بن کلدہ بنی عبدالدار والا۔ ابوالبختری بنی ہشام۔ الاسود ابن المطلب بن اسد۔ زمعہ بن الاسود۔ الولید بن المغیرہ۔ ابوجہل بن ہشام مردود خدا۔ عبداللہ بن ابی امیۃ۔ العاص بن وائل نبیہ ومنبہ حجاج کے دونوں بیٹے۔ السمیان اور امیۃ بن خلف اور ان میں کے جو جو تھے جمع ہوئے راوی نے کہا کہ یہ سب لوگ غروب آفتاب کے بعد کعبۃ اللہ کے پیچھے جمع ہوئے پھر ان میں کے بعض نے بعض سے کہا کہ محمد کو بلوا بھیجو۔ اور اس سے گفتگو کرو۔ اور اس کو قائل کرو۔ تاکہ تم لوگ اس کے متعلق معذور سمجھے جاؤ۔ پھر انہوں نے آپ کے پاس کہلا بھیجا۔ کہ تمہاری قوم کے بڑے بڑے لوگ تمہارے لئے جمع ہوئے ہیں کہ تم سے گفتگو کریں۔ اس لئے تم ان کے پاس آؤ۔ تو رسول اللہ ﷺ فوراً تشریف لائے۔ اور آپ خیال فرما رہے تھے کہ جس معاملے میں آپ نے ان سے گفتگو فرمائی

---

[1] (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

تھی اس میں ان کی کوئی نئی رائے ہوئی ہوگی۔ اور آپ ان کے متعلق بہت حریص اور ان کے راہ راست پر آنے کے بڑے مشتاق تھے۔ اور ان لوگوں کا آفت میں مبتلا ہونا آپ کو بہت نا گوار تھا (آپ آئے) یہاں تک کہ ان کے پاس تشریف فرما ہوئے تو انہوں نے آپ سے کہا اے محمد (ﷺ)۔ ہم نے تمہیں اس لئے بلوایا ہے کہ تم سے گفتگو کریں۔ اور واللہ۔ ہم نے عرب میں کا کوئی ایسا آدمی نہیں دیکھا جس نے اپنی قوم پر وہ آفت ڈھائی ہو جو تم نے اپنی قوم پر ڈھائی ہے۔ تم نے (ہمارے) باپ دادا کو گالیاں دیں۔ تم نے دین پر عیب لگایا۔ تم نے معبودوں کو گالیاں دیں۔ تم نے عقل مندوں کو احمق بنایا۔ اور جماعت میں پھوٹ ڈال دی۔ تم نے اپنے اور ہمارے تعلقات میں کوئی (ایسی) برائی نہ چھوڑی۔ جسے تم نہ کر گزرے ہو۔ (یہی الفاظ کہے) یا اسی طرح کی باتیں انہوں نے آپ سے کیں اگر یہ بات اس لئے ہے کہ اس کے ذریعے کچھ مال چاہتے ہو تو ہم اپنے مال میں سے تمہارے لئے (بہت کچھ) جمع کر دیتے ہیں۔ کہ تم ہم سب میں زیادہ مال دار ہو جاؤ۔ اور اگر تم اس کے ذریعے ہم میں اعلیٰ مرتبہ چاہتے ہو تو ہم تم کو اپنا سردار بنا لیتے ہیں۔ اور اگر تم اس کے ذریعے حکومت چاہتے ہو تو ہم تم کو اپنا بادشاہ بنا لیتے ہیں۔ اگر یہ جو تمہارے پاس آتا ہے کوری (دیکھنے والا) (موکل یا جن) ہے جس کو تم دیکھتے ہو وہ تم پر غالب آ گیا ہے۔ عرب والے اس جن کو جو کسی کا تابع ہوتا تھا رئی کہتے تھے۔ اور بعض وقت ایسا بھی ہوا کرتا ہے۔ تو ہم اپنے مال خرچ کریں گے۔ اور تمہارے لئے جھاڑ پھونک کی تدبیر کریں گے کہ تم کو اس سے نجات دلائیں حتیٰ کہ ہم تمہارے متعلق مجبور ہو جائیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَا بِیْ مَا تَقُوْلُوْنَ مَا جِئْتُ بِمَا جِئْتُكُمْ بِهٖ اَطْلُبُ اَمْوَالَكُمْ وَلَا الشَّرَفَ فِيْكُمْ وَلَا الْمُلْكَ عَلَيْكُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ بَعَثَنِیْ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا وَ اَنْزَلَ عَلَیَّ كِتَابًا وَ اَمَرَنِیْ اَنْ اَكُوْنَ لَكُمْ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا فَبَلَّغْتُكُمْ رِسَالَاتِ رَبِّیْ وَ نَصَحْتُ لَكُمْ فَاِنْ تَقْبَلُوْا مِنِّیْ مَا جِئْتُكُمْ بِهٖ فَهُوَ حَظُّكُمْ فِی الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاِنْ تَرُدُّوْهُ عَلَیَّ اَصْبِرْ لِاَمْرِ اللّٰهِ حَتّٰی يَحْكُمَ اللّٰهُ بَيْنِیْ وَ بَيْنَكُمْ.

''مجھے ان چیزوں میں سے کچھ نہیں چاہئے جو تم کہتے ہو۔ جو کچھ بھی میں لایا ہوں وہ اس لئے نہیں کہ اس کے معاوضے میں تمہارے مال حاصل کروں۔ نہ میں تم میں اعلیٰ مرتبہ چاہتا ہوں نہ تم پر حکومت۔ لیکن (بات یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہاری جانب پیامبر بنا کر بھیجا ہے۔ اس نے مجھ پر ایک کتاب اتاری ہے۔ اس نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں تمہارے لئے خوش خبری سنانے والا اور برے انجاموں سے) ڈرانے والا ہو جاؤں۔ میں نے تو اپنے (متعلقہ) پیام

پہنچا دیئے۔ اور تم سے خیر خواہانہ بات کہہ دی۔ اگر تم نے میری وہ باتیں جو میں تمہارے پاس لایا ہوں مان لیں تو یہ دنیا اور آخرت میں تمہاری خوش نصیبی ہے۔ اور اگر تم نے انہیں مجھی پر لوٹا دیا تو میں حکم الٰہی تک صبر کروں گا۔ یہاں تک کہ اللہ میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ فرما دے''۔

(یہی الفاظ فرمائے) یا جیسا کچھ آپ نے فرمایا۔ ﷺ۔ انہوں نے کہا۔ اے محمد (ﷺ) ہم نے جو چیزیں پیش کی ہیں ان میں سے کسی چیز کو بھی اگر تم قبول نہیں کرتے تو تم اس بات کو تو جانتے ہی ہو کہ لوگوں میں کوئی بھی ہم سے زیادہ تنگ شہروالا نہیں۔ اور نہ پانی کی قلت میں ہم سے بڑھ کر کوئی ہے۔ اور نہ کوئی ہم سے زیادہ سخت زندگی بسر کرنے والا ہے لہٰذا اپنے پروردگار سے ہمارے لئے دعا کرو جس نے تمہیں بھیجا ہے۔ خواہ اس نے جو کچھ احکام دے کر بھیجا ہو کہ یہ پہاڑ جنہوں نے ہم پر تنگی کر دی۔ وہ انہیں ہٹا کر ہم سے دور کر دے۔ اور ہمارے شہر کشادہ بنا دے۔ اور ہمارے لئے ان میں شام و عراق کی سی نہریں جاری کر دے۔ اور ہمارے بزرگوں میں سے جو گزر چکے ہیں انہیں ہماری خاطر زندہ کر دے۔ اور جن لوگوں کو ہماری خاطر زندہ کیا جائے ان میں قصی بن کلاب بھی ہوں۔ کیونکہ وہ بڑے سچے بزرگ تھے۔ کہ تم جو کچھ کہتے ہو ہم ان سے پوچھ لیں۔ کہ یہ صحیح ہے یا غلط۔ پس اگر انہوں نے تمہاری تصدیق کی اور تم نے وہ چیزیں کر دیں جن کا ہم نے تم سے سوال کیا ہے تو پھر ہم تمہیں سچا جانیں گے۔ اور اس کے سبب سے تمہاری قدر و منزلت جو اللہ کے پاس ہے اس کو جان لیں گے۔ اور یہ بھی مان لیں گے کہ اس نے تمہیں رسول بنا کر بھیجا ہے۔ جیسا کہ تم کہتے ہو۔ تو آپ نے اللہ تعالیٰ کی آپ پر رحمتیں اور اس کا سلام ہو۔ فرمایا:

مَا بِهٰذَا بُعِثْتُ اِلَيْكُمْ اِنَّمَا جِئْتُكُمْ مِنَ اللّٰهِ بِمَا بَعَثَنِىْ بِهٖ وَقَدْ بَلَّغْتُكُمْ مَا اُرْسِلْتُ بِهٖ اِلَيْكُمْ فَاِنْ تَقْبَلُوْهُ فَهُوَ حَظُّكُمْ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاِنْ تَرُدُّوْهُ عَلَىَّ اَصْبِرْ لِاَمْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ بَيْنِىْ وَبَيْنَكُمْ.

''میں تمہارے پاس ان چیزوں کے ساتھ نہیں بھیجا گیا ہوں۔ میں اللہ کے پاس سے صرف وہی چیز لایا ہوں جو چیز دے کر اس نے مجھے بھیجا۔ اور میں نے وہ چیز تمہیں پہنچا دی جس کے ساتھ مجھے تمہاری طرف بھیجا گیا۔ پس اگر تم نے اس کو قبول کر لیا تو وہ دنیا و آخرت میں تمہاری خوش نصیبی ہے اور اگر تم نے اسے مجھی پر لوٹا دیا تو میں حکم الٰہی تک صبر کروں گا۔ جب تک کہ اللہ تعالیٰ میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ فرما دے''۔

انہوں نے کہا کہ جب تم یہ بات ہمارے لئے نہیں کرتے تو اپنی ذات کے لئے کچھ مانگ لو۔ اپنے پروردگار سے استدعا کرو کہ وہ تمہارے ساتھ ایک فرشتہ بھیجے کہ جو کچھ تم کہتے ہو وہ اس کی تصدیق کرے۔ اور

تمہاری جانب سے وہ دوبارہ ہم سے کہ دے اور اگر تم رسول ہو جیسا کہ تم دعویٰ کرتے ہو تو اس سے استدعا کرو کہ وہ تمہارے لئے باغات محلات اور سونے چاندی کے خزانے مہیا کر دے کہ ان خزانوں کے ذریعہ تم کو ان مشغلوں سے بے نیاز کر دے۔ جن کا ہم تمہیں محتاج دیکھتے ہیں۔ کہ تم بازاروں میں اسی طرح کھڑے رہتے ہو جس طرح ہم کھڑے رہتے ہیں۔ اور تم بھی معاش کی تلاش اسی طرح کرتے ہو جس طرح ہم کرتے ہیں۔ تاکہ ہم جان لیں کہ تمہارے رب کے پاس تمہاری قدر و منزلت ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا:

مَا اَنَا بِفَاعِلٍ مَا اَنَا بِالَّذِیْ یَسْاَلُ رَبَّهٗ هٰذَا وَمَا بُعِثْتُ اِلَیْكُمْ هٰذَا وَلٰكِنَّ اللّٰهَ بَعَثَنِیْ بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا.

''میں تو ایسا نہ کروں گا۔ اور نہ میں ایسا شخص ہوں۔ جو اپنے پروردگار سے ان باتوں کی استدعا کرے۔ لیکن اللہ نے مجھے خوش خبری دینے والا اور (بڑے انجاموں) سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے''۔

(یہی الفاظ فرمائے) یا جو الفاظ بھی آپ نے فرمائے ہوں۔

فَاِنْ تَقْبَلُوْا مَا جِئْتُكُمْ بِهٖ فَهُوَ حَظُّكُمْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَاِنْ تَرُدُّوْهُ عَلَیَّ اَصْبِرْ لِاَمْرِ اللّٰهِ حَتّٰی یَحْكُمَ اللّٰهُ بَیْنِیْ وَ بَیْنَكُمْ.

''پس اگر تم نے اس کو قبول کر لیا جس کو لے کر میں تمہارے پاس آیا ہوں تو وہ دنیا و آخرت میں تمہاری خوش نصیبی ہے اور اگر تم نے اسے مجھی پر لوٹا دیا تو میں حکم الٰہی تک صبر کروں گا جب تک کہ اللہ میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ فرما دے''۔

انہوں نے کہا (یہ بھی نہ ہو سکتا ہو) تو ہم پر کوئی آسمان کا ٹکڑا گرا دو جیسا کہ تم نے دعویٰ کیا ہے۔ تمہارا پروردگار اگر چاہے تو (یہ بھی) کر دے گا۔ ہم بجز اس کے تم پر ایمان نہ لائیں گے۔ کہ تم ایسا کرو۔

راوی نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ذَالِكَ اِلَی اللّٰهِ اِنْ شَاءَ اَنْ یَّفْعَلَهٗ بِكُمْ فَعَلَ.

''یہ اللہ کی مرضی پر ہے اگر اس نے تمہارے ساتھ یہی کرنا چاہا تو (یقین کر لو کہ) اس نے کر دیا''۔

انہوں نے کہا اے محمد (ﷺ) کیا تمہارے پرودگار کو اس بات کا علم نہ ہوا تھا کہ ہم تمہارے پروردگار کو اس بات کا علم نہ ہوا تھا کہ ہم تمہارے ساتھ بیٹھیں گے۔ اور تم سے وہ سوالات کریں گے جو ہم نے

تم سے کئے۔ اور تم سے ہم ایسے مطالبے کریں گے جو ہم کر رہے ہیں کہ پہلے سے وہ تمہارے پاس آ جاتا۔ اور ہم نے آپ میں جو کچھ سوال و جواب کئے اس کی تمہیں تعلیم دے دیتا اور تمہیں خبر دیتا کہ وہ اس معاملہ میں ہمارے ساتھ کیا کرنے والا ہے جب کہ ہم وہ بات نہ قبول کریں جو تم لائے ہو۔ ہمیں تو یہ خبر ملی ہے کہ تمہیں ان باتوں کی تعلیم یمامہ کا ایک شخص دیا کرتا ہے جس کا نام رحمٰن ہے اور ہم تو واللہ رحمٰن پر کبھی بھی ایمان نہ لائیں گے۔ اے محمد (ﷺ)۔ ہم نے تو اپنے عذر تم سے بیان کر دیے واللہ ہم تو تمہیں چھوڑیں گے نہیں۔ خواہ جو کچھ اثر بھی تم ہم پر ڈالو۔ یہاں تک کہ ہم تمہیں مٹا ڈالیں گے۔ یا تم ہمیں نیست و نابود کر دو۔ اور ان میں سے بعضوں نے کہا کہ ہم تجھ پر ہرگز ایمان نہیں لائیں گے۔ یہاں تک کہ تو اللہ اور فرشتوں کو آمنے سامنے نہ لے آئے۔ جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ کہا تو آپ ان کے پاس سے اٹھ کھڑے ہوئے اور آپ کے ساتھ عبداللہ بن ابی امیہ بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ جو آپ کی پھوپھی عاتکہ بنت عبدالمطلب کا بیٹا تھا۔ پھر اس نے آپ سے کہا۔ اے محمد (ﷺ)۔ آپ کی قوم نے آپ پر بہت سی چیزیں پیش کیں آپ نے ان کی کسی چیز کو قبول نہیں کیا۔ پھر انہوں نے آپ سے اپنے فائدہ کی بہت سی چیزیں طلب کیں تاکہ ان کے ذریعہ وہ آپ کی اس قدر و منزلت کو جانیں جو اللہ کے پاس ہے۔ جیسا کہ آپ کہتے ہیں۔ تاکہ وہ آپ کو سچا جانیں جو اللہ کے پاس ہے۔ اور آپ کی پیروی کریں آپ نے وہ بھی نہیں کیا۔ پھر انہوں نے آپ سے استدعا کی کہ آپ خود اپنے فائدہ کے لئے ایسی چیزیں حاصل کریں جن سے وہ جانیں کہ آپ کو ان پر کیا برتری ہے اور آپ کی قدر اللہ کے پاس کیا ہے؟ آپ نے وہ بھی نہیں کیا۔ پھر انہوں نے خواہش کی کہ وہ عذاب جس سے آپ انہیں ڈراتے ہیں۔ اس میں سے کچھ تھوڑا تو ان پر فوراً لایا جائے آپ نے یہ بھی نہ کیا (یہی الفاظ کہے) یا جیسا کچھ اس نے آپ سے کہا۔ واللہ میں تو آپ پر ہرگز ایمان نہ لاؤں گا۔ یہاں تک کہ آپ کوئی ایسی سیڑھی حاصل نہ کر لیں جو آسمان کی جانب لے جاتی ہو اور آپ اس پر اس طرح چڑھیں کہ میں دیکھتا رہوں۔ حتیٰ کہ آپ آسمان پر پہنچ جائیں۔ اور پھر آپ اپنے ساتھ ایک نوشتہ لائیں اور آپ کے ساتھ فرشتوں میں سے چار ایسے ہوں جو آپ کے موافق گواہی دیں کہ آپ ایسے ہی ہیں جیسا کہ آپ کہتے ہیں۔ اور اللہ کی قسم کہ اگر آپ نے ایسا کیا بھی تو میرا خیال ہے کہ میں آپ کی تصدیق نہ کروں گا پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے لوٹ گیا۔ اور رسول اللہ ﷺ اپنے گھر والوں کی جانب غمگین اور اس امید کے فوت ہو جانے پر افسوس کرتے ہوئے لوٹے۔ جو آپ کو اپنے قوم پر حریص ہونے کے سبب سے اس وقت پیدا ہو گئی تھی۔ جب انہوں نے آپ کو بلوایا اور جب آپ نے اپنے سے ان کے دور ہونے کو ملاحظہ فرمالیا (تو وہ امید افسوس سے بدل گئی)۔

ابو جہل کا نبی ﷺ کے ساتھ برتاؤ اور اللہ تعالیٰ کا اس کی چالبازیوں کو اس کے گلے کا ہار بنانا اور اس کو رسوا کرنا

پھر جب ان کے پاس سے رسول اللہ ﷺ اٹھے تو مردود خدا ابو جہل نے کہا۔ اے گروہ قریش۔ محمد (ﷺ) نے تو ہر بات سے انکار کر دیا۔ بجز ہمارے دین پر عیب لگانے اور ہمارے باپ دادا کو گالیاں دینے اور ہمارے عقل مندوں کو احمق بنانے اور ہمارے معبودوں کو برا بھلا کہنے کے جو تم دیکھ رہے ہو اور میں تو اب عہد کر لیتا ہوں کہ کل کوئی ایسا بڑا پتھر جس کو میں اٹھا سکوں لے کر اس کے لئے بیٹھوں گا (یہی الفاظ کہے) یا اس کے مثل اور الفاظ کہے۔ پھر جب وہ اپنی نماز کے سجدے میں ہو تو اس سے اس کا سر پھوڑ دوں گا اس کے بعد خواہ تم میری امداد سے دست برداری کر دو یا میری حمایت کر دو اور بنی عبد مناف میرے ساتھ اس کے بعد جو چاہیں سلوک کر لیں۔ انہوں نے کہا۔ واللہ ہم تیری امداد سے کبھی بھی کسی قیمت پر بھی دست برداری نہ کریں گے تو جو چاہے کر۔ پھر جب صبح ہوئی ابو جہل نے ایک پتھر ویسا ہی لیا۔ جیسا کہ اس نے کہا تھا۔ اور رسول اللہ ﷺ کی گھات میں بیٹھا رہا اور صبح سویرے جس طرح رسول اللہ ﷺ نکلا کرتے تھے نکلے اور جب تک رسول اللہ ﷺ مکہ میں تھے تو آپ کا قبلہ شام کی جانب تھا۔ پس جب آپ نماز پڑھتے تو رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان نماز پڑھا کرتے تھے اور کعبۃ اللہ اپنے اور شام کے درمیان کر لیتے پس رسول اللہ ﷺ نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہو گئے اور قریش بھی صبح سویرے اپنی مجلسوں میں انتظار کرتے آ بیٹھے کہ ابو جہل کیا کرنے والا ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے سجدہ فرمایا تو ابو جہل نے وہ پتھر اٹھایا اور آپ کی جانب چلا۔ یہاں تک کہ جب آپ سے قریب ہوا تو اس حالت سے لوٹا کہ اعضا پاش پاش چہرے کا رنگ سیاہ ہیبت زدہ اس کے دونوں ہاتھ اس کے پتھر ہی پر شل تھے حتیٰ کہ اس نے پتھر اپنے ہاتھ سے پھینک دیا اور قریش کے لوگ اس کے پاس آ کھڑے ہوئے اور اس سے کہا۔ اے ابو الحکم تجھے کیا ہو گیا اس نے کہا کہ میں اس کے پاس جا کھڑا ہوا کہ اس کے ساتھ میں وہ سلوک کروں جو تم سے کل رات کہہ چکا تھا اور جب میں اس کے نزدیک ہوا تو ایک اونٹ اس کے اور میرے درمیان حائل ہو گیا واللہ میں نے اس کے ڈیل ڈول کا سا کوئی ڈیل ڈول دیکھا اور نہ اس کی گردن کی سی کوئی گردن اور نہ اس کے سے کسی اونٹ کے کبھی دانت دیکھے اس نے مجھے کھانے کا ارادہ کیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے بعضوں نے ذکر کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ جبرئیل علیہ[1] السلام تھے اگر وہ پاس آتا تو وہ اس کو پکڑ لیتے۔

---

[1] (الف) میں نہیں ہے۔

قرآن پر افترا پردازی میں نضر بن الحارث کی حالت

پھر جب ابو جہل نے یہ بات ان سے کہی تو نضر بن الحارث بن کلدۃ ابن علقمہ بن عبد مناف بن عبدالدار بن قصی اٹھ کھڑا ہوا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بعض نے اسے النضر بن الحرث بن علقمہ بن کلدۃ ابن عبد مناف کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ پھر اس نے کہا اے گروہ قریش واللہ تمہارے آگے ایک بڑا اہم معاملہ پیش ہے۔ تمہارے پاس اس کے مقابلے کے لئے اب کوئی تدبیر نہیں ہے محمد (ﷺ) کی تم میں یہ حالت تھی کہ وہ ایک نو عمر لڑکا تھا تم سب میں زیادہ پسندیدہ اور گفتگو کے لحاظ سے تم سب میں زیادہ سچا تم سب میں زیادہ امانت دار یہاں تک کہ تم نے اس کی زلفوں میں بڑھاپے کے آثار دیکھے اور وہ تمہارے پاس ایک چیز لایا تو تم نے اس کو جادوگر بنا دیا نہیں واللہ وہ جادوگر نہیں۔ ہم نے جادوگروں کی جھاڑ پھونک اور تعویز گنڈے دیکھے ہیں۔ تم نے کہہ دیا کہ وہ کاہن ہے نہیں واللہ وہ کاہن نہیں۔ ہم نے کاہنوں کی حرکتیں دیکھی ہیں اور ان کی قافیہ پیمائی سنی ہے۔ تم نے کہ دیا کہ وہ شاعر ہے۔ نہیں واللہ۔ وہ شاعر نہیں۔ ہم نے شعر دیکھے ہیں۔ اور اس کی تمام قسمیں ہزج ورجز' سنی ہیں۔ تم نے کہ دیا کہ وہ دیوانہ ہے۔ نہیں واللہ وہ دیوانہ نہیں۔ ہم نے دیوانگی بھی دیکھی ہے نہ وہ اختناقی حالت ہے اور نہ دیوانگی کی بے سروپا گفتگو ہے نہ جنونی ہذیان۔ اے گروہ قریش تم اپنی حالت پر غور کر لو۔ واللہ تمہارے سامنے ایک مہتم بالشان معاملہ پیش ہے۔ اور النضر بن الحارث شیاطین قریش میں سے تھا اور ان لوگوں میں سے تھا جو رسول اللہ ﷺ کو ایذا دیتا اور آپ کی دشمنی پر جما ہوا تھا۔ (یا آپ کے لئے دشمنی کے بیج بویا کرتا) اور وہ مقام حیرہ کو بھی گیا تھا اور وہاں ایرانی بادشاہوں کے واقعات اور رستم واسفندیار کے حالات کی تعلیم بھی حاصل کی تھی۔ اور جب رسول اللہ ﷺ کسی مجلس میں تشریف فرما ہوتے اور اس میں اپنی قوم کو اللہ کی یاد دلاتے اور ان کو ان سے پہلے گزری ہوئی قوموں کی ان آفتوں سے ڈراتے جو ان پر عذاب الٰہی کی وجہ سے نازل ہوئیں تو آپ کے اٹھ کر چلے جانے کے بعد آپ کی جگہ پر بیٹھ جاتا۔ اور کہتا اے گروہ قریش واللہ میں اس سے بہتر باتیں بیان کرنے والا ہوں۔ پس میرے پاس آؤ میں تم سے اس کی باتوں سے بہتر باتیں بیان کرتا ہوں۔ اور ایرانی بادشاہوں اور رستم واسفندیار کے قصے ان سے بیان کرتا اور پھر کہتا (بتاؤ تو) کون سی بات محمد (ﷺ) نے مجھ سے بہتر بیان کی۔

ابن ہشام نے کہا کہ مجھے جو باتیں معلوم ہوئی ہیں ان میں یہ بات بھی ہے کہ یہی وہ شخص ہے جس نے کہا تھا ''سانزل مثل ماانزل اللّٰہ'' میں بھی قریب میں ویسا ہی کلام اتاروں گا جیسا اللہ نے اتارا ہے۔ ابن

اسحٰق نے کہا کہ مجھے جو باتیں معلوم ہوئی ہیں ان میں یہ بات بھی ہے کہ ابن عباس کہا کرتے تھے کہ اس کے متعلق قرآن کی آٹھ آیتیں نازل ہوئی ہیں۔ اللہ عزوجل کا یہ ارشاد:

﴿اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ﴾

''جب ہماری آیتیں ان کے سامنے پڑھی جاتی ہیں تو وہ کہتا ہے کہ یہ پرانے زمانے کے قصے ہیں اور جہاں جہاں قرآن میں اساطیر کا لفظ ہے وہ سب اسی کے متعلق ہیں''۔

قریش کا نضر و عقبہ کو یہود کے عالموں کے پاس رسول اللہ ﷺ کے حالات دریافت کرنے کے لئے روانہ کرنا

پھر جب النضر بن الحارث نے ان سے ایسا کہا تو ان لوگوں نے اس کو اور اس کے ساتھ عقبہ بن ابی معیط کو یہود کے علماء کے پاس مدینہ روانہ کیا اور ان دونوں سے کہہ دیا کہ یہود کے عالموں سے تم دونوں محمد (ﷺ) کے متعلق پوچھو اور اس کے حالات ان سے بیان کرو۔ اور اس کی باتیں ان کو سناؤ کیونکہ وہ لوگ اگلی کتاب والے ہیں۔ اور ان کے پاس انبیا کا ایسا علم ہے جو ہمارے پاس نہیں۔ پس وہ دونوں نکلے اور مدینہ پہنچے۔ اور یہود کے عالموں سے رسول اللہ ﷺ کے متعلق دریافت کیا۔ انہیں آپ کے حالات اور آپ کی بعض باتیں سنائیں اور ان سے کہا کہ تم لوگ اہل توراۃ ہو ہم تمہارے پاس اس لئے آئے ہیں کہ ہمیں ہمارے اس ساتھی کے متعلق کچھ باتیں بتاؤ تو ان سے یہود کے عالموں نے کہا کہ اس شخص سے تین چیزوں کے متعلق دریافت کرو جو ہم تمہیں بتا دیتے ہیں۔ پس اگر ان تینوں چیزوں کی اس نے خبر دی تو وہ (خدا کی جانب سے) بھیجا ہوا نبی ہے۔ اور اگر اس نے ایسا نہ کیا تو (سمجھ لو کہ) وہ باتیں بنانے والا شخص ہے۔ اور اس کے متعلق تم جو چاہو رائے قائم کر لو۔ اس سے چند نوجوانوں کے متعلق دریافت کرو جو پہلے زمانہ میں چلے گئے تھے۔ یا (غائب ہو گئے تھے) کہ ان کا کیا واقعہ تھا کیونکہ ان کا ایک عجیب واقعہ ہے اور اس سے اس شخص کے متعلق دریافت کرو جو بڑا گھومنے والا یا بڑا سیاح تھا جس کی زمین کے مشرقی حصوں اور مغربی حصوں تک رسائی ہو چکی تھی۔ کہ اس کا اہم واقعہ کیا تھا۔ اور اس سے روح کے متعلق پوچھو کہ اس کی ماہیت کیا ہے پھر اگر اس نے تمہیں ان چیزوں کے متعلق خبر دی تو اس کے پیرو ہو جاؤ کیونکہ بے شک وہ نبی ہے اور اگر اس نے ایسا نہیں کیا تو وہ بڑا باتونی ہے۔ اس کے متعلق تمہیں جو مناسب معلوم ہو کرو۔ پھر النضر بن الحارث اور عقبہ بن ابی معیط بن عمرو بن امیۃ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی دونوں مکہ کی جانب چلے اور قریش کے پاس مکہ پہنچ گئے۔ پھر ان دونوں نے کہا۔ اے گروہ قریش! ہم تمہارے پاس تمہارے اور محمد ﷺ کے درمیانی تعلقات

کے متعلق ایک قطعی فیصلہ لائے ہیں۔ ہمیں یہود کے عالموں نے بتایا ہے کہ ہم اس سے چند چیزوں کے متعلق پوچھیں جن کا انہوں نے ہمیں حکم دیا ہے پھر اگر اس نے ان کے متعلق خبر دی تو وہ نبی ہے اور اگر اس نے ان کی خبر نہ دی تو وہ نرا باتونی ہے۔ پس اس کے متعلق جو چاہو رائے قائم کرلو۔ پس وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا۔ اے محمد (ﷺ) ہمیں ان جوانوں کے متعلق بتاؤ جو اگلے زمانہ میں چلے گئے تھے (یا غائب ہوگئے تھے) جن کا ایک عجیب واقعہ تھا اور اس شخص کا حال بتاؤ جو بڑا گھومنے والا (یا بڑا سیاح تھا) اور زمین کے مشرقی حصوں اور مغربی حصوں تک پہنچ چکا تھا اور ہمیں روح کے متعلق خبر دو کہ اس کی ماہیت کیا ہے۔ راوی نے کہا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا:

أُخْبِرُكُمْ بِمَا سَأَلْتُمْ عَنْهُ غَدًا.

''تم نے جن چیزوں کے متعلق دریافت کیا ہے ان کے متعلق میں تمہیں کل خبر دوں گا''۔

اور آپ نے استثناء نہیں کیا یعنی ان شاء اللہ نہیں فرمایا۔ لہٰذا وہ لوگ آپ کے پاس سے چلے گئے۔ لوگوں کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس کے بعد پندرہ روز تک ایسی حالت میں رہے کہ اس کے متعلق آپ کی جانب اللہ کی طرف سے نہ کوئی وحی آئی نہ آپ کے پاس جبرئیل آئے یہاں تک کہ مکہ والے فتنے پھیلانے لگے کہ محمد (ﷺ) نے ہم سے کل کا وعدہ کیا تھا اور اس روز سے آج صبح تک پندرہ روز ہوگئے کہ ہم نے جس چیز کا اس سے سوال کیا تھا اس کے متعلق وہ کچھ نہیں بتاتا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ سے وحی کی موقوفی نے آپ کو غمزدہ کر دیا اور آپ پر (یہ ایسا) گراں ہوگیا کہ مکہ والوں سے وحی کی (نسبت) کوئی گفتگو نہ فرماتے تھے اس کے بعد اللہ عزوجل کے پاس سے جبرئیل آپ کے پاس سورہ اصحاب کہف لے کر آئے جس میں ان پر آپ کے غمزدہ ہونے کے متعلق اللہ کی جانب سے تنبیہ بھی تھی۔ اور جن نوجوانوں اور سیاح اور روح کے متعلق انہوں نے آپ سے پوچھا تھا ان کی خبریں بھی تھیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے بعض نے بیان کیا ہے کہ جبرئیل آئے تو رسول اللہ ﷺ نے کہا اے جبرئیل آپ اتنے دن میرے پاس آنے سے رکے رہے کہ مجھے بدگمانی ہونے لگی تو آپ سے جبرئیل نے کہا۔

﴿وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ لَهٗ مَا بَيْنَ اَيْدِيْنَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذٰلِكَ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا﴾

''ہم (دیر سے) نہیں اترتے مگر آپ کے پروردگار کے حکم سے جو کچھ ہمارے سامنے اور جو کچھ ہمارے پیچھے اور جو کچھ ان کے درمیان ہے وہ (سب) اسی کی ملک ہے''۔

(سب اس کے اختیار میں ہے اس کے حکم کے بغیر ہم کوئی کام کیسے کر سکتے ہیں) اور آپ کا پروردگار بھول جانے والا تو نہیں (پھر آپ کو ایسی بدگمانی کیوں ہوئی)۔

پھر اللہ تبارک وتعالی نے سورۃ کی ابتدا اپنی تعریف سے فرمائی اور اپنے رسول کی نبوت کا ذکر فرمایا کیونکہ انہوں نے آپ کی نبوت کا انکار کیا تھا۔ پس فرمایا:

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْكِتٰبَ ﴾

''تمام تعریف اسی اللہ کے لئے ہے جس نے اپنے بندہ (محمد ﷺ) پر کتاب نازل فرمائی''۔

عبد سے اللہ تعالیٰ کی مراد محمد ﷺ ہیں کہ تو میری جانب سے بھیجا ہوا ہے یعنی یہ ثبوت ہے اس کا جو انہوں نے تیری نبوت کے متعلق بعض باتوں کے متعلق سوال کیا تھا۔

﴿ وَلَمْ یَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا قَیِّمًا ﴾

''اس کو ٹیڑھا نہیں بنایا (بلکہ) سیدھا اور معتدل بنایا یعنی ایسا معتدل کہ جس میں اختلاف نہیں''۔

﴿ لِّیُنْذِرَ بَاْسًا شَدِیْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ ﴾

''تا کہ وہ (بندہ) ڈرائے سخت خوف سے (جو) اس کی جانب سے (آنے والا ہے یعنی اس کی فوری سزا سے دنیا میں اور دردناک عذاب سے جو آخرۃ میں ہونے والا ہے۔ جس نے تجھے رسول بنا کر بھیجا''۔

﴿ وَیُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا مّٰكِثِیْنَ فِیْهِ اَبَدًا ﴾

''اور تا کہ وہ (بندہ) خوش خبری سنائے ان ایمانداروں کو جو اچھے کام کر رہے ہیں کہ ان کے لئے ایک بڑا اچھا بدلہ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے''۔

یعنی وہ (ایسے) دائمی مکان (ہیں) جس میں وہ مریں گے نہیں جن لوگوں نے ان چیزوں کو سچا جانا۔ جن کو تو ان کے پاس لایا اور وہ چیزیں بھی انہیں میں کی ہیں جن کو ان کے غیروں نے جھٹلایا اور جن اعمال کا تو نے انہیں حکم دیا انہوں نے اس پر عمل کیا۔

﴿ وَّیُنْذِرَ الَّذِیْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا[1] ﴾

---

[1] میری سمجھ میں آتا ہے کہ اس سے مراد ان لوگوں کا ڈرانا ہے جنہوں نے عیسیٰ علیہ السلام یا عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا بنا رکھا تھا لیکن صاحب کتاب اس سے فرشتے مراد لے رہے ہیں۔ اگر چہ ولد کے لفظ سے اولاد ذکور و اناث دونوں مراد ہو سکتے ہیں لیکن ولدا کی تنوین جو تنکیر کے لئے ہے اور جس سے وحدت غیر متعینہ مراد ہوتی ہے اس کو کیا کیا جائے گا۔ شاید صاحب کتاب نے اس سے عیسیٰ علیہ السلام یا عزیر علیہ السلام کا مراد ہونا اس لئے نہیں خیال کیا کہ یہ سورہ مکی ہے اور اس کے مخاطب مکہ کے مشرکین ہی ہو سکتے ہیں۔ میں کہوں گا کہ کیوں اس سے اس قوم کے افراد مراد نہیں ہو سکتے جن تک قرآن مجید کی تبلیغ ہو چکی تھی۔ جن میں وہ علماء یہود بھی شامل ہو سکتے ہیں جنہوں نے قریش مکہ کو مذکورہ بالا سوالات سکھائے تھے وغیرہ۔ اور خود مکہ معظمہ میں بھی اگر چہ زیادہ تعداد میں نہ ہوں لیکن کچھ نہ کچھ افراد یہود و نصاریٰ موجود تھے ہی۔ (احمد محمودی)

''اور تا کہ وہ (بندہ) ڈرائے ان لوگوں کو جنہوں نے کہہ دیا کہ اللہ نے ایک لڑکا بنا لیا ہے۔
یعنی قریش کو ان کے اس قول کے متعلق کہ ہم تو فرشتوں کی پرستش کرتے ہیں جو اللہ کی بیٹیاں ہیں۔
﴿ مَالَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِهِمْ ﴾
''نہ انہیں اس کے متعلق کوئی علم ہے نہ ان کے باپ دادا کو جن سے علیحدگی اور ان کے دین کو عیب لگانا یہ لوگ بہت بڑی بات سمجھ رہے ہیں''۔
﴿ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ﴾
''جو بات ان کی زبانوں سے نکل رہی وہ بڑی (خطرناک) ہے''۔
یعنی ان کا یہ کہنا کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں۔
﴿ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا ﴾ ''جھوٹ کے سوا یہ لوگ کچھ نہیں کہتے ہیں''۔
﴿ فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ (یا مُحَمَّدُ) عَلٰۤى آثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا ﴾
''(اے محمد ﷺ) اگر یہ لوگ اس بات پر ایمان نہ لائیں تو شاید تو ان کے پیچھے کڑھ کڑھ کے اپنی جان کو ہلاکت میں ڈال دینے والا ہے''۔

یعنی آپ کی ان پر غم خواری کے سبب سے کہ وہ موقع چلا گیا جس کی آپ ان سے امید رکھتے تھے۔
یعنی ایسا نہ کیجئے۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابوعبیدہ نے جو باتیں مجھ سے بیان کیں ان میں یہ بھی بیان کیا کہ ''باخع'' کے معنی ''مہلک'' کے ہیں۔ ذوالرمۃ نے کہا ہے۔

اَلَا اَيُّهٰذَا الْبَاخِعُ الْوَجْدِ نَفْسَهٗ لِشَیْءٍ تَحْتَهٗ عَنْ يَّدَيْهِ الْمُقَادِرُ
اے وہ شخص جس کی جان کو ایسی چیز کی محبت نے ہلاک کر دیا ہے جس کو قسمتوں نے اس کے ہاتھوں سے دور کر دیا ہے۔

اور یہ شعر اس کے قصیدے کا ہے اور باخع کی جمع کی جمع باخعون اور نخعۃ دونوں آتی ہیں۔ اور عرب کہتے ہیں ''قد بخعت له نصحی ونفسی ای جهدت له'' میں نے اس کے لئے اپنی نصیحت اور اپنی جان برباد کر دی یعنی اس کے لئے بہت کوشش کی۔

﴿ اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ﴾
''جو چیزیں زمین پر ہیں ہم نے ان کو اس کے لئے زینت بنائی ہے تا کہ لوگوں کو آزمائیں کہ ان میں عمل کے لحاظ سے کون بہترین ہے''۔

ابن اسحٰق نے کہا یعنی ان میں کون میرے حکم کو زیادہ بجالانے والا ہے اور فرماں برداری کے کام کون زیادہ کرنے والا ہے۔

﴿ وَاِنَّا لَجَاعِلُوْنَ مَا عَلَيْهَا صَعِيْدًا جُرُزًا ﴾

''بے شک جو کچھ اس پر ہے ہم اس کو ضرور گرد اور پارہ پارہ کر دیں گے''۔

اس پر سے مراد زمین پر ہے اور جو کچھ اس پر ہے فنا ہو جانے والا اور باقی نہ رہنے والا ہے۔ اور یہ کہ سب کے پلٹ کر آنے کا مقام میری ہی جانب ہے۔ پس میں ہر شخص کو اس کے کام کی جزا دوں گا۔ لہٰذا آپ غمخواری نہ کریں اور آپ جو کچھ اس میں دیکھتے اور سنتے ہیں وہ آپ کے غم کے سبب نہ ہو۔

ابن ہشام نے کہا کہ الصعید کے معنی الارض کے ہیں۔ اور اس کی جمع صعد ہے ذوالرمۃ نے ایک ہرن کے بچے کی حالت بیان کرتے ہوئے کہا ہے۔

كَاَنَّهٗ بِالضُّحٰى تَرْمِى الصَّعِيْدَ بِهٖ   دَبَّابَةٌ فِىْ عِظَامِ الرَّاْسِ خُرْطُوْمُ

گویا سر کی ہڈیوں میں سرایت کر جانے والی شراب اس کو دن چڑھے زمین پر ڈال دیتی ہے۔

اس شعر اس کے ایک قصیدے کا ہے۔ اور صعید کے معنی راستے کے بھی ہیں۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے۔

اِيَّاكُمْ وَالْقُعُوْدَ عَلَى الصُّعُدَاتِ.   ''اپنے آپ کو راستوں پر بیٹھنے سے بچاؤ''۔

جس میں صعدات سے مراد راستے ہیں اور ''الجرز کے معنی اس زمین کے ہیں جو کسی دانے کو نہیں اگاتی اس کی جمع اجراز ہے سنة جرز اور سنون اجراز۔ وہ سال جن میں بارش نہ ہو اور قحط خشکی اور شدت ہو ذوالرمۃ نے ایک اونٹ کی حالت بیان کرتے ہوئے کہا ہے۔

طَوَى النَّحْزُ وَالْاَجْرَازُ مَافِىْ بُطُوْنِهَا   فَمَا بَقِيَتْ اِلاَّ الضُّلُوْعُ الْجُرَاشِعُ

---

[1] صعید کے معنی صاحب کتاب نے زمین کے بتائے ہیں اور جرز کے معنی بنجر زمین کے بے شبہ ان معنی میں بھی یہ الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ علاوہ اس کے ان معنی میں بھی یہ الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ جنہیں میں نے آیت شریف کے ترجمے میں اختیار کیا ہے۔ صعید کے معنی گرد و غبار کے بھی ہیں۔ راغب اصفہانی لکھتے ہیں وقال بعضهم الصعيد يقال للغبار الذى يصعد من الصعود و لهذا لا بدللتيمم ان يعلق بيده غبار وقوله كانما يصعد فى السماء اى يتصعد۔ وقال واصله من الصعود و هو الذهاب الى الا مكنة المرتفعة كالخروج من البصرة الى نجدوالى الحجاز۔ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ صعید غبار کو کہا جاتا ہے۔ جو اوپر چڑھتا ہے۔ اور صعید صعود ہی سے مشتق ہے۔ اور اسی لئے تیمم کرنے والے کے لئے ضروری ہے کہ اس کے ہاتھوں کو کچھ غبار لگ جائے (کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فتيمموا صعيدا طيبا۔ فرمایا ہے (یعنی پاک غبار کا قصد کرو) اور کانما یصعد فی السماء کے معنی بھی یتصعد کے ہیں۔ ==

(مہمیز کی) چبھن اور بنجر زمینوں نے (یعنی بے آب وگیاہ میدانوں کے سفروں نے) اس کے پیٹ میں کی تمام چیزوں کو لپیٹ دیا ہے۔ پس بجز ابھرے ہوئے سینہ کی ہڈیوں کے کچھ باقی نہیں رہا ہے۔

یہ شعر اس کے ایک قصیدے کا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان قصوں کی خبر دینے کی طرف توجہ فرمائی جس کو انہوں نے چند نوجوانوں کی حالت کے متعلق دریافت کیا تھا لہٰذا فرمایا:

﴿ اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحَابَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ آيَاتِنَا عَجَبًا ﴾

''(اے مخاطب) کیا تو نے یہ سمجھ لیا ہے کہ اصحاب کہف ورقیم ہماری آیتوں میں سے تعجب کے قابل تھے''۔

یعنی میری آیتیں جن کو میں نے اپنے بندوں پر اپنی حجتیں بنا رکھی ہیں۔ ان میں ان سے بھی زیادہ عجیب ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ رقیم وہ نوشتہ ہے جس میں ان کے حالات لکھے گئے تھے۔ اس کی جمع رقم ہے۔

= گویا کہ وہ آسمان پر چڑھ رہا ہے۔ اور راغب اصفہانی ہی نے لکھا کہ اس کی اصل صعود ہی سے ہے۔ اور صعود کے معنی بلند مقاموں کی طرف جانے کے ہیں۔ جیسے بصرے سے نکل کر نجد وحجاز کی طرف جانا۔ انتھی ملحصا وقال اللہ تعالیٰ اذ تصعدون ولا تلوٗن علی احد۔ اس وقت کو یاد کرو جب کہ تم بلندیوں کی جانب چڑھے جاتے تھے اور کسی کو مڑ کر بھی نہ دیکھتے تھے۔ وقال اللہ تعالیٰ الیہ یصعد الکلم الطیب۔ اچھی باتیں اسی کی جانب چڑھتی ہیں اور صعدات جو حدیث میں آیا ہے جس کے معنی راستے کے ہیں۔ اس کی وجہ تسمیہ میں بھی شاید گردوغبار کا اڑنا مدنظر ہو۔

جرز کے معنی بنجر زمین کے بھی ہیں۔ لیکن اصل میں جرز کے معنی قطع کے ہیں چنانچہ راغب اصفہانی نے لکھا ہے۔ قال عزوجل صعیدا جرزا ای منقطع النبات من اصلہ۔ یعنی اس لفظ کے معنی بنجر زمین کے لینے میں بھی اصلیت منقطع ہونے کی موجود ہے۔ اور صاحب تفسیر روح المعانی نے آیہ مابہ البحث کو اگلی آیتوں سے متصل کرنے کے لئے بعضوں کا یہ قول نقل کیا ہے۔ ہم نے زمین پر کی چیزوں کو زمین کے لئے زینت اس لئے بنایا ہے کہ انہیں آزمائیں اور کافر لوگ ہماری آیتوں کو چھوڑ کر اسی جانب مشغول ہو گئے۔ اور ہمارا شکر کرنا بھی بھلا بیٹھے اور بجائے ایمان کے کفر اختیار کیا تو ہم نے بھی ان کی پروا نہ کی۔ وانا لجاعلون ابدانھم حرزا لا سیافکم کما انا لجاعلون ما علیھا صعیدا جرزا۔ یعنی ہم ان کے جسموں کو تمہاری تلواروں کے لئے قیمہ بنا دیں گے جس طرح ہم سب ان چیزوں کو جو زمین پر ہیں غبار اور پارہ پارہ کر دینے والے ہیں۔

غرض میں نے صعید اور جرز کے اصلی معنی کی رعایت رکھی ہے۔ اگرچہ صاحب کتاب نے جو معنی بتائے ہیں وہ بھی ایک لحاظ سے قابل تسلیم ہیں۔ لیکن اصلیت اصلیت ہے۔ اگرچہ دوسرے معنی محاورے وغیرہ میں استعمال ہوئے ہیں۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم۔ (احمد محمودی)

العجاج نے کہا ہے۔

وَ مُسْتَقَرِّ الْمُصْحَفِ الْمَرْقُوْمِ

اور لکھے ہوئے مصحف کی قرارگاہ کو (اس نے دیکھا) یہ بیت اس کے بحر رجز قصیدے کی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اِذْ اَوَی الْفِتْیَةُ اِلَی الْکَهْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَا آتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَیِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا فَضَرَبْنَا عَلٰی آذَانِهِمْ فِی الْکَهْفِ سِنِیْنَ عَدَدًا ثُمَّ بَعَثْنَا هُمْ لِنَعْلَمَ اَیُّ الْحِزْبَیْنِ اَحْصٰی لِمَا لَبِثُوْا اَمَدًا (ثُمَّ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی) نَحْنُ نَقُصُّ عَلَیْكَ نَبَاَهُمْ بِالْحَقِّ ﴾

''(اس وقت کو یاد کرو) جب چند نوجوانوں نے ایک غار کی جانب پناہ لی۔ پھر کہا۔ اے ہمارے پروردگار ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا فرما۔ اور ہمارے معاملے میں ہمارے لئے سیدھی راہ پر ثابت قدمی مہیا فرما۔ تو ہم نے اس درے میں چند گنتی کے سالوں تک ان کے کانوں پر تھپکیاں دیں۔ (یا ان کے کانوں پر پردہ ڈال دیا یعنی ہم نے انہیں بے خبر کردیا) پھر ہم نے ان کو اٹھا کر کھڑا کیا تاکہ جانیں کہ اس مدت کو جس میں وہ رہے ان دونوں گروہوں میں سے کون زیادہ گھیر لینے والا ہے۔ (یعنی کون زیادہ یاد رکھنے والا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم تجھ سے ان کا اہم واقعہ صحیح صحیح بیان کرتے ہیں۔ یعنی صحیح حالات۔

﴿ اِنَّهُمْ فِتْیَةٌ آمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَ زِدْنَاهُمْ هُدًی ﴾

''وہ چند نوجوان تھے جو اپنے پروردگار پر ایمان لائے تھے اور راست روی میں ہم نے انہیں اور بڑھا دیا تھا''۔

﴿ وَ رَبَطْنَا عَلٰی قُلُوْبِهِمْ اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَ مِنْ دُوْنِهٖ اِلٰهًا لَّقَدْ قُلْنَا اِذًا شَطَطًا ﴾

''اور ہم نے ان کے دلوں کو مضبوط بنا دیا جب وہ (مستعد ہو کر) کھڑے ہو گئے۔ تو انہوں نے کہا ہمارا پالنے والا تو وہ ہے جو زمین اور آسمانوں کا پروردگار ہے۔ اس کو چھوڑ کر ہم کسی اور معبود سے ہرگز استدعا نہ کریں گے اگر ایسا کیا تو بے شبہ ہم نے (حق سے) دور کی بات کہی''۔

یعنی انہوں نے میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں کیا۔ جس طرح تم لوگوں نے میرے ساتھ ایسی چیزوں کو شریک بنا رکھا ہے جس کے متعلق تمہیں کوئی علم نہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ شطط کے معنی غلو اور حق سے تجاوز کرنے کے ہیں بنی قیس بن ثعلبۃ میں کے اعشٰی

نے کہا ہے۔

لَا يَنْتَهُوْنَ وَلَا يَنْهٰى ذَوِىْ شَطَطٍ　　كَالطَّعْنِ يَذْهَبُ[1] فِيْهِ الزَّيْتُ وَالْفُتُلُ

حق سے تجاوز کرنے والے (اپنی شرارتوں سے کبھی باز نہیں رہتے اور انہیں برچھیوں کا ایسا زخم بھی باز نہیں رکھتا۔ جس میں تیل اور فتیلہ دونوں غائب ہو جائیں۔

یہ شعر اس کے قصیدے کا ہے۔

﴿ هٰٓؤُلَاۗءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً ۭ لَوْلَا يَاْتُوْنَ عَلَيْهِمْ بِسُلْطٰنٍۢ بَيِّنٍ ﴾

''ہماری قوم کی حالت یہ ہے کہ انہوں نے اس (خدا) کو چھوڑ کر بہت سے معبود بنا رکھے ہیں۔ وہ ان کے متعلق کوئی کھلی دلیل کیوں نہیں پیش کرتے''۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ''سلطان بین'' کے معنی ''حجۃ بالغۃ'' کے ہیں یعنی دل میں اثر کرنے والی دلیل۔

﴿ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا وَاِذِ اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ فَاْوٗٓا اِلَى الْكَهْفِ يَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَيُهَيِّئْ لَكُمْ مِّنْ اَمْرِكُمْ مِّرْفَقًا وَتَرَى الشَّمْسَ اِذَا طَلَعَتْ تَّزٰوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَاِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمْ فِيْ فَجْوَةٍ مِّنْهُ ﴾

''پس کون زیادہ ظالم ہے اس شخص سے جس نے اللہ پر جھوٹے الزام لگائے اور جب تم نے ان سے اور ان چیزوں سے جن کی وہ اللہ کو چھوڑ کر پرستش کرتے ہیں کنارہ کشی کر لی ہے۔ تو کسی درے میں سر چھپا لو تمہارا پروردگار اپنی رحمت تمہارے لئے پھیلا دے گا۔ اور تمہارے لئے تمہارے کام میں آسانی مہیا کر دے گا۔ اور (اے مخاطب) تو دیکھے گا کہ جب سورج نکلتا ہے تو ان کے درے کو سیدھی جانب چھوڑ کر جھکتا ہوا چلا جاتا ہے اور جب ڈوبتا ہوتا ہے تو انہیں بائیں جانب چھوڑ کر کتراتا جاتا ہے۔ اور وہ ہیں کہ اس درے کے وسیع حصے میں ہیں''۔

ابن ہشام نے کہا کہ تزاور کے معنی تمیل کے ہیں۔ جو زور سے متعلق ہے یعنی کتراتا ہے۔ انحراف کرتا ہے۔ امرؤ القیس بن حجر نے کہا ہے۔

وَاِنِّىْ زَعِيْمٌ اِنْ رَجَعْتُ مُمَلَّكًا　　بِسَيْرٍ تَرٰى مِنْهُ الْفُرَانِقَ اَزْوَرَا

میں سردار قوم ہوں مختار ہوں۔ اگر چاہوں تو ایسی رفتار سے لوٹوں کہ خطوط رساں بھی اس رفتار

---

[1] (الف) میں یذھب کے بجائے یھلك ہے۔ اور معنی اسی کے قریب ہیں۔ (احمد محمودی)

سے کترائے (اور) اس رفتار کے اختیار کرنے سے حیلے حوالے کرے۔

یہ شعر اس کے ایک قصیدے کا ہے۔ (ابوالزحف الکلیبی ایک شہر کی حالت بیان کرتے ہوئے کہتا ہے۔

جَابُ الْمُنَدّٰی عَنْ هَوَانَا اَزْوَرُ يُنْضِي الْمَطَايَا خِمْسُهُ الْعَشَنْزَرُ

اس شہر کے اونٹوں کے چرنے کی زمین سخت ہے ہماری خواہشوں سے کتراتی ہے۔ (یعنی ہمارے فطری مطالبوں کو پورا نہیں کرسکتی) پانچ روز میں ایک وقت پانی پلانے کی سخت حالت اونٹوں کو دبلا کر دیتی ہے۔

یہ دونوں بیتیں[1] اس کے ایک بحر رجز کے قصیدے کی ہیں۔

تقرضهم ذات الشمال کے معنی **تجاوزهم وتتركهم عن شمالها** ۔یعنی انہیں اپنی بائیں جانب چھوڑ کر ان سے آگے بڑھ جاتا ہے۔ ذوالرمۃ نے کہا ہے۔

اِلٰى ظُعُنٍ يَقْرِضْنَ اَقْوَازَ مُشْرِفٍ شِمَالاً وَعَنْ اَيْمَانِهِنَّ الْفَوَارِسُ

(میرا میلان ہے) ان ہودہ کسے ہوئے اونٹوں کی جانب جو ریت کے بڑے بڑے اور بلند ٹیلے اپنے بائیں بازو چھوڑ کر کتراتے چلے جاتے ہیں۔ اور ان کے سیدھے بازو بھی ریت کے ٹیلے ہوتے ہیں۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔

الفجوة کے معنی **السعة** یعنی کشادگی کے ہیں۔ اس کی جمع **الفجار** ہے۔ شاعر نے کہا ہے۔

اَلْبَسْتَ قَوْمَكَ مَخْزَاةً وَمَنْقَصَةً حَتّٰى اُبِيْحُوْا وَخَلَّوْا فَجْوَةَ الدَّارِ

تو نے اپنی قوم کو رسوائی اور عیب کا لباس پہنا دیا (یعنی تو نے انہیں رسوا کر دیا) یہاں تک کہ ہر شخص انہیں اپنے تصرف کے لئے جائز سمجھنے لگا۔ اور انہوں نے اپنے گھروں کے وسیع صحنوں کو چھوڑ دیا۔

﴿ ذٰلِكَ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ ﴾ ''وہ اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے''۔

یعنی ان لوگوں پر حجت ثابت کرنے کے لئے جو اہل کتاب میں سے ہیں اور ان کے یہ حالات جانتے ہیں اور جنہوں نے آپ کی نبوت کی سچائی کے دریافت کرنے اور کفار نے جو خبر دی تھی اس کی تحقیق'

---

[1] مصنف نے شعر کے ہر ایک مصرع کو ایک ایک بیت شمار کیا ہے (احمد محمودی)

کے لئے ان کافروں کو ان اصحاب کہف کے متعلق آپ سے ان سوالات کا حکم دیا تھا۔

﴿ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا وَتَحْسَبُهُمْ اَيْقَاظًا وَّهُمْ رُقُوْدٌ وَّنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ ﴾

''جس کو اللہ راہ پر لگا دے وہی ہدایت یافتہ ہے اور جس کو وہ گمراہ کر دے۔ تو تو اس کے لئے کوئی سرپرست اور کوئی راہنما نہ پائے گا۔ تم لوگ انہیں جاگتا سمجھتے ہو حالانکہ وہ سو رہے ہیں۔ اور ہم انہیں سیدھی اور بائیں (طرف) کو پلٹاتے رہتے ہیں۔ اور ان کا کتا اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے ہوئے صحن میں یا چوکھٹ پر یا دروازے میں ہے''۔

ابن ہشام نے کہا۔ الوصید کے معنی الباب یعنی دروازے کے ہیں عبسی نے جس کا نام عبید بن وہب تھا کہا ہے۔

بِاَرْضِ فَلَاةٍ لَا يُسَدُّ وَصِيْدُهَا عَلَيَّ وَمَعْرُوْفِيْ بِهَا غَيْرُ مُنْكَرٍ

(یہ واقعہ) ایک بے آب و گیاہ جنگل کا ہے جس کا دروازہ مجھ پر بند نہیں کیا جاتا (یعنی وہاں جانے سے مجھے کوئی نہیں روکتا) اور جہاں میری نیکی مشہور ہے''۔

یہ بیت اس کے ابیات میں کی ہے۔

اور وَصِیْد کے معنی فناء یعنی صحن کے بھی ہیں اس کی جمع وصائد اور وُصُد اور وصْدان اور اُصُد اور اُصْدان ہے۔

﴿ لَوِاطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَّلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا (اِلٰى قَوْلِهٖ) قَالَ الَّذِيْنَ غَلَبُوْا عَلٰۤى اَمْرِهِمْ (اهل السلطان والملك منهم) لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَّسْجِدًا۔ سَيَقُوْلُوْنَ ثَلٰثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًا بِالْغَيْبِ (لا علم لهم) وَيَقُوْلُوْنَ سَبْعَةٌ وَّثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ قُلْ رَّبِّيْۤ اَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ مَّا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا قَلِيْلٌ فَلَا تُمَارِ فِيْهِمْ اِلَّا مِرَآءً ظَاهِرًا ﴾

''اگر تو انہیں اوپر سے دیکھ لے تو ان کے پاس سے پیٹھ پھیر کر بھاگ جائے گا اور ان سے رعب زدہ ہو جائے گا (اس کے فرمان) جن لوگوں نے ان کے معاملوں پر غلبہ پا لیا تھا انہوں نے کہا (تک)۔ (اس سے مراد ان میں کے وہ لوگ ہیں جنہیں سلطنت و حکومت حاصل تھی) ہم ان پر

---

۱ (الف) میں نہیں ہے۔

مسجد بنالیں گے۔ عنقریب یہ لوگ کہیں گے کہ وہ تین ہیں اور ان میں چوتھا ان کا کتا ہے۔ اور (بعض) کہیں گے کہ وہ پانچ' ہیں اور ان کا چھٹا ان کا کتا ہے۔ بے دیکھے سنگ باری (یعنی انہیں اس کے متعلق کچھ علم نہیں) اور کہیں گے کہ وہ سات ہیں۔ اور ان کا آٹھواں ان کا کتا ہے (اے نبی کہہ دے میرا پروردگار ان کی تعداد کو خوب جانتا ہے۔ انہیں چند لوگوں کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ پس تو ان سے بجز ظاہری بات چیت کے کوئی بحث نہ کر۔ یعنی اپنی برتری جتانے کی کوشش نہ کر"۔

﴿ وَلَا تَسْتَفْتِ فِيْهِمْ مِّنْهُمْ اَحَدًا ﴾

"اور نہ ان کے بارے میں ان لوگوں میں سے کسی سے کچھ دریافت کر کیونکہ انہیں ان کے متعلق کوئی علم نہیں"۔

﴿ وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَيْءٍ اِنِّيْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا اِلَّا اَنْ يَّشَاءَ اللّٰهُ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ وَقُلْ عَسٰى اَنْ يَّهْدِيَنِ رَبِّيْ لِاَقْرَبَ مِنْ هٰذَا رَشَدًا ﴾

"اور انشاء اللہ (کہے) بغیر ہرگز کسی چیز کے متعلق (کچھ) نہ کہنا کہ میں اسے کل ضرور کروں گا۔ اور جب کبھی تو (انشاء اللہ کہنا) بھول جائے تو (جب یاد آ جائے) اپنے پروردگار کو یاد کر لے (یعنی انشاء اللہ کہہ لے) اور کہہ امید ہے کہ میرا پروردگار اس سے زیادہ حق سے قریب راستے کی جانب میری رہنمائی فرمائے گا"۔

یعنی ایسی چیز کی نسبت جس کے متعلق یہ لوگ تجھ سے پوچھیں ایسا نہ کہنا جس طرح تو نے (بغیر انشاء اللہ کہے کے) کہہ دیا تھا کہ میں تمہیں اس کے متعلق کل خبر دوں گا۔ اور جب کبھی تو بھول جائے تو اپنے پروردگار کو یاد کر لیا کر۔ اور اللہ تعالیٰ کے ارادے کی صورتوں کو اس سے علیحدہ کر دیا کر اور یہ کہہ دیا کر امید ہے کہ جس چیز کے متعلق تم نے مجھ سے سوال کیا ہے۔ اس سے بہتر راہ ہدایت مجھے میرا پروردگار بتا دے گا۔ کیونکہ تو نہیں جانتا کہ اس معاملے میں میں کیا کرنے والا ہوں۔

﴿ وَلَبِثُوْا فِيْ كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِيْنَ وَازْدَادُوْا تِسْعًا ﴾

"(وہ کہیں گے کہ) وہ اپنے درے میں تین سو سال رہے اور انہوں نے اس پر نو کی زیادتی کی۔ یعنی قریب میں وہ لوگ ایسا کہیں گے"۔

﴿ قُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوْا لَهٗ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَبْصِرْ بِهٖ وَاَسْمِعْ مَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا يُشْرِكُ فِيْ حُكْمِهٖ اَحَدًا ﴾

''کہہ دے۔ کہ اللہ اس (حالت یا مدت) کو زیادہ جاننے والا ہے جس میں وہ لوگ رہے۔ آسمانوں اور زمین کی چھپی ہوئی چیزیں اسی کی ملک ہیں وہ انہیں خوب دیکھتا سنتا ہے۔ اس کے سوائے ان کا کوئی سرپرست نہیں ہے۔ اور نہ اس کے حکم میں کوئی دخل دیتا ہے''۔

یعنی جن چیزوں کے متعلق ان لوگوں نے تجھ سے پوچھا ہے ان میں سے کوئی چیز بھی اس سے مخفی نہیں ہے۔

اور اس سیاح شخص کی نسبت جن کے متعلق انہوں نے آپ سے پوچھا تھا فرمایا:

﴿ وَيَسْأَلُونَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ قُلْ سَأَتْلُوا عَلَيْكُمْ مِنْهُ ذِكْرًا إِنَّا مَكَّنَّا لَهُ فِي الْأَرْضِ وَآتَيْنَاهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا فَأَتْبَعَ سَبَبًا ﴾

''اور لوگ تجھ سے ذوالقرنین کے متعلق دریافت کرتے ہیں تو کہہ دے ابھی میں تمہیں اس کا حال پڑھ کر سناتا ہوں ہم نے اسے زمین میں اقتدار دیا تھا اور ہر چیز کے ذریعے اس کو دے دیے تھے پس وہ ایک ذریعے کے پیچھے ہولیا''۔

یہاں تک کہ ان کے حالات کو آخر تک فرما دیا اور ذوالقرنین کے حالات یہ تھے کہ ان کو ایسی چیزیں دی گئی تھیں جو ان کے سوا کسی کو نہیں دی گئیں اور انہیں وسیع اسباب دیے گئے تھے یہاں تک کہ وہ زمین کے مشرقی اور مغربی شہروں تک پہنچ گئے۔ کسی ایسی سرزمین پر انہوں نے قدم نہیں رکھا جس کے رہنے والوں پر ان کا تسلط نہ ہو گیا ہو۔ جس سرزمین پر انہوں نے قدم رکھا اس کے رہنے والوں پر تسلط حاصل کر لیا یہاں تک کہ مشرق و مغرب کے ان مقاموں تک وہ پہنچ گئے جس کے پیچھے مخلوق خدا میں سے کوئی چیز نہ تھی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے حالات بیان کرنے والے ایک شخص نے عجمیوں سے ان علوم کی روایت بیان کی جن کو انہوں نے ورثے میں پایا تھا کہ ذوالقرنین مصر والوں میں کے ایک صاحب تھے جن کا نام مرزبان[1] ابن مرزبہ الیونانی تھا جو یونان بن یافث بن نوح کی اولاد میں سے تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے ثور بن یزید نے خالد بن معدان الکلاعی سے روایت بیان کی ہے اور وہ ایسے شخص تھے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت پائی تھی کہ رسول اللہ ﷺ سے ذوالقرنین کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا:

ملك مسح الارض من تحتها بالاسباب.

---

[1] سہیلی نے ان کا نام مرزبی زائے معجمہ سے اور ان کے والد کا مرذبہ ذال مفتوحہ سے لکھا ہے اور بہت کچھ اختلافات اس میں بتائے ہیں جو چاہے تفصیل وہاں دیکھے۔ (احمد محمودی)

''وہ ایک بادشاہ (یا فرشتہ) تھا) جس نے اسباب کے ذریعے زمین کو نیچے سے اس کی پیائش کی تھی یا زمین کو نیچے سے چھوا تھا''۔

اور خالد نے یہ بھی کہا کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو ''اے ذوالقرنین'' پکارتے سنا تو فرمایا۔ یا اللہ عیب پوشی! انبیاء کے نام رکھنے سے تم لوگوں کی تسلی نہ ہوئی کہ تم نے زبردستی فرشتوں کے بھی نام رکھ لئے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اللہ بہتر جانتا ہے کہ حقیقت میں ان میں سے کونسی بات تھی نہ معلوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا فرمایا یا نہیں غرض کہ اگر آپ نے یہ بات فرمائی ہے تو جو کچھ آپ نے فرمایا وہ حق ہے۔

ان لوگوں نے آپ سے روح کے متعلق جو پوچھا تھا اس کی نسبت اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا ﴾

''یہ لوگ تجھ سے روح کی نسبت پوچھتے ہیں۔ تو کہہ دے کہ روح میرے پروردگار کے حکم سے ہے (اس سے زیادہ تم اور کیا سمجھ سکتے ہو کیونکہ) حالت یہ ہے کہ بجز تھوڑے سے علم کے تمہیں دیا ہی کیا گیا ہے''۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ابن عباس کی روایت مجھ سے بیان کی گئی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو یہود کے عالموں نے کہا۔ اے محمد کیا تم نے اپنے کلام ''بجز تھوڑے سے علم کے دیا ہی کیا گیا ہے'' پر غور بھی کیا ہے۔ اس سے تمہارا روئے سخن ہماری جانب ہے یا اپنی قوم کی۔ تب۔ فرمایا کلا ایسا نہیں ہے۔ (یعنی میرا روئے سخن نہ خاص تمہاری جانب ہے نہ خاص اپنی قوم کی جانب بلکہ عام ہے) انہوں نے کہا تم اس کتاب میں جو تمہارے پاس آئی ہے پڑھتے ہو کہ ''ہمیں توراۃ دی گئی ہے جس میں ہر چیز کا بیان ہے''۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّهَا فِي عِلْمِ اللَّهِ قَلِيلٌ وَعِنْدَكُمْ فِي ذَٰلِكَ مَا يَكْفِيكُمْ لَوْ أَقَمْتُمُوهُ.

''اللہ کے علم (کے مقابلے) میں تو وہ بھی تھوڑی ہی ہے اور تمہارے پاس اس میں سے صرف اسی قدر ہے جو تمہارے لئے کافی ہوا گر تم نے اس کو سیدھا رکھا یا اس پر ہمیشگی کی''۔

(ابن اسحٰق نے) کہا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق جو انہوں نے آپ سے دریافت کیا تھا آپ پر نازل فرمایا:

﴿ وَلَوْ أَنَّ مَا فِي الْأَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ أَقْلَامٌ وَالْبَحْرُ يَمُدُّهُ مِنْ بَعْدِهِ سَبْعَةُ أَبْحُرٍ مَا نَفِدَتْ كَلِمَاتُ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴾

''درخت کی قسم میں سے جو جو چیز زمین میں ہے اگر وہ (سب چیزیں) قلم بن جائیں اور سمندر اس کے لئے روشنائی اور اس کے بعد اور سات مندر (اس مداد کی امداد کے لئے) ہوں تو (بھی) اللہ تعالیٰ کی باتیں ختم نہ ہوں بے شک اللہ بڑے غلبے والا اور حکمت والا ہے''۔

یعنی توراۃ بھی اس خدائی (وسیع) علم میں کا ایک حصہ ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ آپ کی قوم نے آپ سے جو اپنے فائدے کے لئے مطالبے کئے تھے کہ پہاڑوں کو چلایا جائے یا زمین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے یا ان کے باپ دادا میں سے جو لوگ مر چکے اور گزر چکے ہیں انہیں زندہ کیا جائے اس کی نسبت اللہ تعالیٰ نے آپ پر (یہ آیت) نازل فرمائی۔

﴿ وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِيْعًا ﴾

''اگر کوئی قرآن ایسا ہوتا جس کے ذریعے سے پہاڑوں کو چلایا گیا ہوتا یا اس کے ذریعے سے زمین کے ٹکڑے ٹکڑے کئے گئے ہوتے یا اس کے ذریعے مردوں سے بات کرائی گئی ہوتی (تو اس قرآن سے بھی ایسے تمام کام لئے جاتے لیکن معاملہ ایسا نہیں ہے) بلکہ حکومت سب کی سب اللہ (ہی) کی ہے''۔

یعنی ان میں سے کوئی بات (بھی) نہیں ہو سکتی جب تک میں نہ چاہوں۔ ان لوگوں نے آپ کی ذات کے لئے بعض چیزوں کے حاصل کر لینے کا مطالبہ کیا تھا کہ آپ اپنے لئے باغات۔ محلات اور خزانے حاصل کر لیں اور اپنے ساتھ ایک فرشتے کو لائیں کہ آپ جو کچھ کہیں وہ آپ کی تصدیق کرے اور آپ کی مدافعت کرے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے اقوال آپ پر نازل فرمائے:

﴿ وَ قَالُوْا مَا لِهٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَ يَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ لَوْلَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُوْنَ مَعَهٗ نَذِيْرًا اَوْ يُلْقٰۤى اِلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ تَكُوْنُ لَهٗ جَنَّةٌ يَّاْكُلُ مِنْهَا وَ قَالَ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا تَبٰرَكَ الَّذِيْۤ اِنْ شَآءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِّنْ ذٰلِكَ ﴾

''اور انہوں نے کہا کہ اس رسول کو کیا ہو گیا ہے کہ کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے اس کی جانب کوئی فرشتہ کیوں نہ اتارا گیا کہ وہ اس کے ساتھ (لوگوں کو) ڈرانے والا ہوتا یا اس کی جانب کوئی خزانہ ڈال دیا جاتا یا اس کے لئے کوئی باغ ہوتا کہ وہ اس میں سے کھاتا اور ظالموں نے تو کہہ دیا کہ (لوگو!) تم تو ایک سحر زدہ شخص کی پیروی کرتے ہو۔ دیکھ تو! انہوں نے

تیرے لئے کیسی کیسی مثالیں دیں۔ پھر وہ ایسے گمراہ ہوئے کہ کسی راہ (پر چلنے) کی وہ سکت نہیں رکھتے۔ برکت والی ہے وہ ذات جو اگر چاہے تو اس سے بہت اچھی چیزیں تیرے لئے مہیا کر دے''۔

یعنی ایسے بہترین حالات مہیا کر دے جو بازاروں میں چلنے اور معاش تلاش کرنے اور ان باغوں سے جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں اور تیرے لئے محلات بنا دینے سے بہتر ہوں اور آپ پر اسی بارے میں ان کا یہ قول نازل فرمایا:

﴿ وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّآ اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَ يَمْشُوْنَ فِي الْاَسْوَاقِ وَ جَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً اَتَصْبِرُوْنَ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيْرًا ﴾

''ہم نے تجھ سے پہلے رسولوں کو نہیں بھیجا مگر وہ بھی کھانا کھاتے اور بازاروں میں چلا پھرا کرتے تھے اور ہم نے تم میں کے بعضوں کو بعضوں کے لئے بلا بنا دیا ہے کیا تم (ہماری بنائی ہوئی اس بلا پر) صبر کرو گے۔ تمہارا پروردگار تو دیکھنے والا ہے ہی''۔

یعنی میں نے تم میں کے بعض کو بعضوں کے لئے بلا اس لئے بنایا ہے کہ تم صبر کرو اور اگر میں چاہتا کہ تمام دنیا کو اپنے رسولوں کے ساتھ ایسا کر دوں کہ وہ مخالفت نہ کریں تو کر دیتا۔

اور عبداللہ بن ابی امیہ نے جو کہا تھا اس کے متعلق آپ پر (یہ) نازل فرمایا:

﴿ وَ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِي السَّمَآءِ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴾

''اور انہوں نے کہا کہ ہم تو تجھ پر ہرگز ایمان نہ لائیں گے یہاں تک کہ تو ہمارے لئے زمین میں سے چشمے جاری کر دے یا تیرے لئے کھجوروں اور انگوروں کا کوئی باغ ہو اور پھر تو اس میں بہت سے چشمے بہا دے یا جس طرح تو نے دعویٰ کیا ہے آسمان کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے (بطور عذاب کے) ہم پر گرا دے۔ یا اللہ اور فرشتوں کو ہمارے سامنے لے آئے یا تیرے لئے کوئی سنہری مکان بن جائے یا تو آسمان میں چڑھ جائے اور ہم تیرے چڑھنے پر ہرگز ایمان نہ لائیں گے یہاں تک کہ تو ہم پر ایک کتاب اتار لائے کہ ہم اسے پڑھیں۔ تو کہہ دے کہ میرا پروردگار تو (ہر قسم کی مجبوری سے) پاک ہے (وہ جو چاہے کر سکتا ہے مگر) کیا میں بشر اور رسول کے سوا (کچھ اور) ہوں''۔

ابن ہشام نے کہا کہ ینبوع اس پانی کو کہتے ہیں جو زمین وغیرہ سے ابلے اور اس کی جمع ینابیع ہے۔ابن ہرمۃ نے جس کا نام ابراہیم بن عبدالفہری ہے کہا ہے۔

وَاِذَا هَرَقْتَ بِكُلِّ دَارٍ[1] عَبْرَةً نُزِفَ الشُّئُوْنُ وَدَمْعُكَ الْيُنْبُوْعُ

اور جب تو ہر گھر میں ایک ایک آنسو بہائے تو (تیری) آنکھوں کے گوشے تو سوکھ جائیں گے لیکن تیرے آنسو تو اُبلے جارہے ہوں گے۔

یہ بیت اس کے ایک قصیدے میں کی ہے اور کسف کے معنی عذاب کے ٹکڑوں کے ہیں اس کا واحد کسفۃ ہے۔سدرۃ اور سدر کی طرح اور وہ کسف کا واحد بھی ہے اور قبیل کے وہی معنی ہیں جو مقابلہ کے ہیں۔مقابلۃ ومعاینۃ ایک ہی معنی میں کہا جاتا ہے اس کے معنی وہی ہیں جو" يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ قُبُلاً" کے ہیں۔یعنی عیاناً آنکھوں کے سامنے۔روبرو۔ابوعبیدہ نے اعشیٰ بن قیس بن ثعلبہ کا یہ شعر مجھے بنایا۔

اَصَالِحُكُمْ حَتّٰى تَبُوْؤُا بِمِثْلِهَا كَصَرْخَةِ حُبْلٰى يَسَّرَتْهَا قَبِيْلُهَا

میں تم سے صلح کرنے میں پیش قدمی کرتا ہوں تا کہ تم بھی اسی کے سے (سلوک) کے اہل بن جاؤ۔

یعنی صلح کے لئے تیار ہو جاؤ جس طرح حاملہ کی چیخ پکار کے وقت اس کی قابلہ اس کے لئے آسانی پیدا کر دیتی ہے۔قابلہ کو اسی لئے قابلہ کہا جاتا ہے کہ وہ حاملہ کے روبرو ہوتی ہے یا اس لئے کہ وہ اس کے بچے کی کفیل اور ضامن ہوتی ہے۔اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔اور قبیل کے معنی جماعت کے بھی ہیں۔جس کی جمع قبل ہے اللہ تعالیٰ کی کتاب میں ہے۔"وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلاً" ہر چیز کو جماعت جماعت بنا کر ہم نے ان کے پاس پیش کر دیا۔پس قبل قبیل کی جمع ہے۔جیسے سبل سبیل کی اور سرر سریر کی اور قمص قمیص کی اور قبیل کا لفظ کہاوت میں بھی استعمال ہوا ہے۔وہ کہتے ہیں"مَا يُعْرَفُ قَبِيْلاً مِنْ دَبِيْرٍ" وہ شخص آنے والے اور جانے والے میں تمیز نہیں کرتا۔کمیت بن زید نے کہا ہے۔

تَفَرَّقَتِ الْاُمُوْرُ بِوَجْهَتَيْهِمْ فَمَا عَرَفُوا الدَّبِيْرَ مِنَ الْقَبِيْلِ

معاملے (ادھر ادھر) ان کی دونوں جانب ایسے پھیل گئے کہ وہ آنے والے اور جانے والے کو نہ پہچان سکے۔

اور یہ بیت اس کے قصیدے کی ہے۔

---

[1] (الف ب) میں دار اور (ج د) میں واد ہے۔(احمد محمودی)

کہا جاتا ہے کہ شاعر کی مراد اس دبیر و قبیل سے رسی کا بٹنا ہے جو رسی ہاتھ کی جانب (یعنی اوپر کی طرف) بٹی جائے اس کو قبیل اور جو انگلیوں کی جانب بٹی جائے اس کو دبیر کہتے ہیں اور یہ اسی اقبال و ادبار سے مشتق ہے جس کا ذکر میں نے کر دیا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اس سے مراد تکلے کی بافت ہے۔ جب زانو کی جانب بٹی جائے تو وہ قبیل اور جب کولھے کی جانب بٹی جائے تو وہ دبیر کہلاتی ہے اور قبیل کے معنی آدمی کے قبیلے کے بھی ہیں اور زخرف کے معنی ذہب کے ہیں۔ یعنی سونا اور مزخرف کے معنی مزین بالذہب یعنی طلائی۔

عجاج نے کہا ہے۔

مِنْ طَلَلٍ اَمْسٰى تَخَالُ الْمُصْحَفَا رُسُوْمَهٗ وَالْمُذْهَبَ الْمُزَخْرَفَا

اس کھنڈر کے سنہری اور طلا کار نقش و نگار شام کے وقت مصحف کے سے معلوم ہوتے ہیں۔

اور یہ دونوں بیتیں[1] اس کے بحر رجز کے ایک قصیدے کی ہیں اور ہر زینت والی چیز کو بھی مزخرف کہا جاتا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ان لوگوں نے کہا تھا کہ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ تمہیں یمامہ کا رہنے والا کوئی شخص تعلیم دیتا ہے جس کا نام رحمٰن ہے۔ ہم تو اس پر ہرگز ایمان نہیں لائیں گے۔ اس کے متعلق اس نے آپ پر وحی نازل فرمائی۔

﴿ كَذٰلِكَ اَرْسَلْنٰكَ فِيْۤ اُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَاۤ اُمَمٌ لِّتَتْلُوَا۟ عَلَيْهِمُ الَّذِيْۤ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ قُلْ هُوَ رَبِّيْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ مَتَابِ ﴾

''اسی طرح ہم نے تجھے ایسی قوم میں بھیجا ہے جس سے پہلے بہت سی قومیں گزر چکی ہیں۔ تاکہ تو ان کو وہ چیزیں پڑھ کر سنائے جن کی وحی ہم نے تیری جانب کی ہے حالانکہ وہ رحمٰن کا انکار کرتے ہیں (اے نبی) کہہ دے کہ وہ تو میرا پروردگار ہے۔ اس کے سوا تو کوئی معبود ہی نہیں۔ میں نے اسی پر بھروسا کیا ہے اور اسی کی جانب لوٹ کر جانا ہے''۔

اور مردود خدا ابوجہل بن ہشام کی باتوں اور جو اس نے آپ کے ساتھ ارادہ کیا تھا اس کے متعلق آپ پر اتارا:

﴿ اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يَنْهٰى عَبْدًا اِذَا صَلّٰى اَرَءَيْتَ اِنْ كَانَ عَلَى الْهُدٰۤى اَوْ اَمَرَ بِالتَّقْوٰى اَرَءَيْتَ اِنْ

---

[1] طحطاوی نے لکھا ہے کہ اس کو مشطور الرجز سے لیا جائے تو دو بیتیں ہو سکتی ہیں ورنہ دونوں مصرع مل کر بیت ایک ہی ہے۔ (احمد محمودی)

كَذَّبَ وَتَوَلّٰى اَلَمْ يَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰى كَلَّا لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ فَلْيَدْعُ نَادِيَهٗ سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ كَلَّا لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ﴾

''کیا تو نے اس شخص کے متعلق غور کیا ہے۔ جو روکتا ہے ایک بندے کو جب وہ نماز پڑھتا ہے۔ کیا تو نے غور کیا ہے کہ اگر وہ سیدھی راہ پر ہوتا یا (اس نے پرہیزگاری کا حکم دیا ہوتا (تو کس قدر بہتر ہوتا۔ اے مخاطب ذرا) تو یہ تو بتا کہ اگر اس نے جھٹلایا اور روگردانی کی تو کیا وہ (یہ بات بھی) نہیں جانتا کہ اللہ دیکھ رہا ہے۔ اگر وہ یوں نہیں باز آیا تو ہم ضرور اس کی پیشانی کے بال پکڑ کر سختی سے کھینچیں گے وہ پیشانی جو جھوٹی (اور) خطا کار ہے۔ تو اس کو چاہئے کہ وہ اپنی مجلس (والوں) کو پکارلے اور ہم (بھی) زبانیہ (دوزخ کے منتظمین) کو بلائیں گے۔ (پھر وہ دیکھے کہ غالب کون رہتا ہے)۔ خبردار (اے میرے بندے) اس کی بات نہ مان اور سجدہ کر اور (مجھ سے) نزدیک ہوتا چلا جا''۔

ابن ہشام نے کہا۔ لنسفعا کے معنی لنجذبن اور لناخذن کے ہیں۔ یعنی ہم ضرور پکڑیں گے اور کھینچیں گے۔ شاعر نے کہا ہے۔

قَوْمٌ اِذَا سَمِعُوا الصُّرَاخَ رَاَيْتَهُمْ مِنْ بَيْنِ مُلْجِمِ مُهْرِهٖ اَوْ سَافِعِ

وہ لوگ ایسے ہیں کہ جب انہوں نے کسی فریاد کی آواز سنی تو تو دیکھے گا وہ دو حالتوں کے درمیان ہوں گے اپنے بچھیرے کو لگام دے رہے ہوں گے یا اس کی ایال پکڑے ہوئے۔

یعنی فوری امداد کے لئے یا تو ایال کے بال پکڑ کر سوار ہو جائیں گے یا لگام چڑھا کر بغیر زین کے فوراً نکل جائیں گے۔

اور نادی کے معنی اس مجلس کے ہیں جس میں لوگ جمع ہوتے اور اپنے معاملوں کا فیصلہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی کتاب میں ہے:

﴿ وَتَاْتُوْنَ فِيْ نَادِيْكُمُ الْمُنْكَرَ ﴾

''تم اپنی مجلسوں میں برے کاموں کے مرتکب ہوتے ہو اور ندی کے بھی یہی معنی ہیں''۔

عبید الابرص نے کہا ہے۔

اِذْهَبْ اِلَيْكَ فَاِنِّيْ مِنْ بَنِيْ اَسَدٍ اَهْلِ النَّدِيِّ وَ اَهْلِ الْجُوْدِ وَالنَّادِيْ

اے جا اپنا راستہ لے میں بنی اسد میں کا ہوں جو سخی مجلسوں والے اور مجلسوں میں جمع ہو کر مشوروں سے کام کرنے والے ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ کی کتاب میں ہے:

"وَ اَحْسَنُ نَدِيًّا" وہ مجلس کے لحاظ سے بہترین ہے اور اس کی جمع اندیہ ہے فرماتا ہے۔

"فَلْيَدْعُ (اهل) نَادِيَهُ" پس چاہئے کہ وہ اپنی مجلس (والوں) کو پکارے۔ جس طرح فرمایا:

"وَاسْئَلِ الْقَرْيَة" بستی (والوں) سے پوچھ۔ مراد اہل قریہ یعنی بستی والے ہیں۔ بنی سعد بن زید مناۃ بن تمیم کے شاعر سلامۃ[1] بن جندل نے کہا ہے۔

يَوْمَانِ يَوْمُ مَقَامَاتٍ وَاَنْدِيَةٍ وَيَوْمُ سَيْرٍ اِلَى الْاَعْدَاءِ تَاوِيْب

دن دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک دن تو مقام کرنے اور مجلسوں میں بیٹھنے کا ہوتا ہے اور ایک دن دشمنوں کی جانب (حملہ کرنے کے لئے) چلنے اور سارا دن چلنے رہنے کا ہوتا ہے۔

یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔

کمیت بن زید نے کہا ہے۔

لَا مَهَاذِيْرِ فِي النَّدِيِّ مَكَاثِي روَلَا مُصْمِتِيْن بِالْاِفْحَام

وہ لوگ نہ مجلس میں بکواس کرنے والے اور بڑے باتونی ہیں اور نہ گفتگو سے عاجز ہونے کے سبب سے یا کسی کے غلبے کی وجہ سے خاموش رہنے والے ہیں۔

یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے اور نادی ہم نشینوں کو بھی کہا جاتا ہے۔

اور زبانیہ کے معنی درشت خو جھلا اور سخت کے ہیں اور یہاں اس سے مراد دوزخ کے منتظمین ہیں۔ اور دنیا میں زبانیہ کے معنی معین اور مددگار کے ہیں جو کسی شخص کی خدمت بجالاتے اور امداد کرتے ہیں۔ اس کا واحد زبنیۃ ہے۔

ابن الزبعری نے کہا ہے۔

مَطَاعِيْمُ فِي الْمُقْرَى مَطَاعِيْنُ فِي الْوَغى زَبَانِيَةٌ غُلْبٌ عِظَامٌ حُلُوْمُهَا

ضیافتوں میں کھانا کھلانے والے جنگوں میں نیزہ باز خدمت گذار۔ جھلے۔ بڑی عقلوں والے۔

کہتا ہے کہ وہ لوگ بدمزاج ہیں۔ یہ بیت اس کی ابیات میں کی ہے اور صخر بن عبداللہ الہذلی نے جو صخر الغی کہلاتا تھا کہا ہے۔

وَمِنْ كَبِيْرٍ[2] نَفَرٌ زَبَانِيَهْ

---

[1] (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی) [2] (الف) میں کثیر ہے۔ (احمد محمودی)

بنی کبیر میں سے بھی چند لوگ ہیں جو خدمت گزار ہیں۔

یہ بیت اس کی بیتوں میں کی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب مشرکوں نے اپنے مال رسول اللہ ﷺ پر پیش کئے تو اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے آپ پر نازل فرمایا:

﴿ قُلْ مَا سَأَلْتُكُمْ مِّنْ أَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى اللَّهِ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ﴾

''اے نبی کہہ دے کہ جو کچھ اجر میں نے تم سے طلب کیا وہ تمہارے ہی لئے ہے۔ میرا اجر تو اللہ کے سوا اور کسی پر نہیں وہ ہر چیز کے پاس حاضر ہے''۔

اور جب رسول اللہ ﷺ کے پاس وہ سچی چیز آئی جس کو انہوں نے پہچان لیا اور آپ کے بیان کی سچائی کو بھی جان لیا اور جب انہوں نے مختلف سوالات آپ سے کئے اور آپ نے جو غیبی باتیں ان کے سامنے بیان کیں۔ ان اہم خبروں کی سچائی کو بھی جان لیا تو ان کے حسد نے آپ کی پیروی اور تصدیق سے انہیں روک دیا۔ اس کے بعد انہوں نے اللہ کے مقابلے میں سرکشی کی اور اس کے احکام کو کھلم کھلا ترک کیا اور جس کفر میں وہ مبتلا تھے اس پر اڑے رہے۔ اور ان میں سے بعض نے تو کہا۔

﴿ لَا تَسْمَعُوا لِهَٰذَا الْقُرْآنِ وَالْغَوْا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُونَ ﴾

''تم اس قرآن کو سنو ہی نہیں اور اس (کی تلاوت کے وقت) میں چیخ پکار کیا کرو کہ شاید تم غالب آجاؤ''۔

یعنی اس کو بھی بے معنی اور غلط چیزوں کی طرح سمجھو اور اسے ہنسی میں اڑا دو تو شاید تم اس تدبیر سے اس پر غالب آؤ گے۔ اور اگر تم نے اس سے مناظرہ کیا یا اس سے دلیل حجت کی تو وہ تم پر غالب آجائے گا ایک روز ابوجہل نے رسول اللہ ﷺ کو اور اس سچی بات کو جس کو آپ لائے تھے ہنسی میں اڑانے کے لئے کہا کہ اے گروہ قریش! محمد کا دعویٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وہ لشکر جو تم کو آگ میں عذاب دے گا اور تم کو اس میں گرفتار رکھے گا اس کی تعداد فقط انیس ہے اور تم لوگ تو گنتی میں سب لوگوں سے بڑھے ہوئے ہو۔ پس تم میں کے ایک ایک سو آدمی تو ان میں کے ایک ایک شخص کو عاجز[1] کر ہی دیں گے تو اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے آپ پر اپنا قول نازل فرمایا:

﴿ وَمَا جَعَلْنَا أَصْحَابَ النَّارِ إِلَّا مَلَائِكَةً وَمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ إِلَّا فِتْنَةً لِّلَّذِينَ كَفَرُوا ﴾

---

[1] (الف) میں افیعجز ہے۔ یعنی کیا تم میں کے ایک ایک سو آدمی ان میں کے ایک ایک کو عاجز کر دیں گے؟ (احمد محمودی)

''دوزخ کے منتظمین فرشتوں کے سوا کسی اور کو ہم نے نہیں بنایا ہے اور جن لوگوں نے کفر کیا ہے ان کے لئے ان (فرشتوں) کی تعداد کو بھی بجز فتنہ و امتحان کے اور کچھ نہیں بنایا آخر قصہ تک''۔

جب ان میں سے بعض نے بعض سے یہ باتیں کہیں تو رسول اللہ ﷺ نماز میں بلند آواز سے قرآن کی تلاوت فرماتے' وہ لوگ آپ کے پاس سے ادھر ادھر ہو جاتے اور اس کے سننے سے انکار کرتے اور ان میں سے کوئی شخص رسول اللہ ﷺ کے نماز پڑھنے کے وقت آپ کی تلاوت قرآن میں سے کچھ سننا چاہتا تو وہ ان لوگوں سے ڈر کر ان سے چھپ کر آتا اور ان سے الگ ہو کر سنتا تھا اور جب بھی دیکھ لیتا کہ ان لوگوں کو اس کے سننے کی اطلاع ہے تو وہ ان کی ایذا رسانی کے ڈر سے فوراً چلا جاتا اور آپ کی تلاوت کو سن نہ سکتا اور اگر رسول اللہ ﷺ اپنی آواز پست رکھتے اور سننے والا یہ سمجھتا کہ دوسرے لوگ آپ کی قرأت میں سے کچھ نہیں سن رہے ہیں اور ان کے سنے بغیر یہ کچھ نہ کچھ سن سکتا ہے تو وہ آپ کی تلاوت کی جانب کان لگا دیتا تا کہ آپ کی کوئی نہ کوئی بات سن لے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عمرو بن عثمان کے غلام داؤد بن الحصین نے بیان کیا کہ ابن عباس کے غلام عکرمہ نے ان سے بیان کیا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما[1] نے ان سے بیان کیا کہ یہ آیت:

﴿ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ﴾

''تو اپنی نماز نہ بلند آواز سے پڑھ اور نہ اس کو پست آواز سے ادا کر (بلکہ) ان دونوں کی درمیانی ایک راہ اختیار کر''۔

انہیں لوگوں کے سبب سے اتری' فرماتا ہے کہ اپنی نماز نہ بلند آواز سے پڑھ کہ سننے والے لوگ تیرے پاس سے ادھر ادھر ہو جائیں اور نہ ایسی پست آواز سے کہ جو شخص دوسروں سے الگ ہو کر ان کی آنکھ بچا کر سننا چاہے وہ بھی نہ سن سکے تا کہ وہ تائب ہو اور جو کچھ سنے اس سے مستفید ہو (رسول اللہ ﷺ کی جہری قرأت کے بعد پہلا شخص جس نے مکے میں قریش کے درمیان بلند آواز سے تلاوت کی)۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے یحییٰ بن عروۃ بن الزبیر نے اپنے والد سے روایت بیان کی۔ انہوں نے کہا پہلا شخص جس نے رسول اللہ ﷺ کے بعد مکہ میں بلند آواز سے قرآن کی تلاوت کی وہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ[2] ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ کے صحابہ جمع ہوئے اور انہوں نے کہا کہ قریش نے

---

۱ (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

۲ (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)۔

اس قرآن کو اپنے سامنے بلند آواز سے پڑھتے ہوئے کبھی نہ سنا۔ پس ایسا کون شخص ہے جو انہیں قرآن سنائے تو عبداللہ ابن مسعود نے کہا میں (یہ کام انجام دیتا ہوں) سب نے کہا۔ ہمیں ان سے تم پر خوف ہے۔ ہم تو ایسا شخص چاہتے ہیں جو خاندان والا ہو کہ اگر ان لوگوں نے اس کے ساتھ کوئی بدسلوکی کرنا چاہی تو اس کا خاندان اس کی ان سے حفاظت کر سکے۔ ابن مسعود نے کہا مجھے چھوڑ دو۔ اللہ تعالیٰ خود میری حفاظت فرمائے گا۔ راوی نے کہا کہ جب دوسرے دن کی صبح ہوئی تو ابن مسعود دن چڑھے مقام (ابراہیم) کے پاس ایسے وقت آئے جبکہ قریش اپنی مجلسوں میں تھے اور مقام (ابراہیم) کے پاس کھڑے ہو گئے۔ پھر بلند آواز سے پڑھنا شروع کیا۔ ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الرحمٰن علم القرآن۔ پھر اس کو آگے (تک) پڑھتے چلے گئے۔ راوی نے کہا کہ انہوں نے اس کو غور سے سنا پھر کہنے لگے۔ ابن ام عبد نے کیا کہا۔ راوی نے کہا۔ ان سبھی نے کہا کہ وہ تو وہی پڑھتا ہے جو محمد (ﷺ)[1] لایا ہے۔ پس وہ سب کے سب اس کی جانب اٹھ کھڑے ہوئے اور ان کے منہ پر مارنے لگے اور وہ برابر پڑھتے چلے گئے یہاں تک کہ اس سورۃ کے اس حصے تک پہنچ گئے جس تک اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ پھر اپنے ساتھیوں کی جانب اس حالت سے لوٹ آئے کہ ان کے چہرے پر انہوں نے نشانات ڈال دیے تھے۔ ابن مسعود کے ساتھیوں نے ان سے کہا کہ اسی چیز کا ہمیں تم پر ڈر تھا۔ انہوں نے کہا کہ آج دشمنان خدا میری نظروں میں جتنے ذلیل ہیں اتنے ذلیل وہ کبھی نہ تھے اور اگر تم چاہو اسی طرح ان کے پاس کل سویرے بھی پہنچوں۔ انہوں نے کہا نہیں تمہارے لئے یہی کافی ہے۔ تم نے انہیں وہ باتیں سنا دیں جن کو وہ ناپسند کرتے ہیں۔

قریش کا نبی ﷺ کی قرأت سننے کا حال

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے محمد بن مسلم بن شہاب الزہری نے بیان کیا کہ ان سے بیان کیا گیا ابوسفیان بن حرب اور ابوجہل بن ہشام اور الاخنس بن شریق بن عمرو اور ابن وہب الثقفی بنی زہرہ کا حلیف یہ سب کے سب ایک رات رسول اللہ ﷺ کی (اس) تلاوت سننے کے لئے نکلے جو آپ اپنے گھر میں رات کو نماز میں کیا کرتے تھے اور ان میں کے ہر ایک شخص نے ایک ایک جگہ لی اور وہاں بیٹھا سنتا رہا اور ان میں کا ہر ایک شخص دوسرے سے بے خبر تھا۔ انہوں نے اسی سننے میں رات گزار دی یہاں تک کہ جب صبح ہوئی تو ہر ایک الگ الگ چلا لیکن راستے نے ان سب کو ایک جگہ جمع کر دیا تو ان میں کا ہر ایک دوسرے پر ملامت

---

[1] (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

کرنے لگا اور ان میں سے ہر ایک نے دوسرے سے (یہ) کہا کہ دیکھو دوبارہ ایسا نہ کرنا کیونکہ اگر تمہارے بعض بے وقوف تمہیں دیکھ لیں تو تم ان کے دلوں میں بڑی اہمیت پیدا کر دو گے۔

پھر وہ سب کے سب لوٹ گئے اور جب دوسری رات ہوئی ان میں کا ہر شخص اپنی جگہ واپس آیا اور آپ کی تلاوت سننے میں رات گزار دی اور جب صبح ہوئی تو ہر ایک الگ الگ چلا گیا لیکن راستے نے ان سب کو ایک جگہ جمع کر دیا تو ان میں کے ہر ایک نے دوسرے سے ویسی ہی کہا جیسا کہ پہلی مرتبہ کہا تھا اور وہ سب لوٹ گئے اور جب تیسری رات ہوئی تو ان میں کے ہر شخص نے اپنی جگہ لی اور آپ کی تلاوت سنتے ہوئے رات گزاری پھر جب صبح ہوئی تو ہر شخص الگ الگ چلا گیا اور راستے نے انہیں پھر (ایک جگہ) جمع کر دیا تو ان میں کے ہر ایک نے دوسرے سے کہا کہ ہماری یہ عادت چھوٹے گی نہیں۔ یہاں تک کہ ہم عہد (نہ) کر لیں کہ دوبارہ ہم ایسا نہیں کریں گے یہاں تک کہ انہوں نے اس بات پر آپس میں عہد کیا اور ادھر ادھر چلے گئے۔ پھر جب صبح ہوئی تو الاخنس بن شریق نے اپنی لاٹھی لی اور ابوسفیان کے پاس ان کے گھر آیا اور کہا کہ اے ابوحنظلۃ! محمد سے جو کچھ تم نے سنا ہے اس کے متعلق اپنی رائے ظاہر کرو۔ انہوں نے کہا اے ابوثعلبہ! واللہ میں نے بہت سی باتیں سنیں جن کو میں جانتا ہوں اور ان سے مراد کیا ہے' اس کو بھی جانتا ہوں۔ اور بہت سی باتیں ایسی بھی سنیں جن کے نہ معنی جانتا ہوں اور نہ اس کی مراد سے واقف ہوں۔ الاخنس نے کہا کہ میں بھی اسی ذات کی قسم کھاتا ہوں جس کی قسم تم نے کھائی ہے کہ حالت یہی ہے۔ راوی نے کہا کہ پھر وہ ان کے پاس سے اٹھا اور ابوجہل کے پاس آیا اور اس کے پاس اس کے گھر میں پہنچا اور کہا۔ اے ابوالحکم! محمد سے تم نے جو کچھ سنا اس کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے۔ اس نے کہا میں نے کیا سنا؟ ہم میں اور بنی عبد مناف میں علو مرتبت میں کھینچا تانی ہوئی۔ انہوں نے کھانا کھلایا۔ ہم نے بھی کھانا کھلایا انہوں نے لوگوں کو سواریاں دیں ہم نے بھی دیں۔ انہوں نے سخاوت کی ہم نے بھی کی یہاں تک کہ جب ہم گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے (یعنی خوب کشمکش کی) اور دونوں کی حالت شرط کے دو گھوڑوں کی سی ہوگئی تو انہوں نے کہا کہ ہم میں ایک نبی ہے جس کے پاس آسمان سے وحی آتی ہے پس جب ہم ایسی حالت دیکھ رہے ہیں تو واللہ! ہم اس پر کبھی بھی ایمان نہیں لائیں گے اور نہ اس کو سچا جانیں گے۔ راوی نے کہا کہ پھر الاخنس اس کے پاس سے اٹھ کھڑا ہوا اور اس کو چھوڑ کر چلا گیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ ان لوگوں کے سامنے قرآن کی تلاوت فرماتے اور انہیں اللہ کی جانب دعوت دیتے تو وہ اس پر ٹھٹھے لگاتے اور کہتے کہ تو جس جانب ہمیں بلاتا ہے اس کی جانب (مائل ہونے) سے ہمارے دل محفوظ ہیں۔ تو جو کچھ کہتا ہے ہم اسے سمجھتے ہی نہیں۔ اور ہمارے کانوں میں گرانی ہے

کہ جو کچھ تو کہتا ہے ہم اسے سنتے ہی نہیں اور ہمارے اور تیرے درمیان ایک پردہ ہے جو ہمارے اور تیرے درمیان حائل ہے پس تو اس طریقے پر عمل کرتا رہ جس پر تو ہے اور ہم اس طریقے پر عمل کرتے رہیں گے جس پر ہم ہیں۔ ہم تیری کوئی بات نہیں سمجھتے۔ پس اس بارے میں ان کا قول اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا:

﴿ وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَ بَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا (اِلٰى قَوْلِه) وَاِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِى الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا ﴾

''اور جب تو نے قرآن پڑھا تو ہم نے تیرے اور ان لوگوں کے درمیان' جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے ایک مخفی پردے کی آڑ کر دی' اور جب تو نے قرآن میں صرف اپنے پروردگار یکتا کا ذکر کیا تو وہ نفرت سے اپنی پیٹھوں کی جانب لوٹ گئے''۔

یعنی آپ نے جو اپنے پروردگار کی یکتائی بیان کی اس کو وہ کیسے سمجھیں گے جبکہ میں نے ان کے دلوں پر پردے ڈال دیے ہیں اور ان کے کانوں میں گرانی ہے اور تیرے اور ان کے درمیان انہیں کے دعویٰ کے لحاظ سے پردہ ہے یعنی میں نے ایسا نہیں کیا ہے یعنی پردہ میں نے نہیں ڈالا ہے:

﴿ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَسْتَمِعُوْنَ بِهٖٓ اِذْ يَسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ وَاِذْ هُمْ نَجْوٰٓى اِذْ يَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ﴾

''ہم اس طریقے کو خوب جانتے ہیں جس طریقے سے وہ سنتے ہیں جب کہ وہ تیری جانب اپنے کان لگاتے ہیں اور اس حالت کو بھی ہم خوب جانتے ہیں جبکہ وہ (ایک دوسرے سے گفتگو کرتے وقت سرتاپا) سرگوشی بن جاتے ہیں جبکہ یہ ظالم کہتے ہیں کہ تم تو بس ایک سحرزدہ کی پیروی کرتے ہو''۔

یعنی ہم نے تجھ کو جو چیز دے کر ان کی جانب بھیجا ہے اس کو ترک کرنے کی یہ وہ نصیحت ہے جو وہ ایک دوسرے کو کرتے ہیں۔

﴿ اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ﴾

''دیکھ تو! تیرے لئے انہوں نے کیسی کیسی مثالیں کہیں جس کے نتیجے میں وہ گمراہ ہو گئے اور راستے پر چلنے کی قدرت بھی نہیں رکھتے''۔

یعنی آپ کے متعلق انہوں نے غلط مثالیں دیں اس لئے وہ اس (قرآن) کے ذریعے نہ ہدایت حاصل کر سکتے ہیں اور نہ اس کے بارے میں ان کی کوئی بات ٹھیک ہے۔

﴿ وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّ رُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ﴾

’’اور انہوں نے کہا کہ کیا جب ہم ہڈیاں اور (وہ بھی) بوسیدہ اور چورا ہو جائیں گی تو کیا ہم ضرور نئی خلقت میں اٹھائے جائیں گے‘‘۔

یعنی تو ہمیں یہ خبر دیتے آیا ہے کہ ہمارے مرنے اور ہڈیاں (ہو کر رہ جانے) اور (ان کے) بوسیدہ اور چورا ہو جانے کے بعد ہم قریب میں اٹھائے جائیں گے جو ہو ہی نہیں سکتا ہے۔

﴿قُلْ كُوْنُوْا حِجَارَةً اَوْ حَدِيْدًا اَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ فِيْ صُدُوْرِكُمْ فَسَيَقُوْلُوْنَ مَنْ يُّعِيْدُنَا قُلِ الَّذِيْ فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ﴾

’’تو کہہ دے کہ تم پتھر ہو جاؤ یا لوہا ہو جاؤ یا ایسی مخلوق جو تمہارے دلوں میں بہت بڑی معلوم ہو۔ پھر تو وہ فوراً ہی کہیں گے کہ ہمیں دوبارہ کون پیدا کرے گا۔ تو کہہ دے کہ وہ جس نے تم کو پہلی مرتبہ کیا‘‘۔

یعنی جس نے تم کو اس چیز سے پیدا کیا جس کو تم جانتے ہو اس کے لئے تم کو مٹی سے پیدا کرنا کچھ اس سے زیادہ دشوار نہیں ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا مجھ سے عبداللہ بن ابی نجیح نے مجاہد سے اور انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما[1] سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے ان سے اللہ تعالیٰ کے قول۔ اَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ فِيْ صُدُوْرِكُمْ کے متعلق دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے کیا مراد لی ہے تو انہوں نے کہا اس سے مراد موت ہے۔

کمزور مسلمانوں پر مشرکوں کا ظلم و ستم

ابن اسحٰق نے کہا کہ مشرکوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان صحابیوں پر جنھوں نے اسلام اختیار کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی ظلم و ستم ڈھائے اور ہر قبیلے نے اپنے میں کے مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ انہیں بند رکھنے لگے اور انہیں بھوکے رکھنے اور پیاسے رکھنے اور تپتی ہوئی زمین (پر لٹا کر) انہیں تکلیفیں دینے لگے۔ ان میں سے بعض تو ان سخت آفتوں کے سبب سے اس فتنہ انگیزی میں پھنس جاتے اور ان میں کے بعض ان کے مقابلے میں سختیوں کو برداشت کر لیتے اور اللہ تعالیٰ انہیں ان سے بچالیتا ابو بکر رضی اللہ عنہ[2] کے آزاد کردہ غلام بلال رضی اللہ عنہ[3] کی حالت یہ تھی۔ کہ وہ بنی جمح میں کے ایک شخص کے پروردہ غلاموں سے تھے۔ ان کا نام بلال بن

---

[1] (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)۔ [2] (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

[3] (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

رباح تھا اور ان کی والدہ کا نام حمامۃ۔ آپ پاک دل اور اسلام کی صداقت سے پر تھے۔ جب دوپہر کی گرمی خوب تیز ہوتی تو امیۃ ابن خلف بن وہب بن حذافہ بن جمح آپ کو لے کر نکلتا اور مکہ پتھریلے مقام پر آپ کو چت لٹا دیتا اور کسی بڑی چٹان کے لانے کا حکم دیتا اور وہ آپ کے سینے پر رکھ دی جاتی۔ پھر وہ آپ سے کہتا کہ تو اسی حالت میں رہے گا یہاں تک کہ مر جائے یا محمد سے انکار کرے اور لات وعزیٰ کی پوجا کرے۔ آپ اس آفت میں (بھی) احد احد کہتے رہتے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے روایت بیان کی انہوں نے کہا کہ ورقہ بن نوفل ان کے پاس سے ایسی حالت میں گزرتے کہ وہ اس طرح کی تکلیف میں مبتلا تھے اور وہ احد احد کہے جا رہے تھے تو ورقہ کہتے۔ واللہ اے بلال وہ ایک (ہی) ہے ایک (ہی) ہے پھر امیہ بن خلف اور بنی جمح کے ان لوگوں سے مخاطب ہوتے اور کہتے ہیں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر تم نے اس کو اسی حالت میں مار ڈالا تو میں اس کی قبر کو مقام رحمت بنالوں گا اور اس سے برکتیں حاصل کرتا رہوں گا ایک روز ان کے پاس سے ابوبکر رضی اللہ عنہ[1] گزرے اور وہ لوگ ان کے ساتھ وہی سلوک کر رہے تھے۔ اور ابوبکر کا گھر بنی جمح کے قبیلے ہی میں تھا تو آپ نے امیۃ بن خلف سے کہا کہ کیا تو اس بے چارے کے بارے میں اللہ سے نہیں ڈرتا آخر یہ کب تک۔ اس نے کہا تمہیں نے تو اس کو بگاڑا ہے جو مصیبت تم دیکھ رہے ہو (تمہیں) اس سے اس کو چھڑالو تا تو ابوبکر نے کہا اچھا میں (ہی) انہیں چھڑائے لیتا ہوں۔ میرے پاس ایک سیاہ غلام ہے جو ان سے زیادہ مضبوط اور تیرے لئے دین پر پوری قوت سے قائم ہے میں اسے ان کے بدلے میں تجھے دیئے دیتا ہوں۔ اس نے کہا میں نے قبول کرلیا آپ نے فرمایا۔ بس وہ تیرا ہو گیا۔ پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ[2] نے اپنا وہ غلام اس کو دے دیا اور بلال کو لے لیا اور انہیں آزاد کر دیا۔ پھر آپ نے ان کے ساتھ مدینہ کو ہجرت کرنے سے پہلے اسلام کے لئے اور چھے غلام آزاد کئے۔ بلال ان میں کے ساتویں تھے۔ عامر بن فہیرہ جو جنگ بدر واحد میں شریک رہے اور جنگ بیر معونہ میں شہید ہوئے اور ام عبیس[3] اور زنیرہ جب انہیں آپ نے آزاد کر دیا تو ان کی بینائی جاتی رہی (یہ دیکھ کر) قریش نے کہا کہ لات وعزیٰ ہی نے اس کو اندھا کر دیا ہے تو زنیرہ نے کہا بیت اللہ کی قسم! قریش جھوٹے ہیں۔ لات وعزیٰ نہ کوئی نقصان پہنچا سکتے ہیں نہ فائدہ (اس کا نتیجہ یہ نکلا) اللہ تعالیٰ نے

---

۱ (الف) میں رضی اللہ عنہ کی بجائے بن ابی قحافہ ہے۔

۲ (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

۳ (الف ب) میں عمیس ہے اور (ج) میں (ر) میں عنیس ہے۔

ان کی بینائی پھر انہیں مرحمت فرمائی اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے النہد یہ اور ان کی بیٹی کو بھی آزاد کیا۔ یہ دونوں بنی عبدالدار کی ایک عورت کی ملک تھیں۔ ان کی مالکہ نے انہیں اپنا آٹا لانے کے لئے بھیجا تھا اور یہ کہہ رہی تھی۔ واللہ تم دونوں کو کبھی بھی آزاد نہ کروں گی۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے فلاں شخص کی ماں! قسم کا کفارہ دے دے اور قسم توڑ دے اس نے کہا قسم کا کفارے میں دوں۔ تمہیں نے تو ان کو برباد کیا ہے تمہیں ان کو آزادی دلا دو۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ تو کتنے میں انہیں دے دوگی؟ اس نے کہا۔ اتنی رقم میں۔ ابو بکرؓ نے کہا۔ اچھا میں نے ان دونوں کو لے لیا اور وہ آزاد ہیں۔ اچھا اب تم دونوں اس کا آٹا اس کو واپس کر دو۔ ان دونوں نے کہا۔ اے ابو بکر! ابھی اس کو واپس کر دیں یا کام پورا کر کے اسے واپس دے دیں۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا (اچھا) اگر تم چاہو تو کام پورا کر دو اور ابو بکر رضی اللہ عنہ بنی عدی بن کعب کے قبیلے کی شاخ بنی موئل کی ایک لونڈی کے پاس سے گزرے جو مسلمان تھی اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اسلام چھوڑنے کے اس کو تکلیفیں دے رہے تھے جس زمانے میں کہ وہ مشرک تھے۔ وہ اسے پیٹ رہے تھے یہاں تک کہ جب تھک گئے تو کہا کہ میں تجھ پر افسوس کرتا ہوں۔ میں نے تجھ کو صرف بیزار ہو کر چھوڑا ہے وہ کہتی کہ اللہ تمہارے ساتھ بھی ایسا ہی سلوک کرے۔ ابوبکر نے اس کو خرید لیا اور آزاد کر دیا۔

ابن اسحٰق نے کہا مجھ سے محمد بن عبداللہ بن ابی عتیق نے عامر بن عبداللہ ابن زبیر سے اور انہوں نے اپنے گھر والوں میں سے کسی سے روایت کی۔ کہا کہ ابو قحافہ نے ابو بکر سے کہا کہ اے بیٹے! میں تم کو دیکھتا ہوں کہ کمزور بردے آزاد کرتے ہو۔ تم جو کچھ بھی کرتے ہو اگر ایسا کرو کہ قوی افراد کو آزاد کرو تو وہ تم سے مدافعت کریں گے اور تمہارے لئے سینہ سپر ہوں گے۔ راوی نے کہا کہ ان کے جواب میں ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بابا جان! میں جو کچھ کرنا چاہتا ہوں اللہ عزوجل کے لئے کرنا چاہتا ہوں۔ راوی نے کہا کہ اسی لئے بیان کیا جاتا ہے کہ یہ آیات آپ ہی کی شان میں اور آپ کے والد سے آپ کی جو گفتگو ہوئی اس کے بارے میں نازل ہوئی ہیں:

﴿ فَأَمَّا مَنْ أَعْطَىٰ وَاتَّقَىٰ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَىٰ ﴾

''پس لیکن جس نے (اللہ کی راہ میں اپنا مال) دیا اور برے کاموں سے بچا اور بہترین بات (کلمہ توحید) کی تصدیق کی (تو اس کے لئے فلاں جزا ہے)۔

﴿ وَمَا لِأَحَدٍ عِنْدَهُ مِنْ نِعْمَةٍ تُجْزَىٰ إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْأَعْلَىٰ وَلَسَوْفَ يَرْضَىٰ ﴾

---

۱ (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی) ۲ (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

اس پر کسی کا کچھ احسان نہیں کہ اس کا بدلہ اس کو دیا جا رہا ہو۔ صرف اپنے پروردگار برتر کی خوشنودی کی طلب ہے اور بے شک وہ (اس سے) عنقریب راضی ہو جائے گا''۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بنو مخزوم' عمار بن یاسر اور ان کے باپ اور ان کی ماں کو لے کر نکلتے تھے اور یہ سب کے سب اسلام کے گھرانے والے تھے جب دوپہر کے وقت گرمی خوب بڑھ جاتی تو ان لوگوں کو مکہ کی گرم زمین پر تکلیفیں دیتے مجھ کو خبر ملی ہے' کہ رسول اللہ ﷺ جب ان کے پاس سے گزرتے تو فرماتے:

صَبْرًا آلَ يَاسِرٍ مَوْعِدُكُمُ الْجَنَّةُ.

''اے یاسر کے گھر والو! صبر کرو تمہاری وعدہ گاہ جنت ہے''۔

ان کی ماں کو تو ان لوگوں نے مار ہی ڈالا اور حالت یہ تھی کہ بجز اسلام کے وہ ہر بات سے منکر تھیں اور بدکار ابو جہل جو قریش کے افراد کو ان لوگوں کے خلاف ابھارا کرتا تھا اس کی یہ حالت تھی کہ جب اس نے کسی شخص کے متعلق سن لیا کہ اس نے اسلام اختیار کیا ہے اور صاحب عزوجاہ اور حمایتیوں والا ہے تو اس پر دلیلوں اور گفتگو سے غلبہ پانے کی فکر کرتا اور اس کو رسوا اور بدنام کرنے کی تدبیر کرتا اور اس سے کہتا کہ تو نے اپنے باپ کے دین کو چھوڑ دیا حالانکہ وہ تجھ سے بہتر تھا۔ ہم تو تیری عقل کی سبکی کا چرچا کریں گے اور تیری رائے کی غلطی کو مشہور کریں گے اور تیری وجاہت و برتری کو پست کر دیں گے اور اگر وہ کوئی تاجر ہوتا تو اس سے کہتا کہ واللہ! ہم تیرے بیوپار کو مندا کر دیں گے اور تیرے مال کو تباہ کر دیں گے۔ اور اگر وہ کوئی کمزور ہوتا تو اس کو مارتا اور اس پر لوگوں کو ابھارتا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے حکیم بن جبیر نے سعید ابن جبیر سے (یہ) روایت بیان کی۔ کہ میں نے عبداللہ بن عباس سے پوچھا کہ کیا مشرکین اصحاب رسول اللہ ﷺ کو تکلیفیں پہنچانے میں اس حد تک پہنچ گئے کہ اس کے سبب سے وہ اپنے دین کو ترک کرنے میں معذور سمجھے جا سکتے تھے انہوں نے کہا ہاں واللہ! وہ ان میں سے کسی کو تو مارتے تھے کسی کو بھوکا پیاسا رکھتے یہاں تک کہ اس آفت کی سختی کے سبب سے وہ سیدھا بیٹھ نہ سکتا تھا حتیٰ کہ وہ اس سے جو چاہتے کہلا لیتے تھے یہاں تک کہ وہ اس سے کہتے اللہ نہیں بلکہ لات و عزیٰ تیرے معبود ہیں۔ تو وہ ہاں کہہ دیتا۔ یہاں تک نوبت پہنچ گئی تھی کہ ان کے پاس سے گوبر کا کیڑا (رینگتا ہوا) گزرتا تو وہ اس سے کہتے کہ تیرا معبود تو یہ گوبر کا کیڑا ہے اور اللہ تیرا معبود نہیں ہے۔ تو وہ ان کی ان تکلیفوں سے چھوٹنے کے لئے جن میں وہ مبالغہ کیا کرتے تھے ہاں کہہ دیتا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے زبیر بن عکاشہ بن عبداللہ بن ابی احمد نے بیان کیا کہ کسی نے یہ بات بتائی کہ بنی مخزوم کے چند لوگ ہشام بن الولید ابن المغیرہ کے پاس گئے اور انہوں نے اس بات کا عزم کر لیا تھا

کہ ان میں کے چند نوجوانوں کو گرفتار کر لیں جنہوں نے اسلام اختیار کر لیا تھا۔ انہیں میں سے سلمہ بن ہشام اور عیاش بن ابی ربیعہ بھی تھے اور یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب کہ ہشام کا بھائی ولید بن ولید بن المغیر ہ نے اسلام اختیار کر لیا تھا۔ راوی نے کہا۔ پس ان لوگوں نے ہشام کی بدمعاشی سے ڈر کر اس سے کہا کہ ہم چاہتے ہیں ان نوجوانوں کو سرزنش کریں جنہوں نے یہ نیا دین ایجاد کر رکھا ہے۔ ان کے سوا دوسروں پر بھی اس کے اثر پڑنے کا ہمیں خوف ہے۔ ہشام نے کہا کہ یہ بات تو تم پر لازم ہے ضرور اس کو سرزنش کرو لیکن خبردار اس کی جان لینے سے اپنے کو بچاؤ پھر اس نے یہ شعر بھی کہا۔

اَلَا لَا یُقْتَلَنَّ اَخِیْ عُمَیْسٌ[1] فَیَبْقٰی بَیْنَنَا اَبَدًا تَلَاحِیْ

خبردار! میرے بھائی عمیس کو قتل نہ کرنا ورنہ ہمارے درمیان ہمیشہ دشمنی رہے گی۔

اس کی جان لینے سے بچو۔ پھر اس نے اللہ کی قسم بھی کھائی کہ اگر تم نے اس کو قتل کیا تو میں تم میں کے بہترین شخص کو قتل کر ڈالوں گا راوی نے کہا کہ پھر تو سبھی نے کہا کہ اس پر اللہ کا غضب ہو۔ اس خبیث کے مقابلے کی کون جرأت کرے۔ خدا کی قسم! اگر وہ ہمارے ہاتھوں مارا جائے گا تو ضرور وہ ہمارے بہترین شخص کو قتل کر دے گا۔ پس انہوں نے ولید بن ولید کو چھوڑ دیا اور ان کے خیال سے باز رہے۔ راوی نے کہا کہ ان اسباب میں سے یہ چند تھے جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی حفاظت کی۔

حبشہ کی سرزمین کی جانب (مسلمانوں کی) پہلی ہجرت

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ راوی نے کہا کہ ہم سے ابو محمد عبدالملک ابن ہشام نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم سے زیاد بن عبداللہ البکائی نے بیان کیا اور انہوں نے محمد بن اسحٰق المطلبی سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ملاحظہ فرمایا کہ آپ کے اصحاب بلاؤں کا نشانہ بن رہے ہیں اور خود آپ اللہ تعالیٰ سے خاص تعلق کے سبب اور آپ کے چچا ابو طالب کے سبب سے ان آفتوں سے محفوظ ہیں اور یہ بھی آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ ان بلاؤں سے جن میں وہ مبتلا ہیں۔ آپ ان کی محافظت بھی نہیں فرما سکتے تو آپ نے ان سے فرمایا:

لَوْخَرَجْتُمْ اِلٰی اَرْضِ الْحَبْشَةِ فَاِنَّ بِهَا مَلِکًا لَا یُظْلَمُ عِنْدَهٗ اَحَدٌ وَهِیَ اَرْضُ صِدْقٍ حَتّٰی یَجْعَلَ اللّٰهُ لَکُمْ فَرَجًا مِّمَّا اَنْتُمْ فِیْهِ.

---

[1] (الف) میں عمیس ہے اور (ب) میں عمیس ہے اور (ج د) میں عمیش ہے۔ (احمد محمودی)

''اگر تم لوگ سرزمین حبشہ کو چلے جاؤ (تو بہتر ہو) کہ وہاں کے بادشاہ کے پاس کسی پر ظلم نہیں کیا جاتا اور وہ سچائی والی سرزمین ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے ان آفتوں سے جن میں تم ہو کوئی کشائش پیدا کر دے''۔

آپ کے اس فرمانے پر آپ کے صحابیوں میں سے بہت سے مسلمان فتنوں کے ڈر سے سرزمین حبشہ کی جانب نکل کھڑے ہوئے کہ اپنے دین کو لے کر اللہ تعالیٰ کی طرف چلے جائیں اور یہ پہلی ہجرت تھی جو اسلام میں ہوئی۔

بنی امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب ابن لوی بن غالب بن فہر میں کا پہلا شخص جو مسلمانوں میں سے ہجرت کے لئے نکلا وہ عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ تھے اور آپ کے ساتھ آپ کی بی بی رقیہ۔

اور بنی عبد شمس بن عبد مناف میں سے ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بھی تھے۔ جن کے ساتھ ان کی بیوی سہلہ بنت سہیل بن عمرو بھی تھیں۔ یہ بنی عامر بن لوی میں کی ایک فرد تھی سرزمین حبشہ میں سہلہ سے ان کے ایک لڑکا محمد بن ابی حذیفہ ہوا۔

اور بنی اسد بن عبد العزیٰ بن قصی میں سے زبیر بن العوام بن خویلد بن اسد تھے۔

اور بنی عبد الدار بن قصی میں سے مصعب بن عمر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار۔

اور بنی زہرۃ بن کلاب میں سے عبد الرحمٰن بن عوف بن عبد الحرث ابن زہرہ۔

اور بنی مخزوم بن یقظہ بن مرہ میں سے ابوسلمۃ بن عبد الاسد بن ہلال بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم اور ان کے ساتھ ان کی بی بی ام سلمہ بنت ابی امیہ بن المغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم۔

اور بنی جمح بن عمر بن ہصیص بن کعب میں سے عثمان بن مظعون بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح۔

اور بنی عدی بن کعب میں سے عامر بن ربیعہ جو آل خطاب کے حلیف تھے جو عنز بن وائل کے قبیلے میں سے تھے۔ اپنی بیوی لیلیٰ بنت ابی حثمہ بن غانم بن عبد اللہ بن عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب کے ساتھ۔

اور بنی عامرہ بن لوی میں سے ابوسبرہ بن ابی رہم بن عبد العزیٰ بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر۔

بعض کہتے ہیں (کہ ابوسبرہ نہیں) بلکہ ابو حاطب بن عمرو بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر۔

بعض کہتے ہیں کہ وہ پہلے شخص تھے جو وہاں پہنچے اور بنی الحرث بن فہر میں سے سہیل بن بیضاء جن کا نام سہیل بن وہب بن ربیعہ بن ہلال بن اہیب بن ضبہ بن الحرث تھا مجھے جو خبر پہنچی ہے اس کے لحاظ سے یہ دس آدمی تھے جو مسلمانوں میں سے سرزمین حبشہ کی جانب چلے گئے تھے۔ ابن ہشام نے کہا کہ ان سب کے صدر عثمان بن مظعون تھے جس کا ذکر مجھ سے بعض اہل علم نے کیا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نکلے اور مسلمان یکے بعد دیگرے جاتے رہے یہاں تک کہ سرزمین حبشہ میں سب کے سب جمع ہو گئے اور وہیں رہنے لگے۔ ان میں سے بعض تو ایسے تھے جو اپنے گھر والوں کو ساتھ لے گئے تھے اور بعض ایسے تھے جن کے ساتھ ان کے گھر والے نہیں تھے۔

اور بنی ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر میں سے جعفر بن عبدالمطلب بن ہاشم تھے جن کے ساتھ ان کی بیوی اسماء بنت عمیس بن النعمان بن کعب بن مالک بن قحافۃ بن خثعم جن سے سرزمین حبشہ میں ان کے ایک لڑکا عبداللہ بن جعفر پیدا ہوا۔

اور بنی امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف میں سے عثمان بن عفان بن ابی العاص ابی امیہ بن عبد شمس جن کے ساتھ ان کی بیوی رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور عمرو بن سعید بن العاص بن امیہ' جن کے ساتھ ان کی بیوی فاطمہ بنت صفوان بن امیہ بن محرث بن خمل بن شق بن رقبہ بن مخاج الکنانی اور ان کے بھائی خالد بن سعید بن العاص بن امیہ جن کے ساتھ ان کی بیوی امینہ بنت خلف بن اسعد بن عامر بن بیاضہ بن سبیع بن خثعمہ بن سعد بن ملیح بن عمرو جو بنی خزاعہ میں سے تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض نے ہمینہ بنت خلف بھی کہا ہے۔ ابن اسحٰق نے کہا کہ سرزمین حبشہ میں ان سے سعید بن خالد اور امۃ بنت خالد پیدا ہوئے۔ امۃ بعد میں زبیر بن العوام کے نکاح میں آئیں اور ان سے عمرو بن الزبیر اور خالد بن الزبیر پیدا ہوئے۔

اور ان کے حلیفوں بنی اسد بن خزیمہ میں سے عبداللہ بن جحش بن رئاب بن یعمر بن صبرہ بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد اور ان کے بھائی عبیداللہ بن جحش جن کے ساتھ ان کی بی بی ام حبیبہ بنت ابی سفیان بن حرب بن امیہ اور قیس بن عبداللہ جو بنی اسد بن خزیمۃ میں کے ایک شخص تھے اور ان کے ساتھ ان کی بیوی برکہ بنت یسار ابوسفیان بن حرب بن امیہ کی لونڈی تھیں اور معیقیب بن ابی فاطمہ اور یہ سب سعید بن العاص کے متعلقین سات آدمی تھے۔

ابن ہشام نے کہا۔ معیقیب قبیلہ دوس کے تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بنی عبد شمس بن عبد مناف میں سے دو شخص ابوحذیفۃ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس اور

ابو موسیٰ اشعری جن کا نام عبداللہ بن قیس تھا جو عتبہ بن ربیعہ والوں کے حلیف تھے۔

اور بنی نوفل بن عبد مناف میں سے ایک شخص عتبہ بن غزوان بن جابر بن وہب بن نسیب بن مالک بن الحارث بن مازن بن منصور بن عکرمہ بن خصفہ بن قیس بن عیلان جوان کا حلیف تھا۔

اور بنی اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی میں سے چار شخص زبیر بن العوام بن خویلد بن اسد اور الاسود بن نوفل بن خویلد بن اسد اور یزید بن زمعۃ بن الاسود ابن المطلب بن اشد اور عمرو بن امیۃ بن الحرث بن اسد۔

اور بنی عبد بن قصی میں سے ایک شخص طلیب بن عمیر بن وہب ابی کثیر ابن عبد۔

اور بنی عبدالدار بن قصی میں سے پانچ شخص مصعب بن عمیر بن ہشام بن عبد مناف بن عبدالدار اور سویبط بن سعد بن حرملۃ بن مالک بن عمیلۃ بن السباق بن عبدالدار اور جہم بن قیس بن عبد شرحبیل بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار اور ان کے ساتھ ان کی بیوی ام حرملہ بنت عبدالاسود بن خزیمہ بن اقیش بن عامر بن بیاضۃ بن سبیع بن خثعمۃ بن سعد بن ملیح بن عمرو۔ خزاعہ میں کا اور ان کے دو بچے عمر بن جہم اور خزیمۃ بنت جہم اور ابوالروم بن عمیر بن ہاشم ابن عبد مناف بن عبدالدار اور فراس بن النضر بن الحراث بن کلدۃ بن علقمہ بن عبد مناف بن عبدالدار۔

اور بنی زہرہ بن کلاب میں سے چھ شخص عبدالرحمٰن بن عوف بن عبد عوف بن عبد بن الحرث بن زہرہ اور عامر بن ابی وقاص اور ابو وقاص مالک بن اہیب بن عبد مناف بن زہرہ اور مطلب بن ازہر بن عبد عوف بن عبد بن الحرث بن زہرہ ان کے ساتھ ان کی عورت رملۃ بنت ابی عوف بن ضبیرہ بن سعید بن سعد بن سہم جس سے سر زمین حبشہ میں عبداللہ بن المطلب پیدا ہوئے۔

اور بنی ہذیل میں کے ان کے حلیفوں میں سے عبداللہ بن مسعود بن الحرث بن شمخ بن مخزوم بن صاہلہ بن کاہلہ بن کاہل بن الحرث بن تمیم بن سعد بن ہذیل اور ان کے بھائی عتبہ بن مسعود۔

اور بنی بہراء میں سے المقداد بن عمرو بن ثعلبہ بن مالک بن ربیعۃ بن ثمامۃ بن مطرود بن عمرو بن سعد بن زہیر بن ثور بن ثعلبۃ بن مالک بن الشرید بن ہزل بن فائش بن دریم بن القین بن اہود بن بہراء بن عمرو بن الحاف ابن قضاعۃ۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے ہزل بن فاس بن ذر ودہیر بن ثور کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ وہ مقداد بن الاسود بن عبد یغوث بن عبد مناف ابن زہرہ کہلاتے تھے اور یہ اس لئے کہ اس نے انہیں جاہلیت میں متبنی بنالیا تھا اور اس سے معاہدہ کیا تھا۔

اور بنی تیم بن مرہ میں سے دو شخص الحرث بن خالد بن صخر بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم اور ان کے

ساتھ ان کی بیوی ربطہ بنت الحرث بن حبیلہ بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم جس سے سرزمین حبشہ میں موسیٰ بن الحرث اور زینب بنت الحرث اور فاطمہ بنت الحرث پیدا ہوئے اور عمرو بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم۔

اور بنی مخزوم بن یقظۃ بن مرہ میں سے آٹھ شخص ابوسلمۃ بن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم اور ان کے ساتھ ان کی بیوی ام سلمہ بنت ابی امیہ بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم جس سے سرزمین حبشہ میں زینب بنت ابی سلمۃ پیدا ہوئی اور ابوسلمہ کا نام عبداللہ تھا اور ام سلمہ کا نام ہند تھا اور شماس بن عثمان بن عبدالشرید بن سوید بن ہرمی بن عامر بن مخزوم۔

ابن ہشام نے کہا کہ شماس کا نام عثمان تھا اور ان کا نام شماس اس لئے مشہور ہو گیا تھا کہ شماسہ[1] میں سے ایک شماس جاہلیت کے زمانے میں مکہ آیا تھا اور وہ بہت خوب صورت تھا۔ لوگ اس کی خوب صورتی (دیکھ کر) دنگ رہ گئے تو عتبہ بن ربیعہ نے جو شماس کا ماموں تھا کہا کہ میں اس سے (بھی) زیادہ خوب صورت شماس کو لاتا ہوں اور اپنے بھانجے عثمان بن عثمان کو لے آیا تو ان کا نام بھی شماس مشہور ہو گیا۔ اس کا ذکر ابن شہاب وغیرہ نے کیا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور ہبار بن سفیان بن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ ابن عمرو بن مخزوم اور ان کے بھائی عبداللہ بن سفیان اور ہشام بن ابی حذیفہ ابن المغیرۃ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم اور سلمہ بن ہشام بن المغیرہ بن عبداللہ ابن عمر بن مخزوم اور عیاش بن ابی ربیعہ بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم اور ان کے حلیفوں میں سے معتب بن عوف بن عامر بن الفضل بن عفیف بن کلیب بن حبشیہ بن سلول بن کعب بن عمرو خزاعہ میں کا اور یہی وہ شخص ہے جس کو عیہامہ کہا جاتا تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض کے خیال کے موافق حبشیہ بن سلول وہ شخص ہے جس کو معتب بن حمراء کہا جاتا تھا۔

اور بنی جمح بن عمرو بن ہصیص بن کعب میں سے گیارہ شخص عثمان بن مظعون بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح اور ان کا بیٹا السائب بن عثمان اور ان کے دونوں بھائی قدامہ بن مظعون اور عبداللہ بن مظعون اور حاطب بن الحرث بن معمر بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح اور ان کے ساتھ ان کی بیوی فاطمہ بنت المجلل بن عبداللہ بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر اور ان کے دونوں بیٹے محمد بن حاطب اور

---

[1] راہبوں کو شماسہ کہتے تھے اس لئے کہ وہ اپنے جسم کو تکلیف دینے کے لئے دھوپ میں بیٹھا کرتے تھے۔ شمس آفتاب کو بھی اور دھوپ کو بھی کہتے ہیں (احمد محمودی)

الحرث بن حاطب یہ دونوں بھی المجلل کی بیٹی ہی سے تھے اور ان کا بھائی خطاب بن الحرث ان کے ساتھ ان کی بیوی فکیہہ بنت یسارہ اور سفیان بن معمر بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح اور ان کے ساتھ ان کے دونوں بیٹے جابر بن سفیان اور جنادہ ابن سفیان اور ان کے ساتھ ان کی بیوی حسنہ جو ان دونوں کی ماں تھی اور ان دونوں کا مادری بھائی شرحبیل بن حسنہ جو بنی غوث میں کا تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ شرحبیل بن عبداللہ بنی غوث بن مر میں کا ایک شخص جو تیم بن مر کا بھائی تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور عثمان بن ربیعہ بن اہبان بن وہب بن حذافہ بن جمح۔

اور بنی سہم بن عمر بن ہصیص بن کعب میں کے چودہ شخص خنیس بن حذافہ بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم اور عبداللہ بن الحرث قیس بن عدی بن سعید بن سہم اور ہشام بن العاص بن الوائل بن سعید بن سہم۔

ابن ہشام نے کہا العاص بن وائل بن ہاشم بن سعید بن سہم۔

ابن اسحٰق نے کہا۔ اور قیس بن حذافہ بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم اور ابو قیس بن الحرث بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم اور عبداللہ بن حذافہ بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم اور الحرث بن الحرث بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم اور معمر بن الحرث بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم اور بشر بن الحرث ابن قیس بن عدی بن سعید بن سہم اور ان کا ایک مادری بھائی بنی تمیم میں کا جس کو سعید بن عمرو کہا جاتا تھا اور سعید بن الحرث بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم اور السائب بن الحرث بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم اور عمیر بن رئاب بن حذیفہ بن مہشم بن سعید بن سہم اور محمیہ بن الجزوان کا حلیف جو بنی زبید میں سے تھا۔

اور بنی عدی بن کعب میں سے پانچ آدمی معمر بن عبداللہ بن فضلۃ بن عبدالعزیٰ بن حرثان بن عوف بن عبیدہ بن عویج بن عدی اور عروۃ ابن عبدالعزیٰ بن حرثان بن عوف بن عبید بن عویج بن عدی اور عدی بن نضلۃ بن عبدالعزیٰ بن حرثان بن عوف بن عبید بن عویج بن عدی اور ان کا بیٹا نعمان بن عدی اور عامر بن ربیعۃ الخطاب والوں کا حلیف جو غز بن وائل میں سے تھا اور ان کے ساتھ ان کی بیوی لیلیٰ بنت ابی حثمہ بن غانم۔

اور بنی عامر بن لوی میں سے آٹھ شخص ابو سبرہ بن ابی رہم بن عبدالعزیٰ ابن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر اور ان کے ساتھ ان کی بیوی ام کلثوم بنت سہیل بن عمرو بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر اور عبداللہ بن مخرمہ بن عبدالعزیٰ بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر اور عبداللہ بن سہیل بن عمرو بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر اور سلیط بن عمرو بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر اور ان کے بھائی السکران ابن عمرو اور

ان کے ساتھ ان کی بیوی سودہ بنت زمعہ بن قیس بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر اور مالک بن ربیعہ بن قیس بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر اور ان کے ساتھ ان کی بیوی عمرہ بنت السعدی بن وقدان بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر اور ابو حاطب بن عمرو بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر اور سعد بن خولہ ان کا حلیف۔

ابن ہشام نے کہا۔ سعد بن خولہ یمن والوں میں سے تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بنی الحرث بن فہر میں سے آٹھ شخص ابو عبیدہ بن الجراح جن کا نام عامر بن عبداللہ بن الجراح بن ہلال بن اہیب بن ضبہ بن الحرث تھا اور صہیل بن بیضاء جن کا نام صہیل بن وہب بن ربیعہ بن ہلال بن ضبہ بن الحرث تھا لیکن ان کی ماں کا نام ان کے نسب پر غالب آ گیا اور وہ ماں ہی کی جانب منسوب ہوتے ہیں اور ان کی ماں کا نام رعد بنت جحدم ابن امیہ ظرب بن الحرث بن فہر تھا اور بیضاء کے نام سے پکاری جاتی تھیں اور عمرو بن ابی سرح بن ربیعہ بن ہلال بن اہیب بن ضبہ بن الحرث اور عیاض ابن زبیر بن ابی شداد بن ربیعہ بن ہلال بن اہیب بن ضبہ بن الحرث بعض کہتے ہیں کہ ربیعہ بن ہلال بن مالک بن ضبہ اور عمرو بن الحرث بن زہیر بن ابی شداد بن ربیعہ ابن ہلال بن مالک بن ضبہ بن الحرث اور عمرو بن عبد غنم بن زہیر بن ابی شداد بن ربیعہ بن ہلال ابن مالک ابن ضبہ بن الحرث اور سعد بن عبد قیس بن لقیط بن عامر بن امیہ بن ظرب بن الحرث اور الحرث بن عبد قیس بن فہر بن لقیط بن عامر بن امیہ بن ظرب بن الحرث بن فہر۔

پس وہ مسلمان جنہوں نے ہجرت کی اور سرزمین حبشہ میں پہنچ گئے ان بچوں کے سوا جن کو وہ اپنے ساتھ لے کر گئے تھے اور کمسن تھے اور ان بچوں کے سوا جو وہیں پیدا ہوئے سب تراسی شخص تھے۔ اگر عمار بن یاسر کو بھی انہیں میں شمار کیا جائے حالانکہ ان کے متعلق شک ہے (کہ انہوں نے بھی ہجرت کی تھی یا نہیں)۔

حبشہ کی جانب ہجرت کے متعلق جو شعر کہے گئے

سرزمین حبشہ میں جو شعر کہے گئے ان کی تفصیل یہ ہے کہ جب مسلمانوں نے سرزمین حبشہ میں امن پایا اور نجاشی کے پڑوس کو قابل ستائش دیکھا اور کسی سے خوف کئے بغیر انہوں نے اللہ کی عبادت کی اور وہ وہاں پہنچے تو نجاشی نے ان کے ساتھ پڑوس کا اچھا حق ادا کیا تو عبداللہ بن الحرث بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم نے یہ شعر کہے۔

يَا رَاكِبًا بَلِّغًا عَنِّىْ مُغَلْغَلَةً   مَنْ كَانَ يَرْجُوْ بَلَاغَ اللّٰهِ وَالدِّيْنِ

اے مسافر میری جانب سے ان لوگوں کو پیام پہنچا دے جو خدائی احکام اور دین کے مکمل ہونے کے آرزومند ہیں۔

كُلُّ امْرِئٍ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ مُضْطَهِدٍ ۔۔۔ بِبَطْنِ مَكَّةَ مَقْهُوْرٍ وَ مَفْتُوْنِ

اللہ کے بندوں میں سے ہر اس شخص کو میرا پیام پہنچا دے جو وادی مکہ میں مجبور۔ مغلوب اور بلاؤں میں گرفتار ہے۔

اَنَّا وَجَدْنَا بِلَادَ اللّٰهِ وَاسِعَةً ۔۔۔ تُنْجِي مِنَ الذُّلِّ وَالْمَخْزَاةِ وَالْهُوْنِ

کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کے شہروں کو وسیع پایا ہے جو اہانت' ذلت اور رسوائی سے چھڑاتے ہیں۔

فَلَا تُقِيْمُوْا عَلَى ذُلِّ الْحَيَاةِ وَخِزْ ۔۔۔ يٍ فِي الْمَمَاتِ وَعَيْبٍ غَيْرِ مَامُوْنِ

پس زندگی اور موت کی ذلت' رسوائی اور بے امنی کے عیب میں نہ پڑے رہو۔

اِنَّا تَبِعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاطَّرَحُوْا ۔۔۔ قَوْلَ النَّبِيِّ وَعَالُوْا فِي الْمَوَازِيْنِ

ہم نے تو اللہ کے رسول کی پیروی اختیار کی اور انہوں نے نبی کی بات کو پیٹھ پیچھے ڈال دیا اور حقوق کی ادائی میں خیانت کی۔

فَاجْعَلْ عَذَابَكَ فِي الْقَوْمِ الَّذِيْنَ بَغَوْا ۔۔۔ وَعَائِذٍ بِكَ اَنْ يَعْلُوْا فَيُطْغُوْنِيْ

(یا اللہ) جن لوگوں نے سرکشی کی ہے ان پر اپنا عذاب نازل فرما۔ ایک پناہ کا طالب تیری پناہ مانگتا ہے اس بات سے کہ یہ لوگ سربلند ہوں اور مجھے بھی سرکش بنا دیں۔

قریش نے اپنی بستیوں سے جن مسلمانوں کو نکال دیا ان کا بیان اور اپنی قوم کے بعض افراد سے ناراضی ظاہر کرتے ہوئے۔ عبداللہ بن الحرث نے یہ بھی کہا ہے۔

اَبَتْ كَبِدِيْ لَا اُكْذِبَنْكَ قِتَالَهُمْ ۔۔۔ عَلَيَّ وَتَابَاهُ عَلَيَّ اَنَامِلِيْ

میں تجھ سے جھوٹ نہیں کہوں گا ان سے جنگ کرنے سے میرا دل بھی انکار کرتا ہے۔ اور میری انگلیاں بھی انکار کرتی ہیں۔

وَكَيْفَ قِتَالِيْ مَعْشَرًا اَدَّبُوْكُمْ ۔۔۔ عَلَى الْحَقِّ اَنْ لَا تَاْشِبُوْهُ بِبَاطِلِ

میری جنگ ایسے لوگوں سے کیسے ہو سکتی ہے جنہوں نے تمہیں تعلیم دی کہ حق پر رہو اور اس کو باطل سے غلط ملط نہ کرو۔

نَفَتْهُمْ عِبَادُ الْجِنِّ مِنْ حُرِّ اَرْضِهِمْ ۔۔۔ فَاَضْحَوْا عَلَى اَمْرٍ شَدِيْدِ الْبَلَابِلِ

جنوں کی پوجا کرنے والوں نے انہیں ان کی قابل عظمت سرزمین سے بے خانماں کر دیا جس

کے سبب سے وہ سخت رنج والم میں مبتلا ہو گئے۔

فَاِنْ تَكُ كَانَتْ لِي عَدِيٍّ اَمَانَةٌ عَدِيِّ بْنِ سَعْدٍ عَنْ تُقًى اَوْ تَوَاصُلِ

بنی عدی۔وہ بنی عدی جو سعد کی اولاد ہیں اگر ان میں خوف خدا کے سبب سے یا قرابت کے میل ملاپ کی وجہ سے کوئی دیانت رہی ہوتی۔

فَقَدْ كُنْتُ اَرْجُوْ اَنَّ ذٰلِكَ فِيْكُمْ بِحَمْدِ الَّذِيْ لَا يُطَّبٰى بِالْجَعَائِلِ

تو مجھے امید ہوتی کہ ضرور یہ صفت تم میں بھی ہوگی۔اور اس ذات کا شکر ادا کرتا جس سے کسی مزدوری کے معاوضے میں استدعا نہیں کی جاسکتی۔

وَ بُدِّلْتُ شِبْلاً شِبْلَ كُلِّ خَبِيْثَةٍ بِذِيْ فَجَرٍ مَاْوَى الضِّعَافِ الْاَرَامِلِ

خبیث عورتوں کے بچوں کے بجائے مجھے ایسے جوان مرد دے گئے ہیں جو سخی اور کمزور بیواؤں کی پناہ گاہ ہیں۔

اور عبداللہ بن الحرث نے یہ بھی کہا ہے۔

تِلْكَ قُرَيْشٌ تَجْحَدُ اللّٰهَ حَقَّهٗ كَمَا جَحَدَتْ عَادٌ وَمَدْيَنُ وَالْحِجْرُ

قریش کی حالت یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حق سے انکار کرتے ہیں جس طرح عاد و مدین و حجر والوں نے انکار کیا (اور تباہ ہوئے)۔

فَاِنْ اَنَا لَمْ اُبْرِقْ فَلَا يَسَعَنَّنِيْ مِنَ الْاَرْضِ بَرٌّ ذُوْ فَضَاءٍ وَلَا بَحْرُ

پس اگر میں (انجاموں کی سزاؤں سے) نہ ڈروں تو مجھے نہ زمین کے فضا والے میدانوں میں (رہنے کے لئے) جگہ ملے گی اور نہ سمندر میں۔

بِاَرْضٍ بِهَا عَبْدُالْاِلٰهِ مُحَمَّدٌ اُبَيِّنْ مَا فِي النَّفْسِ اِذَا بَلَغَ النَّقْرُ

اس سرزمین جس میں خدا کا بندہ محمد (ﷺ) موجود ہے جب بحث کا موقع آ گیا ہے تو جو کچھ میرے دل میں ہے وہ صاف صاف بیان کر دیتا ہوں۔

عبداللہ بن الحرث پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو۔ان کے اس شعر کی وجہ سے (جس میں ابرق کا لفظ انہوں نے استعمال کیا ہے) ان کا نام مبرق مشہور ہو گیا۔

امیہ بن خلف بن وہب بن حذافۃ بن جمح جو عثمان بن مظعون کا چچیرا بھائی تھا اور ان کے اسلام کی وجہ سے انہیں تکلیف دیا کرتا تھا اور اس زمانے میں وہ اپنی قوم میں اعلیٰ رتبے والا تھا۔اس پر غصے ہوتے ہوئے عثمان بن مظعون نے کہا ہے۔

اَتَیمَ بْنَ عَمْرٍو لِلَّذِیْ جَاءَ بِغْضَةً وَمِنْ دُوْنِهِ الشَّرْمَانِ وَالْبُرْكُ اَكْتَعُ

اے بنی تیم بن عمرو! اس شخص پر تعجب ہوتا ہے جو دشمنی رکھتا ہے حالانکہ اس کے (اور میرے) درمیان کھاری پانی اور میٹھے پانی کے سمندر اور بیٹھے ہوئے تمام اونٹ ہیں۔

(یعنی اس کے اور میرے درمیان اتنی مسافت ہے کہ اس کے طے کرنے کے لئے اونٹوں پر خشکی کا سفر کرنا اور میٹھے پانی کے دریاؤں کو کشتی سے پار کرنا اور کھاری پانی کے سمندر کو جہازوں سے طے کرنا ہے) یا اس کے اور میرے درمیان شرماں اور برک (نامی دونوں مقام) ہیں۔

اَاَخْرَجْتَنِیْ مِنْ بَطْنِ مَكَّةَ آمِنًا وَاَسْكَنْتَنِیْ فِیْ صَرْحٍ بَیْضَاءَ تُقْذَعُ

کیا تو نے امن حاصل کرنے کے لئے وادی مکہ سے مجھے نکال باہر کیا اور بڑی بڑی سفید قابل نفرت عمارتوں میں رہنے پر مجھے تو نے مجبور کیا۔

تَرِیْشُ نِبَالًا لَا یُوَاتِیْكَ رَیْشُهَا وَتَبْرِیْ نِبَالًا رِیْشُهَا لَكَ اَجْمَعُ

تو ایسے تیروں کو درست کرتا ہے جن کا درست کرنا تیرے لئے موافق نہیں اور تو ان تیروں کو کاٹ ڈالتا ہے۔ جن کی درستی تیرے لئے سراسر نفع بخش ہے۔

وَحَارَبْتَ اَقْوَامًا كِرَامًا اَعِزَّةً وَاَهْلَكْتَ اَقْوَامًا بِهِمْ كُنْتَ تَفْزَعُ

تو نے شریف اور عزت دار لوگوں سے جنگ چھیڑ رکھی ہے اور ان لوگوں کو تو نے برباد کر دیا جن کی تو پناہ لیا کرتا تھا۔

سَتَعْلَمُ اِنْ نَابَتْكَ یَوْمًا مُلِمَّةٌ وَاَسْلَمَكَ الْاَوْبَاشُ مَا كُنْتَ تَصْنَعُ

جب تجھ پر کبھی کوئی آفت آ جائے گی اور کمزور اغیار تیری امداد سے دست کش ہو جائیں گے تو اس وقت تجھ کو معلوم ہوگا کہ تو کیا کرتا تھا۔

(یعنی تیرے یہ کام اچھے تھے یا برے)

تیم بن عمرو جس کو عثمان نے مخاطب کیا ہے وہ جمح ہے۔ اس کا نام تیم تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب قریش نے دیکھ لیا کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابی سرزمین حبشہ میں مطمئن اور بے خوف ہو گئے اور انہوں نے وہاں گھر بھی پا لیا اور چین بھی تو انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ ان لوگوں کے متعلق خود اپنے میں سے قریش کے دو مستقل مزاج شخصوں کو نجاشی کے پاس (اس لئے) روانہ کریں کہ وہ انہیں ان کے حوالے کر دے ان کے دینی معاملوں میں یہ انہیں مصیبتوں میں مبتلا کریں اور انہیں ان کے گھروں سے نکال باہر کریں جن میں انہیں اطمینان اور امن حاصل ہو گیا تھا۔ اس لئے انہوں نے عبداللہ

ابن ابی ربیعہ اور عمرو بن العاص بن وائل کو بھیجا نجاشی اور اس کے وزیروں کے واسطے ان دونوں کے ساتھ روانہ کرنے کے لئے بہت سے ہدیے جمع کئے اور ان لوگوں کے متعلق گفتگو کرنے کے لئے ان دونوں کو اس کے پاس روانہ کیا۔ ابوطالب نے جب ان کی اس رائے اور ان ہدیوں کے متعلق غور کیا جو ان دونوں کے ساتھ بھیجے گئے تھے تو نجاشی کو پڑوسیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے اور ان کی حفاظت پر آمادہ کرنے کے لئے یہ اشعار کہے۔

اَلَا لَیْتَ شِعْرِیْ کَیْفَ فِی النَّاْیِ جَعْفَرٌ وَعَمْرٌو وَ اَعْدَاءُ الْعَدُوِّ الْاَقَارِبُ

اے کاش مجھے کوئی خبر ملتی کہ جعفر اور عمرو اور دشمنوں کے دشمن یعنی قریب کے لوگ دور پڑے ہوئے کس حالت میں ہیں۔

فَهَلْ نَالَ اَفْعَالُ النَّجَاشِیِّ جَعْفَرًا وَاَصْحَابَهٗ اَوْعَاقَ ذٰلِكَ شَاغِبُ

کیا نجاشی کے حسن سلوک نے جعفر اور ان کے ساتھیوں کو (اپنا مطلوب سمجھ کر حاصل کر لیا یا کسی شرانگیز نے اس میں کوئی رکاوٹ ڈال دی۔

تَعَلَّمْ اَبَیْتَ اللَّعْنَ اَنَّكَ مَاجِدٌ كَرِیْمٌ فَلَا یَشْقٰی لَدَیْكَ الْمُجَانِبُ

اللہ تعالیٰ آپ کو (برے کاموں اور اس کے سبب سے) بدنامی سے بچائے۔ یہ بات یاد رہے کہ آپ کی ہستی عظمت اور شرافت والی ہستی ہے آپ کے پاس آپ کے سایہ میں پناہ لینے والے کو محرومی نہ نصیب ہونا چاہئے۔

تَعَلَّمْ بِاَنَّ اللّٰهَ زَادَكَ بَسْطَةً وَاَسْبَابَ خَیْرٍ كُلُّهَا بِكَ لَازِبُ

آپ کو اس بات کا علم ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بڑی فضیلت دی ہے اور بھلائی کے تمام ذریعے آپ کو حاصل ہیں۔

وَاَنَّكَ فَیْضٌ ذُوْسِجَالٍ غَزِیْرَةٍ یَنَالُ الْاَعَادِیْ نَفْعَهَا وَالْاَقَارِبُ

اور یہ بھی (آپ کو معلوم ہونا چاہئے) کہ آپ کی ذات لب ریز ڈولوں والا (سخاوت کا) ایک دریا ہے جس سے دشمن اور دوست دونوں فیض پاتے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے محمد بن مسلم زہری نے ابوبکر بن عبدالرحمٰن ابن الحرث بن ہشام المخزومی سے روایت بیان کی اور انہوں نے محل نبی ﷺ ام سلمہ بنت ابی امیہ بن المغیرہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ آپ نے فرمایا کہ جب ہم سرزمین حبشہ میں اترے تو وہاں ہمیں نجاشی کا بہترین پڑوس مل گیا اور ہمیں ہمارے دین میں امن نصیب ہوا اور ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہو گئے نہ ہمیں کوئی تکلیف پہنچاتا تھا

اور نہ ہم کوئی بری بات سنتے تھے۔ اور جب اس حالت کی اطلاع قریش کو ہوئی تو انہوں نے آپس میں مشورے کئے کہ ہمارے بارے میں نجاشی کے پاس اپنے دو مستقل مزاج آدمیوں کو روانہ کریں اور نجاشی کے پاس مکہ کے سامان میں سے نایاب سمجھی جانے والی چیزیں بطور ہدیہ کے روزنہ کریں مکہ سے حبشہ کو جانے والی چیزوں میں سے بہترین دباغت کئے ہوئے چمڑے تھے۔ انہوں نے اس کے لئے بہت سے چمڑے اکھٹے کئے اور انہوں نے اس کے وزیروں میں سے کسی وزیر کو نہیں چھوڑا جس کے لئے ہدیہ نہ بھیجا ہو انہوں نے اس کو عبداللہ بن ابی ربیعہ اور عمرو ابن العاص کے ساتھ روانہ کیا اور ان دونوں کو احکام دیے اور ان سے کہہ دیا کہ نجاشی سے ان کے متعلق گفتگو کرنے سے پہلے ہر ایک وزیر کو اس کا ہدیہ پہنچا دو اور اس کے بعد نجاشی کے پاس اس کے ہدیے پیش کرو۔ اور اس کے بعد اس سے استدعا کرو کہ ان لوگوں سے گفتگو کرنے سے پہلے ان کو تمہارے حوالے کردے۔ لہٰذا وہ دونوں چلے اور نجاشی کے پاس پہنچے جب کہ ہم اس کے پاس بہترین جگہ اور بہترین ہمسایہ میں تھے۔ نجاشی سے گفتگو کرنے سے پہلے انہوں نے اس کے وزیروں میں سے ہر ایک وزیر کے پاس اس کا ہدیہ پہنچایا اور ان میں سے ہر ایک وزیر سے کہا کہ ہم میں کے چند کم عمر بے وقوف چھوکروں نے اپنی قوم کا دین بھی اختیار نہیں کیا ہے بلکہ ایک نیا دین ایجاد کیا ہے جس سے نہ ہم واقف ہیں نہ تم۔ انہوں نے (تمہارے) بادشاہ کے ملک میں پناہ لی ہے۔ ان کے متعلق ہم نے بادشاہ کے پاس اپنی قوم کے معززین بھیجے ہیں تاکہ وہ انہیں ان کے حوالے کردے۔ اس لئے جب ہم بادشاہ سے ان کے متعلق گفتگو کریں تو تم بادشاہ کو یہ مشورہ دینا کہ وہ انہیں ہمارے حوالے کردے اور ان سے گفتگو نہ کرے۔ کیونکہ شرافت کے لحاظ سے ان کی قوم ان پر برتری رکھتی ہے اور جو الزام انہوں نے ان پر لگایا ہے اس سے وہ خوب واقف ہیں۔ آخر انہوں نے ان سے کہا۔ بہت اچھا پھر ان دونوں نے اپنے ہدیے نجاشی کے پاس پیش کئے اور اس نے ان کے وہ ہدیے قبول کر لئے۔ پھر انہوں نے اس سے گفتگو کی اور اس سے کہا۔ اے بادشاہ! ہم میں کے چند کم سن بے وقوف چھوکروں نے اپنی قوم کے دین سے علیحدگی اختیار کی ہے اور وہ آپ کے دین میں بھی داخل نہیں ہوئے ہیں اور ایک نیا دین ایجاد کیا ہے جس کو نہ ہم جانتے ہیں اور نہ آپ۔ اور ہم نے آپ کے پاس ان کے متعلق ان کی قوم کے معززین کو بھیجا ہے جن میں ان کے باپ۔ چچا اور ان کے لوگ ہیں تاکہ آپ انہیں ان کے پاس واپس روانہ کردیں۔ کیوں کہ وہ شرافت کے لحاظ سے ان پر برتری رکھتے ہیں اور جو الزام انہوں نے ان پر لگایا ہے اور جس چیز کے متعلق وہ ان سے خفا ہیں اس کو وہ خوب جانتے ہیں۔ ام سلمہ نے فرمایا کہ عبداللہ بن ابی ربیعہ اور عمرو بن العاص کو اس بات سے زیادہ کوئی چیز ناپسند نہ تھی کہ نجاشی مسلمانوں کی گفتگو سنے۔ ام سلمہ نے فرمایا کہ اس کے بعد اس کے ان وزیروں نے جو اس

کے گرد موجود تھے کہا کہ اے بادشاہ! ان دونوں نے سچ کہا کہ ان کی قوم شرافت کے لحاظ سے ان پر برتری رکھتی ہے اور جو الزام انہوں نے ان پر لگایا ہے اس سے وہ خوب واقف ہیں لہٰذا انہیں ان دونوں کے سپرد کر دیجئے کہ وہ انہیں ان کے وطن اور ان کی قوم کے پاس واپس پہنچا دیں۔ محترمہ نے فرمایا کہ اس بات پر نجاشی غصے ہوا اور کہا نہیں! خدا کی قسم!! (جب ایسی حالت ہے) تو میں انہیں ہرگز ان دونوں کے سپرد نہیں کروں گا اور نہ ایسا ارادہ ان لوگوں کے متعلق کیا جا سکتا ہے جنہوں نے میرا پڑوس اختیار کیا ہے اور میری سرزمین میں بطور مہمان کے آئے ہیں اور (چونکہ) میرے سوا دوسروں کو چھوڑ کر انہوں نے مجھے (ہی) منتخب کیا ہے اس لئے میں انہیں بلاؤں گا اور ان دونوں نے ان کے متعلق جو کچھ کہا ہے اس کی نسبت ان سے دریافت کروں گا۔ پھر اگر ان کی حالت ویسی ہی ہو جیسا کہ یہ دونوں کہہ رہے ہیں تو میں انہیں ان کے حوالے کروں گا۔ اور انہیں ان کی قوم کی طرف واپس کر دوں گا اور اگر ان کی حالت اس کے خلاف ہو تو میں ان لوگوں سے ان کی حفاظت کروں گا جب تک کہ وہ میرے پڑوس میں رہیں۔ میں ان کے پڑوس کا حق اچھی طرح ادا کروں گا۔ جناب ام سلمہ نے فرمایا کہ اس کے بعد اس نے رسول اللہ ﷺ کے صحابیوں کو بلانے کے لئے آدمی بھیجا۔ جب ان لوگوں کے پاس کا بھیجا ہوا آدمی پہنچا یہ سب ایک جگہ جمع ہوئے اور ان میں کے بعض نے بعض سے کہا کہ جب تم اس کے پاس پہنچو گے تو آخر اس سے کیا کہو گے۔ انہوں نے کہا۔ واللہ ہم وہی کہیں گے جو ہمارے نبی نے ہمیں تعلیم دی ہے اور جن باتوں کا آپ نے ہمیں حکم فرمایا ہے۔ اس میں جو چاہے جو ہونا ہو ہو جائے پھر جب یہ وہاں پہنچے دیکھا کہ نجاشی نے اپنے علماء کو بھی بلا لیا ہے اور اس کے گرد انہوں نے اپنے صحیفے کھلے رکھے ہیں۔ اس نے ان سے سوالات شروع کئے۔ اس نے کہا اس دین کی حقیقت کیا ہے جس میں داخل ہو کر تم نے اپنی قوم سے علیٰحدگی اختیار کر لی ہے اور تم نہ تو میرے دین میں داخل ہوئے ہو اور نہ ان موجودہ دینوں میں سے کسی دین میں شامل ہو۔ محترمہ نے فرمایا کہ اب جس نے اس سے گفتگو شروع کی وہ جعفر بن ابی طالب تھے انہوں نے اس سے کہا۔ اے بادشاہ! ہماری قوم کی یہ حالت تھی کہ ہم سب جاہل تھے' بتوں کی پوجا کرتے۔ مردار کھاتے۔ برے کاموں کے مرتکب ہوتے۔ رشتے ناتے توڑ دیتے۔ پڑوس سے برا سلوک کرتے اور ہم میں کا قوی کمزور کو کھا جاتا تھا۔ یہ ہماری حالت تھی کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری جانب ہمیں میں سے ایک شخص کو رسول بنا کر بھیجا جس کے نسب' سچائی' امانت اور پاک دامنی کو ہم سب جانتے ہیں۔ اس نے ہمیں اللہ تعالیٰ کی جانب (یہ) دعوت دی کہ ہم اسے یکتا مانیں اور اس کی عبادت کریں۔ ہم اور ہمارے بزرگوں نے اس کو چھوڑ کر پتھروں اور بتوں کی جو پوجا اختیار کر رکھی تھی اس کو چھوڑ دیں۔ اس رسول نے ہمیں سچی بات' امانت کی ادائی' رشتہ داروں سے تعلقات کے قائم رکھنے' پڑوسیوں سے نیک سلوک کرنے' حرام

باتوں اور قتل وخون ریزی سے باز رہنے کا حکم فرمایا اور ہمیں بری باتوں' جھوٹ بولنے' یتیم کا مال کھانے اور پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانے سے منع فرمایا۔ اس نے ہمیں حکم دیا کہ خدائے یکتا کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں۔ اس نے ہمیں نماز' زکوٰۃ اور روزوں کا حکم دیا۔ محترمہ نے فرمایا غرض انہوں نے اس کے سامنے تمام اسلام کے احکام بیان کردیئے اور کہا پس ہم نے اس کی تصدیق کی اور اس پر ایمان لائے۔ وہ جو کچھ اللہ تعالیٰ کی جانب سے لایا ہم نے اس کی پیروی کی۔ پس ہم نے خدائے یکتا کی عبادت کی۔ کسی کو اس کا شریک نہیں بنایا اور ان تمام چیزوں کو حرام جانا جو ہم پر حرام کی گئیں اور ان چیزوں کو حلال جانا جو ہم پر حلال کی گئیں تو ہماری قوم نے ہم پر ظلم وزیادتی کی اور انہوں نے ہمیں تکلیفیں پہنچائیں اور ہمیں دین کے متعلق مصیبتوں میں مبتلا کیا تاکہ ہمیں اللہ تعالیٰ کی عبادت سے پھیر کر بتوں کی پوجا کی جانب لوٹائیں اور تاکہ ہم ان تمام بری چیزوں کو حلال سمجھ لیں جن کو ہم حلال سمجھا کرتے تھے۔ جب ان لوگوں نے ہم کو مجبور کیا اور ظلم ڈھائے اور ہمارے لئے زندگی کا میدان تنگ کردیا اور ہمارے دین کے کاموں میں رکاوٹ ڈالنے لگے تو ہم آپ کے ملکوں کی جانب نکل آئے اور ہم نے آپ کو آپ کے سوا دوسرے لوگوں پر ترجیح دی اور آپ کی ہمسائیگی کی جانب ہمیں رغبت ہوئی اور اے بادشاہ! ہمیں امید ہوئی کہ آپ کے پاس ہم پر ظلم نہ ہوگا۔ جناب ام سلمہ نے فرمایا۔ تو ان سے نجاشی نے کہا کہ کیا اس کلام میں سے کچھ تمہارے ساتھ ہے جس کو وہ اللہ کے پاس سے لایا ہے۔ محترمہ نے فرمایا کہ جعفر نے اس سے کہا ہاں! نجاشی نے ان سے کہا وہ مجھ پڑھ کر سناؤ۔ محترمہ نے فرمایا کہ انہوں نے اس کو کھیٰعص کا ابتدائی حصہ پڑھ کر سنایا۔ جناب ام سلمہ نے فرمایا کہ واللہ پھر تو نجاشی رو پڑا یہاں تک کہ اس کی ڈاڑھی تر بتر ہوگئی اور جب اس کے علماء نے ان کے آگے پڑھا ہوا کلام سنا تو وہ بھی (ایسا) روئے کہ ان کے صحیفے بھیگ گئے پھر نجاشی نے کہا۔ بے شک یہ چیز اور وہ چیز جو عیسیٰ لائے تھے ایک ہی طاق سے نکلی ہوئی روشنی ہے تم دونوں چلے جاؤ۔ نہیں واللہ انہیں تمہارے حوالے نہیں کروں گا اور نہ ان کے متعلق ایسا ارادہ کیا جائے گا۔ محترمہ نے فرمایا کہ جب وہ دونوں اس کے پاس سے نکل گئے تو عمرو بن العاص نے کہا کہ واللہ! کل میں اس کے پاس ان لوگوں کے متعلق ایسی چیز پیش کروں گا کہ اس کے ذریعے ان لوگوں کی جماعت کو جڑ سے اکھیڑ ڈالوں گا۔ جناب ام سلمہ نے فرمایا کہ عبداللہ بن ابی ربیعہ نے جو ہمارے متعلق ان دونوں میں زیدہ خوف خدا رکھنے والا تھا کہا ایسا نہ کرنا کیونکہ ان لوگوں سے ہمارا رشتہ ہے اگرچہ انہوں نے ہماری مخالفت کی ہے۔ اس نے کہا واللہ میں اسے اس بات کی خبر دوں گا کہ ان لوگوں کا عقیدہ عیسیٰ بن مریم کے بارے میں یہ ہے کہ وہ ایک بندے تھے۔ محترمہ نے فرمایا کہ دوسرے روز سویرے وہ دونوں اس کے پاس پہنچے اور اس سے کہا اے بادشاہ! یہ لوگ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام

کے بارے میں ایک بڑی بات کہتے ہیں آپ نے انہیں بلوایئے اور ان سے دریافت کیجئے کہ وہ ان کے متعلق کیا کہتے ہیں۔ جناب ام سلمہ نے فرمایا کہ اس نے ان کو بلوا بھیجا تاکہ عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ان سے دریافت کرے۔ محترمہ نے فرمایا کہ ایسی آفت ہم پر کبھی نہیں آئی تھی۔ سب کے سب جمع ہوئے اور بعض نے بعض سے کہا کہ آخر عیسیٰ بن مریمؑ کے متعلق جب وہ تم سے سوال کرے گا تو تم ان کے متعلق کیا کہو گے۔ انہوں نے کہا واللہ ہم وہی کہیں گے جو اللہ نے کہا ہے اور جو ہمارے نبی ہمارے پاس لائے ہیں۔ اس میں چاہے جو بھی ہو۔ فرمایا کہ جب یہ لوگ اس کے پاس گئے۔ اس نے ان سے کہا عیسیٰ بن مریم کے متعلق تم لوگ کیا کہتے ہو۔ فرمایا کہ جعفر بن ابی طالب نے کہا۔ ہم ان کے متعلق وہی کہتے ہیں جو ہمارے نبی ﷺ ہمارے پاس لائے ہیں کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول اور اس کی روح اور اس کا کلمہ ہیں جس کو اس نے کنواری مریم کی جانب ڈال دیا۔ فرمایا کہ پھر تو نجاشی نے اپنا ہاتھ زمین پر مارا اور زمین سے ایک تنکا اٹھا لیا اور کہا واللہ! جو کچھ تم نے کہا اس سے اس تنکے کے برابر بھی عیسیٰ بن مریم زیادہ نہیں۔ فرمایا۔ جب نجاشی نے ایسے اہم الفاظ کہہ دیئے تو جو علماء اس کے گرد بیٹھے ہوئے تھے وہ ناک سے آوازیں نکالنے لگے (یعنی ناراضی ظاہر کی) تو نجاشی نے کہا خواہ تم ناک سے آوازیں نکالو (ناخوشی کا اظہار کرو) یا کچھ اور واللہ! تم چلے جاؤ۔ فَاَنْتُمْ شُیُوْمٌ بِاَرْضِیْ۔ تم میری سرزمین میں ''شیوم'' ''ہو'' شیوم'' کے معنی آمنون کے ہیں۔ بے خوف ہو جو تم کو برا بھلا کہے اس سے بدلہ لیا جائے گا۔ پھر اس نے کہا جو تم کو برا بھلا کہے اس سے بدلہ لیا جائے گا پھر اس نے کہا جو تم کو برا بھلا کہے اس سے بدلہ لیا جائے گا۔ ''مَا اُحِبُّ اَنَّ لِیْ دَبْرًا مِنْ ذَھَبٍ'' مجھے اس کی خواہش نہیں کہ مجھے ایک سونے کا پہاڑ مل جائے۔

ابن ہشام نے کہا۔ بعض نے **دبرا من ذھب** کہا اور بعض نے ''**فانتم سیوم وانی آذیت رجلا منکم**'' کے الفاظ روایت کئے ہیں۔ تم بے خوف ہو میں نے تم میں کے بعضوں کو تکلیف دی۔ دبر کے معنی زبانِ حبشہ میں جبل یعنی پہاڑ کے ہیں۔ ان دونوں کے ہدیے انہیں واپس کر دو مجھے ان کی کوئی ضرورت نہیں۔ خدا کی قسم! جب اللہ نے میری حکومت مجھے واپس دی تو مجھ سے اس نے کوئی رشوت نہیں لی کہ میں اس کے متعلق کوئی رشوت لوں اور اس نے لوگوں کو (بے عقلی کے ساتھ) میرا مطیع نہیں بنایا کہ میں اللہ کے متعلق (بے سمجھے بوجھے) ان لوگوں کی اطاعت کروں۔ ام المومنین نے فرمایا کہ پھر تو وہ دونوں اس کے پاس سے ملول یا ناراض ہو کر نکلے اور انہوں نے جو پیش کیا تھا وہ انہیں واپس کر دیا گیا اور ہم اس کے پاس بہترین پڑوس میں رہنے لگے۔ فرمایا کہ واللہ ہم اسی حالت میں تھے کہ ایکا ایکی ایک حبشی نجاشی کی مخالفت پر اتر آیا اور اس کی حکومت سے کشمکش کرنے لگا۔ فرمایا واللہ میں نے اپنے لوگوں کو اس وقت سے زیادہ رنجیدہ

کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اس ڈر سے کہ کہیں اس شخص نے نجاشی پر غلبہ پالیا تو ایسا شخص آئے گا۔ جو ہمارے وہ حقوق نہ سمجھے گا جو نجاشی سمجھتا تھا۔ فرمایا کہ پھر نجاشی اس کے مقابلے کے لئے چلا اور ان دونوں کے درمیان دریائے نیل کا عرض تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب نے کہا کون ایسا ہے جو باہر نکلے اور ان لوگوں کے واقعات کا مشاہدہ کر کے ہمیں آ کر خبر دے۔ فرمایا کہ زبیر بن العوام نے کہا کہ میں (اس کام کو انجام دیتا ہوں)۔ ان لوگوں نے کہا تم (یہ کام کرو گے)۔ اور وہ سب سے زیادہ کمسن تھے فرمایا کہ سب نے ان کے لئے ایک مشک میں ہوا بھر دی۔ انہوں نے اس کو اپنے سینے کے نیچے رکھا اور اس پر تیرتے چلے یہاں تک کہ نیل کے اس کنارے پر پہنچے جہاں ان لوگوں کے ملنے کی جگہ تھی۔ پھر وہ ان کے پاس پہنچے۔ فرمایا کہ ہم اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگ رہے تھے کہ نجاشی اپنے دشمن پر غلبہ پائے اور اپنے ممالک میں اس کو پوری قدرت حاصل رہے فرمایا واللہ ہم اسی حالت میں ہونے والی بات کے منتظر تھے کہ ایکا ایکی زبیر نکلے اور وہ دوڑتے چلے آ رہے تھے اور اپنی چادر سے اشارہ کر رہے تھے کہ خوش ہو جاؤ کہ نجاشی نے فتح پائی اور اللہ تعالیٰ نے دشمن کو برباد کر دیا اور اس کو اس کے ملکوں میں اقتدار حاصل ہو گیا۔ فرمایا واللہ! میں نے اپنے لوگوں کی اس وقت کی سی خوشی بھی کبھی نہیں دیکھی۔ فرمایا اس کے بعد نجاشی ایسی حالت میں واپس ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے دشمن کو برباد کر ڈالا تھا اور اس کو اس کے ملکوں میں پورا اقتدار حاصل ہو گیا اور حکومت حبشہ اس کے لئے مستحکم ہو گئی اور ہم اس کے پاس بڑی عزت سے رہے۔ یہاں تک کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے جبکہ آپ مکہ میں تھے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں زہری نے کہا کہ میں نے عروۃ بن زبیر سے ابوبکر بن عبدالرحمٰن کی حدیث نبی ﷺ کی بی بی ام سلمہ کی روایت سے بیان کی تو انہوں نے کہا کہ کیا تمہیں خبر ہے کہ نجاشی کے قول ''جب اللہ نے میری حکومت مجھے واپس دی تو مجھ سے اس نے کوئی رشوت نہیں لی کہ میں اس کے متعلق کوئی'''' رشوت لوں اور اس نے لوگوں کو'''' (بے عقلی کے ساتھ) میرا مطیع ''نہیں بنایا کہ میں اللہ کے متعلق'''' (بے سمجھے بوجھے) ان لوگوں کی اطاعت کروں'' کے کیا معنی ہیں۔ زہری نے کہا میں نے کہا نہیں۔ انہوں نے کہا کہ ام المومنین عائشہ نے مجھ سے بیان کیا کہ نجاشی کا باپ اپنی قوم کا بادشاہ تھا اور اس کو نجاشی کے سوا کوئی اولاد نہ تھی اور نجاشی کا ایک چچا تھا جس کے صلبی بارہ بیٹے تھے اور حبشیوں کی حکومت والے خاندان سے تھے تو حبشہ والوں نے آپس میں کہا کہ اگر ہم نجاشی کے باپ کو مار ڈالیں اور اس کے بھائی کو حکومت کا مالک بنائیں (تو بہتر ہو گا) کیونکہ اس کو بجز اس لڑکے کے اور کوئی اولاد نہیں اور اس کے بھائی کو اس کے صلبی بارہ لڑکے ہیں یہ اس کے بعد اس کی حکومت کے وارث ہوں گے تو حبشہ اس کے بعد بھی ایک زمانہ تک رہے گا آخر انہوں نے

نجاشی کے باپ پر دست درازی کی اور اس قتل کر ڈالا اور حکومت اس کے بھائی کے حوالے کی۔ چند روز اس حالت میں بھی گزرے اور نجاشی نے اپنے چچا کے ساتھ نشوونما پائی اور وہ لوگوں میں بڑا ہوشیار اور بڑا عقلمند تھا اس نے اپنے چچا کے حالات پر غلبہ حاصل کرلیا اور ہر جگہ اپنے چچا کے ساتھ رہنے لگا اور حبشہ والوں نے اس کے اقتدار کو دیکھا تو آپ میں کہا واللہ! اس لڑکے نے تو اپنے چچا کے حالات پر قابو پالیا ہے اور ہمیں ڈر ہے کہ کہیں وہ اسے ہم پر حاکم نہ بنادے اور اگر اس نے اس کو ہم پر حاکم بنادیا تو وہ ہم سب کو قتل کرڈالے گا اسے معلوم ہے کہ ہم نے اس کے باپ کو قتل کیا ہے لہٰذا وہ سب مل کر اس کے چچا کے پاس گئے اور کہا یا تو اس چھوکرے کو قتل کردو یا ہمارے درمیان سے نکال دو کیونکہ ہمیں اپنی جانوں کے بارے میں ڈر لگا ہوا ہے۔ اس نے کہا کم بختو! کل تم نے اس کے باپ کو قتل کیا اور آج میں اس کو قتل کردوں۔ (اس کو قتل تو نہیں کرسکتا) بلکہ اس کو تمہارے ملکوں سے نکال دیتا ہوں۔ جناب عائشہ نے فرمایا کہ وہ اس کو لے کر بازار گئے اور تاجروں میں سے ایک تاجر کے ہاتھ چھ سو درہم میں بیچ ڈالا۔ وہ اس کو کشتی میں لے چلا یہاں تک کہ جب اس دن کی شام ہوئی تو خریف کے ابر میں سے ایک ابر کے ٹکڑے میں جوش پیدا ہوا اور اس کا چچا بارش کی طلب کے لئے اس کے نیچے گیا تو اس پر بجلی گری اور وہ ہلاک ہوگیا۔ ام المومنین نے فرمایا کہ پھر تو حبشہ والے اس کے لڑکوں کے لئے بے چین ہوئے تو معلوم ہوا کہ اس کے سب لڑکے احمق تھے۔ اس کی اولاد میں کوئی بھی بھلا چنگا صحیح دماغ والا نہ تھا آخر حکومت حبشہ میں فساد ہوگیا اور جب وہ اس حالت سے تنگ ہوگئے تو ان میں کے بعض نے بعض سے کہا کہ تم یہ سمجھ لو کہ واللہ! تمہارا بادشاہ جس کے بغیر تمہارے معاملوں کی درستی نہیں ہوسکتی وہی ہے جس کو تم نے سویرے بیچ ڈالا۔ اگر حبشہ کی حکومت کے لئے تمہیں کسی کی ضرورت ہے تو اس کو ڈھونڈ نکالو۔ فرمایا کہ پھر تو اس کی تلاش میں نکلے اور اس شخص کی تلاش کی گئی جس کے ہاتھ انہوں نے اس کو بیچا تھا یہاں تک کہ اسے ڈھونڈ نکالا اور اس سے لے لیا اور اس کو لاکر اس کے سر پر تاج رکھا اور تخت شاہی پر بٹھایا اور حکومت کی باگ اس کے ہاتھ میں دے دی۔ پھر ان کے پاس وہ تاجر آیا جس کے ہاتھ انہوں نے اس کو بیچا تھا۔ اس نے کہا یا تو میری رقم مجھے دے دو یا خود اسی سے اس معاملہ میں گفتگو کرنے دو۔ انہوں نے کہا کہ ہم تجھے کچھ رقم وغیرہ نہیں دیتے۔ اس نے کہا تب تو واللہ! میں خود اسی سے گفتگو کروں گا انہوں نے کہا جاؤ اسے پکڑو۔ فرمایا کہ وہ اس کے پاس آکر اس کے سامنے بیٹھ گیا۔ پھر کہا اے بادشاہ میں نے فلاں کو فلاں لوگوں سے بازار میں چھ سو درہم میں خریدا اور انہوں نے غلام کو میرے قبضے میں دیا۔ اور مجھ سے میرے درہم لئے۔ آخر جب میں اپنے غلام کو لے کر چلا' تو انہوں نے پھر مجھے پکڑ لیا اور مجھ سے میرے غلام کو لے لیا اور میرے درہم انہوں نے روک رکھے (واپس نہیں کئے) فرمایا آخر نجاشی نے اس سے کہا کہ اس کے درہم انہیں دے

دینا چاہیں ورنہ اس کا غلام اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دے دے گا اور وہ جہاں چاہے گا اس کو لے جائے گا۔ انہوں نے کہا نہیں ہم اس کے درہم اس کو دیں گے۔ فرمایا۔ اس لئے نجاشی کہتا ہے کہ جب اللہ نے میری حکومت مجھے واپس دی تو مجھ سے اس نے کوئی رشوت نہیں لی کہ میں اس کے متعلق کوئی رشوت لوں اور اس نے لوگوں کو (بے عقلی کے ساتھ) میرا مطیع نہیں بنایا کہ میں اللہ کے متعلق (بے سمجھے بوجھے) ان لوگوں کی اطاعت کروں۔ فرمایا کہ یہی اس کی پہلی بات تھی جس نے اس کی اپنے دین میں سختی اور اپنے احکام میں عدل وانصاف کی خبر دی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے یزید بن رومان نے۔ عروۃ بن الزبیر سے اور انہوں نے عائشہ سے روایت بیان کی کہ آپ نے فرمایا جب نجاشی کا انتقال ہوا تو بیان کیا جاتا تھا کہ اس کی قبر پر نور نظر آیا کرتا تھا۔

حبشہ والوں کی نجاشی سے بغاوت

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت بیان کی۔ انہوں نے فرمایا کہ حبشہ کے لوگ جمع ہوئے اور نجاشی سے کہا کہ تو نے ہمارے دین سے علیٰحدگی اختیار کر لی ہے (اس لئے ہم تیری اطاعت نہیں کریں گے چنانچہ) انہوں نے اس سے بغاوت کی۔ فرمایا کہ اس نے جعفر اور ان کے ساتھیوں کو بلوا بھیجا اور ان کے لئے کشتیاں تیار کر دیں اور کہا کہ آپ سب ان میں سوار ہو جائیں اور اسی حالت میں ٹھہرے رہیں۔ اگر میں نے شکست کھائی تو آپ جہاں جی چاہے چلے جائیں اور وہاں پہنچ جائیں جہاں آپ چاہیں اور اگر میں نے فتح پائی تو آپ سب یہیں رہیں۔ پھر اس نے ایک کاغذ منگوایا اور اس میں لکھا کہ وہ گواہی دیتا ہے اس بات کی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور وہ گواہی دیتا ہے اس بات کی کہ عیسیٰ بن مریم اس کے بندے اور اس کے رسول اور اس کی روح اور اس کا کلمہ ہیں جس کو اس نے مریم کی جانب ڈالا ہے۔ پھر اس نے اسے سیدھے بازو (کی طرف) قبا کے اندر رکھ لیا اور حبشہ کی جانب چلا اور وہ اس کے لئے صف بستہ ہو گئے۔ نجاشی نے کہا۔ اے گروہ حبشہ! کیا میں تم سب میں زیادہ حقدار نہیں ہوں۔ انہوں نے کہا کیوں نہیں۔ نجاشی نے کہا۔ پھر تم نے میری سیرت کیسی پائی۔ انہوں نے کہا بہترین۔ نجاشی نے کہا پھر تمہیں ہوا کیا ہے۔ انہوں نے کہا تو نے ہمارے دین سے علیحدگی اختیار کی ہے اور تو نے اس بات کا اعادہ کیا کہ عیسیٰ ایک بندہ ہے۔ نجاشی نے کہا۔ اچھا تم عیسیٰ کے متعلق کیا کہتے ہو۔ انہوں نے کہا ہم کہتے ہیں کہ وہ اللہ کے بیٹے ہیں۔ تو نجاشی نے (اشارے سے) کہا اور اپنا ہاتھ اپنے سینے پر قبا کے اوپر رکھ یعنی وہ اس بات کی گواہی دے رہا تھا کہ عیسیٰ بن مریم اس سے زیادہ کچھ

نہیں۔نجاشی کی مراد تو وہی تھی جو اس نے لکھا تھا۔(اور انہوں نے یہ سمجھ لیا کہ اس نے ہمارے عقیدے کو تسلیم کر لیا لہٰذا وہ راضی ہو گئے اور واپس چلے گئے۔نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ خبر پہنچی اور جب نجاشی کا انتقال ہوا تو آپ نے اس پر (غائبانہ) نماز پڑھی اور اس کی بخشش کی دعا فرمائی۔

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا اسلام اختیار کرنا

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب عمرو بن العاص اور عبداللہ بن ابی ربیعہ قریش کے پاس آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے متعلق جس بات کے لئے وہ گئے تھے وہ نہیں ہوئی اور نجاشی نے انہیں اس طرح واپس کیا جسے وہ پسند نہ کرتے تھے اور عمر بن الخطاب نے بھی اسلام اختیار کر لیا جو ایسے شخص تھے کہ کسی کی کچھ مانتے نہ تھے اور اس کی پیٹھ پیچھے بھی کوئی ان کا قصد نہ کر سکتا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ان کی وجہ سے اور حمزہ کی وجہ سے محفوظ ہو گئے یہاں تک کہ قریش پر انہیں غلبہ ہونے لگا۔عبداللہ بن مسعود کہا کرتے تھے کہ ہم لوگ کعبۃ اللہ کے پاس نماز نہیں پڑھ سکتے تھے یہاں تک کہ عمر نے اسلام اختیار کیا اور جب عمر نے اسلام اختیار کیا تو قریش سے جنگ کی آخر انہوں نے کعبۃ اللہ کے پاس نماز پڑھی اور ان کے ساتھ ہم نے بھی نماز پڑھی اور عمر کے اسلام اختیار کرنے (کا واقعہ) اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حبشہ چلے جانے کے بعد کا ہے۔

ابن ہشام نے ہم سے بیان کیا انہوں نے کہا مجھ سے مسعر بن کدام نے سعد بن ابراہیم سے روایت بیان کی' انہوں نے کہا عبداللہ بن مسعود نے بیان کیا کہ عمر کا اسلام ایک طرح کی فتح تھی اور ان کی ہجرت ایک قسم کی امداد تھی اور ان کا امیر ہونا ایک بڑی رحمت تھا۔ہم کعبۃ اللہ کے پاس نماز نہیں پڑھ سکتے تھے یہاں تک کہ عمر نے اسلام اختیار کیا اور جب انہوں نے اسلام اختیار کیا تو قریش سے جنگ کی اور کعبۃ اللہ کے پاس نماز پڑھی اور ان کے ساتھ ہم نے بھی نماز پڑھی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبدالرحمن بن الحرث بن عبداللہ بن عیاش بن ربیعہ نے۔عبدالعزیز بن عبداللہ بن عامر بن ربیعہ سے روایت کی اور انہوں نے اپنی والدہ ام عبداللہ بنت ابی حثمہ سے روایت کی۔انہوں نے کہا کہ واللہ! ہم سرزمین حبشہ کی جانب سفر کرنے کو تھے اور عامر ہماری بعض ضرورتوں کے فراہم کرنے کے لئے گئے تھے کہ ایکا ایکی عمر بن الخطاب آ گئے اور میرے پاس کھڑے ہو گئے وہ حالت شرک ہی میں تھے۔ام عبداللہ نے کہا کہ ان کی طرف سے ہم پر ایذائیں اور سختیاں کی جاتیں اور ہم مصیبتوں میں مبتلا ہوا کرتے تھے۔ام عبداللہ نے کہا کہ عمر نے کہا اے ام عبداللہ! تو اب کوچ ہے۔ام عبداللہ نے کہا۔میں نے کہا ہاں۔تم نے ہمیں تکلیفیں دیں اور ہمیں مجبور کر دیا واللہ! ہم اللہ کی زمین میں نکل جائیں گے تا کہ اللہ ہمیں

ان آفتوں سے بچالے ام عبداللہ نے کہا کہ اللہ تمہارا ساتھ دے اور میں نے ان میں ایک طرح کی رقت دیکھی جو میں نے کبھی نہیں دیکھی تھی پھر وہ لوگ گئے اور میں سمجھتی ہوں کہ ہمارے نکلنے سے ان پر کچھ غم کا اثر ہوا۔ کہا کہ پھر عامر اپنا زادہ ضروری سامان لے کر آ گئے تو میں نے کہا اے ابو عبداللہ! کاش تم عمر کو دیکھتے اور (ان کے) اس وقت کے رنج کو دیکھتے جو انہیں ہمارے متعلق تھا۔ انہوں نے کہا کیا تم ان کے اسلام اختیار کرنے کی امید کرتی ہو۔ ام عبداللہ نے کہا کہ میں نے کہا ہاں۔ انہوں نے کہا کہ جب تک خطاب کا گدھا اسلام اختیار نہ کرے جس کو تم نے دیکھا ہے وہ اسلام اختیار نہیں کرے گا۔ ام عبداللہ نے کہا کہ یہ بات انہوں نے اس لئے کہی کہ وہ ان سے ناامید تھے کیونکہ وہ اسلام کے متعلق ان کی سختی اور شدت مدت سے دیکھتے (چلے) آ رہے تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ عمر کے اسلام کے متعلق جو واقعات مجھ کو معلوم ہوئے ہیں وہ یہ ہیں کہ ان کی بہن فاطمہ بنت الخطاب جو سعید بن زید بن عمرو بن نفیل کے پاس (ان کے نکاح میں) تھیں انہوں نے اور ان کے شوہر سعید بن زید نے اسلام اختیار کر لیا تھا لیکن عمر سے وہ اپنے اسلام کو چھپاتے اور نعیم بن عبداللہ النحام مکہ کا ایک شخص انہیں کی قوم یعنی بنی عدی بن کعب میں کا تھا۔ اس نے بھی اسلام اختیار کر لیا تھا اور اپنے اسلام کو اپنی قوم کے ڈر سے چھپاتا تھا اور خباب بن الارت' فاطمہ بنت الخطاب کے پاس آیا جایا کرتے اور انہیں قرآن پڑھایا کرتے تھے۔ ایک روز عمر اپنی تلوار حمائل کئے ہوئے رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کی ایک جماعت کے پاس جانے کے ارادے سے نکلے۔ جن کے متعلق انہیں معلوم ہوا تھا کہ کوہ صفا کے پاس ایک گھر میں جمع ہیں اور مردوں عورتوں کو ملا کر ان کی تعداد تقریباً چالیس ہے اور رسول اللہ ﷺ کے پاس آپ کے چچا حمزہ بن عبدالمطلب اور ابوبکر صدیق بن قحافہ اور علی بن ابی طالب اور دوسرے وہ مسلمان بھی ہیں جو رسول اللہ کے ساتھ مکہ میں رہ گئے تھے اور سر زمین حبشہ کی جانب جو لوگ چلے گئے تھے ان کے ساتھ یہ لوگ نہیں گئے تھے۔ اللہ ان سے راضی ہو۔ آخر نعیم بن عبداللہ عمر سے ملے تو انہوں نے ان سے کہا اے عمر کہاں کا ارادہ ہے۔ عمر نے کہا۔ اس بے دین شخص محمد (ﷺ) کی جانب جس نے قریش میں پھوٹ ڈال دی ہے اور ان میں کے عقل مندوں کو بیوقوف بنا رکھا ہے اور ان کے دین میں عیب نکالے ہیں اور ان کے معبودوں کو گالیاں دی ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کو قتل کر دوں۔ تو نعیم نے ان سے کہا اے عمر! واللہ تمہارے نفس نے تم کو دھوکا دیا ہے۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ محمد کو اگر تم نے قتل کر دیا تو بنی عبد مناف تم کو (کیا) چھوڑ دیں گے کہ تم زمین پر چل بھی سکو تم اپنے گھر والوں کی جانب کیوں نہیں لوٹتے کہ ان کی پہلے اصلاح کرو۔ انہوں نے کہا کہ میرے گھر والوں میں ایسا کون ہے۔ انہوں نے کہا۔ تمہارا بہنوی۔ تمہارا چچا زاد بھائی سعید بن زید بن عمرو اور تمہاری

بہن فاطمہ بنت الخطاب' واللہ! ان دونوں نے اسلام اختیار کر لیا ہے اور محمد ﷺ کے پیرو ہو گئے ہیں۔ تم پر ان کی دیکھ بھال لازمی ہے۔ راوی نے کہا کہ پھر تو عمر اپنی بہن اور بہنوی کی طرف (جانے) کا ارادہ کر کے لوٹے اور ان دونوں کے پاس خباب بن الارت موجود تھے اور ان کے ساتھ ایک کتاب تھی جس میں سورہ طٰہٰ لکھی ہوئی تھی اور وہ انہیں سورہ طٰہٰ پڑھا رہے تھے۔ جب ان لوگوں نے عمر کی آہٹ سنی تو خباب گھر کے کسی حصے یا حجرے کا اندرونی حصے میں چھپ گئے اور فاطمہ بنت الخطاب نے اس کتاب کو اپنی ران کے نیچے رکھ لیا حالانکہ عمر جب گھر کے نزدیک آئے تھے تو انہوں نے خباب کی قرأت سن لی تھی جب وہ اندر آئے تو کہا۔ یہ کس کے گنگنانے کی آواز تھی جو میں نے سنی۔ بہن بہنوئی دونوں نے کہا نہیں تم نے کچھ نہیں سنا۔ عمر نے کہا کیوں نہیں واللہ! (میں نے سنا ہے) اور مجھے یہ خبر بھی پہنچ چکی ہے کہ تم دونوں نے محمد (ﷺ) کے دین کی پیروی اختیار کر لی ہے۔ اور اپنے بہنوئی سعید بن زید کو پکڑ لیا تو فاطمہ بنت الخطاب ان کی بہن اٹھیں کہ ان کو اپنے شوہر سے روکیں۔ عمر نے فاطمہ کو ایسا مارا کہ ان کا سر زخمی کر دیا۔ جب انہوں نے ایسا کیا تو ان کی بہن اور ان کے بہنوئی نے ان سے کہا ہاں ہم نے اسلام اختیار کر لیا ہے اور اللہ اور اس کے رسول پر ہم ایمان لا چکے ہیں تم جو چاہو کرو۔ جب عمر نے اپنی بہن کے (سر سے) خون (نکلتا ہوا) دیکھا تو اپنے کیے پر پچھتائے اور مارنے سے رک گئے اور اپنی بہن سے کہا اچھا مجھے وہ کتاب تو دو جسے تم لوگ پڑھ رہے تھے اور میں نے ابھی ابھی تم کو پڑھتے سنا ہے میں بھی تو دیکھوں کہ وہ کیا چیز ہے جو محمد (ﷺ) لایا ہے اور عمر لکھے (پڑھے) شخص تھے۔ جب انہوں نے یہ کہا تو ان کی بہن نے ان سے کہا ہمیں اس کے متعلق تم سے ڈر لگتا ہے عمر نے کہا ڈرو نہیں اور ان کے آگے اپنے معبودوں کی قسمیں کھائیں کہ اسے پڑھ کر وہ انہیں ضرور واپس کر دیں گے۔ جب انہوں نے یہ کہا تو انہیں ان کے اسلام کی امید ہوئی اور کہا بھائی جان! آپ تو اپنے شرک کی نجاست میں ہیں اور اس کتاب کو تو پاک شخص کے سوا (کوئی) دوسرا چھو نہیں سکتا۔ تو عمر اٹھ کھڑے ہوئے اور غسل کیا جب ان کی بہن نے ان کو وہ کتاب دی اور اس میں سورہ طٰہٰ تھی انہوں نے اس کو پڑھا۔ جب اس کا ابتدائی حصہ پڑھا تو کہا یہ کلام کس قدر اچھا اور کس قدر عظمت والا ہے جب خباب نے یہ بات سنی تو ان کے سامنے باہر نکل آئے اور ان سے کہا اے عمر! بخدا مجھے امید ہو گئی کہ اللہ نے اپنے نبی کی دعا سے تم کو (اسلام کے لئے) منتخب کر لیا کیونکہ میں نے کل (ہی) آپ کو یہ دعا کرتے سنا ہے۔

اَللّٰھُمَّ اَیِّدِ الْاِسْلَامَ بِاَبِی الْحَکَمِ بْنِ ھِشَامٍ اَوْ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ.

''یا اللہ! ابوالحکم بن ہشام یا عمر بن الخطاب سے اسلام کی تائید فرما''۔

ہٰذا اے عمر! اللہ سے ڈرو' تو عمر نے اس وقت ان سے کہا اے خبب! محمد (ﷺ) کے پاس مجھے

لے چلو کہ میں ان کے پاس پہنچوں اور اسلام اختیار کروں۔ خباب نے ان سے کہا کہ آپ کوہ صفا کے پاس ایک گھر میں ہیں جس میں آپ کے ساتھ آپ کے اصحاب بھی ہیں۔ عمر نے اپنی تلوار لی اور اسے حمائل کر لیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کی طرف (جانے) کا قصد کیا۔ ان کے پاس آ کر دروازہ کھٹکھٹایا۔ جب انہوں نے ان کی آواز سنی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ایک صاحب کھڑے ہو گئے اور دروازے کی دراڑوں میں سے انہیں دیکھ کہ تلوار حمائل کئے ہوئے ہیں تو وہ گھبرائے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لوٹے اور عرض کی عمر بن الخطاب ہیں اور تلوار حمائل کئے ہوئے ہیں۔ حمزہ بن عبدالمطلب نے کہا انہیں آنے کی اجازت دیجئے۔ اگر وہ کسی بھلائی کے ارادے سے آئے ہیں تو ہم ان کے ساتھ بھلائی ہی کا سلوک کریں گے اور اگر وہ کسی برائی کے ارادے سے آیا ہے تو اس کو اسی کی تلوار سے قتل کر ڈالیں گے رسول اللہ نے فرمایا۔ ائذن لہ۔ انہیں آنے دو۔ اس شخص نے انہیں آنے کی اجازت سنائی اور رسول اللہ ان کی جانب اٹھ کھڑے ہوئے اور ان سے حجرے میں ملاقات کی اور ان کی کمر یا **مجمع الرداء**[1] کو پکڑ لیا۔ اور انہیں خوب بھینچا اور فرمایا۔

مَا جَاءَ بِكَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ، فَوَاللّٰهِ مَا اَرٰى اَنْ تَنْتَهِيَ حَتّٰى يُنْزِلَ اللّٰهُ بِكَ قَارِعَةً.

''اے خطاب کے بیٹے! تجھ کو کونسی چیز (یہاں) لائی ہے واللہ! میں نہیں سمجھتا کہ تو باز آئے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کوئی آفت تجھ پر نازل فرمائے''۔

تو عمر نے عرض کی اے اللہ کے رسول! میں آپ کے پاس اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ اللہ۔ اس کے رسول اور اس چیز پر ایمان لاؤں جو اللہ کے پاس سے وہ لایا ہے۔ راوی نے کہا کہ پھر تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس زور سے تکبیر کہی کہ اس گھر میں رہنے والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ جان گئے کہ عمر مسلمان ہو گئے۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ جب اس مقام سے ادھر ادھر نکلے تو اپنے آپ کو غالب محسوس کرنے لگے۔ اس وجہ سے کہ حمزہ کے اسلام کے ساتھ ساتھ عمر نے بھی اسلام اختیار کر لیا تھا وہ اس بات کو سمجھ گئے کہ یہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کریں گے اور مسلمان ان دونوں کے سبب سے اپنے دشمنوں سے بدلہ لے سکیں گے۔ یہ عمر بن الخطاب کے اسلام کے متعلق مدینہ والے راویوں کی روایت ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن ابی نجیح مکی نے اپنے دوستوں عطاء اور مجاہد سے یا کسی اور سے جس سے انہوں نے روایت کی ہے بیان کیا کہ عمر کے اسلام کا حال اس روایت کے لحاظ سے جو خود انہیں

---

[1] کپڑوں کے اوپر جو چیز بھی پہنی جائے اس کو رداء کہتے ہیں۔ عبا۔ جبہ۔ مالا۔ تلوار۔ کمان اور ہر ایک زینت کی چیز اور تروتازگی اور رونق وغیرہ کو بھی رداء کہا جاتا ہے ممکن ہے کہ اس سے یہاں چادر کے دونوں سرے ملنے کی جگہ یا قبا یا جبے وغیرہ کی گھنڈیاں مراد ہوں۔ ممکن ہے کہ تلوار کی حمائل کے دونوں سرے جہاں ملتے ہیں وہ جگہ مراد ہو۔ (احمد محمودی)

سے کی گئی یہ ہے وہ کہا کرتے تھے کہ میں اسلام سے بہت دور بھاگنے والا تھا اور جاہلیت کے زمانے میں شرابی تھا۔ اس کا بڑا شوقین اور خوب پینے والا ہے۔ ہماری ایک مجلس مقام حزورۃ میں عمر بن عبد بن عمران المخزومی کے لوگوں کے گھروں کے پاس تھی کہا کہ ایک رات میں اپنے انہیں ساتھ (اٹھنے) بیٹھنے والوں کے پاس جانے کے ارادے سے ان کے جلسوں کی طرف چلا اور وہاں پہنچا تو وہاں ان میں سے کسی کو بھی نہ پایا۔ کہا۔ میں نے کہا اگر میں فلاں شراب فروش کے پاس جاؤں جو مکہ میں شراب بیچا کرتا تھا تو شاید اس کے پاس مجھے شراب مل جائے اور اس میں سے کچھ (میں) پی سکوں۔ کہا پھر میں چلا اور اس کے پاس پہنچا تو اس کو بھی نہیں پایا۔ کہا پھر میں نے کہا کہ اگر میں کعبۃ اللہ کو جاؤں اور اس کے ساتھ چکر یا ستر چکر لگاؤں۔ (تو کیا بہتر ہو) کہا پھر میں مسجد میں آیا کہ کعبۃ اللہ کا طواف کروں تو رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں اور آپ جب نماز پڑھا کرتے تو شام کی جانب منہ کرتے اور کعبۃ اللہ کو اپنے اور شام کے درمیان رکھتے اور آپ کا نماز پڑھنے کا مقام رکن اسود اور رکن یمانی دونوں کے درمیان کا (حصہ) تھا۔ کہا جب میں نے آپ کو دیکھا تو (دل میں) کہا واللہ! اگر آج رات محمد (ﷺ) کی طرف توجہ کروں اور سنوں کہ وہ کیا کہتا ہے (تو بہتر ہوگا)۔ پھر میں نے کہا اگر میں سننے کے لئے اس سے نزدیک ہوا تو وہ ڈر جائے گا اس لئے میں حجر (اسود) کی جانب سے آیا اور کعبۃ اللہ کے غلاف کے اندر ہو گیا اور آہستہ آہستہ ہٹنے لگا اور رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے نماز پڑھتے اور قرآن کی تلاوت فرماتے رہے یہاں تک کہ میں آپ کے قبلے کی سمت میں آپ کے مقابل ہو گیا آپ کے اور میرے درمیان غلاف کعبے کے سوا اور کوئی چیز نہ تھی کہا کہ جب میں نے قرآن سنا تو اس سے میرے دل میں رقت پیدا ہوئی اور میں رو پڑا اور مجھ پر اسلام اثر کر گیا۔ غرض میں اسی جگہ کھڑا رہا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی نماز پوری کر لی اور لوٹ گئے۔ اور آپ جب واپس تشریف لے جایا کرتے تو ابن ابی حسین کے گھر پر سے ہو کر تشریف لے جاتے تھے اور یہی آپ کا راستہ تھا اس کے بعد آپ مقام سعی[1] پر سے گزرتے اور پھر آپ عباس بن عبد المطلب اور ابن ازہر بن عبد عوف الزہری کے گھروں کے درمیان سے الاخنس بن اشریق کے گھر پر سے ہوتے ہوئے اپنے بیت الشرف تشریف لے جاتے۔ آنحضرت ﷺ کے رہنے کا مقام الدار الرقطاء میں تھا جو معاویہ بن ابی سفیان کے قبضے میں تھا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کے بعد میں آپ کے پیچھے ہو گیا یہاں تک کہ جب آپ عباس اور ابن ازہر کے گھروں کے بیچ میں پہنچے تو میں آپ کے پاس پہنچ گیا اور جب رسول اللہ ﷺ نے میری آہٹ سنی تو مجھے پہچان لیا اور

---

[1] صفا و مروہ دونوں پہاڑوں کے درمیان کا مقام جہاں حجاج دوڑتے ہیں۔ (احمد محمودی)

آپ نے خیال فرمایا کہ صرف آپ کو ستانے کے لئے میں نے آپ کا پیچھا کیا ہے۔ آپ نے مجھے ڈانٹا اور فرمایا۔

مَاجَاءَ بِكَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ هٰذِهِ السَّاعَةَ.

''اے خطاب کے بیٹے! تجھ کو اس وقت کونسی چیز (یہاں) لائی ہے''۔

عرض کیا اللہ اور اس کے رسول اور اس چیز پر ایمان لانے کے لئے آیا ہوں جو وہ اللہ کے پاس سے لایا ہے کہا کہ پھر تو رسول اللہ ﷺ نے اللہ کا شکر کیا اور فرمایا۔

قَدْ هَدَاكَ اللّٰهُ يَا عُمَرُ.

''اے عمر! اللہ نے تجھے سیدھی راہ دکھادی''۔

پھر آپ نے میرے سینے پر دست مبارک پھیرا اور میرے لئے ثابت قدمی کی دعا فرمائی۔ پھر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس لوٹ آیا۔ اور رسول اللہ ﷺ اپنے دولت خانے میں تشریف لے گئے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ ان میں سے اصل واقعہ کونسا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن عمر کے غلام نافع نے ابن عمر سے روایت بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ جب میرے والد عمر نے اسلام اختیار کیا تو کہا کہ قریش میں باتوں کو ادھر ادھر زیادہ پہنچانے والا کون ہے۔ (راوی نے) کہا کہ آپ سے کہا گیا جمیل بن معمر الجمحی۔ راوی نے کہا تو آپ سویرے اس کے پاس پہنچے۔ عبداللہ بن عمر نے کہا کہ میں بھی آپ کے نشان قدم پر آپ کے پیچھے پیچھے ہو گیا کہ دیکھوں آپ کیا کرتے ہیں اور میں کم عمر تو تھا لیکن جو کچھ دیکھتا اس کو سمجھتا تھا یہاں تک کہ جب آپ اس کے پاس پہنچے تو اس سے کہا اے جمیل! کیا تجھے معلوم ہے کہ میں نے اسلام اختیار کر لیا ہے اور دین محمد (ﷺ) میں داخل ہو چکا ہوں کہا کہ آپ نے اس بات کو دہرایا تک نہیں کہ وہ اپنا دامن کھینچتے ہوئے کھڑا ہو گیا اور عمر بھی اس کے پیچھے ہو گئے اور میں بھی اپنے والد کے پیچھے ہو لیا یہاں تک کہ جب وہ مسجد کے دروازے پر کھڑا ہوا تو اپنی انتہائی بلند آواز سے چیخا۔ اے گروہ قریش! اور کعبۃ اللہ کے دروازے کے گرد اپنی اپنی مجلسوں میں بیٹھنے والو۔ سن لو کہ عمر بن الخطاب نے بے دینی اختیار کر لی۔ راوی نے کہا اور عمر اس کے پیچھے کہتے جا رہے تھے اس نے جھوٹ کہا (میں بے دین نہیں ہوا) بلکہ میں نے اسلام اختیار کیا ہے اور اس بات کی گواہی دی ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد (ﷺ) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اور ان لوگوں نے آپ پر حملہ کر دیا۔ آپ بھی ان سے جنگ کرتے رہے اور وہ بھی آپ سے جنگ کرتے رہے یہاں تک کہ آفتاب ان کے سروں پر آ گیا۔ راوی نے کہا کہ آپ تھک گئے تو بیٹھ گئے اور وہ آپ کے سر پر کھڑے ہو گئے۔ آپ فرماتے ہیں تم جو چاہو کرو میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ اگر ہم تین سو مرد ہو جائیں تو ہم اسے (یعنی مکہ کو)

تمہارے لئے چھوڑ دیں گے یا تم اسے ہمارے لئے چھوڑ دو گے۔ راوی نے کہا کہ وہ لوگ اسی حالت میں تھے کہ قریش میں کا ایک بوڑھا آیا جو یمنی کپڑے کا نیا لباس اور نقش و نگار کی قمیض پہنے ہوئے تھا وہ آ کر ان کے پاس کھڑا ہو گا اور کہا آخر تمہارا قصہ کیا ہے انہوں نے کہا کہ عمر بے دین ہو گیا ہے۔ اس نے کہا (اگر ایسا ہوا ہے) تو کیا ہوا! ایک شخص نے اپنی ذات کے لئے ایک بات اختیار کر لی ہے پھر تم کیا چاہتے ہو کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ بنی عدی بن کعب اپنے آدمی کو اس طرح تمہارے حوالے کر دیں گے۔ اس شخص کو چھوڑ دو۔ راوی نے کہا کہ واللہ! پھر تو وہ آپ سے اسی طرح الگ ہو گئے گویا کپڑا کھینچ کر پھینک دیا گیا کہا کہ مدینے کو ہجرت کرنے کے بعد میں نے اپنے والد سے کہا کہ ابا جان! وہ شخص کون تھا جس نے مکہ میں آپ کے اسلام اختیار کرنے کے دن لوگوں کو للکار کے آپ سے دور کر دیا تھا جب کہ وہ آپ سے لڑ رہے تھے۔ فرمایا اے میرے پیارے بیٹے! وہ عاص بن وائل السہمی تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ مجھ سے بعض اہل علم نے بیان کیا انہوں نے کہا کہ ابا جان! وہ کون شخص تھا جس نے لوگوں کو ڈانٹ کر آپ سے دور کیا جب کہ وہ آپ سے لڑ رہے تھے۔ اللہ اس کو جزائے خیر دے۔ فرمایا اے میرے پیارے بیٹے! وہ عاص بن وائل تھا۔ اللہ اس کو جزائے خیر دے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبدالرحمٰن بن الحرث نے بعض عمر کے متعلقین سے یا ان کے گھر والوں سے روایت بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ عمر نے فرمایا کہ جب میں نے اس رات اسلام اختیار کیا تو میں نے سوچا کہ مکہ والوں میں سے رسول اللہ ﷺ کی عداوت میں سب سے (زیادہ سخت کون ہے کہ میں اسی کے پاس پہنچوں اور اس کو مطلع کروں کہ میں نے اسلام اختیار کر لیا ہے۔ فرمایا میں نے کہا وہ ابو جہل ہے اور عمر حنتمہ بنت ہشام بن المغیرہ کے (فرزند) تھے۔ فرمایا کہ جب صبح ہوئی تو اس کے دروازے پر پہنچ کر اس کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ فرمایا ابو جہل میری جانب آیا اور کہا اے میرے بھانجے! تو اپنے سزاوار مقام پر آیا۔ آ تیرے لئے وسیع جگہ موجود ہے۔ آخر کس لئے آنا ہوا۔ میں نے کہا کہ میں اس لئے آیا ہوں کہ تمہیں مطلع کروں کہ میں اللہ پر اور اس کے رسول محمد (ﷺ) پر ایمان لا چکا ہوں اور میں نے ان چیزوں کی تصدیق کی ہے جو وہ لائے ہیں۔ فرمایا کہ پھر تو اس نے دروازہ میرے منہ پر مارا اور کہا کہ اللہ تجھ کو اور اس چیز کو جو تو لایا ہے برباد کرے۔

شعب ابی طالب کا واقعہ اور نوشتہ معاہدہ

ابن اسحٰق نے کہا جب قریش نے دیکھا کہ رسول ﷺ کے صحابہ ایسے ملک میں جا بسے ہیں جہاں

انہوں نے امن وچین حاصل کرلیا ہے اور ان میں سے جس شخص نے نجاشی کے پاس پناہ لی۔ اس نے ان کی حفاظت وحمایت کی ہے اور عمر نے بھی اسلام اختیار کرلیا ہے اور وہ اور حمزہ بن عبدالمطلب رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب کے ساتھ ہو گئے ہیں۔ اور اسلام قبیلوں میں پھیلنے لگا ہے تو وہ لوگ جمع ہوئے اور مشورہ کیا کہ ایک کاغذ لکھیں کہ جس میں بنی ہاشم اور بنی المطلب کے خلاف ایک معاہدہ کیا جائے کہ نہ ان سے شادی بیاہ کے تعلقات قائم کئے جائیں اور نہ خرید وفروخت کے معاملے۔ اس کام کے لئے جب وہ سب جمع ہوئے تو یہ باتیں ایک کاغذ پر لکھیں اور سب نے مل کر اقرار کیا اور اس کے لئے ہر قسم کے استحکامات کر لئے اور اس کاغذ کو کعبۃ اللہ کے اندر لٹکا دیا کہ خود اپنے خلاف پوری مضبوطی ہو (کہ اس معاہدے کے خلاف کوئی شخص کوئی بات نہ کر سکے) اور اس کاغذ کا لکھنے والا منصور ابن عکرمہ بن عامر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار بن قصی تھا۔

ابن ہشام نے کہا۔ بعض کہتے ہیں کہ اس کا لکھنے والا نضر بن الحرث تھا۔ اور رسول اللہ ﷺ نے اس کے لئے بددعا کی تو اس کی چند انگلیاں بیکار ہو گئیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب قریش نے یہ معاہدہ کیا تو بنی ہاشم اور بنی المطلب۔ ابوطالب بن عبدالمطلب کے پاس پہنچے اور ان کے ساتھ شعب ابی طالب میں داخل ہو گئے اور ان کے پاس جمع ہو گئے۔ بنی ہاشم میں سے صرف ایک ابولہب عبدالعزیٰ بن عبدالمطلب نکل کر قریش کی جانب ہو گیا اور انہیں کی امداد کی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے حسین بن عبداللہ نے بیان کیا کہ جب ابولہب اپنی قوم سے الگ ہو گیا اور اپنی قوم کے خلاف قریش کی امداد کی اور ہند بنت عتبہ بن ربیعہ سے ملا تو اس سے کہا۔ اے عتبہ کی بیٹی! کیا میں نے لات وعزیٰ کی مدد کی (یا نہیں) اور کیا میں نے ان لوگوں کو نہیں چھوڑ دیا جنہوں نے لات وعزیٰ کو چھوڑ دیا اور ان کے خلاف دوسروں کی مدد کی۔ ہند نے کہا۔ ہاں، اے ابوعتبہ اللہ تجھ کو جزائے خیر دے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا گیا ہے کہ ابولہب اپنی بعض وقت کی گفتگو میں کہا کرتا تھا کہ محمد (ﷺ) مجھ سے بہت سی چیزوں کا وعدہ کرتا ہے جن کو میں نہیں پاتا وہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ تمام باتیں موت کے بعد ہونے والی ہیں۔ ان وعدوں سے اس نے میرے ہاتھ میں کیا دے دیا۔ (مجھے اس سے کیا حاصل ہوا یہ کہتا اور) پھر اپنے ہاتھوں میں پھونک مارتا اور کہتا تم تباہ ہو جاؤ۔ میں تو ان چیزوں میں سے جو محمد (ﷺ) کہتا ہے کوئی چیز تم میں نہیں دیکھتا تو اللہ تعالیٰ نے (یہ سورہ) نازل فرمایا

﴿ تَبَّتْ يَدَآ اَبِیْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ﴾

''ابولہب کے دونوں ہاتھ تباہ ہو گئے اور وہ خود بھی برباد ہو گیا''۔

ابن ہشام نے کہا کہ تبت کے معنی خسرت یعنی برباد و تباہ ہونے کے ہیں۔ حبیب بن خدرۃ الخارجی جو بنی ہلال بن عامر بن صعصعہ میں کا ایک شخص ہے کہتا ہے۔

یَا طیبُ اِنَّا فِیْ مَعْشَرٍ ذَهَبَتْ مَسْعَاتُهُمْ فِی التَّبَارِ وَالتَّبَتْ

اے طیب! ہم ایسے گروہ میں سے ہیں جن کی کوششیں رائے گاں ہو گئیں۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے میں کی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب قریش اس معاہدے پر متفق ہو گئے اور اس کے متعلق انہیں جو جو کرنا تھا وہ کر چکے تو ابو طالب نے کہا۔

اَلَا اَبْلِغَا عَنِّیْ عَلٰی ذَاتِ بَیْنِنَا لُؤَیًّا وَخُصَّا مِنْ لُؤَیٍّ بَنِیْ کَعْبِ

سن لو! ہمارے آپس کے تعلقات کی نسبت بنی لوئی کو یہ پیام پہنچا دو اور بنی لوئی میں سے بھی خاص کر بنی کعب کو یہ سنا دو۔

اَلَمْ تَعْلَمُوْا اَنَّا وَجَدْنَا مُحَمَّدًا نَبِیًّا کَمُوْسٰی خُطَّ فِیْ اَوَّلِ الْکُتُبِ

کیا تمہیں خبر نہیں کہ ہم نے محمد کو ایسا نبی پایا ہے جو موسیٰ کی طرح اگلی کتابوں میں اس کا حال لکھا ہے۔

وَاَنَّ عَلَیْهِ فِی الْعِبَادِ مَحَبَّةً وَلَا خَیْرَ مِمَّنْ خَصَّهُ اللّٰهُ بِالْحُبِّ

(اللہ کے) بندوں کا میلان محبت انہیں کی جانب ہے (یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ) جس کو اللہ تعالیٰ نے (اپنی) محبت کے لئے خاص کر دیا ہو (محبوب بنا دیا ہو) اسی سے بھلائی حاصل نہ ہو۔

وَاَنَّ الَّذِیْ اَلْصَقْتُمْ مِنْ کِتَابِکُمْ لَکُمْ کَائِنٌ نَحْسًا کَرَاغِیَةِ السَّقْبِ

اور تمہارا وہ نوشتہ جس کو تم نے (کعبۃ اللہ میں) چسپاں کیا ہے وہ تمہارے ہی واسطے منحوس ثابت ہوگا جس طرح (نوح علیہ السلام کی) اونٹنی کے بچے کی آواز۔

اَفِیْقُوْا اَفِیْقُوْا قَبْلَ اَنْ یُّحْفَرَ الثَّرٰی وَیُصْبِحَ مَنْ لَّمْ یَجْنِ ذَنْبًا کَذِی الذَّنْبِ

نم مٹی (یعنی قبر) کھودی جانے سے پہلے اور جنہوں نے کوئی گناہ نہیں کیا وہ گنہ گاروں کی طرح ہو جانے سے پہلے ہوش میں آ جائیں اور بیدار ہو جائیں۔

وَلَا تَتْبَعُوْا اَمْرًا لُوُشَاةِ وَتَقْطَعُوْا اَوَاصِرَنَا بَعْدَ الْمَوَدَّةِ وَالْقُرْبِ

چغل خوروں کی باتوں کی پیروی کر کے ہماری دوستی اور رشتہ داری کے اسباب' دوستی اور رشتہ داری

کے بعد قطع نہ کردو۔

وَتَسْتَجْلِبُوْا حَرْبًا عَوَانًا وَّرُبَّمَا امَرَّ عَلٰى مَنْ ذَاقَهٗ حَلَبُ الْحَرْبِ

یکے بعد دیگرے جنگ کے اسباب نہ پیدا کرو کیونکہ اکثر جنگ کی دھمکیوں کا مزا جس شخص نے بھی چکھا ہے اس نے اسے کڑوا ہی محسوس کیا ہے۔

فَلَسْنَا وَرَبِّ الْبَيْتِ نُسْلِمُ اَحْمَدًا لِعَزَّاءَ مِنْ عَضِّ الزَّمَانِ وَلَا كَرْبِ

رب البیت کی قسم ہم وہ لوگ نہیں ہیں جو زمانے کی کسی صبر طلب سختی یا کسی تنگی کے سبب سے احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مدد سے دست کش ہوں۔

وَلَمَّا تَبَنْ مِنَّا وَمِنْكُمْ سَوَالِفٌ وَاَيْدٍ اُتِرَّتْ بِالْقُسَاسِيَّةِ الشُّهْبِ

ہماری اور تمہاری گردنیں اور ہمارے تمہارے ہاتھ قساسی[1] چمکتی ہوئی تلواروں سے کٹے ہیں۔ اب تک بھی ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوئے۔

بِمُعْتَرَكٍ ضَيْقٍ تَرٰى كِسَرَ الْقَنَا بِهٖ وَالنُّسُوْرَا الطُّخْمَ يَعْكُفْنَ كَالشَّرْبِ

ایسے گتھے ہوئے معرکوں میں (بھی ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوئے) جہاں ٹوٹے ہوئے نیزوں کے ٹکڑے پڑے ہوئے تجھے نظر آئیں گے اور جہاں بھورے رنگ کے گدھ شرابیوں کے جتھوں کی طرح ڈیرا ڈالے پڑے ہیں۔

كَاَنَّ مُجَالَ الْخَيْلِ فِيْ حَجَرَاتِهٖ وَمعمة الاَبْطَال مَعْرَكَةُ الْحَرْبِ

جس کے نواح میں گھڑ دوڑ اور پہلوانوں کی آوازوں سے خارشتی اونٹوں کا ایک ہنگامہ معلوم ہوتا ہے۔

اَلَيْسَ اَبُوْنَا هَاشِمٌ شَدَّ اَزْرَهٗ وَاَوْصٰى بَنِيْهِ بِالطِّعَانِ وَبِالضَّرْبِ

کیا ہاشم ہمارا باپ نہ تھا جس نے اپنی قوت کو مستحکم کیا تھا اور اپنی اولاد کو نیزہ زنی اور شمشیر زنی کی نصیحت کی تھی۔

وَلَسْنَا نَمَلُّ الْحَرْبَ حَتّٰى تَمَلَّنَا وَلَا نَشْتَكِيْ مَا قَدْ يَنُوْبُ مِنَ النَّكْبِ

ہم جنگ سے بیزار ہونے والے نہیں یہاں تک کہ خود جنگ ہم سے بیزار ہو جائے اور جو آفت بھی آئے ہم اس کے متعلق شکایت کرنے والے نہیں ہیں۔

---

[1] ارمینیہ کے قساس نامی معدن کے لوہے کی بنی ہوئی تلواریں۔ (احمد محمودی)

وَلٰكِنَّنَا اَهْلُ الْحَفَائِظِ وَالنُّهٰى اِذَا طَارَ اَرْوَاحُ الْكُمَاةِ مِنَ الرُّعْبِ

لیکن ہماری حالت یہ ہے کہ جب ہتھیار میں چھپے ہوئے بہادروں کی روحیں رعب اور خوف سے اڑی جارہی ہوں اس وقت بھی ہم قابل حفاظت چیزوں کی حفاظت کے لئے غصے میں بھر جانے والے اور باوجود اس کے عقل سے کام لینے والے ہیں۔

غرض وہ اسی حالت پر دو یا تین سال رہے یہاں تک کہ تنگ ہو گئے۔ اگر کوئی شخص ان کے پاس کچھ پہنچانا چاہتا تو قریش کی چوری چھپے بغیر ان تک کوئی چیز نہیں پہنچ سکتی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ ابوجہل ابن ہشام۔ حکیم بن حزام بن خویلد بن اسد سے ملا۔ جن کے ساتھ ایک لڑکا تھا۔ جو کچھ گیہوں اٹھائے لے جارہا تھا جو اپنی پھپی خدیجہ بنت خویلد کے لئے لے جانا چاہتے تھے اور وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس (یعنی آپ کی زوجیت میں) اور آپ کے ساتھ ہی شعب ابی طالب میں تھیں تو ابوجہل انہیں سے چمٹ گیا اور کہا کیا تو کھانا لے کر بنی ہاشم کے پاس آتا ہے۔ واللہ! تو اور تیرا کھانا اس مقام سے ہٹ نہیں سکتے جب تک کہ مکے میں تیری رسوائی نہ کردوں۔ اتنے میں اس کے پاس ابوالبختری بن ہشام بن الحرث بن اسد آ گیا۔ اس نے کہا تجھے اس سے کیا غرض اس نے کہا کہ یہ بنی ہشام کے پاس کھانا لے جارہا ہے۔ ابوالبختری نے کہا کہ اس کی پھپی کا کھانا جو اس نے اس کے پاس بھیجا تھا اس کے پاس تھا تو کیا خود اس کا کھانا اس کے پاس جانے سے روکتا ہے۔ اس کو چھوڑ دے ابوجہل نے انکار کیا اور ان میں سے ایک کو دوسرے پر موقع مل گیا تو ابوالبختری نے اونٹ کے جبڑے کی ہڈی لی اور اس سے اس کو مارا اور اس کا سر زخمی کر دیا اور اس کو خوب لاتیں لگائیں حالانکہ حمزۃ عبدالمطلب اس کے قریب ہی تھے اور یہ واقعہ دیکھ رہے تھے اور کفار اس بات کو ناپسند کر رہے تھے کہ اس واقعے کی خبر رسول اللہ ﷺ تک پہنچ جائے گی تو آپ اور آپ کے صحابی ان (کی اس آپس کی لڑائی) پر خوشیاں منائیں گے۔ باوجود ان حالات کے رسول اللہ ﷺ اپنی قوم کو دن رات خلوت وجلوت میں اللہ کے حکم سے تبلیغ فرماتے رہے۔ اس تبلیغ کے بارے میں لوگوں میں سے کسی سے بھی آپ خوف نہ کرتے تھے۔

جب قریش سے اللہ تعالیٰ نے آپ کی حفاظت فرمائی اور آپ کے چچا اور آپ کی قوم بنی ہاشم اور بنی المطلب آپ کے لئے سینہ سپر ہوئے اور قریش نے جو ارادہ آپ کو اپنی گرفت میں لینے کا کیا تھا اس میں یہ لوگ آڑے آ گئے تو قریش نے آپ کے ساتھ طعنہ زنی۔ تمسخر اور غلط حجتیں کرنا شروع کیں تو قرآن بھی ان کے نوجوانوں اور ان میں سے ان لوگوں کے متعلق اترنے لگا جنہوں نے آپ کی دشمنی پر کمر باندھ لی تھی۔ ان میں سے بعض کے نام تو ہمیں بتائے گئے اور بعض کے متعلق قرآن کا نزول اس طرح ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے

انہیں عام کافروں کے ذکر میں شامل فرما دیا۔

قریش میں سے جن لوگوں کے متعلق قرآن کا نزول ہوا اور ان کا نام بھی لیا گیا ان میں آپ کا چچا ابولہب بن عبدالمطلب اور اس کی عورت ام جمیل بنت حرب بن امیہ حمالۃ الحطب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا نام حمالۃ الحطب اس لئے رکھا کہ وہ کانٹے اٹھا لاتی۔ جیسا کہ مجھ کو معلوم ہوا ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ کے راستے پر جدھر سے آپ تشریف لے جاتے تھے (ادھر) ڈال دیتی تھی تو اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے متعلق (یہ) نازل فرمایا:

﴿ تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَّتَبَّ مَا أَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ وَّامْرَاَتُهٗ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ فِيْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ﴾

''ابولہب کے دونوں ہاتھ تباہ ہو گئے۔ اور وہ خود بھی تباہ ہو گیا۔ اس کا مال اور اس نے جو کچھ کمایا۔ اس کے کچھ کام نہ آیا۔ عنقریب وہ شعلے والی آگ میں داخل ہو گا اور اس کی عورت تو لکڑ ہارن ہے۔ اس کے گلے میں مونج کی رسی ہے''۔

ابن ہشام نے کہا الجید العنق۔ جید کے معنی گردن کے ہیں اعشیٰ بنی قیس بن ثعلبہ نے کہا ہے:

يَوْمَ تُبْدِيْ لَنَا قُتَيْلَةُ عَنْ جِيْدٍ اَسِيْلٍ تَزِيْنُهُ الْاَطْوَاقُ.

جس روز قتیلہ نرم و نازک گردن جس کی زینت ہنسلیاں ہوں ہم پر ظاہر کرے۔

یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے اور جید کی جمع اجیاد ہے اور مسد ایک درخت کا نام ہے جس کو کتان کی طرح کوٹا جاتا ہے اور اس سے رسیاں بٹی جاتی ہیں۔ النابغہ الذبیانی نے جس کا نام زیاد بن عمرو بن معاویہ تھا کہا ہے۔

مَقْذُوْفَةٍ بِدَخِيْسِ النَّحْضِ بَازِلُهَا لَهٗ صَرِيْفٌ صَرِيْفَ الْقَعْوِ بِالْمَسَدِ

(شاعر بیل کی فربہی کا بیان کر رہا ہے وہ کہتا ہے) وہ بیلوں میں سب سے جوان گوسالہ ہے گوشت کی زیادتی سے وہ بھرا ہوا ہے۔ اس کے بھس بھس کرنے کی آواز ایسی ہے جیسے مونج کی رسی بٹنے کے وقت پھرکیوں کے پھرنے کی آواز۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے میں کی ہے اور مسد کا واحد مسدۃ ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے بعض لوگوں نے بیان کیا ہے کہ حمالۃ الحطب ام جمیل نے جب اس حصہ قرآن کو سنا جو اس کے اور اس کے شوہر کے متعلق نازل ہوا تو وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایسے وقت آئی کہ آپ مسجد میں کعبۃ اللہ کے پاس تشریف رکھتے تھے۔ اور آپ کے پاس ابوبکر صدیق بھی تھے اور اس کے

ہاتھ میں پتھر کا ایک بٹا تھا اور جب وہ آپ دونوں کے پاس آ کر کھڑی ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے دیکھنے سے اس کی بینائی کو روک دیا اس کی حالت یہ ہوگئی کہ بجز ابوبکر کے وہ اور کسی کو نہیں دیکھتی تھی پھر اس نے کہا۔ اے ابوبکر تمہارا دوست کہاں ہے۔ مجھے خبر پہنچی ہے کہ وہ میری ہجو کرتا ہے۔ واللہ! اگر میں اس کو پاتی تو اس کے منہ پر اسی بٹے سے مارتی۔ سن لو کہ واللہ! میں بھی شاعرہ ہوں۔ پھر اس نے یہ شعر کہا۔

مُذَمَّمًا عَصَيْنَا وَاَمْرَهٗ اَبَيْنَا وَدِيْنَهٗ قَلَيْنَا

ہم نے ایک قابل مذمت شخص کی نافرمانی کی اور اس کی بات سے انکار کر دیا اور اس کے دین سے نفرت کی۔

پھر وہ لوٹ گئی تو ابوبکر نے کہا آپ کا کیا خیال ہے۔ کیا اس نے آپ کو نہیں دیکھا۔ فرمایا:

مَارَاَتْنِيْ لَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ بِبَصَرِهَا عَنِّيْ.

''اس نے مجھے نہیں دیکھا اللہ نے اس کی بینائی مجھ سے پھیر دی''۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس کا قول ''و دينه قلينا'' ابن اسحٰق سے نہیں بلکہ دوسروں سے مروی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ قریش رسول اللہ ﷺ کا نام مذمم رکھتے اور اسی نام سے گالیاں دیتے تو رسول اللہ فرماتے:

اَلَا تَعْجَبُوْنَ لِمَا صَرَفَ اللّٰهُ عَنِّيْ مِنْ اَذٰى قُرَيْشٍ يَسُبُّوْنَ وَيهجون مُذَمَّمًا وَاَنَا مُحَمَّدٌ.

''کیا تم لوگوں کو اس بات سے تعجب نہیں ہوتا جو اللہ نے قریش کی گالیاں مجھے پھر دیں کہ وہ مذمم کو گالیاں دیتے ہیں اور مذمم کی ہجو کرتے ہیں اور میں تو محمد ہوں (مذمت کے قابل شخص کی وہ مذمت کر رہے ہیں اور میں تو محمد ہوں جس کے معنی قابل تعریف اور سراہا ہوا ہیں)''۔

امیہ بن خلف الجمحی کا حال

اور امیہ بن خلف بن وہب حذافہ بن جمح ہے۔ جب یہ شخص رسول اللہ ﷺ کو دیکھتا تو آپ پر آوازے کستا اور اشارے کرتا تو اللہ تعالیٰ نے یہ پوری سورۃ نازل فرمائی:

﴿ وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ[1] الَّذِيْ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ ﴾

---

[1] همز کے اصلی معنی کسر یعنی توڑنے کے ہیں اور لمز کے معنی عنر یعنی نچوڑنے بھینچنے اور دابنے اور طعن کے معنی چبھونے کے ہیں لیکن یہاں یہ الفاظ استعارۃً کسر اعراض یعنی عزت ریزی اور طعنہ زنی اشارے سے کسی کے پیٹھ پیچھے برا بھلا کہنا اور عیب جوئی اور غیبت وغیرہ سب کے لئے استعمال ہوئے ہیں۔ ان دونوں میں فرق کیا ہے اس کے متعلق روایتوں اور علماء ادب میں بہت کچھ اختلاف ہے جس کا بیان اس مقام کے لئے موزوں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

''خرابی ہے ہر ایسے آواز کسنے والے اور اشارے کرنے والے کے لئے جس نے مال جمع کیا ہے اور گن گن کر رکھا ہے آخر کب تک''۔

ابن ہشام نے کہا کہ ہمزہ اس شخص کو کہتے ہیں جو کھلم کھلا گالیاں دیتا ہے اور آنکھوں سے اشارہ کرتا ہے۔حسان بن ثابت نے کہا ہے۔

هَمَزْتُكَ فَاخْتَضَعْتَ لِذُلِّ نَفْسٍ بِقَافِيَةٍ تَاَجَّجُ كَالشُّوَاظِ

میں نے تجھ پر ایسے قوافی سے آوازے کسے جو آگ کی طرح شعلہ زن تھے تو تو نے ذلت نفس کے سبب عاجزی اور اطاعت اختیار کی۔

یہ شعران کے ایک قصیدے میں کا ہے اور اسی کی جمع همزات ہے اور لمزة اس شخص کو کہتے ہیں جو چھپے طور پر لوگوں کی عیب جوئی کرتا اور انہیں تکلیف پہنچاتا ہو۔

روبۃ الحجاج نے کہا۔

فِيْ ظِلِّ عَصْرِيْ بَاطِلِيْ وَلَمْزِيْ

میری خرافات اور میری عیب جوئیوں نے خود میرے زمانے کے زیر سایہ پرورش پائی ہیں۔

یہ بیت اس کے ایک بحر رجز کے قصیدے کی ہے اور اس کی جمع لمزات ہے

عاص بن وائل السہمی کا بیان

ابن اسحٰق نے کہا اور عاص بن وائل السہمی کا حال یہ ہے کہ خباب بن الارت رسول اللہ ﷺ کے صحابی مکہ کے لوہار تھے۔تلواریں بنایا کرتے تھے۔انہوں نے چند تلواریں عاص بن وائل کے لئے بنائیں اور اس کے ہاتھ بیچیں۔جب اس کے پاس رقم آئی تو یہ اس کے پاس تقاضے کے لئے پہنچے تو اس نے ان سے کہا۔اے خباب! تمہارے دوست محمد جن کے دین پر تم ہو کیا ان کا یہ دعویٰ نہیں ہے کہ جنت میں سونا۔ چاندی۔کپڑے خادم۔ہر وہ چیز موجود ہے جو جنت والے چاہیں۔خباب نے کہا کیوں نہیں بے شک سب کچھ موجود ہے۔اس نے کہا۔تو اے خباب! مجھے قیامت تک مہلت دو کہ جب میں اس گھر کی جانب لوٹوں تو وہاں تمہارا حق تمہیں ادا کردوں کیونکہ اے خباب! واللہ! تم اور تمہارے ساتھی اللہ کے پاس بہشت کی ان نعمتوں میں مجھ سے زیادہ مرجح اور مجھ سے زیادہ حصہ دار نہ ہوں گے تو اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے (یہ) نازل فرمایا:

﴿ اَفَرَاَيْتَ الَّذِيْ كَفَرَ بِاٰيٰتِنَا وَ قَالَ لَاُوْتَيَنَّ مَالًا وَّ وَلَدًا اِلٰى قَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴾

''(اے مخاطب) کیا تو نے اس شخص کے متعلق غور کیا ہے جس نے ہماری آیتوں کا انکار کیا اور کہتا ہے کہ ضرور مجھ کو مال و اولاد دی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول تک''۔

﴿ وَنَرِثُهُ مَا يَقُولُ وَيَأْتِينَا فَرْدًا ﴾

''جو چیزیں اس کو یہاں دی گئی ہیں اور ان پر اتراتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ چیزیں اس کو وہاں بھی ملیں گی''

ان چیزوں کا اس کو وہاں ملنا تو رہا ایک طرف اس کے مرتے ہی سب اس سے چھین لی جائیں گی) اور وہ جو کچھ کہتا ہے ان سب چیزوں کے ہم وارث ہوں گے اور وہ ہمارے پاس اکیلا ہی آئے گا (جس طرح اکیلا گیا تھا)۔

ابو جہل بن ہشام المخزومی کا حال

مردود ابو جہل بن ہشام کے متعلق مجھے جو خبر پہنچی ہے یہ ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا تو آپ سے کہا۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) واللہ! ہمارے معبودوں کو برا کہنا تجھے ضرور چھوڑنا ہوگا۔ ورنہ ہم بھی تیرے معبود کو جس کی تو عبادت کرتا ہے برا کہیں گے تو اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں آپ پر (یہ سورہ) نازل فرمایا:

﴿ وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ ﴾

''اللہ کو چھوڑ کر جن کو وہ لوگ پکارتے ہیں ان کو برا نہ کہو کہ دشمنی کے سبب۔ نادانی سے وہ اللہ کو برا کہنے لگیں''۔

مجھ سے بیان کیا گیا ہے کہ اس کے بعد رسول ﷺ ان کے معبودوں کو برا کہنے سے احتراز فرمانے لگے۔ صرف انہیں اللہ کی جانب آنے کی دعوت دینے لگے۔

نضر بن الحرث العبدری کا بیان

النضر بن الحرث بن کلدۃ بن علقمۃ بن عبد مناف بن عبد الدار قصی کی حالت یہ تھی کہ جب رسول اللہ ﷺ کسی مجلس میں تشریف فرما ہوتے اور اس میں اللہ تعالیٰ کی جانب دعوت دیتے اور قرآن کی تلاوت فرماتے اور قریش کو ان عذابوں سے ڈراتے جو اگلی امتوں پر آ چکے ہیں اور آپ اپنے مقام سے اٹھ کر جاتے تو وہ آپ کی جگہ بیٹھ جاتا اور ان سے قوت در رستم اور اسفندار اور شاہان فارس کے حالات بیان کرتا اور پھر

کہتا واللہ! محمد (ﷺ) مجھ سے بہتر بیان کرنے والا نہیں اور اس کی باتیں تو صرف پرانے قصے ہیں اس نے بھی ان قصوں کو ویسا ہی لکھ لیا ہے جس طرح میں نے لکھ لیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق (یہ) نازل فرمایا:

﴿ وَ قَالُوْٓا اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ اکْتَتَبَهَا فَهِیَ تُمْلٰی عَلَیْهِ بُكْرَةً وَّ اَصِیْلًا قُلْ اَنْزَلَهُ الَّذِیْ یَعْلَمُ السِّرَّ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ﴾

''اور ان لوگوں نے کہا کہ پہلے لوگوں کے قصے ہیں انہیں اس نے لکھوا لینا چاہا ہے۔ پس وہی اس کو دن رات لکھائے جاتے ہیں تو کہہ دے کہ اس کو اس ذات نے اتارا ہے جو آسمانوں اور زمین کے راز کو جانتا ہے۔ بے شک وہ بڑا ڈھانک لینے والا اور رحم کرنے والا ہے''۔

اور اسی کے متعلق یہ بھی نازل ہوا۔

﴿ اِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِ اٰیٰتُنَا قَالَ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ ﴾

''جب اس پر ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو کہتا ہے پہلے لوگوں کے قصے ہیں''۔

اور اسی کے متعلق یہ بھی نازل ہوا ہے۔

﴿ وَیْلٌ لِّكُلِّ اَفَّاكٍ اَثِیْمٍ یَّسْمَعُ اٰیٰتِ اللّٰهِ تُتْلٰی عَلَیْهِ ثُمَّ یُصِرُّ مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ یَسْمَعْهَا كَاَنَّ فِیْٓ اُذُنَیْهِ وَقْرًا فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ﴾

''ہر ایک جھوٹے غلط کار شخص کی خرابی ہے جو اس پر پڑھی جاتی ہوئی اللہ کی آیتیں سنتا ہے پھر تکبر سے ہٹ کرتا ہے گویا اس نے سنا ہی نہیں۔ گویا اس کے کانوں میں بوجھ ہے تو اس کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دے''۔

ابن ہشام نے کہا الافاک الکذاب یعنی جھوٹا۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں ہے۔

﴿ اَلَآ اِنَّهُمْ مِّنْ اِفْكِهِمْ لَیَقُوْلُوْنَ وَلَدَ اللّٰهُ وَ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴾

''سن لو! کہ وہ اپنی دروغ بیانی سے کہتے ہیں کہ اللہ کے ایک لڑکا ہوا ہے حالانکہ وہ جھوٹے ہیں''۔

اور رؤبہ نے کہا ہے۔

مَالِامْرِئٍ اَفَّكَ لَآ اَفْكَا

کسی آدمی کو جھوٹی خلاف واقعہ بات کہنے سے کیا فائدہ ہوتا ہے۔

یہ بیت اس کے ایک بحر رجز کے قصیدے میں کی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھے جو باتیں معلوم ہوئیں ان میں یہ بھی ہے کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ ولید بن مغیرہ کے ساتھ مسجد میں تشریف فرما تھے کہ النضر بن الحرث بھی آ گیا اور ان کے ساتھ اسی جگہ بیٹھ گیا اور مجلس میں قریش کے بہت سے لوگ موجود تھے۔ رسول اللہ ﷺ باتیں کرنے لگے تو النضر بن الحرث بیچ میں آیا (یعنی کچھ کہنے لگا) تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے گفتگو فرمائی اور اس کے بعد آپ نے اس کو اور ان سب کو یہ آیت پڑھ کر سنائی:

﴿ اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ اَنْتُمْ لَهَا وَارِدُوْنَ لَوْ كَانَ هٰۤؤُلَاۤءِ اٰلِهَةً مَّا وَرَدُوْهَا وَكُلٌّ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّهُمْ فِيْهَا لَا يَسْمَعُوْنَ ﴾

''بے شک تم اور اللہ کو چھوڑ کر تم جس کی پوجا کرتے ہو وہ دوزخ کا ایندھن ہیں۔تم اس میں جانے والے ہو۔اگر یہ معبود ہوتے تو اس میں نہ جاتے اور اس میں تم سب ہمیشہ رہنے والے ہو۔ان کے لئے اس میں لمبی لمبی سانسیں ہوں گی اور وہ اس میں کچھ نہ سنیں گے''۔

ابن ہشام نے کہا۔حصب جهنم۔ کل ما اوقدت به۔ ہر وہ چیز جس سے تو آگ سلگائے۔

ابوذویب الہذلی نے جس کا نام خویلد بن خالد تھا کہا ہے۔

فَاَطْفِئْ وَلَا تُوْقِدْ وَلَا تَكُ مُحْصِبًا لِنَارِ الْعُدَاةِ اَنْ تَطِيْرَ شَكَاتُهَا

دشمنوں کی آگ کو بجھا۔اس کو روشن کر کے اس کا ایندھن نہ بن کہ اس کی سختیاں اڑیں (اور تجھ پر بھی آئیں)۔

یہ بیت اس کی ابیات کی ہے اور بعض روایتوں میں ''لاتک محضا'' ہے جس کے معنی روشن کرنے والا ہیں۔کسی شاعر نے کہا ہے۔

حَضَاْتُ لَهٗ نَارِيْ فَاَبْصَرَ ضَوْءَ هَا وَمَا كَانَ لَوْلَا حَضْاَةُ النَّارِ يَهْتَدِيْ

میں نے اس کے لئے آگ روشن کی تو اس نے اس کی روشنی دیکھی۔اگر آگ روشن نہ کی گئی ہوتی تو وہ راہ نہ پاتا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ پھر جب رسول اللہ ﷺ تشریف لے گئے اور عبداللہ بن الزبعری السہمی آ کر بیٹھا تو ولید بن المغیرہ نے عبداللہ بن الزبعری سے کہا۔واللہ! نضر بن الحرث ابن عبدالمطلب کے لئے آج نہ اٹھا اور نہ (اس کی جگہ اس کی تردید کے لئے) بیٹھا حالانکہ محمد (ﷺ) نے دعوے سے کہا کہ ہم اور ہمارے وہ

معبود جن جن کو ہم پوجتے ہیں وہ جہنم کا ایندھن ہیں تو عبداللہ بن الزبعری نے کہا۔ سن لو! واللہ! اگر میں اسے پاتا تو اس کو قائل کر دیتا۔ محمد سے پوچھو کہ کیا اللہ کے سوا ہر وہ شئے جس کی پوجا لوگ کر رہے ہیں وہ پوجنے والوں کے ساتھ جہنم میں ہوگی۔ ہم فرشتوں کی پرستش بھی کرتے ہیں اور یہود عزیر کی پرستش کرتے ہیں اور نصاریٰ عیسیٰ بن مریم کی پرستش کرتے ہیں تو ولید نے اور ان لوگوں نے جو اس کے ساتھ اس مجلس میں تھے۔ عبداللہ بن الزبعری کی بات کو پسند کیا اور خیال کیا کہ اس نے حجت قائم کر دی اور بحث میں جیت لیا۔ اس کے بعد ابن الزبعری کی یہ بات رسول اللہ ﷺ سے بیان کی گئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

كُلُّ مَنْ اَحَبَّ اَنْ يُعْبَدَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَهُوَ مَعَ مَنْ عَبَدَهٗ اِنَّهُمْ اِنَّمَا يَعْبُدُوْنَ الشَّيَاطِيْنَ وَمَنْ اَمَرَتْهُمْ بِعِبَادَتِهٖ.

''ہر وہ شخص جس نے اس بات کو پسند کیا کہ اللہ کے بغیر اس کی پرستش کی جائے وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جنہوں نے اس کی پرستش کی وہ تو صرف شیاطین' اور ان کی پوجا کرتے ہیں جنہوں نے ان کو اپنی پوجا کرنے کا حکم دے رکھا ہے''۔

پس اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں آپ پر یہ آیت نازل فرمائی:

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰى اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا وَهُمْ فِيْمَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ ﴾

''بے شبہ وہ لوگ جن کے لئے ہماری طرف سے پہلے ہی سے اچھی حالت (مقدر) کر دی گئی ہے وہ اس (جہنم) سے دور کئے ہوئے ہیں اس کی آہٹ بھی نہ سنیں گے اور وہ اپنی من مانی حالت میں ہمیشہ رہیں گے''۔

یعنی عیسیٰ بن مریم اور عزیر اور علماء و مشائخ میں کے وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں گزر گئے اور انہیں ان کی پرستش کرنے والے گمراہوں نے اللہ کے بغیر رب بنالیا۔

اور وہ جو کہتے تھے کہ وہ فرشتوں کی پرستش کرتے ہیں اور وہ اللہ کی بیٹیاں ہیں اس کے متعلق (یہ) نازل ہوا:

﴿ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ ﴾

''اور انہوں نے کہا کہ رحمٰن نے اولاد[1] بنالی ہے وہ تو پاک ہے بلکہ (جن کو تم نے اس کی اولاد

---

[1] ولد کا لفظ مذکر مونث واحد۔ تثنیہ اور جمع سب پر بولا جاتا ہے۔ (احمد محمودی)

ٹھہرایا ہے)۔ وہ اس کے معزز بندے ہیں وہ تو اس (کی مشیت) سے پہلے بات تک نہیں کرتے اور وہ اس کے حکم کے موافق (غلاموں کی طرح) کام کرتے ہیں''۔

الی قولہ خدائے تعالیٰ کے اس قول تک:

﴿ وَمَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّيْٓ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ ۭ كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ﴾

''اور ان میں سے جو یہ کہے کہ اس کے بغیر میں معبود ہوں تو وہی وہ شخص ہے جس کو ہم جہنم کی سزا دیں گے ہم ظالموں کو اسی طرح سزا دیتے ہیں''۔

عیسیٰ بن مریم کے متعلق جو ذکر کیا گیا تھا کہ وہ بھی اللہ کے بغیر پوجے جاتے ہیں اور ولید نے اور جو لوگ اس کے پاس تھے انہوں نے اس حجت اور اس دلیل سے غلبہ چاہا تھا۔ اس کے متعلق نازل ہوا:۔

﴿ وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا اِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّوْنَ ﴾

''اور جب ابن مریم کو بطور مثال پیش کیا گیا تو بس تیری قوم تو اس کے متعلق شور مچاتی ہے یا تیری قوم اس قول کے سبب سے تیری دعوت کے قبول کرنے سے اعراض کرتی ہے''۔

پھر اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا ذکر فرمایا اور فرمایا:

﴿ اِنْ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنٰهُ مَثَلًا لِّبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ وَلَوْ نَشَاۗءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَّلٰۗىِٕكَةً فِي الْاَرْضِ يَخْلُفُوْنَ وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا ﴾

''وہ تو بس ایک بندہ ہے جس پر ہم نے انعام کیا ہے اور اس کو بنی اسرائیل کے لئے ایک مثال بنائی اور اس کے سوا کچھ نہیں۔ اور اگر ہم چاہیں تو تمہیں میں سے ایسے فرشتے بنا دیں' جو زمین میں (ہماری یا خود تمہاری) نیابت کریں۔ اور وہ تو قیامت کا ایک نشان ہے' لہٰذا اس کے متعلق تم ہرگز شک نہ کرو''۔

یعنی جو معجزے ان کے ہاتھوں ظاہر کیے گئے مثلاً مردوں کا زندہ کرنا اور بیماروں کو بھلا چنگا کرنا۔ یہ چیزیں قیامت پر یقین کرنے کے لیے کافی دلیلیں ہیں۔ فرماتا ہے کہ تم اس میں شک نہ کرو۔

﴿ وَاتَّبِعُوْنِ ۭ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴾

''اور میری پیروی کرو کہ یہ سیدھی راہ ہے''۔

الاخنس بن شریف الثقفی کا ذکر

الاخنس بن شریق بن عمرو بن وہب الثقفی بنی زہرہ کا حلیف قوم کے سر برآوردہ لوگوں میں سے تھا اور

ان لوگوں میں سے تھا جن کی باتیں مانی جاتی تھیں۔ یہ بھی رسول اللہ ﷺ کی باتوں کی گرفت کیا کرتا اور رد کیا کرتا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق (یہ) نازل فرمایا

﴿ وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ هَمَّازٍ مَّشَّاءٍۭ بِنَمِيْمٍ۔ اِلٰی قَوْلِهٖ زَنِيْمٍ ﴾

''اور تو ہر ایسے شخص کی بات نہ مان جو بہت قسمیں کھانے والا ذلیل۔ طعنہ زن چغلخور رہو۔ اس کے قول زنیم تک''۔

(زنیم۔ ناکارہ زائد چیز' وہ شخص جو کسی قبیلے میں کا نہ ہو اور اس قبیلے میں شمار ہوتا ہو)۔ اللہ تعالیٰ نے زنیم اس کے نسب کے عیب کی وجہ سے انہیں فرمایا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کسی پر نسب کی وجہ سے عیب نہیں لگایا کرتا بلکہ اس نے ایک اصلی صفت پہچان کے لئے بیان فرمائی۔ زنیم کے معنی کسی قوم میں شمار ہونے والا۔ الخطیم التیمی نے جاہلیت میں کہا ہے۔

زَنِيْمٌ تَدَاعَاهُ الرِّجَالُ زِيَادَةً كَمَا زِيْدَ فِيْ عَرْضِ الْاَدِيْمِ الْاَكَارِعُ

وہ ناکارہ زائد چیز ہے یا وہ افراد قوم میں سے نہیں اور ان میں شمار ہو رہا ہے اور سب لوگ اس کو زیدہ اور ناکارہ ہی سمجھتے ہیں جس طرح چمڑے کی چوڑائی میں پاؤں کے چمڑے کو بھی ملا لیا جائے۔

ولید بن المغیرہ کا ذکر

ولید بن المغیرہ نے کہا کہ کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ محمد پر تو وحی نازل ہو اور مجھے چھوڑ دیا جائے۔ حالانکہ میں قریش میں کا بڑا شخص ہوں اور سردار قریش ہوں اور ابو مسعود۔ عمرو بن حمیر الثقفی کو چھوڑ دیا جائے جو بنی ثقیف کا سردار ہے۔ پس ہم دونوں ان دونوں بستیوں کے بڑے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں جیسا کہ مجھے علم ہوا ہے۔ یہ آیت نازل فرمائی:

﴿ وَ قَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰی رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ ﴾

''اور انہوں نے کہا کہ قرآن ان دونوں بستیوں میں کے کسی بڑے شخص پر کیوں نہ نازل کیا گیا اللہ تعالیٰ کے قول مما یجمعون تک''۔

ابی بن خلف اور عقبہ بن ابی المعیط کا بیان

ابی بن خلف بن وہب بن حذافۃ بن جمح اور عقبۃ بن ابی معیط۔ ان دونوں میں گہرا دوستانہ تھا اور

عقبہ رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا کرتا اور آپ کی باتیں سنا کرتا تھا۔ یہ خبر ابی کو پہنچی تو وہ عقبہ کے پاس آیا اور کہا کیا مجھے اس بات کی خبر نہیں ہوئی کہ تو محمد (ﷺ) کے پاس بیٹھا کرتا ہے اور اس کی باتیں سنا کرتا ہے۔ پھر اس نے کہا اگر میں نے تجھ سے بات کی تو تیری صورت دیکھنا میرے لئے حرام ہوگا اور اس کو بڑی سخت قسمیں دیں کہ اگر تو اس کے پاس بیٹھے یا اس کی بات سنے یا اس کے پاس جا کر اس کے منہ پر نہ تھوکے (تو تجھے ایسی ایسی قسم) تو خدا کے دشمن عقبہ بن ابی معیط مردود خدا نے ایسا[1] ہی کیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں دونوں کے بارے میں (یہ) نازل فرمایا:

﴿ وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ۞ اِلٰى قَوْلِهٖ تَعَالٰى لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ﴾

''اور (اس روز کو خیال کرو) جس روز ظالم (افسوس سے) اپنے ہاتھ کاٹے گا وہ کہے گا کاش میں نے رسول کے ساتھ (چلنے کے لئے) راستہ اختیار کرلیا ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کے قول للانسان خذولا تک''۔

اور ابی بن خلف رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک بوسیدہ ہڈی جو چورا چورا ہوگئی تھی لے گیا اور کہا اے محمد (ﷺ)! کیا تمہارا یہ دعویٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس ہڈی کے گل سڑ جانے کے بعد اس کو اٹھائے گا پھر اس نے اس کو چورا چورا کر کے ہوا میں رسول اللہ ﷺ کی طرف پھونک دیا تو رسول اللہ نے فرمایا:

نَعَمْ اَنَا اَقُوْلُ ذٰلِكَ يَبْعَثُهُ اللّٰهُ وَاِيَّاكَ بَعْدَ مَاتَكُوْنَانِ هٰكَذَا ثُمَّ يُدْخِلُكَ اللّٰهُ النَّارَ.

''ہاں میں یہی بات تو کہتا ہوں کہ اللہ اس کو بھی اور تجھ کو بھی تم دونوں کے ایسی حالت میں ہو جانے کے بعد اٹھائے گا۔ پھر تجھ کو بھی تم دونوں کے ایسی حالت میں ہو جانے کے بعد اٹھائے گا۔ پھر تجھے اللہ آگ میں ڈال دے گا''۔

اللہ تعالیٰ نے اسی کے متعلق (یہ) نازل فرمایا:

﴿ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ قَالَ مَنْ يُّحْيِي الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَآ اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ ﴾

---

[1] ابوذر نقاش کی روایت سے لکھا ہے کہ جب اس نے تھوکا تو اس کا تھوک اسی کے منہ پر گر پڑا اور اس کے چہرے پر برص پیدا ہوگئی۔ (احمد محمودی)

''اور اس نے ہمارے لئے مثال بتادی اور اپنی پیدائش کو تو بھول ہی گیا۔اس نے کہا کہ ہڈیوں کو کون زندہ کرے گا ایسی حالت میں کہ وہ بوسیدہ ہوگئی ہوں (اے نبی) کہہ دے کہ اس کو وہ ذات زندہ کرے گی جس نے اس کو پہلی مرتبہ پیدا کیا اور وہ ذات تو ہر ایک مخلوق کو خوب جاننے والی ہے جس نے ہرے درخت سے آگ پیدا کی۔ پھر دیکھو کہ تم اسی (ہرے درخت) سے آگ روشن کرتے ہو''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مشرکین قریش میں گفتگو اور سورہ قُلْ یَا اَیُّھَا الْکَافِرُوْنَ کا نزول

مجھے جو اطلاع ملی ہے اس میں یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبۃ اللہ کا طواف فرماتے ہوتے ہیں کہ الاسود بن عبدالمطلب بن اسد بن عبدالعزیٰ اور ولید بن المغیرہ اور امیہ بن خلف اور العاص بن وائل السہمی جو انہی میں کے سن رسیدہ افراد تھے آپ کی راہ میں آڑے آگئے اور کہا۔اے محمد! اچھا آؤ (اس بات پر بھی غور کرلو کہ) ہم اس ذات کی بھی پرستش کریں جس کی پرستش تم کرتے ہو اور تم بھی ان چیزوں کی پرستش کرو جس کی ہم پرستش کرتے ہیں کہ ہم اور تم (باہم) معاملوں میں شریک ہو جائیں کہ اگر وہ پرستش جو تم کرتے ہو ہماری پرستش سے بہتر ہو تو ہم اس سے مستفید ہوں اور اگر وہ پرستش جو ہم کرتے ہیں تمہاری پرستش سے بہتر ہو تو تم اس سے مستفید ہوگئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق ''قُلْ یَا اَیُّھَا الْکَافِرُوْنَ لَا اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ'' کی پوری سورۃ نازل فرمائی۔ (اے نبی) کہہ دے کہ اے کافرو! میں تو اس کی پرستش نہیں کروں گا جس کی تم پرستش کرتے ہو۔یعنی اگر تم اللہ کی پرستش بجز اس صورت کے نہیں کرتے کہ تم جس کی پرستش کرتے ہو میں بھی اس کی پرستش کروں تو مجھے تمہاری ایسی پرستش کی ضرورت نہیں تم سب کو تمہارے کاموں کا بدلہ ملے گا تو مجھے میرے کاموں کا بدلہ۔

ابو جہل بن ہشام کا بیان

جب اللہ تعالیٰ نے انہیں ڈرانے کے لئے درخت زقوم (تھوہڑ) کا ذکر فرمایا تو ابو جہل بن ہشام نے کہا کہ اے گروہ قریش! کیا تم جانتے ہو کہ درخت زقوم کیا ہے جس سے محمد تمہیں ڈرا رہا ہے تو انہوں نے کہا نہیں ہمیں علم نہیں۔اس نے کہا کہ یثرب کی عجوہ کھجوریں مسکہ کے ساتھ۔واللہ اگر ہمیں ان پر قدرت ہو تو لنتزقمنّھا تزقّمًا۔ہم تو انہیں بڑے مزے سے نگل جائیں گے تو اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق نازل فرمایا:

﴿ اِنَّ شَجَرَةَ الزَّقُّوْمِ طَعَامُ الْاَثِيْمِ كَالْمُهْلِ يَغْلِىْ فِى الْبُطُوْنِ كَغَلْيِ الْحَمِيْمِ ﴾

''درخت زقوم تو نافرمانوں کا کھانا ہے۔ پگھلی ہوئی دھات کی طرح گرم پانی کے ابال کی طرح وہ پیٹوں میں جوش مارے گا''۔

ابن ہشام نے کہا کہ مہل ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو تانبے یا سیسے یا اسی طرح کی کوئی چیز ہو اور اس کو گلا دیا جائے جس کی مجھے ابوعبیدہ نے خبر دی ہے۔

حسن بن ابی الحسن سے ہمیں خبر پہنچی۔ انہوں نے کہا کہ عبداللہ بن مسعود کوفہ کے بیت امال پر عمر بن الخطاب کی جانب سے صوبہ دار تھے انہوں نے ایک روز چاندی کے گلانے کا حکم دیا اور وہ گائی گئی تو اس میں سے مختلف رنگ نمایاں ہوئے تو انہوں نے کہا کہ دروازے پر کوئی ہے۔ لوگوں نے کہا۔ جی ہاں۔ کہا انہیں اندر بلاؤ لوگ اندر بلائے گئے تو کہا کہ مہل کی قریب ترین شبیہ ان چیزوں میں جن کو تم دیکھتے ہو یہ ہے۔ کسی شاعر نے کہا ہے۔

يَسْقِيْهِ رَبِّىْ حَمِيْمَ الْمُهْلِ يَجْرَعُهُ ۔۔۔ يَشْوِى الْوُجُوْهَ فَهُوَفِىْ بَطْنِه صَهِرُ

اس کو میرا پروردگار پگھلی ہوئی گرم گرم دھات پلائے گا اور وہ اس کو گھونٹ گھونٹ نگلے گا جو اس کے منہ کو جھلس دے گی اور اس کے پیٹ میں جوش مارے گی۔

اور عبداللہ بن الزبیر الاسدی نے کہا ہے۔

فَمَنْ عَاشَ مِنْهُمْ عَاشَ عَبْدًا وَاِنْ يَمُتْ ۔۔۔ فَفِى النَّارِ يُسْقٰى مُهْلَهَا وَصَدِيْدَهَا

پس جو شخص ان میں سے زندہ رہے گا وہ غلامی کی حالت میں زندہ رہے گا اور اگر مرے گا تو دوزخ میں جائے گا تو اسے پگھلی ہوئی دھاتیں اور اس میں کی پیپ پلائی جائے گی۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے میں کی ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ مہل کے معنی جسمانی پیپ کے ہیں۔ ہمیں خبر ملی ہے کہ جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا وقت وفات قریب پہنچا تو آپ نے دو استعمال چادروں کو دھو کر اسی کا کفن بنانے کے لئے حکم فرمایا تو صدیقہ عائشہ نے آپ سے عرض کی۔ بابا جان! اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان (مستعملہ چادروں) سے بے نیاز بنایا ہے۔ آپ کوئی کفن خرید فرمایئے تو آپ نے فرمایا:

اِنَّمَا هِىَ سَاعَةٌ حَتّٰى يَصِيْرَ اِلَى الْمُهْلِ.

''وہ صرف کچھ مدت کا ہے۔ اس کے بعد تو وہ پیپ میں لتھڑ ہی جائے گا''۔

کسی شاعر نے کہا ہے۔

شَابَ بِالْمَاءِ مِنْهُ مُهْلًا كَرِيْهًا ۔۔۔ ثُمَّ عَلَّ الْمُتُوْنَ بَعْدَ النِّهَالِ

اس کی مکروہ پیپ میں پانی مل گیا اور پھر پیٹھ پہلی سیرابی کے بعد دوبارہ سیراب کی گئی۔

ابن اسحٰق نے کہا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق نازل فرمایا:

﴿ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُونَةَ فِي الْقُرْآنِ وَ نُخَوِّفُهُمْ فَمَا يَزِيدُهُمْ إِلَّا طُغْيَانًا كَبِيرًا ﴾

''اور (ہم نے) مردود درخت (کا ذکر) قرآن میں (صرف آرائش کے لئے کیا) اور ہم انہیں (ایسی چیزوں سے) ڈراتے رہتے ہیں' تو یہ (ہمارا ڈرانا) ان کی بڑھی ہوئی سرکشی میں انہیں اور بڑھا دیتا ہے''۔

ولید بن مغیرہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ باتیں کرتا کھڑا ہوا تھا اور آپ کو اس کے ایمان لانے کی امید بندھ رہی تھی۔ اور آپ اسی حالت میں تھے کہ آپ کے پاس سے ابن ام مکتوم نابینا گزرے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے باتیں کیں اور (وہ) آپ سے قرآن پڑھانے کی استدعا کرنے لگے تو ان کا یہ فعل رسول اللہ ﷺ پر (ایسا) شاق گزرا کہ آپ کو بیزار کر دیا اور یہ بیزاری اس لئے ہوئی کہ ولید کے اسلام اختیار کرنے کی امید کے سبب سے آپ اس کی طرف متوجہ تھے ابن ام مکتوم اس مصروفیت میں مخل ہوئے اور جب وہ آپ سے زیادہ گفتگو کرنے لگے تو ترشروئی کے ساتھ آپ ان کے پاس سے لوٹ گئے اور ان کو چھوڑ دیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق نازل فرمایا:

﴿ عَبَسَ وَتَوَلّٰى اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى اِلٰى قَوْلِهٖ تَعَالٰى فِيْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ ﴾

''اس نے ترش روئی کی اور لوٹ گیا اس وجہ سے کہ اس کے پاس اندھا آیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے قول فی صحف مکرمۃ مرفوعۃ مطھرہ تک''۔

یعنی میں نے تجھ کو بشارت سنانے اور ڈرانے کے لئے بھیجا ہے کسی کو چھوڑ کر کسی خاص فرد کے لئے میں نے تجھے مخصوص نہیں کیا ہے پس جو شخص اس کا طالب ہو اس سے اس کو نہ روک اور جو شخص اس کو نہیں چاہتا اس کی طرف توجہ نہ کر۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابن ام مکتوم بنی عامر بن لوی میں کے ایک شخص تھے۔ ان کا نام عبداللہ تھا اور بعض کہتے ہیں کہ عمرو تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے وہ صحابہ جنہوں نے سرزمین حبشہ کی جانب ہجرت کی تھی انہیں مکہ والوں کے اسلام اختیار کرنے کی اطلاع ملی تو وہ اس خبر کے ملتے ہی مکہ واپس آ گئے اور جب مکہ سے قریب ہوئے تو انہیں اطلاع ملی کہ مکہ والوں کے اسلام اختیار کرنے کی خبر جو ان سے بیان کی گئی تھی وہ غلط تھی تو ان میں کا کوئی شخص مکہ میں نہ آیا بجز ان لوگوں کے جنہوں نے کسی کی پناہ لی یا چھپ کر آئے۔ ان میں سے

جولوگ آپ کے پاس مکہ میں آ گئے اور مدینہ کو ہجرت کرنے تک وہاں رہے پھر آپ کے ساتھ جنگ بدر میں حاضر رہے اور جولوگ آپ کے پاس جانے سے روک لئے گئے یہاں تک کہ ان سے جنگ بدر وغیرہ فوت ہوگئی اور جن لوگوں کا مکہ میں انتقال ہو گیا وہ حسب ذیل ہیں۔

بنی عبدشمس بن عبد مناف بن قصی میں سے عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن شمس اور آپ کے ساتھ آپ کی بیوی رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ تھیں اور ابو حذیفہ بن عقبہ بن ربیعہ بن عبد شمس اور ان کے ساتھ ان کی بیوی سہلہ بنت سہیل تھیں اور ان کے حلیفوں میں سے عبداللہ بن جحش بن رناب تھے۔

اور بنی نوفل بن عبد مناف میں سے عتبہ بن غزوان جو قیس عیلان میں کے ان کے حلیف تھے اور بنی اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی میں سے زبیر بن العوام بن خویلد بن اسد۔

اور بنی عبدالدار بن قصی میں سے مصعب بن عمیر بن ہاشم بن عبد مناف اور سویبط بن سعد بن حرملہ۔

اور بنی عبد بن قصی میں سے طلیب بن عمیر بن وہب بن ابی کبیر بن عبد۔

اور بنی زہرہ بن کلاب میں سے عبدالرحمٰن بن عوف بن عبدعوف بن عبدالحرث بن زہرہ اور مقداد بن عمرو ان کے حلیف اور عبداللہ بن مسعود ان کے حلیف۔

اور بنی مخزوم بن یقظہ میں سے ابوسلمہ بن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ ابن عمر بن مخزوم اور ان کے ساتھ ان کی بیوی ام سلمہ بنت ابی امیہ بن المغیرہ اور شماس بن عثمان بن الشرید بن سوید بن ہرمی بن عامر بن مخزوم اور سلمہ بن ہشام بن المغیرہ جن کو ان کے چچا نے مکہ میں روک لیا تو وہ جنگ بدر و احد و خندق سے پہلے نہ آ سکے اور عیاس بن ابی ربیعہ بن المغیرہ جنہوں نے آپ کے ساتھ مدینہ کی جانب ہجرت کی تھی لیکن ان کے دونوں مادری بھائیوں ابوجہل بن ہشام اور الحرث بن ہشام نے ان کو پالیا اور انہیں واپس مکہ لے گئے اور وہاں انہیں بند رکھا یہاں تک کہ جنگ بدر' احد' اور خندق گزر گئی اور ان کے حلیفوں میں سے عمار بن یاسر جن کے متعلق شک ہے کہ وہ حبشہ کو گئے تھے یا نہیں اور خزاعہ میں سے معتب بن عوف بن عامر۔

اور بنی جمح بن عمرو بن ہصیص بن کعب میں سے عثمان بن مظعون بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح اور ان کے بیٹے السائب بن عثمان اور قدامہ بن مظعون اور عبداللہ بن مظعون۔

بنی سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب میں سے خنیس بن حذافہ بن قیس بن عدی اور ہشام بن العاص بن وائل جو رسول اللہ ﷺ کے مدینہ کو ہجرت کر جانے کے بعد مکہ میں قید رہے اور جنگ بدر' احد' اور خندق کے بعد آئے۔

اور بنی عدی بن کعب بن لوی میں سے عامر بن ربیعہ ان کے حلیف اور ان کے ساتھ ان کی بیوی لیلیٰ بنت ابی قیس اور عبداللہ بن سہیل بن عمرو جو رسول اللہ ﷺ کے مدینہ کو ہجرت کے وقت تو آپ کے ساتھ

جانے سے روک لئے گئے تھے لیکن جنگ بدر کے روز مشرکوں کے پاس سے نکل کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہو گئے اور آپ کے ساتھ جنگ بدر میں شریک رہے اور ابو سبرہ بن ابی رہم بن عبدالعزیٰ اور ان کے ساتھ ان کی بیوی ام کلثوم بنت سہیل بن عمرو اور السکران بن عمرو بن عبد شمس اور ان کے ساتھ ان کی بیوی سودہ بنت زمعہ بن قیس جن کا انتقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ کی جانب ہجرت کرنے سے پہلے ہی مکہ میں ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بیوی سودہ بنت زمعہ سے ان کے بعد نکاح فرمایا اور ان کے حلیفوں میں سے سعد بن خولہ۔

اور بنی الحرث بن فہر میں سے ابو عبیدہ بن الجراح جن کا نام عامر ابن عبداللہ بن الجراح تھا اور عمرو بن الحرث بن زہیر بن ابی شداد اور سہیل بن بیضاء جن کا نام سہیل بن وہب بن ربیعہ بن ہلال تھا اور عمرو بن ابی سرح ابن ربیعہ بن ہلال۔ غرض آپ کے جملہ اصحاب جو سرزمین حبشہ سے مکہ آئے وہ تینتیس مرد تھے۔

ان میں سے جو لوگ کسی کی پناہ میں آئے تھے ان میں سے ہمیں جن کے نام بتائے گئے ہیں ان میں عثمان بن مظعون بن حبیب الجمحی ہیں جو ولید بن المغیرہ کی پناہ میں داخل ہوئے۔

اور ابو سلمہ بن عبدالاسد بن ہلال المخزومی ہیں جو ابو طالب بن عبدالمطلب کی پناہ میں داخل ہوئے جو ان کے ماموں ہوتے تھے۔ اور ابو سلمہ کی ماں برہ عبدالمطلب کی بیٹی ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ عثمان بن مظعون کے متعلق تو مجھ سے صالح بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف نے اس شخص سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا' جس نے عثمان کے متعلق ان سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ جب عثمان بن مظعون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو ان بلاؤں میں دیکھا جن میں وہ گرفتار تھے اور خود صبح۔ شام ولید بن المغیرہ کی امان میں (چلتے) پھرتے تھے تو کہا کہ واللہ! میرا صبح شام ایک مشرک کی پناہ میں (چلتے) پھرتے رہنا ایسی حالت میں کہ میرے دین والے اللہ کی راہ میں وہ بلائیں اور ایذائیں برداشت کر رہے ہوں جو مجھ پر نہ پڑ رہی ہوں میرے نفس کا ایک بڑا نقص ہے۔ اس لئے وہ ولید بن المغیرہ کے پاس گئے اور کہا اے ابا عبد شمس تم نے تو اپنا ذمہ پورا کر دیا اور اب میں تمہاری پناہ تمہیں واپس کر دیتا ہوں۔ اس نے اس سے کہا بابا! شاید تمہیں میری قوم میں سے کسی نے ستایا ہے۔ انہوں نے کہا نہیں لیکن میں چاہتا ہوں کہ اللہ کی پناہ میں رہوں اور میں نہیں چاہتا کہ اس کے سوا کسی اور کی پناہ لوں اس نے کہا تو مسجد کو چلو اور میری پناہ مجھے سب کے سامنے لوٹا دو جس طرح میں نے اسے کھلم کھلا جاری کیا تھا۔ لہٰذا وہ دونوں نکل کر گئے یہاں تک کہ مسجد میں آئے اور ولید نے کہا یہ عثمان ہے جو اس لئے آیا ہے کہ میری پناہ مجھے لوٹا دے۔ انہوں نے کہا اس نے سچ کہا اور میں نے اس کو اپنی پناہ کا پورا کرنے والا اور جس کو پناہ دی اس کی عزت رکھنے والا پایا لیکن

میں چاہتا ہوں کہ اللہ کے سوا کسی اور کی پناہ نہ لوں اس لئے میں نے اس کی پناہ اس کو واپس کر دی پھر عثمان وہاں سے لوٹے اور ولید بن ربیعہ بن مالک بن جعفر بن کلاب قریش کی ایک مجلس میں لوگوں کو شعر سنا رہا تھا تو عثمان ان لوگوں کے ساتھ بیٹھ گئے اس کے بعد لبید نے کہا۔

اَلَا کُلُّ شَیْءٍ مَا خَلَا اللّٰہَ بَاطِلُ.

''سن لو کہ خدا کے سوا ہر چیز باطل ہے''۔

عثمان نے کہا تو نے سچ کہا۔ اس نے کہا۔

وَکُلُّ نَعِیْمٍ لَا مَحَالَۃَ زَائِلُ.

''ہر نعمت زائل ہونے والی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں''۔

عثمان نے کہا۔ یہ تم نے جھوٹ کہا جنت کی نعمتیں کبھی زائل نہ ہوں گی تو لبید بن ربیعہ نے کہا۔ اے گروہ قریش! تمہارے ہم نشینوں کو تو کبھی تکلیف نہیں دی جایا کرتی تھی۔ یہ تم میں نئی بات کب سے پیدا ہوگئی تو انہیں لوگوں میں سے ایک نے کہا۔ چند کم ظرفوں میں سے جو اس کے ساتھ والے ہیں۔ یہ بھی ایک کم ظرف شخص ہے۔ جنہوں نے ہمارے دین سے علیٰحدگی اختیار کر لی ہے۔ اس کی بات سے تم اپنے دل پر کوئی اثر نہ لو تو عثمان نے بھی اس کا جواب دیا۔ یہاں تک کہ ان دونوں کا جھگڑا بڑھ گیا اور وہ شخص اٹھا اور ان کی آنکھ پر (ایسا) تھپڑ مارا کہ اسے نیلا کر دیا۔ ولید بن المغیرہ پاس ہی تھا اور عثمان کی حالت کو دیکھ رہا تھا۔ اس نے کہا۔ سن بابا۔ واللہ! تیری آنکھ اچھی تھی کہ اس کو کوئی صدمہ نہ پہنچا اور تو محفوظ ذمہ داری میں تھا۔ راوی نے کہا کہ عثمان جواب دیتے ہیں کہ واللہ! بلکہ میری اچھی خاصی آنکھ کو بھی اس بات کی ضرورت ہے کہ اللہ کی راہ میں اس پر بھی وہی آفت آئے جو اس کی بہن پر آئی اور اے ابا عبد شمس واللہ اس وقت میں ایسی ذات کی پناہ میں ہوں جو تجھ سے (کہیں) زیادہ عزت والی اور تجھ سے (کہیں) زیادہ قدرت والی ہے ولید نے ان سے کہا۔ آؤ بابا! اگر تم اپنی پہلی پناہ میں آنا چاہتے ہو تو آ جاؤ انہوں نے کہا نہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ابو سلمہ بن عبدالاسد کے متعلق مجھ سے ابو اسحٰق ابن یسار نے سلمہ بن عبداللہ بن عمر بن ابی سلمہ سے روایت کی کہ ان سے انہوں نے کہا کہ جب انہوں نے ابو طالب کی پناہ لی تو بنی مخزوم کے چند آدمی ان کے پاس گئے اور کہا۔ اے ابو طالب! اپنے بھتیجے محمد (ﷺ) کو تو تم نے ہمارے آدمی کی حفاظت ہمارے مقابلے میں کرتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ اس نے مجھ سے پناہ طلب کی اور وہ میرا بھانجا بھی ہے اور اگر میں اپنے بھانجے کی حفاظت نہ کروں گا تو اپنے بھتیجے کی بھی حفاظت نہ کروں گا تو ابولہب کھڑا ہو گیا اور کہا۔ اے گروہ قریش۔ واللہ! تم نے اس بڑے بوڑھے آدمی کی بہت مخالفت کی اس کی قوم میں کے اس کی

پناہ میں آئے ہوئے افراد پر ہمیشہ تم لوگ چھاپے مارتے رہے ہو۔ واللہ تمہیں اس طرح کے سلوک سے باز آنا ہوگا ورنہ ہر اس مہم میں جس میں وہ مستعد ہو کر کھڑا ہو جائے۔ ہم بھی اس کے ساتھ صف بستہ ہو جائیں گے کہ وہ اپنے ارادوں کو پورا کر سکے۔ راوی نے کہا کہ پھر تو سب کے سب کہنے لگے کہ اے ابوعتبہ! (اس قدر برہمی کی ضرورت نہیں) بلکہ ہم خود ان باتوں سے باز آ جائیں گے جن کو تم ناپسند کرتے ہو حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف یہی شخص ان سب کا سرغنہ اور حمایتی تھا۔ پس انہوں نے اس کو اس حمایت پر قائم رکھنا چاہا اور ابوطالب نے جب اس سے ایسے الفاظ سے جو وہ کہہ رہا تھا تو وہ اس کے متعلق بھی (یہ) امید کرنے لگے کہ شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بھی وہ ان کی صف میں آ کھڑا ہو اس لئے ابوطالب نے ابولہب کو اپنی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد پر ابھارنے کے لئے یہ اشعار کہے۔

اِنَّ امْرَاً اَبُوْعُتَيْبَةَ عَمُّهٗ لَفِيْ رَوْضَةٍ مَا اِنْ يُسَامُ الْمَظَالِمَا

جس شخص کا چچا ابوعتیبہ ہے تو بے شبہ وہ شخص ایسی روش پر ہے کہ جس کے ساتھ ظلم کا برتاؤ نہیں کیا جا سکتا۔

اَقُوْلُ لَهٗ وَاَيْنَ مِنْهُ نَصِيْحَتِيْ اَبَا مُعْتِبٍ ثَبِّتْ سَوَادَكَ قَائِمًا

میں اس سے کہتا ہوں کہ اے ابومعتب! اپنی قوم کے جتھے کو مستعدی سے مستحکم بنا لیکن میری نصیحت کہاں اور وہ کہاں۔

فَلَا تَقْبَلَنَّ الْاَمْرَ مَا عِشْتَ خُطَّةً تُسَبُّ بِهَا اِمَّا هَبَطْتَ الْمَوَاسِمَا

زمانے میں جب تک تو زندہ رہے ایسی چیز کو نہ قبول کر کہ اگر قومی مجمعوں میں سے کسی مجمع میں تو جائے تو اس چیز کی وجہ سے تجھ پر عیب لگایا جائے۔

وَوَلِّ سَبِيْلَ الْعَجْزِ غَيْرَكَ مِنْهُمْ فَاِنَّكَ لَمْ تُخْلَقْ عَلَى الْعَجْزِ لَازِمَا

لوگوں میں سے جو لوگ مجبوریوں کے تحت کوئی راستہ اختیار کرتے ہیں وہ مجبوری کا راستہ ان کے لئے چھوڑ دے کیونکہ یہ بات قطعی ہے کہ تو تو مجبوری کا راستہ اختیار کرنے کے لئے پیدا نہیں کیا گیا ہے۔

وَ حَارِبْ فَاِنَّ الْحَرْبَ نَصْفٌ وَلَنْ تَرٰى اَخَا الْحَرْبِ يُعْطِي الْخَسْفَ حَتّٰى يُسَالِمَا

اور جنگجو بنا رہ کیونکہ جنگ ہی انصاف (حاصل کرنے کا ذریعہ) ہے۔ جنگجو کو کبھی تو ذلیل نہیں دیکھے گا۔ یہاں تک کہ لوگ اس سے صلح کے طالب ہوں۔

وَكَيْفَ وَلَمْ يَجْنُوْا عَلَيْكَ عَظِيْمَةً وَلَمْ يَخْذُلُوْكَ غَانِمًا اَوْمُغَارِمًا

تو اپنی قوم سے کسی طرح الگ ہوتا ہے حالانکہ انہوں نے کوئی بڑی غلطی کر کے تجھ پر اس کا بار نہیں ڈالا اور نہ انہوں نے تیری مدد سے کنارہ کشی کی خواہ تیری حالت غنیمت حاصل کرنے والے کی رہی یا ڈنڈ بھرنے والے کی۔

جَزَى اللّٰهُ عَنَّا عَبْدَ شَمْسٍ وَنَوْفَلاً وَتَيْمًا وَ مَخْزُوْمًا عُقُوْقًا وَمَاْثِمَا

اللہ تعالیٰ ہماری جانب سے بنی عبد شمس۔ بنی نوفل۔ بنی تیم اور بنی مخزوم کو ان کی سرکشیوں اور ان کی غلطیوں کا بدلہ دے۔

بِتَفْرِيْقِهِمْ مِنْ بَعْدِ وُدٍّ وَاُلْفَةٍ جَمَاعَتَنَا كَيْمَا يَنَالُوا الْمَحَارِمَا

ممنوعہ چیزوں کو حاصل کرنے کے لئے انہوں نے ہماری جماعت کی محبت و الفت میں جو رکاوٹ ڈالی اللہ انہیں اس کا بدلہ دے۔

كَذَبْتُمْ وَبَيْتِ اللّٰهِ نُبْزٰى مُحَمَّدًا وَلَمَّا تَرَوْا يَوْمًا لَدَى الشِّعْبِ قَاتِمَا

بیت اللہ کی قسم! تم نے جھوٹ کہا کہ ہم سے محمد (ﷺ) کو چھین لیا جائے گا حالانکہ ابھی تو تم نے راستہ کے پاس (دھواں دھار گرد و غبار کا) تاریک روز دیکھا ہی نہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ نبزی کے معنی نسلب کے ہیں یعنی ہم سے چھین لیا جائے گا۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس میں سے ایک بیت باقی رہ گئی ہے۔ جس کو ہم نے چھوڑ دیا ہے۔

ابو بکر کا ابن دغنہ کی پناہ لینا اور پھر اس کی پناہ کا واپس کر دینا

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے محمد بن مسلم بن شہاب الزہری نے عروہ سے اور انہوں نے عائشہ سے روایت کی کہ جب ابو بکر صدیق پر مکہ میں سختی ہونے لگی اور وہاں آپ کو تکلیفیں پہنچنے لگیں اور قریش کی دست درازیاں رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب پر حد سے زیادہ دیکھیں تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے ہجرت کی اجازت طلب کی تو آپ نے انہیں اجازت دے دی۔ ابو بکر ہجرت کر کے نکلے یہاں تک کہ جب مکہ سے ایک روز یا دو روز کی مسافت طے کی تھی کہ بنی الحرث بن بکر بن عبد مناف بن کنانہ والا ابن دغنہ آپ سے ملا جو ان دنوں احابیش کا سردار تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بنو الحرث بن عبد مناۃ بن کنانہ اور الہون بن خزیمۃ بن مدرکہ اور خزاعہ میں کے بنو المصطلق کو احابیش کہتے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ ان لوگوں نے آپس میں معاہدہ کیا تھا ان کو اس حلف کے سبب سے احابیش

کہتے ہیں (اس[1] لئے کہ انہوں نے ایک وادی میں معاہدہ کیا تھا جس کا نام احبش (یا احابیش) تھا جو مکہ کے نشیبی حصہ میں واقع ہے) بعضوں نے (اس کا نام) ابن الدغینہ کہا ہے۔

ابن اسحق نے کہا کہ مجھ سے زہری نے عروہ سے اور انہوں نے عائشہ سے روایت کی۔ ام المومنین نے فرمایا کہ ابن الدغنہ نے کہا اے ابوبکر کہاں۔ ابوبکر نے فرمایا۔ میری قوم نے مجھے نکال دیا۔ انہوں نے مجھے تکلیفیں دیں اور مجھے تنگ کر دیا۔ اس نے کہا یہ کیوں واللہ! تم تو خاندان کی زینت ہو۔ آفتوں میں تم مدد کرتے ہو۔ تم نیکی کرتے ہو اور ناداروں کو کمائی پر لگاتے ہو۔ واپس چلو۔ تم میری پناہ میں ہو۔ پس آپ اس کے ساتھ واپس ہوئے یہاں تک کہ جب مکہ میں داخل ہوئے تو ابن الدغنہ کھڑا اٹھوا[2] اور کہا اے گروہ قریش! میں نے ابن ابی قحافہ کو پناہ دی ہے۔ پس بجز بھلائی کے کوئی شخص ان کی راہ میں حائل نہ ہو محترمہ نے فرمایا لہٰذا سب لوگ آپ سے الگ رہنے لگے فرمایا کہ بنی جمح کے محلہ میں ابوبکر کے گھر کے دروازے کے پاس ہی آپ کی نماز پڑھنے کی جگہ تھی جہاں آپ نماز پڑھا کرتے تھے اور آپ رقیق القلب تھے جب قرآن پڑھتے تو روتے اس وجہ سے آپ کے پاس لڑکے۔ غلام اور عورتیں کھڑی ہو جاتیں اور آپ کی اس ہیئت کو سب کے سب پسند کرتے۔ فرمایا۔ تو قریش کے چند لوگ ابن الدغنہ کے پاس گئے اور اس سے کہا۔ اے ابن الدغنہ! تو نے اس شخص کو اس لئے تو پناہ نہیں دی ہے کہ وہ ہمیں تکلیف پہنچائے۔ وہ ایسا شخص ہے کہ جب نماز پڑھتا ہے اور نماز میں وہ کلام پڑھتا ہے جس کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) لایا ہے تو اس کا دل بھر آتا اور (وہ) روتا ہے اور اس کی ایک خاص ہیئت اور ایک خاص طریقہ ہوتا ہے کہ اپنے بچوں۔ اپنی عورتوں اور ہم میں کے کمزور لوگوں کے متعلق ہمیں خوف ہوتا ہے کہ شاید وہ انہیں فتنہ میں ڈال دے تو اس کے پاس جا اور اسے حکم دے کہ وہ اپنے گھر میں رہے اور اس میں جو چاہے وہ کرے۔ فرمایا اس وجہ سے ابن الدغنہ آپ کے پاس آیا اور آپ سے کہا۔ اے ابوبکر! میں نے تمہیں اس لئے پناہ نہیں دی ہے کہ تم اپنی قوم کو تکلیف پہنچاؤ۔ تمہاری قوم تمہارے اس مقام میں رہنے کو جہاں تم رہا کرتے ہو ناپسند کرتی ہے اور تمہارے اس مقام پر رہنے کے سبب سے اسے تکلیف ہوتی ہے لہٰذا تم اپنے گھر میں رہو اور اس میں تم جو چاہو کرو۔ آپ نے فرمایا کیا میں تمہیں تمہاری پناہ واپس کر دوں اور اللہ کی پناہ پر راضی ہو جاؤں۔ اس نے کہا اچھا تو میری پناہ مجھے واپس کر دو۔

---

[1] قوسین میں کی درمیانی عبارت بعض نسخوں میں نہیں ہے۔ بعض میں احبش کے بجائے احابیش ہے۔ (احمد محمودی)۔

[2] یورپ کے نسخے میں قال ابن الدغنه فقال اور محی الدین عبدالحمید کے نسخہ میں قام ابن الدغنه فقال ہے۔ یورپ کا نسخہ اس مقام پر غلط معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم (احمد محمودی)

آپ نے فرمایا میں نے تیری پناہ تجھ کو واپس کر دی۔ صدیقہ نے فرمایا کہ اس کے بعد ابن الدغنہ کھڑا ہو گیا اور کہا اے گروہ قریش! ابن ابی قحافہ نے میری پناہ مجھے واپس کر دی ہے اب تم اپنے آدمی کے ساتھ جو چاہو برتاؤ کرو۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبدالرحمٰن بن القاسم نے اپنے والد قاسم بن محمد سے روایت کی کہ قریش کے کمینوں میں سے ایک کمینہ شخص ایسی حالت میں آپ کو ملا کہ آپ کعبۃ اللہ تشریف لے جا رہے تھے تو ذرا سی مٹی آپ کے سر پر ڈال دی اور ابوبکر کے پاس سے ولید بن المغیرہ یا عاص بن وائل گزرا تو آپ نے فرمایا۔ ان کمینوں کے کاموں کو کیا تم نہیں دیکھ رہے ہو۔ اس نے کہا۔ یہ تو وہ چیز ہے جو تم اپنی ذات کے ساتھ خود کر رہے ہو۔ راوی نے کہا۔ آپ صرف یہ فرماتے اے پروردگار! تو کس قدر حلیم ہے۔ اے پروردگار! تو کس قدر حلیم ہے۔ اے پروردگار تو کس قدر حلیم ہے۔

نوشتہ معاہدہ کا توڑنا اور ان لوگوں کے نام جنہوں نے اسے توڑا

ان پانچ شخصوں کے نام جنہوں نے بے انصافی پر مبنی نوشتہ کے توڑنے میں کوشش کی۔ ہشام بن عمرو العامری۔ زہیر بن ابی امیہ بن المغیرہ المخزومی۔ المطعم بن عدی۔ ابوالبختری بن ہاشم۔ زمعۃ بن الاسود بن المطلب ابن اسد ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بنی ہاشم اور بنی المطلب اپنی اسی حالت میں تھے کہ قریش نے ان کے خلاف معاہدہ کر رکھا تھا اور یہ معاہدہ ایک کاغذ پر لکھا ہوا تھا۔ اس کے بعد اس معاہدہ کو توڑنے کے لئے جس کو قریش نے بنی ہاشم اور بنی المطلب کے خلاف کیا تھا' قریش ہی میں کے چند آدمی آمادہ ہو گئے۔ ہشام بن عمرو بن ربیعۃ بن الحرث بن حبیب بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لؤی نے جو کوشش اس معاملے میں کی وہ کسی اور نے نہیں کی اور اس کا سبب یہ ہے کہ نضلۃ بن ہاشم بن عبد مناف کے بھائی کا بیٹا اس کا اخیافی بھائی تھا اور ہشام بنی ہاشم سے اچھے تعلقات رکھتا تھا اور وہ خود بھی اپنی قوم میں مرتبے والا تھا مجھے جو خبریں ملی ہیں ان میں سے (ایک) یہ ہے۔ کہ وہ غلے کے اونٹ رات کے وقت لاد کر وہاں لاتا جہاں بنی ہاشم اور بنی المطلب شعب ابی طالب میں تھے یہاں تک کہ جب درہ کے دہانے پر آتا تو اونٹ کی نکیل نکال ڈالتا اور اس کے پہلو پر مارتا تو وہ اونٹ درہ کے اندر ان لوگوں کے پاس پہنچ جاتا پھر اونٹ پر کپڑے اور خانہ داری کا ضروری سامان لاد کر لاتا اور اس کے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کرتا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ پھر وہ زہیر بن ابی امیۃ بن المغیرہ بن عبداللہ ابن عمر بن مخزوم کے پاس گیا جس

کی ماں عاتکہ عبدالمطلب کی بیٹی تھی اور کہا اے زہیر! کیا تم اس حالت پر خوش ہو کہ تم تو کھانا کھاؤ' کپڑے پہنو' عورتوں کو نکاح میں لاؤ اور تمہارے ماموؤں کی جو حالت ہے وہ تو تم جانتے ہی ہو کہ ان کے ہاتھ نہ کوئی چیز بیچی جاتی ہے اور نہ ان سے کچھ خریدا جاتا ہے۔ نہ ان کی بیٹیوں کو کوئی نکاح میں لیتا ہے اور نہ ان کے نکاح میں کوئی عورت دی جاتی ہے۔ سن لو! میں تو اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر ابوالحکم بن ہشام کے ماموں ہوتے اور تم اسے اس بات کی طرف بلاتے جس کی طرف اس نے تمہیں ان کے متعلق دعوت دی ہے تو وہ تمہاری بات ہرگز قبول نہ کرتا اس نے کہا۔ افسوس اے ہشام! آخر کیا کروں۔ میں اکیلا ایک ہی ہوں۔ واللہ اگر میرے ساتھ کوئی دوسرا بھی ہوتا تو اس معاہدے کے توڑنے پر آمادہ ہو جاتا یہاں تک کہ اس کو توڑ کر رکھ دیتا اس نے کہا۔ ایک شخص کو تو تم نے پالیا ہے۔ اس نے کہا وہ کون۔ کہا۔ میں۔ زبیر نے اس سے کہا اپنے لئے ایک اور تیسرے شخص کی تلاش کی بھی ضرورت ہے تو وہ المطعم بن عدی کے پاس گیا اور اس سے کہا۔ اے مطعم! کیا تم اس بات پر خوش ہو کہ بنی عبدمناف کے دو قبیلے برباد ہو جائیں اور تم اپنے سامنے یہ دیکھتے رہو اور اس معاملے میں قریش کے ساتھ خود بھی موافقت کرو۔ سن لو! واللہ اگر تم نے انہیں ایسا کرنے دیا تو تم دیکھ لوگے کہ وہ ان کے بارے میں تمہارے اس برتاؤ کے سبب اور تیز ہو جائیں گے۔

اس نے کہا۔ افسوس آخر میں کیا کروں۔ میں تو اکیلا ایک ہی ہوں اس نے کہا تم نے دوسرے کو بھی تو پالیا ہے اس نے کہا۔ وہ کون۔ کہا۔ میں کہا ہمارے لئے تیسرے کی بھی تلاش چاہئے اس نے کہا۔ میں نے یہ بھی کر لیا ہے۔ کہا وہ کون ہے۔ کہا زہیر بن ابی امیہ۔ کہا۔ ہمارے لئے چوتھے کی بھی تلاش کرو پھر وہ ابوالبختری بن ہشام کے پاس پہنچا اور اس سے بھی اسی طرح کہا جیسا مطعم بن عدی سے کہا تھا اس نے کہا کیا کوئی ایک شخص بھی ہے جو اس بات میں مدد کرے۔ اس نے کہا ہاں۔ کہا وہ کون ہے۔ کہا زہیر بن ابی امیہ اور المطعم بن عدی اور میں بھی تمہارے ساتھ ہوں۔ اس نے کہا ہمارے لئے پانچویں کو بھی ڈھونڈو۔ پس وہ زمعہ بن الاسود بن المطلب بن اسد کے پاس گیا اور اس سے گفتگو کی۔ اور اس سے ان لوگوں کی رشتہ داری اور حقوق کا ذکر کیا تو اس نے اس سے کہا۔ کیا جس معاملے کی طرف تم مجھے بلا رہے ہو اس میں اور کوئی شخص بھی ہے۔ کہا ہاں۔ پھر اس نے تمام کے نام بتائے تو خطم الحجون نامی مقام پر جو مکہ کی بلندی کے مقامات میں سے ہے۔ رات میں سب کے ملنے کا وعدہ ہوا اور رات (ہی) میں سب وہاں جمع ہوئے اور سب نے مل کر ایک رائے قرار دی اور اس نوشتہ معاہدہ کے توڑنے کی کوشش کا سب نے عہد کیا۔ زہیر نے کہا کہ میں تم سب سے سبقت کرتا ہوں کہ پہلا بولنے والا میں ہی ہوں گا۔ پھر جب صبح ہوئی تو سب اپنی اپنی مجلسوں کی جانب روانہ ہوئے اور زہیر بن ابی امیہ سویرے ہی ایک قیمتی لباس پہن کر گیا اور بیت اللہ کا سات

بار طواف کیا اور پھر لوگوں کے پاس آیا اور کہا۔ اے مکہ والو! کیا ہم تو کھانا کھائیں اور کپڑے پہنیں اور بنی ہاشم مرتے رہیں نہ ان سے کچھ خریدا جائے اور نہ ان کے ہاتھ کچھ بیچا جائے۔

اللہ کی قسم میں (اس وقت تک) نہیں بیٹھوں گا جب تک کہ یہ نامنصفانہ قرابت توڑنے والا نوشتہ چاک نہ کر دیا جائے۔ ابوجہل نے جو مسجد کے ایک کونے میں تھا کہا۔ تو جھوٹا ہے۔ واللہ وہ ہرگز چاک نہیں کیا جائے گا۔ زمعہ بن الاسود نے کہا واللہ! تو سب سے زیادہ جھوٹا ہے۔ جب وہ لکھا گیا ہے اس وقت ہم نے کوئی رضامندی ظاہر نہیں کی۔ ابوالبختری نے کہا۔ زمعہ نے سچ کہا جو کچھ اس میں لکھا گیا نہ ہم اس پر راضی ہوں گے اور نہ ہم اس پر قائم رہیں گے۔ مطعم بن عدی نے کہا تم دونوں نے سچ کہا اور اس کے سوا جس شخص نے جو کچھ کہا وہ جھوٹ کہا۔ ہم نے اس کاغذ اور اس میں جو کچھ لکھا ہے اس سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ ہشام بن عمرو نے بھی اسی طرح کی باتیں کیں۔ ابوجہل نے کہا یہ معاملہ تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی اور مقام پر رات میں (اس کے بارے میں) مشورہ اور فیصلہ ہو چکا ہے۔ ابوطالب بھی مسجد میں ایک طرف بیٹھے ہوئے تھے۔ پس مطعم اس نوشتہ کی جانب (اس لئے) بڑھا کہ اسے چاک کر ڈالے تو معلوم ہوا کہ ''باسمک اللھم''[1] کے الفاظ کے سوا دیمک نے اس (سب) کو کھا لیا ہے اور اس نوشتہ کا لکھنے والا جو منصور بن عکرمہ تھا اس کا ہاتھ ان لوگوں کے دعوے کے موافق شل ہو گیا تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض اہل علم نے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوطالب سے کہا۔

يَا عَمِّ إِنَّ اللّٰهَ قَدْ سَلَّطَ الْأَرْضَةَ عَلٰى صَحِيْفَةِ قُرَيْشٍ فَلَمْ تَدَعْ فِيْهَا اِسْمًا هُوَ لِلّٰهِ إِلَّا أَثْبَتَهُ فِيْهَا، وَنَفَتَ مِنْهَا الظُّلْمَ وَالْقَطِيْعَةَ وَالْبُهْتَانَ.

''اے چچا! اللہ نے دیمک کو نوشتۂ قریش پر غالب کر دیا۔ اس نے جتنے اللہ کے نام تھے وہ تو چھوڑ دیئے اور جتنی ظلم و زیادتی اور رشتے توڑنے اور بہتان کی باتیں تھیں اس نے اس میں سے سب نکال ڈالیں''۔

انہوں نے پوچھا۔ کیا آپ کے پروردگار نے آپ کو اس بات کی اطلاع دی ہے۔ فرمایا نعم (ہاں) کہا واللہ! پھر تو تم پر کوئی فتح یاب نہیں ہو سکتا۔ پھر وہ نکل کر قریش کے پاس گئے اور کہا۔ اے گروہ قریش! میرے بھتیجے نے مجھے اس بات کی خبر دی ہے کہ ایسا ایسا ہے پس تم اپنے لکھے ہوئے معاہدے کو لاؤ۔ اگر ویسا ہی ہے جیسا کہ میرے بھتیجے نے کہا ہے تو پھر ہمارے قطع تعلق سے باز آؤ اور جو کچھ اس میں لکھا ہے

---

[1] اسلام سے پہلے یہ الفاظ بجائے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ لکھے جایا کرتے تھے۔ (احمد محمودی)

اس کو چھوڑ دو اور اگر وہ جھوٹا ہو تو میں اپنے بھتیجے کو تمہارے حوالے کرتا ہوں۔ تمام لوگوں نے کہا کہ ہم اس پر راضی ہیں اور انہوں نے اسی بات پر عہد و پیمان بھی کر لیا۔ پھر سب نے اس کو دیکھا تو دیکھتے کیا ہیں کہ حالت بالکل ویسی ہی ہے جیسی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمائی تھی۔ اس واقعہ نے ان کی بدسلوکی کو اور بڑھا دیا اور قریش ہی میں کی ایک جماعت نے اس نوشتہ کو تلف کرنے کی وہ کوششیں کیں جن کا اوپر ذکر ہوا۔

ابن ہشام نے کہا کہ پھر جب وہ نوشتہ چاک کر دیا گیا اور جو کچھ اس میں لکھا تھا سب بے کار ہو گیا تو ابوطالب نے ان لوگوں کی ستائش میں جنہوں نے اس معاہدہ کے توڑنے میں کوشش کی یہ اشعار کہے۔

اَلَا هَلْ اَتَى بَحْرِيِّنَا صُنْعُ رَبِّنَا عَلٰى نَاْيِهِمْ وَاللّٰهُ بِالنَّاسِ اَرْوَدُ

کیا ہمارے سمندر پار کے مسافروں کو ہمارے پروردگار کی کارسازی کی بھی کچھ خبر پہنچی ہے۔ کہ ان لوگوں کو دور دراز ملکوں میں ڈال دینے کے باوجود اللہ تعالیٰ (ان) لوگوں پر بڑا مہربان ہے۔ کیا (کوئی شخص ایسا) نہیں۔

فَيُخْبِرَ هُمْ اَنَّ الصَّحِيْفَةَ مُزِّقَتْ وَاَنْ كُلُّ مَالَمْ يَرْضَهُ اللّٰهُ مُفْسَدُ

جو ان لوگوں کو اس بات کی خبر دے دے کہ نوشتہ معاہدہ چاک چاک کر دیا گیا اور یہ کہ جس چیز میں اللہ کی رضامندی نہیں وہ برباد ہے۔

تَرَاوَحَهَا اِفْكٌ وَسِحْرٌ مُجَمَّعٌ وَلَمْ يُلْفَ سِحْرٌ آخِرَالدَّهْرِ يَصْعَدُ

اس نوشتہ کو بہتان اور جان بوجھ کر جھوٹ نے قوت دی تھی اور کوئی جھوٹ کبھی بھی ترقی کرتا ہوا نہیں پایا گیا۔

تَدَاعٰى لَهَا مَنْ لَيْسَ فِيْهَا بِقَرْقَرٍ فَطَائِرُهَا فِيْ رَاْسِهَا يَتَرَدَّدُ

اس نوشتہ کے معاملے میں وہ لوگ بھی جمع ہو گئے جو اس بات سے مطمئن نہ تھے اس لئے ان کی قسمت کی نحوست کے پرندان کے سر میں پھڑ پھڑا رہے تھے۔

وَكَانَتْ كِفَاءً وَقْعَةٌ بِاَثِيْمَةٍ لِيُقْطَعَ مِنْهَا سَاعِدٌ وَمُقَلَّدُ

یہ واقعہ ایسا بڑا گناہ تھا کہ اس کے عوض ہاتھ اور گردن کاٹی جاتی تو سزاوار تھا۔

وَيَظْعَنُ اَهْلُ الْمَكَّتَيْنِ فَيَهْرُبُوْا فَرَائِصُهُمْ مِنْ خَشْيَةِ الشَّرِّتُرْعَدُ

مکہ کے نیچے کے حصہ والے اور اوپر والے (دونوں وطن چھوڑ کر) سفر کئے جا رہے ہیں اور اس حالت سے بھاگے جا رہے ہیں کہ ان کے شانے (لوٹ قتل۔ جنگ ہر قسم کی) برائی کے خوف سے کانپ رہے ہیں۔

وَيُتْرَكُ حَرَّاثٌ يُقَلِّبُ اَمْرَهُ ۞ اَيَتْهِمُ فِيهَا عِنْدَ ذَاكَ وَيُنْجِدُ

اور کمانے والا شخص (بے روک ٹوک) چھوڑ دیا جاتا ہے کہ انہیں اوقات میں (جن میں بیت اللہ کے مجاور پریشان پھر رہے ہیں) وہ اپنے معاملے میں تدبیریں کیا کرے کہ وہ خواہ سرزمین حجاز کی پست زمین تہامہ میں جائے یا بلند حصہ نجد میں سفر کرے۔

وَ تَصْعَدُ بَيْنَ الْاَخْشَبَيْنِ كَتِيْبَةٌ ۞ لَهَا حُدُجٌ سَهْمٌ وَقَوْسٌ وَ مِرْهَدُ[1]

اور اخشبین (نامی مکہ کے دونوں پہاڑوں) کے درمیان ایسا لشکر چڑھ آئے جس کے کڑوے کثیر التعداد پھل۔ تیر۔ کمان اور نرم برچھا یا تلوار ہیں۔

فَمَنْ يَنْشَ مِنْ حُضَّارِ مَكَّةَ عِزُّهُ ۞ فَعِزَّتُنَا فِيْ بَطْنِ مَكَّةَ اَتْلَدُ

پس اگر ایسا کوئی شخص ہے جس کی عزت نے سرزمین مکہ کی سکونت وطن میں نشوونما پائی ہے تو پھر ہماری عزت (کا کیا پوچھنا کہ وہ) تو وادی مکہ میں پرانی سے پرانی ہے۔

نَشَانَا بِهَا وَالنَّاسُ فِيْهَا قَلَائِلٌ ۞ فَلَمْ نَنْفَكِكْ نَزْدَادُ خَيْرًا وَنُحْمَدُ

ہم نے اس میں اس وقت نشوونما پائی ہے جبکہ اس میں تھوڑے سے لوگ تھے لہٰذا ہماری عزت ہمیشہ بھلائی میں بڑھتی ہی رہی اور ہمیشہ سراہی جاتی رہی ہے۔

وَنُطْعِمُ حَتّٰى يَتْرُكَ النَّاسُ فَضْلَهُمْ ۞ اِذَا جَعَلَتْ اَيْدِى الْمُفِيْضِيْنَ تُرْعَدُ

ہم (قحط کے اس زمانے میں) کھانا کھلاتے ہیں کہ لوگ اپنی فضیلت اور بڑائی چھوڑ دیتے ہیں

---

[1] خشنی نے اس مقام پر تین نسخے لکھے ہیں۔ مرہد۔ فرہد۔ مزہد۔ مرہد کے معنی رمح۔ لین۔ نرم برچھی اور فرہد کے معنی لکھے ہیں الرمح الذی اذا طعن به وسع الخرق۔ وہ برچھی جس کے وار سے زخم کشادہ لگے۔ تیسرا نسخہ جو میم اور زائے معجمہ سے ہے جس کو یورپ کے مطبوعہ نسخے میں اختیار کیا گیا ہے اس کے متعلق خشنی نے لکھا ہے۔ هو صعیف لا معنى له الا ان یرادبه الشدة علی معنی الاشتقاق۔ وہ کمزور ہے (اس مقام پر اس کے) کچھ معنی نہیں بجز اس کے کہ اس کے اشتقاق کے معنی کے لحاظ سے اس سے شدت مراد لی جائے۔ سہیلی نے مرہد کے متعلق لکھا ہے کہ احتمال ہے کہ یہ لفظ مہرد کا مقلوب ہو جو ہرد سے مفعل کا وزن ہے جس کے معنی مرزقہ یعنی اس کو پھاڑ ڈالا کے ہیں جس سے مراد برچھا یا تلوار ہو سکتی ہے اور غیر مقلوب ہونے کا بھی احتمال ہے۔ اس صورت میں رہید سے مشتق ہوگا جس کے معنی نرم کے ہیں۔ وفی بعض النسخ فرہد فان صحت الروایۃ بہ فمعناہ فرہد فی الحیوۃ وحرص علی الممات'' اگر فرہد کی یہ روایت صحیح ہو تو اس سے مراد زندگی سے بیزاری اور موت کی خواہش ہوگی غرض میں نے مرہد کے نسخے کو ترجیح دی ہے اور اسی کے مطابق ترجمہ کیا ہے۔ (احمد محمودی)

اور جوے کے تیر نکالنے والے کے ہاتھ کانپنے لگتے ہیں۔

جَزَى اللّٰهُ رَهْطًا بِالْحَجُوْنِ تَتَابَعُوْا عَلٰى مَلَاٍ يَهْدِىْ لِحَزْمٍ وَ يُرْشِدُ

اس جماعت کو اللہ جزائے خیر دے جس کے افراد مقام حجون سے ایک کے بعد ایک برسر مجلس پہنچے جو عقل کی بات کی جانب رہنمائی کرتے اور سیدھی راہ بتلا رہے تھے۔

قُعُوْدًا لَدٰى حَطْمِ الْحَجُوْنِ كَاَنَّهُمْ مَقَاوِلَةٌ بَلْ هُمْ اَعَزُّ وَاَمْجَدُ

وہ (مقام) حطم الحجون کے پاس ایسے بیٹھے ہوئے تھے گویا وہ رؤساء ہیں سچ تو یہ ہے کہ وہ رئیسوں سے بھی زیادہ عزت وشان والے ہیں۔

اَعَانَ عَلَيْهَا كُلُّ صَقْرٍ كَاَنَّهٗ اِذَا مَا مَشٰى فِىْ رَفْرَفِ الدِّرْعِ اَحْرَدُ

اس معاملہ میں جنہوں نے مدد دی ان میں کا ہر فرد گویا کہ ایک شہباز تھا جب وہ اپنی لمبی لمبی زرہوں میں چلتا تو بہت آہستہ چلتا۔

جَرِىْءٌ عَلٰى جُلَّى الْمَخْطُوْبِ كَاَنَّهٗ شِهَابٌ بِكَفَّىْ قَابِسٍ يَتَوَقَّدُ

بڑے بڑے اہم معاملوں میں بڑی جرأت کرنے والا ہے گویا وہ ایک چنگاری ہے جو آگ لینے والے کے ہاتھوں پر بھڑک رہی ہے۔

مِنَ الْاَكْرَمِيْنَ مِنْ لُؤَىِّ بْنِ غَالِبٍ اِذَا سِيْمَ خَسْفًا وَجْهُهٗ يَتَرَبَّدُ

وہ ان شریفوں میں سے ہے جو لوی بن غالب کی اولاد میں سے ہیں جب کوئی ذلت کا برتاؤ کیا جائے تو اس کا چہرہ متغیر ہو جاتا ہے۔

طَوِيْلُ النِّجَادِ خَارِجٌ نِصْفُ سَاقِهٖ عَلٰى وَجْهِهٖ تُسْقَى الْغَمَامُ وَ تَسْعَدُ

وہ دراز قد جس کی آدھی پنڈلی باہر نکلی ہوئی رہتی ہے اس کے چہرے کے طفیل میں ابر پانی برساتا اور سعادت حاصل کرتا ہے۔

عَظِيْمُ الرَّمَادِ سَيِّدٌ وَابْنُ سَيِّدٍ يَحُضُّ عَلٰى مَقْرَى الضُّيُوْفِ وَيَحْشُدُ

بڑا سخی۔ سردار اور سردار کا بیٹا مہمانوں کی ضیافت پر دوسروں کو بھی ابھارتا اور جمع کرتا ہے۔

وَيَبْنِىْ لِاَبْنَاءِ الْعَشِيْرَةِ صَالِحًا اِذَا نَحْنُ طُفْنَا فِى الْبِلَادِ وَيَمْهَدُ

جب ہم ادھر ادھر شہروں میں گھومتے اور سیاحت کرتے پھرتے ہیں تو وہ خاندان کے بچوں کے لئے اچھی بنائیں ڈالتا اور ان کے لئے تمہیدیں اٹھاتا رہتا ہے۔

اَلَظَّ بِهٰذَا الصُّلْحِ كُلُّ مُبَرَّاٍ عَظِيْمِ اللِّوَاءِ اَمْرُهٗ ثُمَّ يُحْمَدُ

اس صلح کا معاملہ اپنے ہاتھ میں لینے والوں میں کا ہر فرد بے عیب۔ بڑے جھنڈے والا اور وہ تھا جس کے کام کی وہاں تعریف ہوتی تھی۔

قَضَوْا مَا قَضَوْا فِیْ لَیْلِھِمْ ثُمَّ اَصْبَحُوْا عَلٰی مَھَلٍ وَ سَائِرِ النَّاسِ رُقَّدُ

انہوں نے جو مناسب سمجھا راتوں رات فیصلہ کر ڈالا اور باطمینان صبح سویرے مقام مطلوب پر پہنچ گئے اس حال میں کہ تمام لوگ سو ہی رہے تھے۔

ھُمْ رَجَعُوْا سَھْلَ بْنَ بَیْضَاءَ رَاضِیًا وَسُرَّ اَبُوْبَکْرٍ بِھَا وَ مُحَمَّدُ

انہیں لوگوں نے سہل بن بیضاء کو راضی کر کے واپس کیا اور ابو بکر بھی اس سے خوش ہو گئے اور محمد (ﷺ) بھی۔

مَتٰی شَرَکَ الْاَقْوَامُ فِیْ جُلِّ اَمْرِنَا وَکُنَّا قَدِیْمًا قَبْلَھَا نَتَوَدَّدُ

ہمارے بڑے بڑے کاموں میں یہ (دوسرے) لوگ کب شریک رہے ہیں حالانکہ اس معاملہ سے پہلے بھی ہم (اور وہ لوگ جنہوں نے اس معاملے کا فیصلہ کیا) آپس میں دوستانہ تعلقات ہی سے رہے ہیں۔

وَکُنَّا قَدِیْمًا لَا نُقِرُّ ظُلَامَةً وَنُدْرِکُ مَا شِئْنَا وَلَا نَتَشَدَّدُ

ہماری یہ عادت قدیم سے رہی ہے کہ ظلم کو برقرار نہیں رہنے دیتے اور ہم جو چاہتے ہیں حاصل کرتے ہیں اور پھر سختی بھی نہیں کرتے۔

فَیَالَ قُصَیٍّ ھَلْ لَکُمْ فِیْ نُفُوْسِکُمْ وَھَلْ لَکُمْ فِیْمَا یَجِیْءُ بِهٖ غَدُ

پس اے بنی قصی! تم پر تعجب ہے!! کیا تم نے کبھی اپنے ذاتی نفع ونقصان پر بھی غور کیا ہے اور کیا کل پیش آنے والے واقعات پر بھی تم نے کبھی نظر ڈالی ہے۔

فَاِنِّیْ وَاِیَّاکُمْ کَمَا قَالَ قَائِلٌ لَدَیْکَ الْبَیَانُ لَوْتَکَلَّمْتَ اَسْوَدُ

میری اور تمہاری بس وہی حالت ہے جیسے کسی کہنے والے نے کہا ہے (میں تو کچھ بول نہیں سکتا) اے کالے[1] (پہاڑ)!

---

[1] یہ ایک ضرب المثل ہے اور ایسے موقع پر کہی جاتی ہے جہاں کوئی شخص کسی بات پر قادر ہونے کے باوجود اس بات کو نہ کرے۔ ابوذر خشنی نے لکھا ہے کہ اسود کسی شخص کا نام تھا محی الدین عبدالحمید نے لکھا ہے کہ یہ صحیح نہیں ہے بلکہ صحیح وہ ہے =

مطعم بن عدی کے مرنے پر حسان بن ثابت نے مرثیہ کہا ہے جس میں نوشتہ معاہدے کے توڑنے میں مطعم کی کوشش کا ذکر بھی ہے۔

اَيَا عَيْنُ فَابْكِي سَيِّدُ الْقَوْمِ وَاسْفَحِيْ ‏ بِدَمْعٍ وَاِنْ اَنْزَفْتِهٖ فَاسْكُبِي الدَّمَا

اے آنکھ قوم کے سردار کی موت پر رو اور آنسو بہا اور اگر آنسوؤں کو تو نے ختم کر دیا ہے تو خون بہا۔

وَبَكِّيْ عَظِيْمَ الْمَشْعَرَيْنِ كِلَيْهِمَا ‏ عَلَى النَّاسِ مَعْرُوْفًا لَهٗ مَا تَكَلَّمَا

اور دونوں مشعر میں کے بڑے شخص پر رو جس کے احسانات لوگوں پر اس وقت تک رہیں گے جب تک وہ بات کرتے رہیں گے۔

فَلَوْ كَانَ مَجْدٌ يُخْلِدُ الدَّهْرَ وَاحِدًا ‏ مِنَ النَّاسِ اَبْقٰى مَجْدُهُ الْيَوْمَ مُطْعِمًا

اگر کوئی عزت والوں میں سے کسی کو زمانہ میں ہمیشہ رکھتی تو مطعم کو اس کی عزت آج بھی باقی رکھتی۔

اَجَرْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْهُمْ فَاَصْبَحُوْا ‏ عَبِيْدَكَ مَا لَبّٰى مُهِلٌّ وَاَحْرَمَا

تو نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ان لوگوں سے پناہ دی لہٰذا جب تک کوئی لبیک کہنے والا لبیک کہتا رہے اور احرام باندھنے والا احرام باندھتا رہے وہ سب تیرے احسان کے بندے بن گئے۔

فَلَوْ سُئِلَتْ عَنْهُ مَعَدٌّ بِاَسْرِهَا ‏ وَقَحْطَانُ اَوْبَاقِيْ بَقِيَّةِ جُرْهُمَا

تمام بنی معد بنی قحطان اور بنی جرہم میں کے باقی لوگوں سے تیرے متعلق دریافت کیا جائے۔

لَقَالُوْا هُوَالْمُوْفِيْ بِخُفْرَةِ جَارِهٖ ‏ وَذِمَّتِهٖ يَوْمًا اِذَا مَا تَذَمَّمَا

تو وہ کہیں گے کہ وہ تو اپنے پناہ گزینوں کی حمایت کو اور جب کسی روز کسی نے کسی چیز کی ذمہ داری طلب کی تو اس ذمہ داری کو پورا کرنے والا ہے۔

فَمَا تَطْلُعُ الشَّمْسُ الْمُنِيْرَةُ فَوْقَهُمْ ‏ عَلٰى مِثْلِهٖ فِيْهِمْ اَعَزَّ وَ اَعْظَمَا

پس لوگوں میں کسی ایسے شخص پر روشن سورج نہیں نکلتا جو ان میں ممدوح کا سا زیادہ عزت والا اور زیادہ عظمت والا ہو۔

= جو سہیلی نے لکھا ہے کہ ایک پہاڑ پر کوئی شخص مارا گیا اور اس پہاڑ کا نام اسود تھا جب مقتول کے وارثوں نے قاتل کا کوئی پتا نہ پایا تو ان میں سے کسی نے کہا کہ اے کالے پہاڑ قتل تجھی پر واقع ہوا ہے اور قاتل کو تو خوب جانتا ہے۔ کاش تو کچھ کہہ سکتا اس طرح خشی کی بات بھی صحیح ہو سکتی ہے کہ کسی گونگے کے سامنے قتل واقع ہوا ہو جس کا نام اسود ہو اور وہ کچھ بول نہ سکا ہو۔ (احمد محمودی)

وَآبَی اِذَا یَأْبٰی وَاَعْظَمَ شِیْمَۃً وَاَنْوَمَ عَنْ جَارٍ اِذَا اللَّیْلُ اَظْلَمَا

اور جب کسی بات سے انکار کر دے تو ممدوح کا سا زیادہ انکار کرنے والا اور بہترین خصلت و عادت والا اور جب رات اندھیری ہو جائے تو اس وقت بھی اپنے پناہ گزینوں سے (بے فکری میں) زیادہ سونے والا ہو۔

(کیونکہ اس کی عظمت و شان کے سبب سے اس کے پناہ گزینوں کی جانب کوئی آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھ سکتا اس لئے اس کو ان کی دیکھ بھال اور نگرانی کی ضرورت نہ ہونے کی وجہ سے بے فکر سوجاتا ہے)۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس کا قول ''کلیھما'' ابن اسحٰق کے سوا دوسروں کی روایت میں کا ہے۔ ابن ہشام نے کہا کہ ''اجرت رسول اللہ منھم'' تو نے رسول اللہ ﷺ کو ان لوگوں سے پناہ دی۔

اس کا واقعہ یہ ہے (کہ) جب رسول اللہ ﷺ طائف والوں کے پاس سے لوٹ آئے اور انہیں اپنی تصدیق اور اپنی مدد کر دعوت دی تو انہوں نے آپ کی دعوت قبول نہیں کی تو آپ حراء کی جانب (تشریف لے) چلے اور الاخنس بن شریق کے پاس پیام بھیجا کہ وہ آپ کو پناہ میں لے تو اس نے کہا میں ایک حلیف کی حیثیت رکھتا ہوں اور حلیف پناہ نہیں دیا کرتا تو آپ نے سہیل بن عمرو کے پاس کہلا بھیجا اس نے کہا کہ بنی عامر بنی کعب کے مقابلے میں کبھی پناہ نہیں دیا کرتے تو آپ نے مطعم بن عدی کے پاس آدمی بھیجا اس نے آپ کے پیام کو قبول کیا پھر مطعم اور اس کے گھر والوں نے ہتھیار لگائے اور نکل کر مسجد آئے اور رسول اللہ ﷺ کے پاس بھی کہلا بھیجا آپ بھی مسجد میں آئیں تو رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور بیت اللہ کا طواف فرمایا اور اس کے پاس نماز ادا فرمائی اور اپنے گھر واپس تشریف لے گئے۔ حسان بن ثابت اسی واقعہ کا ذکر کر رہے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ حسان بن ثابت نے ہشام بن عمرو کی بھی تعریف۔ اسی نوشتہ۔ معاہدے کے توڑنے کی وجہ سے کی ہے۔

هَلْ یُوْفِیَنَّ بَنُوْ اُمَیَّۃَ ذِمَّۃً عَقْدًا کَمَا اَوْفٰی جِوَارُ هِشَامِ

کیا بنو امیہ (اپنی) ذمہ داری اور معاہدے کو پورا کریں گے جس طرح ہشام کے پڑوسیوں نے (اپنی ذمہ داری) پوری کی۔

مِنْ مَعْشَرٍ لَا یَغْدِرُوْنَ بِجَارِهِمْ لِلْحَارِثِ بْنِ حَبِیْبِ ابْنِ سُحَامِ

وہ حارث بن حبیب بن سحام کے خاندان سے ہے جو اپنے پناہ گزین سے بے وفائی نہیں کرتے۔

وَاِذَا بَنُوْ حِسْلٍ اَجَارُوْا ذِمَّةً اَوْفَوْا وَاَدَّوْا جَارَهُمْ بِسَلَامٍ

اور جب بنوحسل کسی کو پناہ دیتے اور (اس کا) ذمہ لیتے ہیں تو پورا کرتے ہیں اور اپنے پناہ گزین کو صحیح سلامت حوالہ کرتے ہیں۔

اور ابن ہشام بنی سحام ہی میں کا تھا۔ ابن ہشام نے کہا کہ بعض لوگ سخام کہتے ہیں۔

طفیل بن عمرو الدوسی کے اسلام کا واقعہ

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی حالت یہ تھی کہ اپنی قوم کی حالت دیکھ کر انہیں نصیحت فرمایا کرتے اور جس آفت میں وہ مبتلا تھے اس سے نجات کی جانب بلاتے اور قریش کی یہ حالت ہوگئی تھی کہ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان سے محفوظ کر دیا تو لوگوں کو اور عرب کا جو شخص بھی ان کے پاس آتا اس کو آپ سے ڈراتے تھے۔ طفیل بن عمرو الدوسی بیان کرتے ہیں کہ وہ مکہ میں ایسے وقت آئے کہ رسول اللہ ﷺ وہیں تشریف فرما تھے تو ان کی جانب قریش کے بہت سے لوگ گئے اور طفیل بلند پایہ لوگوں میں سے تھے۔ شاعر اور عقل مند تھے۔ قریش کے ان لوگوں نے ان سے کہا اے طفیل! تم ہماری بستیوں میں آئے تو ہو لیکن دیکھو! اس شخص نے جو ہمیں میں سے ہے ہمیں سخت مشکل میں ڈال رکھا ہے ہماری جماعت کو اس نے پراگندہ کر دیا ہے اور ہمارے معاملے کو پریشان کر ڈالا ہے اس کی (ایک ایک) بات جادو کی سی ہوتی ہے۔ بیٹے کو اس کے باپ سے بھائی کو بھائی سے۔ شوہر کو اس کی بیوی سے جدا کر دیتا ہے۔ ہمیں تمہاری اور تمہاری قوم کی نسبت اسی فتنہ کا خوف ہے جو ہم میں داخل ہو چکا ہے اس لئے تم اس شخص سے بات نہ کرو اور نہ اس کی کوئی بات سنو انہوں نے کہا وہ لوگ میرے ساتھ یہاں تک لگے رہے کہ میں نے پکا ارادہ کر لیا کہ اس کی نہ کوئی بات سنوں گا اور نہ اس سے (کوئی) بات کروں گا جب سویرے میں مسجد کو گیا تو اپنے کانوں میں اس ڈر سے روئی ٹھونس لی کہ کہیں اس کی باتوں میں سے کوئی بات میرے کان تک پہنچ جائے' باوجود اس کے کہ میں اس کے سننے کا ارادہ بھی نہ کروں۔ انہوں نے کہا کہ جب میں سویرے مسجد پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کعبۃ اللہ کے پاس کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔ کہا کہ میں آپ کے قریب ہی جا کھڑا ہوا اور اللہ نے تو آپ کی کوئی نہ کوئی بات سنا دینے کے سوا اور کوئی بات نہ چاہی کہا کہ میں نے ایک اچھا کلام سنا اور اپنے دل میں کہا میری ماں مجھ پر روئے۔ واللہ! میں ایک عقل مند اور شاعر ہوں۔ اچھا برا مجھ سے پوشیدہ نہیں۔ پھر کونسی چیز مجھے اس سے روکتی ہے کہ یہ شخص جو کچھ کہتا ہے اسے سنوں پھر اگر جو بات وہ پیش کرتا ہے اچھی ہو تو اس کو قبول کروں اور اگر بری ہو تو اس کو چھوڑ دوں۔ کہا کہ پھر میں کچھ دیر ٹھہر گیا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ اپنے

دولت خانہ کہ واپس تشریف لے گئے تو میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے ہو گیا یہاں تک کہ جب آپ اپنے دولت خانہ کے اندر تشریف لے گئے تو میں بھی اندر چلا گیا اور کہا اے محمد! آپ کی قوم نے مجھ سے (آپ کے متعلق) ایسا ایسا کہا ہے اور وہ (سب) باتیں بیان کیں جو انہوں نے کہی تھیں۔ واللہ! وہ آپ کے معاملے سے اس قدر ڈراتے رہے کہ میں نے اپنے کانوں میں اس لئے روئی ٹھونس لی کہ آپ کی (کوئی) بات نہ سنوں۔ مگر اللہ نے تو اس کے سوا کوئی بات نہ چاہی کہ آپ کی بات مجھ سنائے اور میں نے سنی اور اچھی بات سنی۔ پس آپ اپنے اصول مجھے بتائیے' تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ پر اسلام پیش فرمایا اور میرے سامنے قرآن کی تلاوت فرمائی تو واللہ نہیں! اس سے بہتر بات میں نے کبھی نہیں سنی۔ اور نہ ایسے معتدل اصول سنے۔ کہا پس میں نے اسلام اختیار کر لیا اور سچی بات کی گواہی دی اور کہا۔ اے اللہ کے نبی! میں ایسا شخص ہوں کہ میری قوم میں لوگ میری بات مانتے ہیں اور میں اب ان کی جانب لوٹ کر جانے والا ہوں اور انہیں اسلام کی جانب دعوت دینے والا ہوں۔ پس اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے کوئی نشانی عطا فرمائے کہ وہ اس دعوت میں جس جانب میں انہیں بلاتا ہوں ان کے مقابلے میں میری مددگار ہو فرمایا۔ اللّٰھم اجعل لہ آیۃً' یا اللہ اس کے لئے کوئی نشانی مقرر فرما دے۔ کہا پھر میں اپنی قوم کی طرف چلا یہاں تک کہ جب میں ان دو پہاڑوں کے درمیانی راستہ میں تھا جہاں سے بستی مجھے نظر آتی تھی میری دونوں آنکھوں کے درمیان ایک چراغ کی سی روشنی پیدا ہو گئی کہا کہ میں نے کہا یا اللہ میرے چہرے کے سوا کسی دوسری چیز میں (اس کو ظاہر فرما) میں ڈرتا ہوں کہ وہ کسی سزا کا خیال کرنے لگیں گے کہ ان کے دین کو چھوڑنے کے سبب سے مجھ میں بطور سزا کے یہ بات پیدا ہوئی ہے۔ کہا کہ پھر تو اس روشنی نے اپنی جگہ بدل دی اور میرے کوڑے کے سرے پر نمودار ہو گئی۔ کہا کہ پھر تو تمام بستی والے وہ نور میرے کوڑے میں قندیل کی طرح لٹکا ہوا دیکھنے لگے اور میں پہاڑوں کے درمیانی راستے سے ان کی جانب اتر رہا تھا۔ کہا یہاں تک کہ میں ان کے پاس پہنچا اور وہیں صبح ہوئی' کہا کہ پھر جب میں اترا تو میرا باپ میرے پاس آیا اور وہ بڑا بوڑھا تھا۔ کہ کہ میں نے اس سے کہا بابا جان! مجھ سے دور رہئے کیونکہ میں آپ کا نہیں اور آپ میرے نہیں۔ اس نے کہا بیٹے! یہ کیوں میں نے کہا میں نے تو اسلام اختیار کر لیا ہے اور دین محمد ﷺ کا پیرو ہو گیا ہوں۔ اس نے کہا۔ بیٹے! پھر تو جو تمہارا دین وہ میرا دین۔ میں نے کہا اچھا تو جائیے اور غسل کر لیجئے اور اپنے کپڑے پاک کر لیجئے اور پھر تشریف لائیے کہ آپ کو میں وہ بات سکھاؤں جو میں نے معلوم کی ہے کہا کہ وہ چلے گئے اور غسل کیا اور اپنے کپڑے پاک کر لئے کہا کہ پھر وہ آئے تو میں نے ان کے آگے اسلام پیش کیا تو انہوں نے اسلام اختیار کر لیا پھر میرے پاس میری بیوی آئی تو میں نے کہا مجھ سے دور رہ کیونکہ میں تیرا نہیں اور تو میرے اور تیرے درمیان اسلام نے

رکاوٹ ڈال دی ہے۔ اور میں نے دین محمد ﷺ کی پیروی اختیار کی ہے۔ اس نے کہا پھر تو جو تمہارا دین وہ میرا دین میں نے کہا کہ پھر تو تو (مقام) حمی ذی الشریٰ کو جا اور اس (کے پانی) سے نہا دھو (اور) پاک صاف ہو جا۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض حمیٰ ذی الشریٰ کہتے ہیں (حمی) کے معنی رمنہ یا محفوظ زمین کے ہیں) اور ذوالشریٰ قبیلہ دوس کے ایک بت کا نام تھا اور یہ محفوظ زمین ان کے سسرال کی تھی اس زمین میں ان کا ایک چشمہ بھی تھا جس میں کچھ اتھلا پانی بھی تھا جو پہاڑ میں سے آتا تھا۔ انہوں نے کہا کہ میری بیوی نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ ذی الشریٰ میں بچوں کے لئے تو کچھ خوف نہیں۔ میں نے کہا نہیں کوئی خوف نہیں میں اس کا ذمہ دار ہوں کہا پھر وہ چلی گئی اور نہا دھو کر آئی تو میں نے اس کے سامنے اسلام پیش کیا۔ پس اس نے اسلام اختیار کر لیا۔ پھر میں نے تمام بنی دوس کو اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے اسلام اختیار کرنے میں دیر کی تو پھر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس مکہ آیا اور آپ سے عرض کی اے اللہ کے نبی! قبیلہ دوس کی نظارہ بازی یا عورتوں[1] کی محبت یا زنا مجھ پر (یعنی میرے تبلیغی کام پر) غالب آ گیا ہے۔ پس آپ ان کے لئے بددعا فرمایئے تو فرمایا:

اَللّٰهُمَّ اهْدِ دَوْسًا اِرْجِعْ اِلٰى قَوْمِكَ فَادْعُهُمْ وَارْفُقْ بِهِمْ.

"یا اللہ! دوس کو سیدھی راہ پر لگا۔ اپنی قوم کی طرف واپس جاؤ اور انہیں اسلام کی جانب بلاتے رہو اور ان کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ"۔

کہا کہ پھر تو میں بنی دوس کی سرزمین ہی میں انہیں دعوت اسلام دیتا رہا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کی جانب ہجرت فرمائی اور جنگ بدر، احد، اور خندق بھی گزر گئے۔ اس کے بعد اپنی قوم میں کے ان تمام لوگوں کو ساتھ لے کر جنہوں نے میرے ساتھ اسلام اختیار کیا تھا رسول اللہ ﷺ کے پاس مقام خیبر میں پہنچا اور پھر ہم (سب) مدینہ میں پہنچے تو قبیلے دوس کے ستر یا اسی گھرانے وہاں بس گئے اور جب ہم رسول اللہ ﷺ سے مقام خیبر میں ملے تو آپ نے تمام مسلمانوں کے ساتھ ہمیں مال خیبر میں حصہ عنایت فرمایا۔

---

[1] نسخہ یورپ میں ہے۔ "یا نبی الله انه قد بلغنی علی دوس الزما" اور دوسرے نسخوں میں ہے "قد بلغنی علی دوس الزنا" الزنا ہو یا الزنا دونوں بامعنی لفظ ہیں اور دونوں کا مقصد ایک ہی ہے۔ جس طرح ہم نے ترجمہ میں دونوں صورتوں کا اظہار کر دیا ہے۔ لیکن بلغنی اور غلبنی کے دونوں نسخوں میں سے مجھے یہ غلط معلوم ہوتا ہے یا بلغنی انه قد غلب علی دوس ہونا چاہئے تھا میں نے علیٰ کی صورت ترجمے میں اختیار کی ہے۔ فانظر هل تری فیه من وجه۔ (احمد محمودی)

اس کے بعد میں ہمیشہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہی رہا یہاں تک کہ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو فتح مکہ عطا فرمائی تو میں نے کہا اے اللہ کے رسول! مجھے عمرو بن حممہ کے ذوالکفین نامی بت کی جانب جانے کی (اجازت مرحمت) فرمایئے تاکہ میں اس کو جلا ڈالوں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ پھر توطفیل اس بت کی جانب چلے اور اس بت پر آگ روشن کرتے جاتے اور یہ کہتے جاتے تھے۔

یَا ذَا الْکَفَیْنِ لَسْتُ مِنْ عِبَادِکَا مِیْلَادُنَا اَقْدَمُ مِنْ مِیْلَادِکَا
اِنِّیْ حَشَوْتُ النَّارَ فِیْ فُؤَادِکَا

اے ذوالکفین! میں تیری پوجا کرنے والوں میں سے نہیں ہوں ہماری پیدائش تیری پیدائش سے بہت پہلے (کی) ہے۔ میں نے تیرے کلیجے میں آگ بھردی ہے۔

کہا کہ پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس لوٹ آئے اور وہ آپ کے ساتھ ہی مدینہ میں رہے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے پاس بلالیا۔ پھر جب عرب مرتد ہوگئے تو مسلمانوں کے ساتھ یہ بھی نکلے اور ان کے ساتھ ہو گئے یہاں تک کہ مقام طلیحہ اور تمام سرزمین نجد سے فراغت حاصل کر لی۔ پھر مسلمانوں کے ساتھ یمامہ کو گئے اور ان کے ساتھ ان کا لڑکا عمرو بن طفیل بھی تھا۔ وہ جس وقت یمامہ کی جانب جارہے تھے تو انہوں نے ایک خواب دیکھا اور اپنے ساتھیوں سے کہا کہ میں نے ایک خواب دیکھا ہے اس کی تعبیر مجھے بتاؤ۔ میں نے دیکھا کہ میرا سر مونڈا گیا ہے اور میرے منہ سے ایک پرند نکلا اور مجھے ایک عورت ملی۔ جس نے مجھے اپنی شرم گاہ میں داخل کرلیا اور میں نے دیکھا کہ میرا بیٹا مجھے بڑی تیزی سے تلاش کررہا ہے۔ پھر میں نے دیکھا کہ وہ مجھ تک آنے سے روک دیا گیا۔ لوگوں نے کہا کہ خواب تو اچھا ہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ واللہ! میں نے تو اس کی ایک تعبیر دی ہے۔ لوگوں نے کہا کہ خواب تو اچھا ہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ واللہ! میں نے تو اس کی ایک تعبیر دی ہے۔ لوگوں نے کہا۔ وہ کیا کہا کہ سر کا مونڈا جانا تو اس کا کٹنا ہے اور جو پرند میرے منہ سے نکلا وہ میری روح ہے اور وہ عورت جس نے مجھے اپنی شرم گاہ میں داخل کرلیا وہ زمین ہے جو میرے لئے کھودی جائے گی اور میں اس میں غائب ہو جاؤں گا اور میرے بیٹے کا مجھ کو تلاش کرنا اور مجھ تک آنے سے روک دیا جانا میں سمجھتا ہوں کہ وہ کچھ آفتوں میں مبتلا ہو جائے گا لیکن جو آفت مجھ پر آئے گی وہ اس سے بچ جائے گا۔ پس اللہ ان پر رحمت کرے وہ یمامہ میں قتل کئے گئے اور شہید ہوگئے اور ان کا لڑکا سخت زخمی ہوا لیکن پھر وہ اس سے صحت یاب ہو گیا۔ پھر یرموک کے سال عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں قتل اور شہید ہوا۔

ابن ہشام نے کہا کہ مجھ سے خلاد بن قرۃ بن خالد السد وسی وغیرہ نے بنی بکر وائل میں کے بوڑھے جاننے والوں سے سن کر بیان کیا کہ بنی قیس بن ثعلبہ بن عکابہ بن صعب بن علی بن بکر بن وائل میں کا اعشیٰ اسلام اختیار کرنے کے ارادے سے نکل کر (جب) رسول اللہ ﷺ کی جانب چلا تو رسول اللہ ﷺ کی مدح میں (یہ) کہا۔

اَلَمْ تَغْتَمِضْ عَيْنَاكَ لَيْلَةَ اَرْمَدَا وَبِتَّ كَمَا بَاتَ السَّلِيْمُ مُسَهَّدَا

آشوب زدہ آنکھ کے رات میں بند نہ ہونے کی طرح' کیا تیری بھی آنکھ سے آنکھ نہیں لگی' اور تو نے (بھی) رات اس طرح گزاری جس طرح سانپ ڈسا ہوا آدمی' جس کو سونے سے روک دیا جاتا ہے۔

وَمَا ذَاكَ مِنْ عِشْقِ النِّسَاءِ وَاِنَّمَا تَنَاسَيْتُ قَبْلَ الْيَوْمِ خُلَّةَ مَهْدَدَا

اور یہ حالت کچھ عورتوں کے عشق کے سبب سے نہیں ہوئی مہدد کی محبت تو آج سے بہت پہلے بھول چکا ہوں۔

وَلٰكِنْ اَرَى الدَّهْرَ الَّذِىْ هُوَ خَائِنٌ اِذَا صَلَحَتْ كَفَّاىَ عَادَ فَاَفْسَدَا

لیکن بے ایمان زمانہ کی حالت میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ جب میرے ہاتھ کسی چیز کو درست کرتے ہیں تو وہ دوبارہ اسے بگاڑ دیتا ہے۔

كُهُوْلًا وَشُبَّانًا فَقَدْتُ وَثَرْوَةً فَلِلّٰهِ هٰذَا الدَّهْرُ كَيْفَ تَرَدَّدَا

بہت سے ادھیڑوں اور بہت سے جوانوں اور دولت وثروت کو میں نے کھو دیا۔ خدا اس زمانے سے مجھے۔ اس کا آنا جانا کس قدر حیرت انگیز ہے۔

وَمَا زِلْتُ اَبْغِى الْمَالَ مُذْاَنَا يَافِعٌ وَلِيْدًا وَكَهْلًا حِيْنَ شِبْتُ وَ اَمْرَدَا

میں اپنے جوان ہونے کے پہلے ہی سے جبکہ میں بچہ اور بے داڑھی مونچھ کا تھا اور جب ادھیڑ ہوا اور بوڑھا ہو گیا ہمیشہ مال ہی کی جستجو میں رہا۔

وَاَبْتَذِلُ الْعِيْسَ الْمَرَاقِيْلَ تَغْتَلِىْ مَسَافَةَ مَا بَيْنَ النُّجَيْرِ فَصَرْخَدَا

اور اب سفید سرخی مائل اونٹوں کو ایسی تیز چال کے ساتھ جس میں وہ ایک دوسرے سے بڑھتے جاتے ہیں پامال کر رہا ہوں۔

اَلَا اَيُّهٰذَا السَّائِلِىْ اَيْنَ يَمَّمَتْ فَاِنَّ لَهَا فِىْ اَهْلِ يَثْرِبَ مَوْعِدَا

اے مجھ سے اس بات کے پوچھنے والو کہ آخر ان اونٹوں نے کہاں کا قصد کیا ہے۔ سن لو کہ ان کی

وعدہ گاہ یثرب والے لوگوں میں پہنچنا ہے۔

فَاِنْ تَسْاَلِیْ عَنّی فَیَارُبَّ سَائِلٍ حَفِیٍّ عَنِ الْاَعْشٰی بِہٖ حَیْثُ اَصْعَدَا

اگر تم میرے متعلق پوچھتی ہو (تو یہ کوئی عجیب بات نہیں) کیونکہ اعشیٰ کے متعلق سوال کرنے والے اور اس کے کرم فرما بہت سے ہیں کہ وہ جہاں جاتا ہے اس کے متعلق پوچھتے رہتے ہیں۔

اَجَدَّتْ بِرِجْلَیْھَا النَّجَاءَ وَرَاجَعَتْ یَدَاھَا خِنَافًا لَیِّنًا غَیْرَ اَحْرَدَا

اونٹنی نے اپنی تیز رفتاری میں پوری کوشش کی حتیٰ کہ اس کے اگلے پیر مڑ مڑ کر پڑنے لگے اور نرم ہو گئے لیکن وہ لنگڑاتی نہیں۔

وَفِیْھَا اِذَا مَا ھَجَّرَتْ عَجْرَفِیَّۃٌ اِذَا خِلْتَ حِرْبَاءَ الظَّھِیْرَۃِ اَصْیَدَا

دوپہر کے سفر میں اس اونٹنی کی رفتار میں ایک بے نیازانہ انداز ہوتا ہے جبکہ تو دھوپ میں بیٹھے ہوئے گرگٹ کو گردن اکڑائے ہوئے دیکھے۔

وَآلَیْتُ لَا آوِیْ لَھَا مِنْ کَلَالَۃٍ وَلَا مِنْ حَفًی حَتّٰی تُلَاقِیْ مُحَمَّدًا

اور میں نے قسم کھالی ہے کہ کسی تھکن یا کھر کے گھس جانے کے سبب سے میں اس پر رحم نہیں کروں گا یہاں تک کہ محمد (ﷺ) تک پہنچ جائے۔

مَتٰی مَاتُنَاخِیْ عِنْدَ بَابِ ابْنِ ھَاشِمٍ تُرَاحِیْ وَتَلْقَیْ مِنْ فَوَاضِلِہٖ نَدٰی

جب تو ابن ہاشم کے دروازے کے پاس بٹھائی جائے گی تو راحت پائے گی اور آپ کے اخلاق فاضلہ کا فیض حاصل کرے گی۔

نَبِیٌّ یَرٰی مَالَا تَرَوْنَ وَذِکْرُہٗ اَغَارَ لَعَمْرِیْ فِی الْبِلَادِ وَاَنْجَدَا

وہ ایسے نبی ہیں جو ایسی چیزیں ملاحظہ فرماتے ہیں جن کو تم لوگ نہیں دیکھتے اور آپ کی شہرت پست وبلند شہروں میں پھیل گئی ہے۔

لَہٗ صَدَقَاتٌ مَا تُغِبُّ وَنَائِلٌ وَلَیْسَ عَطَاءُ الْیَوْمِ مَانِعَہٗ غَدًا

آپ کی خیرات وعطا لگاتار اور بے وقفہ ہے آج کا دینا پھر کل دینے کے لئے مانع نہیں ہوتا۔

اَجِدَّکَ لَمْ تَسْمَعْ وَصَاۃَ مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الْاِلٰہِ حَیْثُ اَوْصٰی وَاَشْھَدَا

کیا تیری دوڑ دھوپ نے محمد (ﷺ) کی نصیحتوں کو نہیں سنا جس کی ہر نصیحت اور ہر گواہی اللہ کی اطلاع پر مبنی ہوتی ہے۔

اِذَا اَنْتَ لَمْ تَرْحَلْ بِزَادٍ مِنَ التُّقٰی وَلَا قَیْتَ بَعْدَ الْمَوْتِ مَنْ قَدْ تَزَوَّدَا

جب تو زادتقویٰ لے کر سفر نہ کرے اور موت کے بعد ان لوگوں سے ملے جو اپنے ساتھ توشہ لے گئے ہیں۔

نَدِمْتَ عَلٰی اَنْ لَا تَکُوْنَ کَمِثْلِهٖ ۔۔۔ فَتُرْصِدَ لِلْمَوْتِ الَّذِیْ کَانَ اَرْصَدَا

تو تو پچھتائے گا کہ تو ان کے سا نہ ہوگا اور موت کا منتظر رہے گا جو کبھی تیرے انتظار میں لگی ہوئی تھی۔

فَاِیَّاكَ وَالْمَیْتَاتِ لَا تَقْرَبَنَّهَا ۔۔۔ وَلَا تَاْخُذًا سَهْمًا حَدِیْدًا لِتَفْصِدَا

پس مردار چیزوں سے خود کو بچا اور ان کے قریب نہ جا اور خون بہانے کے لئے تیز تیر نہ لے (بتوں کے لئے قربانیاں نہ کر)۔

وَلَا النُّصُبَ الْمَنْصُوْبَ لَا تَنْسُکَنَّهٗ ۔۔۔ وَلَا تَعْبُدِ الْاَوْثَانَ وَاللّٰهَ فَاعْبُدَا

اوران بتوں کے پاس قربانیاں نہ کر اور مورتوں کی پوجا چھوڑ دے اور اللہ کی پرستش کر۔

وَلَا تَقْرَبَنَّ حُرَّةً کَانَ سِرُّهَا ۔۔۔ عَلَیْكَ حَرَامًا فَانْکِحَنْ اَوْ تَاَبَّدَا

کسی شریف عورت کے قریب نہ جا جس کی شرمگاہ تجھ پر حرام ہے پس شرعی شرطوں کے ساتھ نکاح کر یا عورتوں سے دور رہ۔

وَ ذَا الرَّحِمِ الْقُرْبٰی فَلَا تَقْطَعَنَّهٗ ۔۔۔ لِعَاقِبَةٍ وَلَا الْاَسِیْرَ الْمُقَیَّدَا

اور قریبی رشتہ داروں سے بطور سزا کے تعلقات نہ توڑ اور نہ قیدیوں سے بدسلوکی کر۔

وَسَبِّحْ عَلٰی حِیْنِ الْعَشِیَّاتِ وَالضُّحٰی ۔۔۔ وَلَا تَحْمَدِ الشَّیْطَانَ وَاللّٰهَ فَاحْمَدَا

اور رات دن تسبیح میں مصروف رہ شیطان کی مدح سرائی نہ کر۔ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کر۔

وَلَا تَسْخَرًا مِنْ بَائِسٍ ذِیْ ضَرَارَةٍ ۔۔۔ وَلَا تَحْسَبَنَّ الْمَالَ لِلْمَرْءِ مُخْلِدَا

حاجت مندوں اور معذوروں کی ہنسی نہ اڑا۔ مال کے متعلق یہ خیال نہ کر کہ وہ آدمی کو ہمیشگی عطا کرے گا۔

اور جب وہ مکہ میں یا اس کے قریب آیا تو قریش کے مشرکوں میں کا ایک شخص راہ میں اسے ملا اور اس نے اس کے حالات دریافت کئے تو اس نے بتلایا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جانا چاہتا ہے تاکہ اسلام اختیار کرے تو اس نے کہا اے ابوبصیر! اس شخص نے تو زنا کو حرام ٹھہرایا ہے تو اعشیٰ نے کہا واللہ! یہ چیز تو ایسی ہے کہ مجھے اس کی کوئی حاجت نہیں ہے۔ اس نے کہا۔ اے ابوبصیر! اس نے شراب کو بھی حرام قرار دیا ہے۔ تو اعشیٰ نے کہا ہاں اس کے متعلق تو نفس کی کچھ خواہشیں ہیں لیکن اب تو میں لوٹ جاتا ہوں اور اس سال اس

کے متعلق سوچ بچار کر لیتا ہوں۔ پھر اس کے بعد آؤں گا اور اسلام اختیار کروں گا اور لوٹ گیا اور وہ اسی سال مر گیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس لوٹ کر نہ آیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اللہ کا دشمن ابو جہل بن ہشام (اللہ اس پر لعنت کرے) باوجود رسول اللہ سے اس کی عداوت' دشمنی اور آپ سے سخت مخالفت کے جب آپ کو دیکھتا تو اللہ تعالیٰ اس کو آپ کے سامنے ذلیل بنا دیتا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبدالملک بن عبداللہ بن ابی سفیان الثقفی نے' جو خوب یاد رکھنے والے تھے' بیان کیا کہ اراش سے ایک شخص آیا۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے اراشہ کہا ہے' اور وہ مکہ میں چند اونٹ لایا تو ابو جہل نے ان اونٹوں کو اس سے خرید لیا لیکن ان کی قیمت کی ادائی کے لئے مدت بڑھاتا رہا تو وہ اراشی قریش کی مجلس میں آ کھڑا ہوا اور رسول اللہ ﷺ بھی مسجد کی ایک طرف تشریف رکھتے تھے۔ اس نے کہا اے گروہ قریش! ابوالحکم بن ہشام کے خلاف کوئی شخص میری مدد اور دادرسی کرنے والا ہے۔ میں تو ایک مسافر اور راہ رو ہوں اور اس نے میرا حق دبا رکھا ہے۔ راوی نے کہا کہ اس مجلس والوں نے رسول اللہ ﷺ کو بتا کر اس سے کہا کیا تجھے وہ شخص نظر آ رہا ہے جو وہاں بیٹھا ہے۔ ان لوگوں کی غرض نبی کریم ﷺ کی ہنسی لیڈ الاتھی کیونکہ آپ میں اور ابو جہل میں جو عداوت تھی وہ جانتے تھے۔ تو اس شخص کے پاس جا وہ اس کے مقابلے میں دادرسی اور مدد کرے گا۔ راوی نے کہا کہ وہ اراشی رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا اور کہا۔ اے بندۂ خدا! ابوالحکم بن ہشام نے میرا ایک حق جو اس پر ہے دبا رکھا ہے اور میں ایک مسافر راہ گیر ہوں۔ میں نے ان لوگوں سے کسی ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا جو اس کے مقابل میری دادرسی اور مدد کرے اور میرا حق اس سے مجھے دلائے تو انہوں نے مجھے آپ کے پاس جانے کا مشورہ دیا۔ اللہ آپ پر رحم کرے۔ مجھے اس سے میرا حق دلا دیجئے۔ آپ نے فرمایا ''انطلق الیہ'' چل اس کے پاس چلیں اور رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور اس کے ساتھ ہو گئے اور جب ان لوگوں نے دیکھا کہ آپ اس کے ساتھ جانے کے لئے کھڑے ہو گئے تو اپنے ساتھ والوں میں کے ایک شخص سے انہوں نے کہا اس کے پیچھے پیچھے جا اور دیکھ کہ وہ کیا کرتا ہے۔ راوی نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ابو جہل کے پاس تشریف لے گئے اور اس کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ اس نے کہا کون ہے۔ آپ نے فرمایا۔ **محمد فاخرج الی**۔ میں محمد ہوں باہر آ۔ تو وہ نکل آیا اور حالت اس کی یہ تھی اس کے چہرے میں خون کا قطرہ (تک) نہیں اور رنگ سیاہ ہو گیا تھا۔ آپ نے فرمایا۔ **اعط هذا الرجل حقه**۔ اس شخص کا حق اس کو دے دے۔ اس نے کہا بہت خوب۔ آپ یہاں سے نہ جایئے یہاں تک کہ میں اس کا حق اس کو دے

دوں۔ راوی نے کہا۔ پھر وہ گھر میں گیا اور اس کا جو کچھ حق تھا وہ لے کر باہر آیا اور اس کے حوالے کر دیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ لوٹ آئے اور اس اراشی سے فرمایا۔ الحق بشانك۔ جا اپنا کام کر۔ پھر وہ اراشی آیا اور اسی مجلس والوں کے پاس آ کھڑا ہوا اور کہا اللہ اس شخص کو جزائے خیر دے۔ واللہ اس نے میرا حق دلا دیا۔ راوی نے کہا کہ وہ شخص بھی آیا جس کو انہوں نے آپ کے ساتھ بھجوایا تھا۔ انہوں نے اس سے کہا۔ افسوس تو نے کیا دیکھا۔ اس نے کہا میں نے تو عجائبات میں کی ایک عجیب چیز دیکھی۔ اس نے تو کچھ نہ کیا۔ بس اس کا دروازہ کھٹکھٹایا اور وہ اس کی جانب نکلا تو یہ حالت تھی کہ اس کی جان اس میں نہ تھی اس نے اس سے کہا کہ اس کا حق دے دے تو اس نے کہا بہت خوب۔ آپ یہاں سے نہ جائیے یہاں تک کہ میں اس کا حق اس کو دے دوں۔ اس نے کہا کہ وہ اندر گیا اور اس کا حق لے کر باہر آیا اور وہ اس کے حوالے کر دیا۔ راوی نے کہا کہ پھر تھوڑی دیر نہ ہوئی کہ ابوجہل آیا۔ لوگوں نے کہا۔ ارے کمبخت تجھے کیا ہو گیا۔ واللہ ہم نے تو کبھی ایسا نہیں دیکھا جیسا کہ تو نے کیا۔ اس نے کہا۔ ارے کمبخو! واللہ!! وہاں کا واقعہ تو یہ تھا کہ اس نے میرا دروازہ کھٹکھٹایا اور میں نے اس کی آواز سنی تو اس کے رعب سے میری حالت ایک پتلے کی (سی) ہو گئی۔ میں اس کی جانب چلا تو دیکھا کہ اس کے سر کے اوپر ایک نر اونٹ کھڑا ہے۔ اس کی (سی) کھوپڑی اور اس کی (سی) گردن اور اس کی (سی) کچلیاں میں نے کسی اونٹ کے نہیں دیکھیں۔ واللہ اگر میں انکار کرتا تو (وہ) مجھے کھا جاتا۔

رکانہ المطلبی کا حال۔ رسول اللہ ﷺ سے اس کی کشتی

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے ابواسحٰق بن یسار نے کہا کہ رکانہ بن عبد یزید بن ہاشم بن عبدالمطلب بن عبد مناف قریش میں کا قوی ترین شخص تھا۔ وہ ایک روز مکہ کی گھاٹیوں میں سے ایک گھاٹی میں رسول اللہ ﷺ سے تنہا ملا تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا:

یارکانۃ الا تتقی اللّٰہ وتقبلُ ما ادعوك الیه.

''اے رکانہ۔ کیا تو اللہ سے ڈرتا نہیں اور جس طرف میں تجھ کو بلاتا ہوں اس کو قبول نہیں کرتا''۔

اس نے کہا کہ اگر میں اس بات کو جان لیتا کہ جو بات تم کہتے ہو سچی ہے تو ضرور تمہاری پیروی کرتا۔

راوی نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَفَرَاَیْتَ اِنْ صَرَعْتُكَ اَتَعْلَمُ اَنَّ مَا اَقُوْلُ حَقٌّ.

''اچھا یہ تو بتا کہ اگر میں تجھے پچھاڑ دوں تو کیا تجھے یہ بات معلوم ہو جائے گی کہ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں وہ سچ ہے''۔

اس نے کہا۔ہاں' آپ نے فرمایا:

فَقُمْ حَتّٰی اُصَارِعَكَ.

''تو اٹھ کہ میں تجھ سے کشتی لڑوں''۔

راوی نے کہا کہ رکانہ اٹھ کر آپ کی طرف آیا اور آپ سے کشتی لڑی۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ نے اس کو پکڑا تو زمین پر اس طرح لٹا دیا کہ وہ بالکل بے بس تھا۔ پھر اس نے کہا۔اے محمد! دوبارہ کشتی لڑو تو آپ نے اس سے دوبارہ کشتی کی اور (پھر) اسے پچھاڑ دیا۔ راوی نے کہا کہ اس نے کہا۔اے محمد! یہ تو (بڑی) عجیب بات ہے (کہ)۔تم مجھے پچھاڑتے ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

فَاَعْجَبُ مِنْ ذٰلِكَ اِنْ شِئْتَ اَنْ اُرِيَكَهُ اِنِ اتَّقَيْتَ اللّٰهَ وَاتَّبَعْتَ اَمْرِيْ.

''اس سے بھی زیادہ عجیب بات اگر تو چاہے تو میں تجھے بتاؤں اس شرط سے کہ اللہ سے ڈرے اور میرا حکم مانے''۔

اس نے کہا وہ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا:

اَدْعُوْلَكَ هٰذَا الشَّجَرَةَ الَّتِيْ تَرٰى فَتَاْتِيْنِيْ.

''تیری خاطر میں اس درخت کو جس کو تو دیکھ رہا ہے بلاؤں تو وہ آ جائے گا''۔

اس نے کہا اچھا بلایئے تو آپ نے اس کو بلایا تو وہ آیا اور آ کر رسول اللہ ﷺ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ راوی نے کہا کہ پھر آپ نے اس سے فرمایا:

اِرْجِعِيْ اِلٰى مَكَانِكِ.

''اپنی جگہ لوٹ جا تو وہ درخت اپنی جگہ لوٹ گیا''۔

راوی نے کہا کہ پھر رکانہ اپنی قوم کے پاس گیا اور کہا اے بنی عبد مناف۔ روئے زمین کے لوگوں کا اپنے دوست سے جادو میں مقابلہ کراؤ واللہ۔ میں نے اس سے زیادہ جادوگر کبھی کسی کو نہیں دیکھا پھر اس نے انہیں وہ واقعات سنائے جو اس نے دیکھے اور جو کچھ ہوا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد حبشہ کے نصرانیوں میں سے جنہیں آپ کی خبر معلوم ہوئی تقریباً بیس آدمی آپ کے پاس اس وقت آئے جبکہ آپ مکہ ہی میں تھے تو آپ کو مسجد ہی میں پایا۔ وہ آپ کے پاس آ کر بیٹھے اور آپ سے گفتگو کی جبکہ قریش کے لوگ کعبۃ اللہ کے اطراف اپنی اپنی مجلسوں میں بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ رسول اللہ ﷺ سے جو جو سوالات کرنا چاہتے تھے کر چکے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو اللہ تعالیٰ کی جانب دعوت دی اور انہیں قرآن پڑھ کر سنایا۔ جب انہوں نے قرآن کی تلاوت سنی تو ان کی آنکھوں سے

آنسو بہنے لگے اور انہوں نے دعوت الٰہیہ قبول کی اور اللہ پر ایمان لائے اور اس کی تصدیق کی اور ان کی کتابوں میں آپ کے متعلق جو اوصاف درج تھے انہوں نے اس کو جان لیا اور پھر جب وہ آپ کے پاس سے اٹھ کر جانے لگے تو ابوجہل ابن ہاشم قریش کے چند لوگوں کے ساتھ ان سے راہ میں آملا اور ان لوگوں سے اس نے کہا۔ اللہ تمہارے اس قافلے کو محروم رکھے جس کو تمہارے دین کے ان لوگوں نے تمہیں بھیجا ہے جو تم سے پیچھے رہ گئے ہیں کہ تم ان کے لئے راہ کا نشیب و فراز دیکھو اور اس شخص کے حالات ان تک پہنچاؤ۔ تم اس شخص کے پاس اطمینان سے بیٹھے بھی نہیں کہ تم نے اپنا دین چھوڑ دیا اور اس نے جو کچھ کہا اس پر تم نے آمنا و صدقنا کہہ دیا۔ تمہارا سا احمق قافلہ تو ہم نے کبھی نہیں دیکھا یا اسی طرح کی باتیں انہوں نے ان سے کیں تو انہوں نے ان سے کہا تمہیں ہمارا سلام ہے۔ ہم تم سے جہالت میں مقابلہ کرنا نہیں چاہتے۔ ہمیں ہمارا طریقہ اور تمہیں تمہارا طریقہ ہم نے اپنے لئے بھلائی کی طلب میں کوتاہی نہیں کی ہے۔ بعض کہتے ہیں یہ جو قافلہ آیا تھا۔ نجران کے نصرانیوں کا تھا۔ اللہ بہتر جانتا ہے کہ کونسی بات ٹھیک ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ آیتیں انہیں کے متعلق اتریں۔ واللہ اعلم

﴿ اَلَّذِيْنَ آتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ يُؤْمِنُوْنَ وَاِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖٓ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَآ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِيْنَ اِلٰى قَوْلِهٖ لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي الْجٰهِلِيْنَ ﴾

"اس سے پہلے ہم نے جن لوگوں کو کتاب دی ہے وہ اس پر ایمان رکھتے ہیں اور جب اس کی ان پر تلاوت کی جاتی ہے تو وہ کہتے ہیں ہم نے اس کو مان لیا۔ بے شبہ وہ حق ہے۔ ہمارے پروردگار کی جانب سے ہے۔ ہم تو اس سے پہلے ہی مطیع ہو گئے تھے۔ اس کے اس قول تک ہمیں ہمارے اعمال اور تمہیں تمہارے اعمال۔ ہمارا تمہیں سلام، ہم جاہلوں کو (اپنا مخاطب بنانا) نہیں چاہتے"۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ میں نے ابن شہاب الزہری سے ان آیتوں کے متعلق پوچھا کہ یہ کس کے بارے میں نازل ہوئی ہیں تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ میں اپنے علماء سے یہی سنتا رہا ہوں کہ یہ نجاشی اور ان کے ساتھیوں کے متعلق اتری ہیں اور سورہ مائدہ کی یہ آیتیں بھی:

﴿ ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ اِلٰى قَوْلِهٖ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ﴾

"ان کی یہ حالت اس وجہ سے ہے کہ ان میں کے بعض افراد علماء ہیں اور مشائخ ہیں اور بڑائی

نہیں چاہتے۔'' سے'' اس کے قول پس (صداقت اسلام پر) گواہی دینے والوں کے ساتھ ہمیں بھی لکھ لیجئے'' تک''۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ مسجد میں اپنے نادار اصحاب خباب وعمار اور ابوفکیہ۔ یسار۔ صفوان بن امیہ بن محرث کے غلام اور صہیب اور انہیں کے سے مسلمانوں کے ساتھ تشریف رکھتے تو قریش ان کی ہنسی اڑاتے اور ان میں کا ہر ایک دوسرے سے کہتا یہ لوگ اس شخص کے ساتھی ہیں یہ جیسے کچھ ہیں تم لوگ دیکھ رہے ہو کیا اللہ نے ہم سب میں سے انہیں لوگوں کو ہدایت وحق کی نعمت دے دی محمد (ﷺ) جس چیز کو لایا ہے وہ اگر نیکی ہوتی تو یہ لوگ اس کی طرف ہم سے آگے نہ بڑھتے اور ہمیں چھوڑ کر اللہ انہیں اس نعمت سے مخصوص نہ کرتا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں کے متعلق (یہ آیتیں) نازل فرمائیں:

﴿ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ وَكَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِّيَقُوْلُوْا اَهٰؤُلَاءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْ بَيْنِنَا اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ وَاِذَا جَاءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴾

''جو لوگ صبح شام اپنے پروردگار کو پکارتے اور اس کی توجہ طلب کرتے رہتے ہیں انہیں تو (اپنے پاس سے) دور نہ کر ان کے حساب میں سے تجھ پر (یعنی تیرے ذمہ) کچھ نہیں اور نہ تیرے حساب میں سے ان پر (یعنی تیرے ذمہ) کچھ ہے تو انہیں (اپنے پاس سے) دور کر دے گا تو (تیرا شمار) ظالموں میں ہوگا اور ہم اسی طرح لوگوں میں کے بعض کو بعض کے ذریعہ آزماتے ہیں تا کہ وہ (یہ) کہیں کہ کیا اللہ نے ہم میں سے انہیں لوگوں پر احسان فرمایا ہے۔ کیا شکر گزاروں سے اللہ خوب واقف نہیں ہے۔ اور جب تیرے پاس وہ لوگ آئیں جو ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں تو ان سے کہہ کہ تم پر سلام ہو۔ تمہارے پروردگار نے رحم کرنا خود پر لازم کر لیا ہے کہ تم میں سے جو شخص نے نادانی سے کوئی برا کام کیا پھر اس نے توبہ کر لی اور درست طریقہ اختیار کر لیا تو بے شبہ وہ بہت ڈھانک لینے والا اور بڑا رحم فرماتے والا ہے''۔

اس بات کا بھی مجھ کو علم ہوا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اکثر کوہ مروہ کے پاس ایک نصرانی لڑکے کی دوکان کے قریب تشریف فرما ہوا کرتے تھے جس کا نام جبر تھا اور ابن الحضرمی کا غلام تھا اس لئے لوگ کہا کرتے تھے کہ بہت سی باتیں جن کو محمد (ﷺ) پیش کرتا ہے وہ صرف ابن الحضرمی کے چھوکرے جبر نصرانی کی سکھائی

ہوئی ہیں اس لئے اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ان کا قول (اور اس کا جواب) نازل فرمایا:

﴿ إِنَّمَا يُعَلِّمُهُ بَشَرٌ لِسَانُ الَّذِي يُلْحِدُونَ إِلَيْهِ أَعْجَمِيٌّ وَهَذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُبِينٌ ﴾

''(وہ کہتے ہیں) اس کو تو ایک آدمی تعلیم دیا کرتا ہے جس کی جانب ناحق ان کا میلان ہے وہ تو ایک عجمی شخص ہے اور یہ (قرآن) تو عربی واضح زبان ہے''۔

ابن ہشام نے کہا کہ یلحدون الیہ کے معنی یمیلون الیہ کے ہیں یعنی اس کی جانب میلان رکھتے ہیں اور الحاد کے معنی میل عن الحق کے ہیں یعنی ناحق میلان۔ رؤبہ نے کہا ہے۔

اِذَا تَبِعَ الضَّحَّاكَ كُلُّ مُلْحِدِ.

جبکہ ناحق کی جانب ہر میلان رکھنے والا ضحاک کا پیرو بن گیا۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہاں ضحاک سے مراد ضحاک خارجی ہے اور یہ بیت اس کے ایک بحر رجز کے قصیدے کی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھے یہ بھی خبر ملی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کا ذکر آتا تو عاص بن وائل السہمی کہا کرتا تھا۔ اجی اس کا ذکر چھوڑو (بھی) وہ تو ایک بے اولادا ہے۔ اس کے بعد رہنے والا کوئی نہیں۔ یہ جب مرجائے گا تو اس کی کوئی نسل نہ رہے گی اور تمہیں اس (کے فتنوں) سے آرام مل جائے گا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق نازل فرمایا:

﴿ إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ ﴾ ''بے شبہ ہم نے تجھے خیر کثیر عطا فرمائی ہے''۔

جو تیرے لئے دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔ الکوثر کے معنی العظیم کے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا لبید بن ربیعہ الکلابی نے کہا ہے۔

وَصَاحِبِ مَلْحُوبٍ فُجِعْنَا بِيَوْمِهِ وَعِنْدَ الرِّدَاعِ بَيْتُ آخَرَ كَوْثَرِ

ملحوب والے شخص (کی موت) کے روز تو ہمیں بڑی تکلیف ہوئی اور مقام دواع کے پاس بھی ایک دوسرا گھر ہے جو بڑی عظمت والے کا ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ وہ بڑی عظمت والا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ ملحوب والے سے مراد عوف بن الاحوص بن جعفر بن کلاب ہے جو مقام ملحوب میں مرا اور ''عندالرداع بیت آخر کوثر'' سے مراد شریح بن الاحوص بن جعفر بن کلاب ہے جو مقام رداع میں مرا اور کوثر سے مراد کثیر ہے اور یہ لفظ کثیر ہی سے نکلا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ کمیت بن زید نے ہشام بن عبدالملک بن مروان کی تعریف میں کہا ہے۔

وَاَنْتَ كَثِيْرٌ يَا ابْنَ مَرْوَانَ طَيِّبٌ　　وَكَانَ اَبُوْكَ ابْنَ الْعَقَائِلِ كَوْثَرًا

اے مروان کے بیٹے! تو تو اچھا اور عظمت والا ہے ہی لیکن تیرا باپ تو شریف عورتوں کی اولاد اور بہت بڑی عظمت والا تھا۔ اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ امیہ بن عائذ الہذلی نے ایک گورخر کا وصف بیان کرتے ہوئے کہا ہے۔

وَ يَحْمِى الْحَقِيْقَ اِذَا مَا احْتَدَمْ　　نَ حَمْحَمَ فِىْ كَوْثَرٍ كَالْجِلَالْ

قابل نگرانی کاموں کی وہ نگرانی کرتا ہے اور جب گورخر مادائیں تیزی کے ساتھ بہت دوڑنے لگتی ہیں تو کثرت غبار کی جھول میں وہ ہنہنانے لگتا ہے۔

شاعر نے کوثر سے کثرت غبار مراد لی ہے اور اس کی کثرت کے سبب سے اس کو جھول سے تشبیہ دی ہے اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہ مجھ سے جعفر بن عمرو نے۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ جعفر عمرو بن جعفر بن عمرو بن امیۃ الضمری کا بیٹا ہے۔ محمد بن شہاب الزہری کے بھائی عبداللہ بن مسلم سے اور انہوں نے انس بن مالک سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس وقت سنا جب کہ آپ سے کہا گیا کہ اے اللہ کے رسول! کوثر جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عنایت فرمایا ہے وہ کیا چیز ہے۔ فرمایا:

نَهْرٌ كَمَا بَيْنَ صَنْعَاءَ اِلٰى آيلَةَ آنِيَتُهُ كَعَدَدِ نُجُوْمِ السَّمَاءِ تَرِدُهُ طَيْرٌ لَهَا اَعْنَاقٌ كَاَعْنَاقِ الْاِبِلِ.

''وہ ایک نہر ہے (جس کا طول) مقام صنعاء سے ایلہ (کے طول) کا سا ہے۔ اس کے (پانی پینے کے) برتن آسمان کے تاروں کی شمار میں ہوں گے۔ اس میں ایسے پرند پانی پینے کو آئیں گے جن کی گردنیں اونٹوں کی گردنوں کی طرح ہوں گی''۔

راوی نے کہا کہ عمر بن الخطاب عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ! وہ تو ضرور نرم و نازک ہوں گے۔ فرمایا:

آكِلُهَا اَنْعَمُ مِنْهَا.

''ان کا کھانے والا ان سے زیادہ نازک ہوگا''۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ہم نے اسی حدیث میں یا اس کے سوا دوسری کسی حدیث میں سنا کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

مَنْ شَرِبَ مِنْهُ لَا يَظْمَا اَبَدًا.

''جس شخص نے اس میں سے (پانی) پی لیا وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا''۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دی۔ ان سے گفتگو کی اور انہیں پیام بھی پہنچا دیا تو زمعہ بن الاسود اور النضر بن الحرث اور الاسود بن عبد یغوث اور ابی بن خلف اور العاص بن وائل نے کہا۔ اے محمد! (ﷺ) کاش تمہارے ساتھ ایک فرشتہ ہوتا اور تمہاری جانب سے لوگوں سے باتیں کرتا اور تمہارے ساتھ ساتھ نظر آتا رہتا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق ان کا یہ قول (اور اس کا جواب) نازل فرمایا:

﴿ وَ قَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَیْهِ مَلَكٌ وَلَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِیَ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا یُنْظَرُوْنَ وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّ لَلَبَسْنَا عَلَیْهِمْ مَّا یَلْبِسُوْنَ ﴾

''انہوں نے کہا کہ اس پر کوئی فرشتہ کیوں نہ اتارا گیا اور اگر ہم کوئی فرشتہ نازل فرماتے تو بس معاملہ کا فیصلہ ہی ہو جاتا (کہ فرشتہ کے دیکھنے کی ناقابلیت کے سبب' دیکھتے ہی دم نکل جاتا) پھر انہیں مہلت بھی نہ دی جاتی۔ اور اگر ہم اسے (ان کے دیکھ سکنے کے قابل) کوئی فرشتہ بناتے تو اسے (رسول ہی کا سا) کوئی مرد بناتے' اور (اس صورت میں) ہم ان پر (اس صورت کے اقتضا سے) وہی شبہے کرتے' جن شبہوں میں وہ اب بھی پڑے ہوئے ہیں''۔

ابن اسحٰق نے کہا مجھے یہ خبر بھی ملی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ولید بن المغیرہ اور امیہ بن خلف اور ابو جہل بن ہشام کے پاس سے گزرے تو انہوں نے آپ پر طعن و تشنیع کی اور آپ کی ہنسی اڑانے لگے تو اس کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کو غصہ آیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے اس سلوک کے متعلق آپ پر وحی نازل فرمائی:

﴿ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِیْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ ﴾

''بے شک تجھ سے پہلے بھی رسولوں کی ہنسی کی گئی تو جس چیز کے متعلق انہوں نے ہنسی اڑائی (یعنی عذاب) وہ چیز ان لوگوں میں سے ان (افراد) کو چمٹ گئی جنہوں نے مسخرا پن کیا تھا''۔

تمّت